

جوابی عرض

WWW.PAKSOCIETY.COM

آخری عشق نمبر

جلد 2014

RS:90

ماں کی یاد میں

----- علی شان لاہور

ماں ماں کیا محاسن ہے ان الفاظوں میں قسم خدا کی دل کو بہت سکون ملتا ہے ماں دونوں ہونٹ بچو جاتے ہیں پیاری ماں کا نام لینے سے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بھی رشتہ عزیز نہیں ہے ماں بھی ماں اگر باپ چھوڑ جائے تو ماں ہی باپ بن کر اولاد کو ہر وہ خوشی دیتی ہے جو ماں باپ دونوں سے ملتی تھی اور ماں ہی باپ ماں ہی دوست ماں ہی گھر کی رونق ماں ہی وہ خانہ کعبہ جس ایک بار پیار سے دیکھ لیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری حج ادا ہوگئی اور ماں ہی دنیا کی وہ ہر راز جو اپنی اولاد کے ہر عیب چھپاتی ہے ماں ہی ہمدرد جو اپنے بچے کو بھی درد و محبت میں دیکھ کر سکون نہیں دیتی جب تک اس کا لال ٹھیک نہ ہو جائے ماں ہی ہر رشتہ ہے ماں کسی بھی رشتے کا احساس نہیں ہونے دیتی ماں آج میں لوگوں کو وہ باتیں بتانے جا رہا ہوں جو آج تک میرے دل میں ہی رہیں تھیں راز کی باتیں ہیں ماں جب بھی میں گھر سے باہر نکلتا ہوں تو مجھے گرمی ستاتی ہے سردی لگ جاتی ہے لیکن یہ بات میں نے آزمائی ہے کہ جب آپ کا دیدار پیار سے کر کے جاتا ہوں تو مجھے کچھ بھی نہیں ہوتا ماں میں آپ کو خوش کر کے جاتا ہوں تو کیا آپ میرے جانے کے بعد میرے لئے دعائیں کرتیں ہیں اسی لیے تو مجھے گرمی سردی کا احساس نہیں ہوتا کیوں کہ آپ کی دعائیں میرے سر پر ہمیشہ سایہ بن کر رہتی ہیں اور دوسری بات ماں آپ کو تو پتہ ہے میں آپ کے پاؤں کی طرف بیٹھ کر کھانا کھاتا ہوں جانتی ہیں کیوں میں نے آپ سے دور بیٹھ کر جب بھی کھایا ہے مجھے ذرا مزہ نہیں آتا ماں آپ سے باتیں کرتے کرتے کھانا رہتا ہوں روح کو جسم کو اک سکون سا ملتا جاتا ہے ہانکل میں اپنے دوست کے گھر گیا وہ کالی عرصے بعد آیا تھا جب وہ اپنے گھر کا دروازہ گزرا تو اس کی چٹخیں نکل گئیں کیوں کہ پہلے اس کی ماں اس کے آنے کی خبر سن کر گھر کو صاف کر کے اس کے لیے طرح طرح کے کھانے بنا کر دروازے میں کھڑی ہو کر اس کا انتظار کرتی تھیں مگر آج جب وہ گھر گیا تو دیواروں سے اپنا سر ٹکرا کر بہت رو یا ماں کو ہر کمرے میں جا کر آوازیں دیں ہر کونے میں ڈھونڈا مگر اس کی ماں کی آواز نے اسے ایک بار بھی نہیں پیار سے کہا بسم اللہ میرا لال آ گیا نہ کسی نے اس کا ہاتھ چومنا نہ کسی نے اسے دونوں ہاتھوں سے اس کے سر پر پیار ہی دیا ماں جب میں نے یہ منظر دیکھا تو مجھ سے رہا نہیں گیا میں نے اسے چپ نہیں کروایا میں تو بھاگا کہ ہائے میری امی ماں مجھے ایسا لگا کہ دنیا اندھیری ہوگئی ہے دنیا بے رونق ہوگئی ہے زندگی بھری ہے سانسیں انک رہی ہیں میں مجھے نہیں پتہ میں گرتا سنبھلتا کیسے گھر تک آیا تھا آپ سو رہی تھیں مگر نجانے میں کوئی گستاخی کر لیتا آپ کو جگانے کی مگر آپ گہری نیند میں تھیں میری آوازوں سے نہ اٹھیں تو میں نے چپکے چپکے آپ کے پاؤں جو مے میں نے اپنے لب بہت ہی آہستہ آپ کے پاؤں کو لگائے کہ میری امی جان کی نیند خراب نہ ہو جائے پھر جب تک آپ جاگیں نہیں میں وہی پر بیٹھا آپ کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا جب آپ جاگ گئیں تو میں نے آپ کی گود میں سر رکھ کر آپ کے ہاتھ جو مے میں مجھے پتا نہیں کیوں کچھ ہی دیر میں آپ کی کئی بار دیتی ہے ماں بھی بھی مجھے اپنی آنکھوں سے دور نہ کرنا آپ کی جدائی میری موت ہے ماں آئی لو یو مٹی پیاری ہیں آپ۔ علی شان۔

جواب علی شان
2014 جانی Digest.pk

ذاتی صفحہ

محترم قارئین کرام۔ السلام وعلیکم۔ کہے ہیں آپ سب امید سے کہ بالکل ٹھیک ہوں گے۔ آج ہم آپ کے دربر و حاضر ہو رہے ہیں سوچا ہے کہ آپ لوگوں سے کچھ باتیں جو جائیں کچھ دکھ کچھ ادھر کی کچھ ادھر کی آج جواب عرض کو معرض وجود میں آئے ہوئے چالیس سال بیت گئے ہیں کیسے بیت گئے ہیں پتہ نہیں چلا۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے کل کی بات ہو۔ اور چالیس سال سے جواب عرض کو چلانے والے آپ ہی ہیں آپ کے تعاون سے ہم آج اس منزل پر پہنچے ہیں کہ جواب عرض کا یہ پودا جو شہزادہ عالمگیر صاحب نے آج سے چالیس سال پہلے لگایا آج تناور درخت بن گیا ہے یہ صرف ہماری محنتوں کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ آپ کی محنتوں آپ کی محنتوں آپ کی چاہتوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم جواب عرض کے اس پلیٹ فارم میں کھڑے ہیں جس کی شاخیں پوری دنیا میں جانی ہیں پوری دنیا میں جواب عرض کا نام ہے جہاں جہاں پاکستانی آباد ہیں وہاں وہاں جواب عرض پہنچتا جا رہا ہے یہ سب آپ کی محنتوں کا نتیجہ ہے کہ آج ادارہ جواب عرض بہت مضبوط ہو چکا ہے۔ لیکن حالات کی سنگینی اور بڑھتی ہوئی مہنگائی نے ہمیں مجبوراً کچھ فیصلہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ ہمارے اس فیصلے کو آپ سب ویکم کہیں گے عالمگیر کی وفات کے بعد ہم جانتے ہیں کہ ہم پر کیا کچھ پڑا لیکن ہم نے ہمت نہ ہاری۔ مہنگائی بڑھتی رہی لیکن ہم حالات کا مقابلہ کرتے رہے لیکن آج کا غم کے بہت زیادہ ریٹ بڑھ جانے کی وجہ سے۔ پر مہنگ کے ریٹ بڑھ جانے کی وجہ سے مجبور ہمیں جواب عرض اور خوناک ڈائجسٹ کی قیمتوں میں پانچ پانچ روپے کا اضافہ کرنا پڑا ہے۔ لیکن ہمیں فکر ہے آپ سب ساتھیوں پر کہ آپ ہماری اس مجبوری کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے ہمارے فیصلے پر آمین کہیں گے آپ ساتھیوں کے تعاون سے ہی ہم چلتے آ رہے ہیں آپ آگے بڑھتے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ آگے ہی آگے بڑھتے جائیں گے۔ تین سال تک ہم نے قیمت نہ بڑھائی ہم خود ہی اندر اندر رہی مارکیٹ کا بوجھ برداشت کرتے رہے لیکن اب مجبوراً آپ ساتھیوں کے سامنے حاضر ہونا پڑا ہے امید ہے کہ جواب کے چاہنے والے پہلے کی طرح ہی اس جواب عرض کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ اور ہمارے سر کو فخر سے بلند رکھیں گے ہمیں آپ سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ آپ کا تعاون ہمارا بوجھ کچھ کم کر سکتا ہے اور ہم کوشش کرتے جا رہے ہیں کہ اپنے رائٹرز کی سنوری کو جلد سے جلد شائع کرنے کی کوشش کریں اور ان قارئین سے بھی گزارش ہے کہ جنہوں نے آج تک جواب عرض میں نہیں لکھا ہے وہ بھی کوشش کریں اور جواب عرض کے اس گلدستے میں اپنی مہکوں کے رنگ جمائیں۔ انشاء اللہ اب ہر ماہ آپ لوگوں میں اپنی حاضری دیتے رہیں گے تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو سکے کہ ہم جواب عرض کو نکھارنے میں کیا کیا پلان ترتیب دے رہے ہیں۔ قارئین کرام آپ کو جولائی 2014ء کا جواب عرض 90 روپے اور خوناک ڈائجسٹ 70 روپے میں ملے گا۔ جواب عرض کے بارے میں آپ کی کیا سوچیں ہیں کیا کیا رائے ہیں ہمیں خط کے ذریعے مطلع کرتے رہنا۔ تاکہ ہم آپ سب کی تجویز کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہو سکیں۔ (ادارہ جواب عرض)

ذاتی صفحہ 6 جولائی 2014
Digest.pk

درود پاک کی برکات

سچ میں ایک امیر کبیر سوداگر رہتا تھا اس کے دو لڑکے تھے اس خوش نصیب کے پاس دنیاوی دولت کے علاوہ ایک نعمت عظمت یہ تھی کہ اس کے پاس سرکارِ دو عالم ﷺ کے تین بال مبارک تھے جب وہ خوش بخت فوت ہوا تو اس کے دونوں بیٹوں نے باپ کی جائیداد آپس میں تقسیم کر لی اور جب موئے مبارک کی باری آئی تو بڑے لڑکے نے ایک بال مبارک خود لے لیا اور ایک چھوٹے کو دے دیا تیسرے بال مبارک کے بارے میں بڑے نے کہا کہ اسے آدھا آدھا کر لیں چھوٹے نے کہا اللہ کی قسم میں ایسا نہیں ہونے دوں گا کون ہے جو رسول ﷺ کے بال مبارک کو توڑے بڑے نے جب اپنے چھوٹے بھائی کی عقیدت اور ایمانی تقاضا دیکھا تو بولا اگر تجھے اس بال کے ساتھ اتنی ہی محبت ہے تو یوں کر یہ تینوں بال تو رکھ لے اور باپ کی جائیداد کا اپنا حصہ بھی مجھے دے دے چھوٹے نے یہ سن کر کہا واہ رے قسمت مجھے اور کیا چاہئے ایمان والا ہی اس نعمت عظمیٰ کی قدر جانتا ہے دنیا دار کمینہ کیا جانے چنانچہ بڑے نے دنیا کی دولت لے لی اور چھوٹے نے تینوں موئے مبارک لے لیے اور انہیں بڑے ادب و احترام سے رکھ لیا جب شوقِ غالب ہوتا تو زیارت کر لیتا اور درودِ پاک پڑھتا اور اس ذاتِ جل جلال کی بے نیازی دیکھو کہ اس کے بڑے بھائی کا مال چند دنوں میں ہی ختم ہو گیا اور وہ کنگال ہو گیا بقول شاعر دنیا چھپے دین و نہ جایا تے دنی نہ چلی ساتھ ۔۔۔ پھر کو باز لہار یا مور کھائے ساتھ

اللہ تعالیٰ نے چھوٹے کے مال میں برکت ڈال دی اور وہ خوش حال ہو گیا پھر جب حبیب خدا ﷺ کا جائزہ وفات پا گیا تو کسی نے خواب میں دیکھا رحمتِ دو عالم حضرت محمد ﷺ کی زیارت کی اور اسے بھی ساتھ دیکھا سیدِ نادو عالم ﷺ نے فرمایا۔ اے میرے امتی تو لوگوں میں اعلان کر دے جس کسی کو کوئی حاجت کوئی مشکل پیش ہو تو وہ اس قبر پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرے اس نے بیدار ہو کر اعلان کر دیا تو اس عاشقِ رسول ﷺ کی قبر مبارک کو ایسی مقبولیت نصیب ہوئی کہ لوگ دھڑا دھڑا اس قبر پر حاضر ہونے لگے اور پھر یہاں تک نوبت آ گئی اگر کوئی سوار ہو کر وہاں سے گزرے تو برائے ادب سواری سے نیچے اتر جاتا اور پیدل چلتا اور نزہۃ المجالس میں ہے کہ بڑے بھائی کا مال ختم ہو گیا اور وہ بالکل فقیر ہو گیا اس نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور اپنی حالت کی شکایت کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے بد نصیب تو بال مبارک پر دنیا کو ترجیح دی اور تیرے بھائی نے وہ موعئے مبارک لے لیا اور جب وہ بال مبارک کو دیکھتا تو مجھ سے درود پڑھتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو دونوں جہانوں میں نیک اور سعید کر دیا تب وہ بیدار ہوا تو چھوٹے بھائی کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے خلاموں میں شامل ہو گیا۔ (نزہۃ المجالس۔)

PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ولی محمد اعوان لاہور اور عافیہ گوندل کی شاعری

غزل
میری ہر نظر تیری منتظر تیری ہر نظر
کسی اور کسی
میری زندگی تیری زندگی تیری
زندگی کسی اور کسی
کبھی وقت جو ملے تیری ہر گھڑی
کسی اور کسی
مجھے صرف تیری طلب تھی پر جانے
مجھے تو کیوں نہ ملا
تو اسے ملا میرے سامنے جیسے تھی
طلب کسی اور کسی
وقت بھی ملے تو ذرا آ کے دیکھ
میرے حالات کو
کوئی الودعی موسم کا ذکر چھڑے تو
میرے اشعار وہ ہیں جتنے اس کے
کر دینا نام تو
تیری تلاش میں ہم بٹھو دکھو دیا ولی
مجھ کو تیرے ملنے کی آس رہتی ہے
آج بھی
سکھا دیا ہے سب کو ہنر اپنا ہم نے
رکھا نہیں ہے پاس کوئی بھی لوٹا دیا
ہے ہم نے
اب میری ہر نظر ٹھہری ہے منتظر
تیری
تو زندگی بن گیا ایس جب سے
میری
غزل
خاک مجھ میں کمال رکھا ہے

آقا تیری رمتوں نے پال رکھا
دسک
کیا ہے ملتا جواب دیکھیں گے
عدل کرے تے تھر تھر کہیں
ہوا تھی تو بہت لیکن وہ شام جیسے
لوچیاں شام والے
جے کرم کریں تے بخشے جادو مجور
سک رہی تھی
جنے منہ کالے
عجیب قصہ سنا دیا ہے
کہ جس کون کے تمام پتے سک
رہے تھے بلک رہے تھے
جانے کس سانچے کے غم میں شجر
مجاہد مارو گے
بہت تلاش ہم نے تم کو ہر رستہ ہر
اک وادی
ہر اک پریت ہر اک وادی
مگر کہیں سے یہ خبر نہ آئی تو یہ کہہ
کے ہم نے دل کو کالا
ہوا تھی گی تو دیکھ لیں گے
ہم اس کے دستوں کو ڈھونڈ لیں
گے
بقیہ عافیہ گوندل
انکو جب بے نقاب دیکھیں گے
اک مہکتا ہوا گلاب دیکھیں گے
ان کا چہرہ کتاب جیسا ہے
پڑھ کے ہم یہ کتاب دیکھیں گے
دوہرو میرے چاند سے اب کے
آج ہم بے حساب دیکھیں گے
سایہ اس وقت ڈھل چکا ہوگا
مڑ کے جب بھی جناب دیکھیں
گے چل کے عافی آج تم بھی

مگر ہماری یہ خوش خیالی جو ہم کو
بر باد کر گئی تھی
ہوا تھی تھی ضرور لیکن بڑی ہی
مدت گزر چکی تھی
ہمارے بالوں کے جنگلوں میں
سفید چاندی اتر چکی تھی
فلکل پہ تارے نہیں رہے تھے
گلاب پیارے نہیں رہے تھے
عافیہ گوندل

Digest.pk

عزیز

جس پہ جنتی ہیں مثالی آنکھیں
بھری بھر یہ ہیں شرم و حیا سے
حیا جو آئی تو جھکا لیں آنکھیں
دیکھیں تمہیں جو سراغھا کے
ہولے ہولے مسکرا دی آنکھیں
نگاہیں تم سے جو مل گئی ہیں
شرم سے پھر جو پکا دی آنکھیں
آنکھیں یہ تیری آنکھیں
دیکھا جو تم کو بتا دی آنکھیں
ماری ڈالو کے نظروں سے مجھ کو
کہا تو میں نے بنائی آنکھیں
دیکھتے ہو جو روز چہرہ بڑی مدت
ست ہیں سنبھالی آنکھیں
ماشا واللہ ہنسنے بدور
اللہ اللہ یہ نرالی آنکھیں
کس نے اب یہ تعریف کر دی
اس نے کابل سے سجالی آنکھیں
رومی آنکھوں میں کتنے ہیں دیپ
روشن
کبھی خوشیوں سے ہوں نہ خالی
آنکھیں
عبدالجبار رومی انصاری لاہور

لا رہے دے دے کے کسی کر دے
ہو رشکار ہائے
در اصل یا سین تے لت رکھ سکے
تسی چٹنا چاہندے پار ہائے
.....
اے رب سائیں عرش دی تختی
توں اک نگرہوں انکھ مناجا
بچ وقت عبادتوں کراں میں
میرے دروندے نین ہسا چا
تو آپ رحیم کریم جو ہیں میرے
اجڑے بخت بنا چا
باقی قسمت محسن دی اپنی ہے اک
وارتے یار ملا چا
.....
محسن بدنام زمانے میں بدنام تو
ہونا پڑتا ہے
کس دل کو پیار کیا جائے اسے پھر
کھونا پڑتا ہے
یہ دولت والوں کی یہاں دلوں کا
کوئی بھاؤ نہیں
دوہل کی خوشیاں ملتی ہیں پھر زندگی
بھر دونا پڑتا ہے
محمد اعجاز احمد محسن، خانوال

غزلیات
عمر بھر کا بنایا تو نے ہمسفر تمہیں
مبارک
میری نئی زندگی یہ نئی منزلیں یہ نیا
سفر تمہیں مبارک
تو بن کے دلہن جسے ملی ہے شباب
تیرا اسے مبارک
یہ لال جو زایہ مسکرا ہٹ صدا ہو
دلبر تمہیں مبارک
خدا کرے تیری زندگی میں کبھی
خزاں نہ آئے
بہاروں کا یہ حسین موسم حسین منظر
تمہیں مبارک
اب میری ضرورت کہاں رہی
تمہیں تو سانس مل گیا ہے
یہ غم تنہائی مجھے ملی ہے خوشیوں کا
گھر تمہیں مبارک
تیرے میرے اسے جان جانا
راستے اب جدا ہو گئے ہیں
میں چھوڑ کر جا رہا ہوں زنی یہ تیرا
شہر تمہیں مبارک
محمد زکریا زنی - نند اٹھل
قطعہ

غزل
اک روز محبت سے بلاؤ تو سہمی تم
آنکھیں میری آنکھوں سے ملاؤ تو
سہمی تم
اک مدت سے باتیں ہیں نگاہیں

آنکھیں
بڑی بڑی غزالی آنکھیں
مجھ کو ملتی ہیں نرالی آنکھیں
شوخی و چٹپٹ ہے چہرہ تیرا

تسی ہو کر کے دے لگدے ہائے
قیسی ہر کے دیا پیار ہائے
اسی چھوٹی جتنی مخلوق خدا دی
تسی ڈھول بھر بہ کار ہائے
سانوں عارضی سنگت دے

Digest.pk

میں نے ٹوٹے ہوئے لوگوں کو
اٹھانا چاہا
اور لوگوں نے سر راہ مجھ کو گرایا اکثر
میں نے چاہت کے زمانے میں
تماشہ کیا
اپنے ڈھلتے ہوئے اشکوں کو چھپایا
اکثر

یوں تیرے ترک تعلق سے
شکایت کسی
چھوڑ دیتا ہے میرا ساتھ بھی سایا
اکثر
آمنہ شہزادی جہانیاں

غزل
اک بار کر کے اعتبار لکھ دو
کتنا ہے مجھ سے پیار لکھ دو
کتنی نہیں ہے یہ زندگی اب
تیرے بن
ترس رہا ہوں مدت سے
اس بار اپنی محبت کا اظہار لکھ دو
دیوانہ ہو جاؤں جسے پڑھ کر میں
کبھی اسکی غزل تم میری جان لکھ
دو
زیادہ نہیں لکھ سکتے تو مت لکھو
محبت بھرے دو چار الفاظ لکھ دو
اک بار لکھو مجھے محبت ہے تم سے
پر یہی جملہ بار بار لکھ دو
بشارت علی نو بہ یک سنگھ

غزل
چاہت لیکن ملائی نہیں

میں جو دنیا کی بھیڑ میں گم ہوں
کنول
میں اس کو تانے کی کوشش کروں
کی
مس فوزیہ کنول

غزل
اپنے ہاتھوں کے لیے گھرا بنالے
مجھ کو
اپنی نازک سی کلائی میں سجالے
مجھ کو

بڑی چاہت سے کبھی اور بڑی
حسرت سے اک ادا سے کبھی سننے
سے لگالے مجھ کو

جس کے لہرانے سے خوشبو نہیں
ہواؤں کو طپیں
اپنے آچل میں کسی روز چھپالے
مجھ کو

چوم کے اور جھوم کے دھیرے
دھیرے
تو کبھی جھیل سی آنکھوں میں سالے
مجھ کو

اپنے ہاتھوں کے لیے گھرا بنالے
مجھ اپنی نازک سی کلائی میں سجالے
مجھ کو

محمد شعیب رسول ہارون آباد

غزل
میں نے الفت کے تقاضوں کو
نبھایا اکثر
اور لوگوں نے میرا درد بڑھایا اکثر

میری
آچل ذرا چہرے سے ہٹاؤ تو کسی
تم
ساغر سے تو پیٹے ہوئے عمر کی ہے
ہونٹوں کے بگھی جام پیلاؤ تو کسی
تم

اے جان جہان جان وفا جان تنہا
اے جان جگر مجھ میں ساؤ تو کسی
دن

یونچھ تو کسی اشک کسی دیدہ تر کے
گرتے ہوئے لوگوں کو اٹھاؤ تو
کسی تم

مس فوزیہ کنول

غزل
تجھے بھول جانے جانی کی کوشش
کروں گی
ستم خود پا حانے کی کوشش کروں
کی

چھپانے سے بھی عشق چھپتا نہیں
ہے
مگر میں چھپانے کی کوشش کروں
کی

مجھے نہ ہر تکتے ہیں چہروں پہ
چہرے
میں پردے اٹھانے کی کوشش
کروں گی

ستا ہے دیوار میں بھی سنتی ہیں باتیں
میں گم دل سنانے کی کوشش کروں
کی میں کوشش کروں گی کہ وعدہ

نبھاؤں
صداسکرانے کی کوشش کروں گی

بہت کوشش کی مگر قاصد ملنا ہی نہیں
اس زمانے نے مجھ کو ہی اس قدر
کروا دیا تھا
کہ میری کسی صدا پر وہ رکنا ہی نہیں
ہر اک سے سبب پوچھا تیرے نہ
ملنے کا
ہر اک نے کہا وہ تیرے لیے بنا ہی
نہیں
میں تمام تر کوشش کے باوجود تمہیں
بار گیا
اور تو اسے مل گیا جس نے تجھے
مانگا ہی نہیں
اتنی شدت سے خادم نے چاہا تھا
وہ کسی اور کا ہوا
شاید اس دنیا میں محبت کا کوئی صلہ
ہی نہیں

تنہائی

پھر تاروں بھری راتیں ہیں
پھر خوشبو کی بار راتیں ہیں
پھر شام کا ٹھنڈا آئینہ ہے
اور ایک بھٹکتا بادل ہے
پھر ساون فوٹ کے برسا ہے
اور یہ دل اتنا ترسا ہے
پھر دنیا کے دریلوں میں پھر زندگی
کے سیلوں میں
تیری یاد کی شہنائی ہے
میں ہوں اور میری تنہائی ہے
محمد خادم جنگ ڈیر امراد جمانی

غزل

مجھ سے ملتا تھا تو ملتا تھا جہاں

آنکھیں
پھر وہ کس کے لیے رکھتا تھا جا کر
آنکھیں
میں اسے دیکھتا رہتا تھا جہاں تک
دیکھوں
اک وہ جو دیکھے نہ اٹھا کر آنکھیں
اس جگہ آج بھی بیٹھا ہوں اکیلا
یارو
جس جگہ وہ چھوڑ گیا تھا ملا کر
آنکھیں
مجھ سے لگا ہیں وہ اکثر چرا لیتی ہے
یاسین
میں نے کاغذ پر بھی دیکھیں ہیں
بنالیں آنکھیں

غزل

بات دن کی نہیں مجھے رات سے
ڈر لگتا ہے
گھر کچا ہے میرا مجھے برسات سے
ڈر لگتا ہے
اس نے تحفے میں دیئے مجھ کو خون
کے آنسو
زندگی اب تیری ہر ساعت سے
ڈر لگتا ہے
چھوڑ دیا کی باتیں اب کوئی اور
بات کرو
اب تو پیار کی ہر بات سے ڈر لگتا
ہے
میری خاطر کہیں وہ بدنام نہ ہو
جائے

اس لیے اس کی ہر ملاقات سے ڈر
لگتا ہے

اپنوں میں رہ کر ہم نے ایسے ذخم
کھائے یاسین
کہ ہمیں تو اب اپنی ذات سے ڈر
لگتا ہے
محمد یاسین، پلہوا آنہ موڑ

غزل

موسم بدلہ بدل گئے ہم دونوں ہی
اب تو روتے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
کس سے کریں شکوہ اب ہم یہ
ہسو پختے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
اب کی بار جب دور ہوئے ہم
ملنے کو ترستے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
تم بھول جاؤ ہم تو اچھا ہے
اب تو یہی کہتے رہتے ہیں ہم
دونوں ہی
کل شب ہماری ملاقات ہوئی تو
گلے لگا کر روئے پھر ہم دونوں ہی
سولو گوندل

یاد رکھنا

وہ جا رہا تھا پردیس میں میرا دل کیا
میں روک لوں مگر میں روک نہ پائی
وہ جاتے ہوئے میرا ہاتھ پکڑ کر
بولا اپنا خیال رکھنا دعاؤں میں یاد
رکھنا

بے وفا

وہ خود بے وفا تھا ہم کو بے وفا کہتا
رہا ہم بھی چپ چاپ سنتے رہے
اور خود کو بے وفا کہتے رہے

Digest.pk

سونوں کو نڈل جہلم

غزل

ذرا اچھے نہیں تیر ہوا کے ستم
ذہانے لگے وہ بلا کے
میری بد نصیبی دیکھو وہ دستک دیتا
ربا میں سمجھا جھوٹے ہیں ہوا کے
معلوم ہے اسے میرے گھر کا رستہ
کوئی بھٹکاندے اسے
چراغ کون جگر سے کیے روشن ہو
ساتھ میں گھر کو بھی رکھا جلا کے
سارا عالم ہے خوش نہال میں کیوں
ہوں غموں سے نڈھال
حسد نہیں مجھے زمانے سے نقد پر بتا
تجھے کیا ملا مجھے رلا کے
تھی ریزہ ریزہ میری ذات اس
نے ہانپوں میں سمیٹ لیا انسو
اپنوں نے کیا جگر میرا چھلکی تیر
باتوں کے چلا کے
جی نہ پاؤں گا بن تیرے مجھے عزیز
موت تجھے حیات خلیل
نہیں در کام مجھے تیری دعا زندگی
بعد جام جدا کی پلا کے
خلیل احمد ملک شیدائی شریف

اک رشتہ تھا تیرے ساتھ میرا تو
نے وہ بھی ہل بھر میں توڑ دیا
میں نے سوچا تھا ملے گا ساتھ تیرا تو
نے تنہا مجھے چھوڑ دیا
جو وعدے مجھ سے کئے تھے محبت
کے ہر وعدہ محبت کا تو نے توڑ دیا
دکھلا کر راستہ بھولوں کو گناہوں کے

راستے پہ چھوڑ دیا
جو دیا تھا دوستی کا تو نے وہ بھلی
مجھ کو سوڑ دیا
اپنے فیصلے پہ ذرا غور کرنا کہ تو نے
دکھ کے سوا کچھ اور دیا
تو پچھتائے گی بہت جب میں نے
اس دنیا کو چھوڑ دیا
یات تیری تو آتی ہے آ کے ہم کو
رلاتی ہے زمانے کو ہم پہ ہنسالی
ہے: جب یاد تمہاری آتی ہے
ارشاد ساقی۔ ذابہر انوال

غزل

تجھ کو بھول جانا کتنا مشکل ہے
اس دل سے تیرا نقش مٹانا کتنا
مشکل ہے
اس دل کے خریدار تو بہت ہیں
مگر کسی اس دل میں بٹھانا کتنا
مشکل ہے
ہم ایک دوسرے کو جدا کرنا کتنا
مشکل تھا زندہ تو ہوں مگر مردوں
میں شامل ہوں
تیرے مناسب لپٹنا کتنا مشکل تھا
دل کی ہزروں کر چیا ہو میں رضا
پہنچا نہیں ان ہاتھوں سے جتنا کتنا
مشکل تھا

مگر محبت کا دکھ سہنا کتنا مشکل تھا
ملک غلی رضا فیصل آباد

مجھے یاد ہے

وہ تیری قسمیں تیرے وعدے بھی
یاد ہیں مجھے

وہ تیرا مسکرا کر دیکھنا بھی یاد ہے
مجھے
میرا ہاتھ پانے ہاتھوں میں لے کر
کہنا میں تیرا ہوں اور تیرا ہی رہوں
گایا دے مجھے
تیرے بغیر جینا کوئی جینا ہی نہیں
تیرا یوں کہنا یاد ہے مجھے
تجھے زندہ بھولوں تو میری نصیب نہیں
ہوئی جان تیری ساری باتیں یاد
ہیں مجھے
مگر تم تو سب کچھ بھول گئے جانا
وہ قسم وہ وعدے اسنے یاد ہیں مجھے

تیرے نام جو زندگی کی تھی آج بھی
تیری ہے
میں تیری ہوں صدا تیری ہی
رہوں گی یاد ہے مجھے
فاطمہ لاہور

محبت ہار جاتی ہے
زمانے سے سنا تھا محبت ہار جاتی
ہے
جو چاہت ہے کھڑے ہو وہ چاہت ہار
جاتی ہے

محبت کب کسی کو دشمنی کا درس دیتی
کسی پر دعا کا ایک لفظ بھی اثر کر
جاتا ہے
کہیں پر برسوں کی عبادت بھی ہار
جاتی ہے
محبت کب کسی کو دشمنی کا درس دیتی
کسی کی شجاعت آباد ہے

Digest.pk

جلتے خوابوں کی راکھ

تحریر: ملک عاشق حسین ساجد۔ ہیڈ لائنی۔ 0308.6783157۔

محترم جناب شہزادہ انش صاحب۔

جلتے خوابوں کی راکھ کی تیسری قسط حاضر خدمت ہے ماشاء اللہ جواب عرض کی مقبولیت اور اس کے پرستاروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے جو آپ اور آپ کی محنتی ٹیم کی انتھک لگن کا نتیجہ ہے جواب عرض ایک مکمل ادبی و معیاری میگزین ہے جو انجسٹ کی دنیا کا منفرد اور ممتاز جریدہ ہے اس کے رائٹرز اور قارئین اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ اللہ کرے یہ گلستانِ ادب کا درخشندہ ستارہ یونہی سدا چمکتا دھنکاتا رہے۔ اور کوئی بھی آئینے اس پر نہ آئے آئین۔ اسلام آباد سے بھائی محترم سید محمد احمد ناز آپ کے جذبات کی میں دل سے قدر کرتا ہوں جواب عرض کے ساتھ آپ کی ولی داری اور میرے لیے آپ کے سندر خیالات آپ کی سبھی ہوئی شخصیت اور بڑے پن کا مظہر ہے ایک شعر آپ کے نام کرتا ہوں۔

لاہور کے لیے جو رکھتے ہیں پیار کا جذبہ۔۔۔۔۔ وہ لوگ بھی نوٹ کر نکھر نہیں کرتے۔

دوہنی سے محمد شہزاد کنول۔ اب کسی طبیعت ہے آپ کی خداوند کریم آپ کو جلد صحت کاملہ دے آمین اپنی اپنی خیریت سے آگاہ کریں دوہنی ہے ہی منزل رضا اور عبدالجید کہانی کی پسندیدگی پر دل سے شکر گزار ہوں مگر کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ اس پر تفصیل اور بے لاگ تبصرہ بھی کرتے۔ یہی محبت بھری گزارش کراچی سے راشدہ اور ایلا کے نام پھر بھی آپ کا دل سے شکر یہ کہ ہمیشہ یاد رکھتی ہیں قبولہ شریف پاک چین سے محترم ریاض حسین شاہ صاحب کافی عرصہ بیت گیا ہے آپ کی کوئی کاوش جواب عرض میں نہیں دیکھی۔ تو آئیے ناں پلیز موسٹ ویلکم۔ شدت سے منتظر ہیں۔ راولپنڈی سے محترم محمد سلیم اختر اور رعت محمود آپ تو سنہیر لکھاری ہیں اور مجھ جیسے بے شمار لوگوں کے پسندیدہ رائٹرز تو اس قدر فاصلہ اور دوریاں اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت رکھے آمین۔ چنیوٹ سے اریہ اسد۔ دل میں انہوں کے لیے بہت سی جگہ ہے میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ آپ سے ناراض ہوں انشاء اللہ جلد اس موضوع پر لکھوں گا فیصل آباد سے عالیہ اور حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری دعاؤں میں یاد رکھنے کا بے حد شکر ہے۔ جھنگ سے حورین حسن۔ ظفر اقبال دوکوٹہ سے آفتاب شادی لاہور سے محمد اختر۔ کراچی سے اللہ بخش نور محمد انور لاہور سے محمد اسد ملک محمد رمضان ممتاز نادر۔ فاروق آباد سے نزاکت علی کوئٹہ سے محمد آصف مرتضیٰ انظر سیف دکنی رحیم یار خان۔ سے محمد ایوب راشد سلیم ساجد شاہد منیر کشمیر سے فائزہ بی بی پنڈی سے مایا بارہ بھکر سے شاہین کوثر۔ سانہ چچہ وطنی سے رخسانہ تونسہ شریف سے سید منظور ملتان سے واقف ملتان ندیم کنول اور محترمہ کنیر فاطمہ بلوچستان سے دین محمد کٹی۔ اور بھی بے شمار ساتھیوں نے مجھے اچھا لکھنے پر مبارکباد دی سب کا بے حد شکر ہے۔ اور سب کو ہی سلام۔

جلتے خوابوں کی سادہ کتاب نمبر 16 خوابی عرض 16 جولائی 2014

Digest.pk



Digest.pk

کرتی ہو میں نے تجھے یہ سب آزمانے کے لیے کیا ہو سکے تو مجھے معاف کر دو۔ میں نادام ہوں مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ حیرت و خوشی کے طے طے تاثرات کے ساتھ اس نے میرے ہاتھ چھڑا لیے جو معافی کے طور پر میں نے اس کے آگے جوڑے تھے۔

اف اللہ راول تم نے تو میری جان ہی نکال لی آئندہ مجھے مت آزمانا بس اتنا سمجھ لو کہ زندگی کے ہر کٹھن مرحلے پر تمہارا ساتھ دوں گی اتنا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔

تو پھر سنو گی۔ ہمارے لیے صرف دو راستے ہیں۔ مستقل ملاپ یا مستقل جدائی مثلاً ایک راستہ تو یہ ہے کہ تم اپنی والدہ کا احترام اور بھائی زمان کی مرضی کے مطابق جاذب سے شادی کر کے نئے سرے سے زندگی کا آغاز شروع کر دو اس کے نتیجے میں مجھے کھونا پڑے گا۔ دوسرا راستہ طویل اور کٹھن ہے اس کے نتیجے میں تم صرف مجھے پاؤ گی جبکہ پورا زمانہ کھودو گی۔ میں نے ایک ٹکھری سانس لے کر کہا۔

راول۔ میں طویل مشکل اور کٹھن راستے کا انتخاب کروں گی یہ میرے دل کا پہلا اور آخری فیصلہ ہے اس کے جواب میں احساس تشکر سے میری آنکھوں میں جھنسی سی تیرنے لگی۔ اس کے بعد میں نے ٹرین کو اپنے منصوبے کے بارے میں بتایا کہ میں چند روز میں نوکری چھوڑ دوں گا اور ڈسپنری کا خاتمہ کر کے کراچی چلا جاؤں گا۔ عید کے بعد چوتھے روز کی درمیانی شب وہ تیار رہے میں کراچی سے سیدھا گاؤں آؤں گا اور اسے اپنے ساتھ لے کر کراچی چلا جاؤں گا پھر یہ دو دریاں یہ فاصلے اور جدائیاں ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں گے۔ میں نے مکمل طور پر اسے اعتماد میں لیا۔ عہد کیا کہ ایسا ضرور ہوگا آگے جو ہوگا

ٹھکی۔ میں ایک شادی شدہ شخص ہوں۔ میری بات سن کر جیسے اس کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا

کک۔۔۔ کک۔ کیا پہلے حیرت سے منہ کھتی رہی پھر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی اپنے دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر روئی۔ چینی چائی۔ میرے بازوؤں میں بھونچال سا آگیا۔ اگر میں نے مضبوطی سے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں نہ لے رکھا ہوتا تو ٹھکی اچھل کر نجانے کہاں جا پڑتی۔ اس کی حالت دیکھ کر میں کانپ کر رہ گیا بڑی مشکل سے میں نے اس کا سنبھالا۔

حوصلے سے میری بات سنو پلیز میری مجبوری سمجھو جب میں تمہاری ذات سے محبت کرنے لگا تو کئی بار خیال آیا کہ تمہیں سچ سچ بتا دوں لیکن صرف ایک خیال ایک خوف اس سچ کو بتانے میں حائل رہا کہ تمہیں تم مجھے ٹھکرانہ دو۔ مجھ سے نفرت نہ کرنے لگو میں سب کچھ برداشت کر سکتا تھا مگر تمہاری ناراضگی اور نفرت برداشت کرنے کی طاقت اپنے اندر نہ رکھتا تھا۔ یقین مانو میرا شادی شدہ ہونا میری محبت قسم نہیں کر سکتا مجھے تم سے شدید محبت ہے ایسی محبت جسے کبھی زوال نہیں آ سکتا۔ میں نے اپنی تمام تر توانائی اس کی ذات کو پہنچنے والے زخم کو مندمل کرنے میں صرف کرتے ہوئے کہا۔

میں شادی شدہ ہونے کو برائی نہیں سمجھتی تم مجھے ہر روپ میں قبول ہو مگر حالات ایسا رخ اختیار کر رہے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ میں تمہیں کھودو گی۔ ایسا ہوا تو میں دیر نہیں کروں گی وہ نارمل ہوئی تو میں نے جھوٹ مذاق اور آزمائش قرار دیتے ہوئے کہا۔

مجھے تم پر فخر ہے تم واقعی مجھ سے دلچسپ ہیں جلتے خوابوں کی راکٹ جیٹس

دیکھا جائے گا ہاں اگر میں اس رات نہ آ سکا تو سمجھ لینا تمہارا ردِ مال زندہ نہیں رہا میں نے جذبات کی رو میں کہا تو اس کی چیخ نکل گئی۔۔

خدا نہ کرے راول کہ ایسا ہو تمہارے بغیر میری زندگی پھر کس کام کی میں زندگی کی آخری سانسوں تک تمہارا انتظار کروں گی۔

ٹھیک ہے میری جان ہم ایک ہیں اور ایک ہی رہیں گے۔ میں نے مٹی کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر دباتے ہوئے کہا تو اس نے بھی ایسا ہی کرتے ہوئے آمین اور انشاء اللہ کہا پیار و محبت کے یہ پرکیف لمحات وقت کی رفتار کو نہ روک سکے وقت کافی ہو چکا تھا مستقبل میں خلوص وفا کے عہد و پیمان کے ساتھ ہم نے ایک دوسرے کو الوداع کہا اور اپنے اپنے راستوں پر ہو لیے کچھ دور جانے کے بعد میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اب مجھے پھیل کا درخت اور ساتھ کا خوشنک ماحول محسوس اور بھلا لگ رہا تھا۔ تقدیر کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں ان فیصلوں کے نتیجے میں رونما ہونے والی واقعات ہمارے مواقع بھی ہوتے ہیں اور مخالف بھی یہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا ان دنوں ملک میں عطائیت کے خلاف سرکاری مہم زوروں پر تھی محکمہ صحت کی ییمیں شہروں میں تو درکنار دور دراز دیہاتوں میں عطائی ڈاکٹروں کے خلاف ان کے گھینٹکس پر دھڑا دھڑ چھاپے مار رہی تھیں۔ جس دن میں نے کلینک اور نوکری چھوڑنے کا فیصلہ کیا اس سے اگلے دن اچانک ڈرگ اسپیکر اپنی چھاپ مار لیم کے ہمراہ میرے کلینک پر چھاپے مارا ادویات کے سپہل لئے اور کلینک کو سیل کر کے چلتا بنا سرکاری کوارٹر میں کلینک کا قیام دو طرفہ جرم تھا ایک تو میں نے سرکاری کوارٹر کا ناجائز استعمال کیا تھا دوسرا اس میں غیر قانونی دھندے کا مرکز بنایا تھا میرے

کلینک پر چھاپے اور اس کے سیل ہونے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی کلینک پر چھاپے موقع کی مناسبت سے میرے حق میں رہا۔ بغیر کسی وجہ سے کلینک اور نوکری کا خاتمہ مختلف لوگوں کے دلوں میں شکوک کی فصل بوسکتا تھا۔ میں نے گاؤں کے لوگوں سے الوداعی ملاقاتیں کیں اور انہیں باور کرایا کہ کلینک کا سلسلہ موقوف کر دیا گیا ہے اب میں محض آپریٹری کے سہارے زندگی اتنے دور دراز علاقے میں نہیں گزار سکتا۔ اقبال جھید قیصر بھابھی وغیرہ اور خالہ کو آخری سلام کر کے واپس گھر آ گیا۔ گھر آیا تو میں نے انہیں کلینک پر چھاپے اور اس کے سیل ہونے کے بارے میں تو بتا دیا البتہ آپریٹری چھوڑنے کے بارے میں نہیں بتایا کیونکہ سرکاری نوکری چھوڑنے کے فیصلے کو وہ کبھی بھی پسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھتے اور نہ ہی مجھے ایسا کرنے دینے کے روادار ہوتے میں نے انہیں بتایا کہ میں چار ماہ کی چھٹی لے رہا ہوں۔

ایک ہفتہ بعد میں نے گھر والوں سے اجازت لی اور یہ کہہ کر روڈشیوں کے شہر کراچی چلا آیا کہ چند دن کی سیر و تفریح کے بعد میں واپس آ جاؤں گا انہوں نے میری پریشانی اور اداسی کا احساس کرتے ہوئے اس امید پر بخوشی اجازت دے دی۔ کہ میں کراچی کی رنگینیوں اور نئے ماحول کی سیر کے بعد کلینک کے خاتمے کا غم بھول جاؤں گا اور واپسی پر نئے سرے سے نئی زندگی گزارنے کے قابل ہو جاؤں گا۔ تنخواہ سے بچائی ہوئی رقم اور کلینک کی کمائی کا بیشتر حصہ میری تحویل میں تھا میں نئی نوکری ڈھونڈنے تک یہ رقم اپنے استعمال میں لاسکتا تھا۔

چند دن اپنے دوست کے پاس رہا۔ پھر اسی کی معرفت ایک چھوٹا سا کرایہ کا مکان حاصل کر لیا۔ اور وہیں شب گزروں گزارا۔

جلتے خوابوں کی راکھ قہقہے 19 جواب 2014 جولائی

اور جگہ بنا کر آرام سے براجمان ہو جاتا ہے۔
 اوقات کچھ ایسے لوگ بھی اتفاقاً ملتے ہیں
 اور خادمانی طور پر زندگی کے معمولات میں شامل
 ہو جاتے ہیں ایک دم صبح آٹھ بجے میں ڈیولی پر گیا
 سارا دن دکان وغیرہ کے حساب میں رہا۔ شام چھ
 بجے میری دکان کے سامنے فٹ پاتھ پر دو عورتیں
 اور ان کے ساتھ دو لڑکے بھی تھے جن میں سے
 ایک کی عمر بارہ سال اور دوسرا تقریباً نو سال کا تھا
 انکے پاس سفری بیگ وغیرہ بھی تھے ان
 دنوں کراچی میں کوئی مشکوک چہرہ یا کوئی لاوارث
 تھیلا وغیرہ اپنی دکان کے آگے کوئی بھی برداشت
 نہیں کرتا تھا تو میں نے جب دیکھا کہ یہ لوگ بڑی
 دیر سے یہاں ہیں تو میرے ذہن میں کئی قسم کے
 خیالات آنے لگے پھر میں نے اپنی دکان سے
 ایک لڑکے کو بھیجا جو وہاں کام کرتا تھا صرف یہ سوچ
 کر کہ دکان پر سیٹھ نہیں تھے ان کی غیر موجودگی میں
 آگے پیچھے دکان کا سارا انتظام مجھے ہی سنبھالنا پڑتا
 تھا لڑکے کو کہا کہ وہ جو سامنے فیملی بیٹھی ہے ان میں
 سے بڑی عمر کے لڑکے کو بلا کر لاؤ کچھ ہی دیر بعد فیملی
 والا بڑا لڑکا میرے پاس چلا آیا۔

جینا کون لوگ ہو تم اور اتنی دیر سے یہاں کس
 کے انتظار میں بیٹھے ہو کیا کسی سواری کا
 انتظار ہے۔ میں نے یکے بعد دیگرے سوالات
 کر ڈالے۔

جی میرا نام سکندر ہے ہم لوگ پنجاب سے
 آئے ہیں یہاں ایک بندے سے ملنا ہے جو
 ہمارے علاقے کا ہے اس نے بتایا۔

کیا تمہارے ساتھ کوئی مرد ہے میں نے
 مزید پوچھا تو سکندر نے کہا۔

نہیں میں ہوں میری ماں بہن ہے اور ایک
 چھوٹا بھائی ہے۔

اچھا تم لوگ جاؤ اور اپنی ماں کو بلا لاؤ یہیں

اللہ تعالیٰ اور تو کوئی کلام نہ کر سکا۔ اپنی زندگی کی
 ڈائری باقاعدہ سے لکھنی شروع کر دی۔ جوں
 جوں دن گزرتے گئے پس انداز کی گئی رقم کم ہوتی
 گئی رقم کا خاتمہ کسی طور تک شگون نہیں تھا۔ رقم کی
 اصل ضرورت تو مٹی کو کراچی لے کر آنے کے بعد
 پیش آتی مگر باوجود کوشش کے خرچے میں کمی نہ ہوئی
 تو میں نے نوکری کی تلاش شروع کر دی میری
 کوشش یہ تھی کہ کوئی ڈھنگ کا کام پاتھ آ جائے
 جس سے نہ صرف پس انداز کی گئی رقم بچ جائے
 بلکہ کچھ رقم مزید بھی جمع رہے۔ میں نے اپنے
 دوست عادل کی معرفت اور خود اپنی بھاگ دوڑ
 کے ذریعے نوکری کی تلاش شروع کر دی میں
 روزانہ نوکری کی تلاش میں نکلتا سارا دن سڑکوں
 کی خاک چھانتا شام کو مایوس نامراد واپس لوٹ
 آتا نوکری کی تلاش میرے لیے عذاب جان
 ثابت ہوئی مزدوری میں کر نہیں سکتا تھا۔ ڈھنگ
 کی نوکری بلا ضمانت کوئی دینے کو تیار نہیں تھا ان
 حالات میں جمع پونجی سکڑنے کا عمل بدستور جاری
 رہا اور یہ عمل اس قدر بڑھا کہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ
 مٹی کو کراچی لے آنے کی تاریخ تک میں کوڑی
 کوڑی کا محتاج ہو جاؤں گا مستقبل کے اس تصور نے
 میرے ہوش اڑا دیئے۔ ذریعہ ہفتے بعد بڑی مشکل
 سے بالآخر عادل کی معرفت سبزی منڈی میں ایک
 آرٹھی سینھ کے ہاں بطور منشی باعزت طریقے سے
 ملازمت مل گئی میرے سینھ خاصے ایماندار
 اور بااخلاق کردار کے مالک تھے میری بہت
 عزت کرنے کے ساتھ خلوص سے پیش آتے تھے
 اور ان کا رویہ ہمیشہ میرے ساتھ مشفقانہ تھا انسان
 کو اپنی زندگی میں بہت سے لوگ ملتے ہیں روزانہ
 بلا میلان ہم ہر طرح کے ہزاروں لوگ دیکھتے ہیں
 مگر کبھی کوئی ایسا نوجوان جو خاص بن جاتا ہے
 ہمارے لیے آنکھیں کے راستے دل میں اترتا ہے

بیٹھ کر ہی تفصیل سے بات کرتے ہیں ہو سکتا ہے
میں تمہاری کوئی راہنمائی کر سکوں۔ میں نے سکندر
سے کہا تو وہ جلد ہی اپنی ماں کو لے کر آگیا۔
میں نے اٹھ کر ماں جی کو سلام کیا خیریت پوچھی
اور مزید یہ کہ ماں جی آپ کو کس سے ملنا ہے وہ
بولیں۔

ہمیں ایک بندے کی تلاش ہے جو کہ نہیں مل
رہا کافی دیر سے ہم اس کا انتظار کر رہے ہیں سب
سے پریشانی اس بات کی ہے کہ رات ہونے والی
ہے ابھی شہر ہے ہم کہاں جائیں گے۔

پہلے تو میں نے سوچا کہ مال منول
کردوں میری ہمدردی مہنگی نہ بڑ جائے کیونکہ اس
قسم کے حالات دیکھنے اور سننے کو مل چکے تھے آج
کے نفسانسی کے دور میں انسانی ہمدردی یا ایسا
جذبہ جان پر لالے ڈال دیتا ہے پھر یہ سوچتے
ہوئے کہ بیمارے کسی مصیبت میں نہ بخش جائیں
خواجواہ کسی کے ہتھے چڑھ گئے تو عزت اور زندگی
سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

ماں جی آپ اپنے برے میں سچ بتائیں تو
شاید میں آپ کی کوئی مدد کر سکوں۔ میں نے
پورے خلوص اور ازراہ ہمدردی کے ساتھ پوچھا تو
ماں جی بولیں۔

ہاں بیٹا اگر آپ حقیقت جانتا چاہتے ہیں تو
پھر تفصیل سے سنو۔ میں ایک معزز خاندان سے
تعلق رکھتی ہوں میری شادی میرے چاچا کے
لڑکے سے ہوئی یہ شادی ہم دونوں کی پسند کی تھی
ہمارے دن بہت اچھے گزر رہے تھے میرے تین
بچے ہیں دو لڑکے اور ایک لڑکی یہ جو میرے ساتھ
ہے یہ میری بیٹی ہے اس کا نام روٹی ہے اس وقت
روٹی میٹرک کا امتحان دے چکی تھی اور رزلٹ
آنا تھا کہ ہمارے گاؤں میں ایک حادثہ
ہوا۔ اور میرے شوہر اس حادثے میں مرے گئے

چند مہینے کے بعد میری شادی میرے دیور سے
کر دی گئی۔ اس وقت ہم لوگ یہ نہیں جانتے تھے
کہ وہ نشہ جیسی لعنت کا شکار ہے اور پھر ہمارے
حالات خراب ہوتے گئے پھر مجھے اس کے برے
کاموں کا پتہ چل گیا جب میں اس سے پوچھتی کہ
میں نے تمہارے بارے میں یہ سنا ہے کہ تم نشہ
کرتے ہو اور ساتھ غلط کام بھی تو وہ مجھے ڈرا دھمکا
کر جب کروا دیتا۔ آخر کب تک چھپاتا آہستہ
آہستہ گھر کی چیزیں چرا کر نشہ پورا کرنے لگا اکثر
نشے کے انجکشن لگواتا رہتا اور ساتھ چرس و ہیروئن
بھی سگریٹ میں ڈال کر پیتا پھر آہستہ آہستہ
حالات خراب ہوتے گئے ہم کوڑی کوڑی کے محتاج
ہو گئے میں محنت مزدوری کر کے دو وقت کی بچوں کو
روٹی کھلائی جب وہ شام کو آتا کھانا طلب
کرتا کھانا وغیرہ نہ ہونے کے سبب ہمیں زد و کوب
کرتا میں نے اپنے بھائی کو فون کیا کہ آپ نے
مجھے ایسے بندے کے حوالے کر دیا ہے جو ہمیں ہر
وقت تنگ اور پریشان کرتا ہے۔ گھر کی تمام چیزیں
چرا کر بیچ کر نشے کی نذر کر چکا ہے کھانا وغیرہ طلب
کرنے پر کچھ نہ ملے تو بری طرح مارتا ہے میرے
بھائی نے میرے شوہر کو سمجھایا اور ٹیکسی لے کر دی
کہ جو کمالے آدھا آدھا بانٹ دیا کرے کچھ ہی ماہ
بعد میرے شوہر نے ٹیکسی بیچ دی اور تمام رقم نشے کی
نذر کر دی یہ شکایت لے کر ہم دونوں ماں بیٹی
بھائی کے پاس ان کے گھر گئیں تو انہوں نے ہمیں
بے عزت کر کے روانہ کر دیا اور ساتھ یہ کہا کہ
جلد ہی ٹیکسی کی رقم کا بندوبست کرو ورنہ ہماری
بیٹھنے والی جگہ اور مکان بیچ کر وہ اپنی رقم پوری
کر لیں گے۔ ہم روٹی ہوئی گھر واپس آئیں۔
میری بھابی نے میرے بھائی کو صاف صاف کہہ
دیا کہ اس نے اب مزید کوئی چیز ہم لوگوں کو دی تو
وہ گھر نہیں بیٹھے گی۔ میرے بچوں کے تعلیمی

جولائی 2014

Digest.pk

حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں مگر بھائی نے توجہ نہ دی میں نے پھر بھائی کو کہا کہ ہم اپنا مکان چھوڑ کر جا رہے ہیں تو بھائی نے جواب دیا۔ جیسے تمہاری مرضی تم آزاد ہو روٹی رزٹ سن کرواپس آئی تو میں سامان باندھ کر تیار بیٹھی تھی لہذا میں رات کو بچوں کو لے کر نکل پڑی ہم گاؤں سے سیدھے لاہور پہنچے اور لاہور سے پھر کراچی آ گئے کینٹ اسٹیشن پر اترتے ہی ہماری ملاقات سادہ کپڑوں میں ملبوس ایک آدمی سے ہوئی ہمیں اس وقت ہمیں اس اجنبی شہر میں کسی ایسے ہمدرد کی تلاش تھی جو ہمیں رہنے کے لیے ٹھکانا اور پیٹ پالنے کے لیے روزگار مہیا کرتا۔ اس نے بہت پیار سے ہمارے ساتھ بات کی ہم اس کی باتوں میں آ گئے وہ ہمیں اپنے گھر لے آیا ہم کچھ دن اس کے گھر رہے پھر وہ صبح کا گیا شام کو واپس لوٹا بھی کبھی رات کی ڈیوٹی بھی کرتا پھر ایک دن میں باہر سے کچھ شاپنگ کرنے کے بعد گھر آئی تو مجھے روٹی نے کہا۔

ماں یہ رضوان اچھا آدمی نہیں ہے۔ میں نے سوچا جس نے عزت کو بچانے کی خاطر ہم نے گھر چھوڑا وہ یہاں بھی محفوظ نہیں ہے اس لیے ہم چپ چاپ اس کا گھر چھوڑ کر یہاں آ بیٹھے کہ شاید کوئی اللہ کا بندہ ہماری مدد کرے۔ یہ کہہ کر اس عورت نے اپنی آنکھیں صاف کیں جو آنسوؤں سے بھر گئی تھیں ماں جی کی روئیداد سن کر میں بے حد متاثر ہوا۔ میں نے کہا۔ ماں جی آپ کا میں بیٹا ہوں مجھ پر اعتماد کرو میں بھی آپ ہی کی طرح پنجاب سے آیا ہوں میرے سینے کچھ دیر تک آنے والے ہیں آپ تک تک یہیں بیٹھیں میں کچھ کرتا ہوں ماں جی میری بات سن کر خوش ہو گئیں اور مجھے دعا میں دینے لگیں تھوڑی دیر بعد میرے سینے آ گئے میں نے انہیں تمام ستوری سنائی ان کو آج کا

اخراجات نہ ہونے کی وجہ سے سکول سے خارج کر دیا گیا۔ سکندر ایک ہوٹل پر مزدوری کرنے لگا اسے پتہ چلا تو وہیں ہوٹل چلا جاتا۔ پیسے وغیرہ لیتا پھر اس ہوٹل کی چیزیں چرانے لگا۔ ہوٹل مالک نے تنگ آ کر سکندر کو گھر بھیج دیا۔ یہ معاش کا ذریعہ بھی ہمارا اس کے نشے کے بھینٹ چڑھ گیا۔ ایک دن میرا شو پر کچھ آدمیوں کو لے کر گھر آ گیا۔ میں کچھ ٹھٹھک سی گئی وہ لوگ بہت غلط نظر آ رہے تھے میں نے چپ کر ان کی باتیں سنیں تو پتہ چلا وہ روٹی کو دیکھنے آئے ہیں میں نے چپ کر ان کی باتیں سن لیں تو روٹی کو وہ خریدنا چاہتے تھے ایک باپ اپنی بیٹی فروخت کرنے کے لیے ان لوگوں کو گھر لے آیا تھا میں نے اپنے بھائی کو فون کیا اور تمام ماجرہ سنایا کہ وہ ہماری مدد کریں مگر بھائی نے فون لے کر ہمیں جواب دیا کہ ہمارا اب تم لوگوں کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں تمہاری وجہ سے ہماری اپنی زندگی عذاب بن کر رہ گئی ہے۔ ہم بہت جلد آ رہے ہیں تمہارا مکان بیچنے ورنہ ہمارے پیسوں کا بندوبست کرو۔ میں یہ سن کر سکتے میں آ گئی مجھے دکھ اس بات کا کھائے جا رہا تھا کہ میں نے فون بھائی کو کیا مگر جواب ہمیں بھائی نے دیا اور وہ بھی دھمکی آمیز اور ذلت سے بھرپور۔ روٹی یہ سکر بہت پریشان ہوئی کہ اس کا باپ اسے بچنا چاہتا ہے۔ روٹی نے روتے ہوئے مجھے کہا۔

میرا رزلٹ آنے والا ہے اس کے بعد میں کہیں دور چلی جاؤں گی جہاں مجھے کوئی بھی نہ ڈھونڈ سکے اس کے لہجے میں سچائی تھی میں جانتی تھی وہ ایسا ہی کرے گی میں نے کہا روٹی تم رزلٹ تو سن لو اس کے بعد سوچیں گے کہ کیا کرنا ہے روٹی نے میری بات مان لی پھر جب رزلٹ آنے پر روٹی رزلٹ سننے چلی گئی تو میں نے ایک بار پھر بھائی کو فون کیا کہ بھائی ہمارا کچھ کرو ہمارے

جولائی 2014

Digest.pk

چلتے خوابوں کی راکٹ قصہ ۳

ماہِ اگست 22

کہنا اچھا نہ لگا اس کا اظہار کرتے ہوئے انہیں
میں نے کہا۔

ماں جی میں نے کوئی آپ پر احسان نہیں کیا
ہے یہ میرا اخلاقی فرض تھا مجھے دلی خوشی ہوئی ہے
کہ اللہ نے مجھے ایک نیک کام کرنے کی توفیق بخشی
ہے۔ آئندہ بھی آپ مجھ سے اچھی توقع رکھ سکتی
ہیں جس طرح مجھ سے ہوگا اپنا فرض ادا کرتا رہوں
گا باقی آپ مجھے اگر اپنا بیٹا سمجھتی ہیں تو بجائے مجھے
آپ کے تم کہا کرنا ماں نے میری بات تسلیم کرتے
ہوئے کہا۔

نھیک ہے بیٹا۔۔۔ میں ایسا ہی کروں گی
مگر ہمارے گھر تم ہر دوسرے تیسرے دن
آیا کرو گے ناں

نھیک ہے میں کوشش کیا کروں گا کہ
شاذ و نادر آپ کے ہاں آیا کروں۔

مگر اس کی ابتدا آج ہی کرنا ہوگی۔ آج
شام کو لازمی آنا ہم تمہارا انتظار کریں گے۔ ماں
جی اپنا فیصلہ سنا کر چلی گئیں شام کو میں دکان سے
ذرا جلدی اٹھ گیا اور ماں جی کے گھر کی طرف نکل
پڑا راستے میں میں نے ان لوگوں کے لیے کچھ
فروٹ لیا اور کچھ ضرورت کی چیزیں بھی خریدیں
ان کے گھر پہنچ کر میں نے دروازے پر دستک دی
تو دروازہ ایک جوان لڑکی نے کھولا۔ وہ یقیناً روہی
تھی میں نے اسے دوسری مرتبہ دیکھا تھا پہلی مرتبہ
اسے اپنی دکان کے سامنے دیکھا تھا تب وہ برقعہ
میں تھی اور آج وہ یکدم سامنے آگئی ایک لمحے کو تو
میں چونک گیا۔ اس کے چہرے پر بڑی معصومیت
تھی اور وہ پرکشش تھی وہ ایسی تھی کہ اگر کوئی ایک بار
اس کو دیکھتا تو دوبارہ دیکھنے کی تمنا ضرور کرتا۔ وہ
مجھے دیکھ کر گھبرا اسی گئی۔ اور جلدی سے سر پر دوپٹہ
لینے لگی مجھے اس کی یہ ادبیت ہی اچھی لگی۔
وہ اصل میں میں بھی کہ سکندر آیا ہوگا۔

حساب وغیرہ دیا اور ان کو لے کر اپنے رہائشی
مکان میں آگیا۔ میں راستے میں سے ہی ایک
ہوٹل سے کھانا لے کر آگیا تھا ان سب کو کھانا کھلایا
اور کہا ماں جی اس کو اپنا ہی گھر سمجھیں انشاء اللہ صبح
آپ کے لیے کوئی علیحدہ سے کرائے کا مکان
ڈھونڈ کر دوں گا جس میں آپ عزت و سکون کے
ساتھ رہیں گی اس کے بعد وہ لوگ سو گئے۔
اور میں دوسرے کمرے میں سو گیا۔

اگلے روز میں نے اپنے سینٹھ سے ایک
دودن کی چھٹی مانگی ان دو چھٹیوں میں میں ماں جی
کے لیے کرائے کا مکان اور کوئی عزت کا روز
گار بھی ڈھونڈتا رہا۔ بالآخر ایک چھوٹا سا کرائے کا
مکان اور سکندر کے لیے ایک شور پر کام کا
بندوبست ہو گیا میری اس کوشش اور تعاون پر ماں
جی بہت خوشی ہوئی اور دعائیں دینے لگیں۔
دوسرے دن وہ اپنا سامان لے کر وہیں شفٹ
ہو گئے اب میرا دل بھی مطمئن ہو گیا تھا۔

دور روز بعد ماں جی اور سکندر میرے مکان پر
آ گئے ماں جی شکوے کرنے لگیں کہ میں ان کے
گھر کیوں نہیں آیا میں نے انہیں کہا کہ ایک تو
دکان پر سارا دن مصروف رہنے کی وجہ سے تھکان
ہو جاتی ہے مکان پر جاتے ہیںند آ جا میے دوسرا آپ
لوگ عزت دار ہیں میں نہیں چاہتا کہ آپ کی
عزت پر کوئی حرف آئے اور آپ لوگوں کے دلوں
میں بھی ایسی کوئی بات نہ آ جائے۔ ماں جی یہ سن کر
وضاحت کرنے لگیں کہ نہیں روال بیٹا آپ نے
ہمارے لیے بہت کچھ کیا ہے شاید اتنا کوئی اپنا بھی
نہیں کر سکے ہمارے دل میں آپ کے لیے عزت
اور خلوص ہے کبھی آپ کے بارے دل میں غلط
خیال کیسے آ سکتا ہے آپ ضرور ہمارے ہاں
آیا کریں۔ تشکر آمیز الفاظوں کے ساتھ ماں اپنی
محبت کا اظہار کرنے لگیں تو مجھے ان کا صرف آپ

جولائی 2014

Digest.pk

اور آج امی بھی کہہ رہی تھیں کہ آپ کو لازمی آنا ہے شام کو۔

روز روز مناسب نہیں لگتا میرا وہاں آنا۔
روٹی کے جواب میں میں نے کہا۔ مگر وہ کہاں معاف کرنے والی تھی بڑی اپنائیت ظلوں اور بھرپور اصرار کے ساتھ بولی۔
تم نے آج لازمی آنا ہے۔ ضرور آنا ہے۔
پلیز میں انتظار کروں گی۔ پلیز میں نے کچھ کہنا چاہا مگر روٹی نے فون بند کر دیا۔

شام ہوئی تو میں ان کے گھر گئے بغیر نہ رہ سکا پھر تو روزانہ ہی کا یہ معمول بن گیا سارا دن دکان پر ڈیوٹی دیتا۔ شام کو ماں جی کے گھر چلا جاتا اور ایک دو گھنٹے کپ شپ لگا کر واپس اپنے مکان لوٹ آتا۔ ایک شام حسب معمول میں ان کے گھر گیا اتفاق سے ماں جی گھر پر نہیں تھیں شاید وہ باہر کہیں کام کے لیے گئی ہوئی تھیں۔ میں اندر گیا سلام کیا ماں جی کو موجود نہ پا کر پیچھے دروازے کی طرف لوٹا ہی تھا کہ روٹی آتا چھوڑ کر میرے سامنے دروازے پر آگئی اور بولی۔

کہاں جا رہے ہو راول۔
واپس اپنے گھر۔ میں نے سنجیدگی سے ٹھٹھا

کیوں یہاں ڈر لگتا ہے کیا روٹی نے کہا۔
ماں جی گھر پر نہیں تو اچھا نہیں لگتا۔ میں نے نظریں پٹاتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں ہوتا۔ ان کے بغیر کیوں سوچتے ہو تم ایسا۔ رو دینے والے انداز میں بولی۔ میں نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک اور بات کی جو میں کئی دنوں سے سوچ رہا تھا کہ اسے منع کروں گا کہ وہ مجھے تم کے بجائے آپ ہی کہا کرے۔ میں نے سے کہا تو روٹی بولی۔
کیوں کیا ہوتا ہے اس سے۔

رو دینے کہا تو میں نے جواب میں کہا۔
چلیں سکندر نہ سہی میں ہی سہی لیکن اگر سکندر ہوتا تو کیا اسے بھی اندر نہ آنے دیتیں۔

میری اس بات پر وہ حریف شرمندہ اور بوکھلائی اسے خیال آگیا فوراً مجھے اندر جانے کا راستہ دیا یکدم مڑی اور اندر بھاگ گئی مجھ سے پہلے ہی ماں جی کو میرے متعلق بتایا۔
سلام ماں جی میں نے اپنا سران کے سامنے جھکایا۔

جیتے رہو خوش رہو بیٹا سناؤ۔ کیسے ہو۔
انہوں نے دعا دی اور خیریت وغیرہ پوچھنے لگیں۔ میں نے فروٹ الماری میں رکھے اور ساتھ ہی ماں جی کے پاس پڑی چار پائی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد روٹی چائے بنا کر لے آئی اتنے میں سکندر بھی آگیا۔ سب نے مل کر چائے پی میں دیر تک بیٹھنے کے بعد واپس اپنے مکان کی طرف آنے لگا انہوں نے مجھے اصرار کیا کہ میں کھانا کھا کر جاؤں مگر میں نے مناسب نہ سمجھا اٹھ کر دروازے تک پہنچا۔ اچانک مڑ کر پیچھے بغیر کسی وجہ کے دیکھا تو روٹی مجھے بڑے غور سے دیکھ رہی تھی میں نے سب کو سلام کیا اور اپنے مکان کی طرف بڑھ گیا۔
دکان پر بیٹھا کوئی کام کر رہا تھا کہ روٹی کا فون آگیا۔

ہیو راول۔ کیسے ہو۔
جی الحمد للہ ٹھیک ہوں۔ اور آپ سناں کیسی ہیں۔ میں نے اپنی خیریت سے آگاہ کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

ٹھیک تو ہوں مگر ایک غلش سی باقی ہے۔
وہ کیا۔ میرے پوچھنے پر روٹی نے کہا۔
کھانا کھا کر جو نہیں گئے۔
کھانا بھی کھا لیں گے کبھی۔ میں نے کہا۔
روٹی بولی۔ کبھی نہیں جناب آج ہی۔

جولائی 2014

Digest.pk

شکایت نہیں ہوگی۔ ایک بار آپ اسے قبول تو کر لیں پلیز بیٹا۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔

آپ میرے آگے ہاتھ جوڑ کر مجھے شرمندہ اور گناہگار نہ کریں اپنے آگے ماں جی کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو میں نے اپنے ہاتھوں سے الگ کرتے ہوئے مزید کہا روٹی تو شاید میری بیوی کو برداشت کرے گی مگر تم نہیں آپ لوگ میرے لیے انتہائی قابل احترام ہیں جو تعاون مجھ سے طلب کریں میں حاضر ہوں مگر اس قسم کی امید مجھ سے نہ رکھیں۔ میں بہت مجبور ہوں ماں جی سوری کہہ کر میں وہاں سے اٹھ آیا۔

ایک دن میں بہت مصروف تھا دکان پر بھی گا کہوں کا رش لگا ہوا تھا اچانک فون کی کھنٹی بجی لائن پر سکندر تھا اس نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔ راول بھائی ہم اس وقت جنرل ہسپتال میں ہیں امی کو کچھ ہو گیا ہے آپ فوراً آ جائیں۔ میں نے اپنی مجبوری پیش کرتے ہوئے کہا۔ دکان پر رش لگا ہوا ہے میں گا کہوں کے درمیان پھنسا ہوا ہوں دوسرا میرے سینٹھ صاحب بھی نہیں آئے ہیں تھوڑی دیر تک جب سینٹھ صاحب آ جائیں گے تو میں آ جاتا ہوں نصف گھنٹہ بعد سینٹھ صاحب آ گئے میں نے انہیں تمام ماجرہ سنانے کے بعد ان سے چھٹی لی اور سکندر کے بتائے ہوئے جنرل ہسپتال ماں جی کے زیر علاج والی جگہ پر پہنچا۔ ماں جی کو ڈرپ لگی ہوئی تھی ساتھ ہی روٹی عمر سکندر اور ایک نوجوان سا آدمی موجود تھا میں نے ماں جی کے بارے میں روٹی سے پوچھا کہ طبیعت کب اور کیسے خراب ہوئی تھی روٹی نے جواب میں مجھے اس روز شام کے وقت خراب ہونے کا بتایا جس روز میں ان سے ہو کر اٹھ گیا تھا میرے پوچھنے پر روٹی نے اس نوجوان کے

ہو جاتا ہے انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گی۔ میں نے تسلی دیتے ہوئے کہا

روٹی کی آنکھوں میں شکوے تھے جیسے کہہ رہی ہو دیکھا روال آپ کے انکار نے میرا کیسا برا حال کر دیا ہے اگر آپ نے مجھے تنہا چھوڑ دیا تو میں زندہ نہیں رہ سکوں گی۔

ہاں تو ماں جی کام کی مصروفیت ہی کچھ ایسی بڑھ گئی تھی کہ ان چھ سات دنوں میں آپ کے ہاں نہ آ سکا۔ ہاں تو آپ بتا رہی تھیں کہ آچکے مجھ سے کوئی بہت ضروری کام ہے کہیے کیا مسئلہ درپیش ہے۔ میں نے ماں سے دریافت کیا تو وہ بولیں۔

میری ایک ہی بیٹی ہے روٹی۔ اور میں چاہتی ہوں زندگی کا کوئی پتہ نہیں کب ساتھ چھوڑ دے کہ اس کی کسی اچھی جگہ شادی کر کے اہم فرض سے سرخرو ہو سکوں تم ایک سمجھدار اور قلمس انسان ہو ماشاء اللہ تم ہر حوالے سے بہرہی اچھے ہو روٹی بھی تمہیں دل و جان سے چاہتی ہے میں تم دونوں کو رشتہ ازدواج میں منسلک کرنا چاہتی ہوں امید کرتی ہوں تم انکار نہیں کرو گے یہ شکر گھر کی دیواریں مجھے گھومتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

ماں جی شکر یہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا اور اپنا جان کر بھروسہ کیا مگر میری مجبور ہی ایسی ہے کہ سوائے میرے پاس انکار کے اور کچھ بھی نہیں معذرت کہ میں غریب ایک جگہ شادی کرنے والا ہوں ہم دونوں ایک دوسرے کو بہت چاہتے ہیں اور پسند کرتے ہیں میرے اس جواب کی شاید انہیں توقع نہیں تھی اسی لیے حیرت دکھانے کے چہرے پر سے عیاں تھا دو بارہ بڑی ہمت کر کے وہ بولیں۔

کوئی مسئلہ نہیں راول بیٹا۔ روٹی آپ دونوں میاں بیوی کی کنیر بن کر آپ کے گھر رہے گی میں حلفاً کہتی ہوں کہ ہمیں اس کی ذات سے بھی کوئی

جولائی 2014

Digest.pk

انہو نے میرے کردار کو غلط تصور کر کے یہ امید کر لی تھی کہ میں روہی سے شادی کر لوں گا مگر میں تو اپنی جگہ مجبور تھا کب تک ماں جی کو جھوٹے سہارے دیتا۔ حالانکہ مجھے میرے سینچے نے منع کیا تھا کہ میں ان کے نزدیک نہ جاؤں انجینی لوگ ہیں جانے کہاں سے آئے ہیں اور کیا کر کے آئے تھے کوئی نقصان کر کے بھی تو آ سکتے ہیں ورنہ اس زمانے میں اتنی دور سے کراچی چلے آنا معنی رکھتا ہے مگر میں نے سیٹھ صاحب کی سنی ان سنی کرتے ہوئے انسانی ہمدردی کے طور پر جو کردار ادا کیا میرا اخلاقی فرض تھا یہ اور بات کہ روہی نے میری جانب محبت کے قدم بڑھائے اور ماں جی نے بغیر سوچے سمجھے مجھ سے اتنی بڑی توقعات وابستہ کر لی تھیں کہ سوائے انکار کے میں اور کیا کر سکتا تھا۔ بحر حال ماں جی موت کا دکھ مجھے بہت ہوا تھا میں نے ان کا دیدار کیا تو اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکا۔

راول بھائی اللہ کو یہی منظور تھا آپ بچوں کو حوصلہ دیں میں کوئی سواری وغیرہ کا انتظام کر کے آتا ہوں آخر ماں جی کی تدفین وغیرہ تو کرنی ہے ناں۔

فکلیل نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو میں خیالات کی دنیا سے واپس لوٹ آیا۔ ہم دوستوں نے مل کر ماں جی کی تدفین وغیرہ کی ماں جی کو سپرد خاک کرنے کے بعد میں سیدہ اپنی دکان پر چلا آیا۔

صبح پھر گیا عمر اور سکندر افسردہ بیٹھے تھے انکو دلا سے دیئے اور کھانا کھلایا۔ مگر روہی مجھ سے کترانے لگی دور اور انجینی سی جیسے میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق بھی نہ ہو۔

تیسرے روز میں ان لوگوں کے مکان پر گیا تو گھر کے باہر دروازے پر لگا تالا میرا منہ

بارے میں تعارف کے طور پر بتایا کہ یہ ہمارے پڑوسی ہیں فکلیل ان کی بہن میری دوست بن گئی ہے وہ آئی سی ہوگی۔ کچھ رقم کا بندوبست کرنے اپنی کسی سہیلی کے ہاں گئی ہوئی ہے۔ فکلیل ہی امی کو اس ہسپتال میں لائے ہیں۔ عمر اور سکندر پریشان حالت میں ماں جی کے ساتھ سہے ہوئے بیٹھے تھے میں نے ان کو سلی دی فکلیل کا شکریہ ادا کیا کہ وہ ہمدردی کے طور پر سب کچھ کر رہے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد بیٹھے کے بعد میں اٹھ آیا یہ کہہ کر کہ ابھی ماں جی آرام میں ہیں جب آنکھ کھل جائے تو میرے آنے کا بتا دینا میں شام کو پھر آؤں گا ابھی میں نماز مغرب ادا کر رہی رہا تھا کہ سکندر کا فون آ گیا کہ امی جی کی طبیعت اچانک بگڑ گئی ہے راول بھائی آپ فوراً چلے آئیں میں کام وغیرہ سمیٹ کر ہسپتال جا پہنچا تو پتہ کہ انہیں خون کی کچھ بوتلیں چاہیں بلڈ گروپ پوچھنے کے بعد میں نے اپنے چند دوستوں کو بلایا۔ ان میں سے دو کا خون گروپ مل گیا باقی ہم لوگوں کا نہیں ملا تھا دو ایک خون کی بوتلیں خرید ضرورت تھیں میں نے ادھر ادھر کو کوشش شروع کر دی رات بارہ بجے کے قریب میں واپس اپنے مکان پر آ گیا صبح نماز فجر کی ادائیگی کے بعد میں ہسپتال گیا وہاں جا کر علم ہوا کہ ماں جی زندگی کا چراغ گل ہو گیا ہے روہی اور عمر دور ہے تھے سکندر نے مجھے دیکھا تو پٹ کر رونے لگا۔ ماں جی نے میرے انکار کو دل پر لے لیا تھا اسی وجہ سے وہ جانبر نہ ہو سکیں اور جلد ہی سب کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں تھیں مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے سب مجھے ہی ماں جی کی موت کا ذمہ دار ٹھہرا رہے تھے روہی کے ذومعنی بین من کر اور عمر و سکندر کی سسکیاں دل و دماغ پر ہتھوڑے برسا رہی تھیں مگر اس میں تو میرا کوئی قصور نہیں تھا میں تو انسانیت کے طور پر ان کے کام آیا تھا

ڈیوٹی یہ تھی کہ مجھے سندھ کے باغات میں جا کر آم تروانا اور انہیں مزدوروں کے ذریعے بیٹیوں میں بھر کر ٹرکوں کے ذریعے منڈی تک لے آنا تھا لہذا مجھے حیدر آباد میں واقع ایک بڑے باغ میں سے آم لے آنے کی ہدایت ملی چار ٹرکوں پر مشتمل ہمارا قافلہ جس میں میرے علاوہ کچھ مزدور سوار تھے عازم سفر ہوئے صادق آباد تک سفر انتہائی خوشگوار رہا مزدوروں کی خوش گپیوں کے درمیان خوب وقت گزرا۔

لیکن جونہی سفر آگے بڑھا آسمان کو سیاہ بادلوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ماحول پر چھائی تاریکی حریف گہری ہو گئی جوں جوں وقت گزرتا گیا تاریکی میں اضافہ ہوتا گیا اس پر طرہ کہ تیز ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں سیٹھ کی اگر ہدایت نہ ہوتی کہ جلد از جلد مال لوڈ کر کے آنا ہے تو ہم راستے میں ہی کہیں بڑا ڈال لیتے۔ نئی نوکری تھی میں اسے معمولی غفلت کی بنا پر کھوٹ کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ جونہی ہم راستے میں آنے والے ایک جنگل کے نزدیک پہنچے تو طوفانی ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں درخت ایسے ہلتے محسوس ہو رہے تھے جیسے آنا خانہ ہمارے ٹرکوں پر آن گریں گے۔ نزدیکی آبادی کے آثار بھی نظر نہ آرہے تھے بادلوں کی گھن گرج بجلی کی چمک اور تیز آندھی کا شور اور گہرا اندھیرا ہمارے اعصاب جواب دے گئے۔ ٹرکوں کی بریکیں اچانک چبھ اٹھیں سڑک پر بڑے بڑے درختوں کے تنے رکھ کر اسے بند کر دیا گیا تھا اس سے قبل کہ صورت حال واضح ہوتی سڑک کے اطراف سے درجن بھر مسلح افراد نے ٹرکوں کو اپنے محاصرے میں لے لیا اسکی لمحے سامنے سے ایک بڑی سی لائٹ نظر آئی جسے دیکھتے ہی نقاب پوش مسلح افراد واپس اپنی پوزیشنوں پر چلے گئے ہم دیکھ کر ٹرکوں میں بیٹھ آئے والے

چار ہاتھ ساتھ والے گھر سے ان کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ وہ لوگ واپس پنجاب اپنے گھر چلے گئے ہیں نامعلوم کیوں مجھے دھچکا سا لگا۔ میں روٹی سے معذرت بھی نہ کر سکا۔ میں تو سوچ رہا تھا اسے الہام و تفہیم کے ساتھ کسی اچھے سے لڑکے کے ساتھ شادی کا مشورہ دے کر ہر طرح کا تعاون کروں گا مگر روٹی اپنے بھائیوں کو لے کر جانے کہاں چلی گئی تھی اپنے گھر پنجاب وہ کس طرح جاسکتی تھی جہاں اپنے ہی لوگ کالے ناگ کی طرح منہ کھولے کھڑے تھے تو پھر کہاں چلی گئی تھی۔

انہی سوچوں کے ساتھ مغموم واداس سامیں واپس اپنے مکان کی طرف آ گیا۔ میں نے ہر جگہ اسے تلاش کیا پورا شہر جھان مارا مگر وہ کہیں نہ ملی کبھی کوئی کسی کے غم میں بھی رویا ہے سب اپنے غم میں روتے ہیں اپنے من میں سوز ہو تو کائنات بے رنگ لگنے لگتی ہے اشک بڑے گراں قدر ہوتے ہیں مگر اس وقت جب آنکھ سے ٹپکیں تو کتنے بے بس ہوتے ہیں وہ لوگ جن کا من بھر بھرا آئے۔ ٹپکیں نم ہوں لیکن گلے لگا کر کوئی رونے والا نہ ہو ذرا سار دلینے سے تو دکھوں کو تسکین مل جایا کرتی ہے لیکن کہتے ہیں رونے والا بزدل ہوتا ہے تو پھر یہ سنگدل کبھی کبھی کیوں رو لیا کرتے ہیں زیادہ ہنس لیا جائے تو بھی نہیں بھیک جاتی ہیں کون ہے وہ جو آج تک کبھی نہیں رویا بادلوں میں کتنی گھن گرج ہوتی ہے مگر وہ بھی چمچ چمچ روتے ہیں انسان تو پھر پیکر خاک ہے روئے گا نہیں تو پھر زندہ کیسے رہے گا۔ اس رات مجھے دیر تک خیند نہیں آئی تھی۔

میرے سیٹھ نے سند اور پنجاب میں آموں کے بڑے بڑے باغات خریدے ہوئے تھے پنجاب کے آم تو ابھی کچے تھے مگر سندھ کیا آموں کی منڈی میں فروخت کا سیزن شروع ہو رہا تھا میری

دولائی 2014

جہاں میں 2014

جلتے خواہوں کی باکھلا طرہ ۳

Digest.pk

یہ دل
دھڑکتا ہے = دل میرا
تڑپتا ہے = من میرا
تیرے کسبھی چھین نہیں آتا
دل کسبھی نہیں لگتا
تیری یاد ہم کو ستاتی ہے
آنکھیں کبھی روتی ہیں
نہ جیتی ہیں نہ سوتی ہیں
ہل ہل تھکائی دستی ہے
نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں
سنو تم سے = کہتے ہیں
ہمیں اپنا بنا لو تم
دل میں اپنے بسا لو تم
ہی کو ہم سے چھو لو تم
تم سے دور اب نہ رہ پائیں گے
یہ درد جدائی نہ سہ پائیں گے
اس قدر ٹوٹ کر چاہیں تمہیں
کہ دل و جان بھی تیرے نام کر جائیں
سنو تم اپنا بنا لو ہمیں
(گلشن ناز ہفتہ قریشی)

باتوں سے آئے خوشبو

زندگی ایک ایسی ٹرین ہے جو ہمیشہ اس اسٹیشن پر رکتی
ہے جہاں ہم اتنا نہیں چاہتے
جانے والے کو مت روکو اور آنے والے کو واپس نہ کہو
کیونکہ جانے والے روکنے سے رکتے نہیں اور آنے
والے روز روز آتے نہیں
غصے کا بہترین علاج خاموشی ہے
علم زمان کے جسم میں روح کی طرح رہتا ہے۔
اقراناز۔

برے وقت کا انتظار کرنے لگے سامنے سے آنے
والی گاڑی پولیس کا ڈبل کچین ڈالنا تھا جو سڑک پر
معمول کے گشت میں مصروف تھا پولیس افسران
نے سڑک بلاک دیکھی تو انہیں صحیح صورت حال کا
اندازہ لگانے میں ذرا بھی پرہیز نگاہی پولیس کی طرف
سے ہوا میں فائر کیا گیا جس کا تڑا تر کی صورت میں
جواب آیا پولیس کے افسران نے کہیں سے
چھلانگیں لگا کر درختوں کی اوٹ میں پناہ لی اندھا
دھند فائرنگ شروع ہو گئی۔ جو افسران ڈاکوؤں نے
بھی فائرنگ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ فضا میں چند
انسانی چھین گونجیں۔ ٹرک کے اندر بیٹھے رہنے
سے کوئی بھی گولی نہیں موت کا شکار کر سکتی تھی لیکن
باہر بھی موت کا رقص تھا جو ہمارے لیے قیامت خیز
تھا خوف سے ہماری زبانیں ٹنگ اور حواس شل
ہو گئے۔ ڈاکوؤں اور پولیس کے درمیان فائرنگ
کا خوفناک اور خطرناک سلسلہ وسیع تر ہوتا گیا۔
اچانک دونوں اس پوزیشن میں آ گئے کہ درمیان
میں ہم محصور ہو کر رہ گئے کلاشنکوفوں نے آگ اگلی
فضا میں چند مردوروں کی دلخراش چھین ایک ساتھ
بلند ہوئیں اور ایک گولی تراش سے میرے جسم میں
اتر گئی۔ ایسے محسوس ہوا جیسے کسی نے گرم سیسہ
میرے جسم میں اتار دیا ہو لہذا طاری کیفیت میں
خون کے نوارے چھوٹے اور اگلے ہی لمحے میں
ہوش و حواس کی دنیا سے بیگانہ ہو گیا۔

اس کے بعد کیا ہوا حالات و واقعات نے کیا
پلٹا کھایا یہ سب جاننے کے لیے دلخراش اور دل
ودماغ پر گہرے نقش چھوڑ جانے والی اس لیورنگ
داستان اور جلتے خوابوں کی راکھ کی چوٹی قسط
جواب عرض میں پڑھنا نہ بھولے گا۔

جلتے خوابوں کی راکھ نمبر ۲۲ جولائی ۲۰۱۴

ویران سن

تحریر۔ حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری۔ فیصل آباد۔

سلام محبت ویران زندگی کی آخری قسط حاضر خدمت ہے اسے بھی پڑھ کر قارئین کی نظر کر دیجئے گا تیسری قسط پر سب کا مشکور ہوں کہ آپ نے پڑھ کر کالز کر کے اپنی قیمتی رائے سے نوازا ڈاکٹر حسن علی کا نمبر حاضر ہے اس نمبر پر آپ ڈاکٹر سے بھی رابطہ کر سکتے ہیں لوگ پچھڑے کبھی نہ کبھی تو مل ہی جاتے ہیں مگر جن سے ملنے کی خواہش زیادہ ہوتی ہے ان کی جدائی بھی طویل ہوتی ہے یہ دنیا کا دستور ہے کہ جس چیز کے پیچھے بھاگو گے وہ تم سے دور نکل جائے گی اور جس چیز پر توجہ نہ ہو وہ مل جاتی ہے انسانی رشتے بھی کچھ ایسے ہی ہیں جن کو انسان مضبوط کرنا چاہتا ہے یا پانا چاہتا ہے وہ دور ہو جاتے ہیں اعتماد بنانے کی وجہ سے بے اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے جے یہ ذہنوں کا تصادم ہے یا قسمت کا کاش انسان اپنے آنے والے کل کے بارے میں جانتا ہو تو کبھی ایسے دوست نہ بناتا جو ساتھ نہ بھاگ سکتے ہوں وہ بھی ایک بہت ہی بڑی خامی سے کیوں کہ یہ انسان کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے اور اگر محبوب بے وفا ہو تو پھر انسان بالکل کھوٹلی ٹکڑی کی طرح ہو جاتا ہے یک طرفہ وفا بہت ہی نقصان دہ ہوتی ہے اس قسط میں بھی رائے دینا نہ بھولیں گے گا زو با خان، رعنا، امبر گرن چوہدری، عائشہ نیلام، مہناز، ان سب کے لیے پر خلوص دعائیں ملی رضا ملک اور بھی بہت سارے دوست ہیں میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ مجھے ہر وقت دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں اللہ آپ کو خوش رکھے آخر میں رسالہ کی ترقی کے لیے دعاگوں ہوں تمام شاف کو پر خلوص سلام اور دعائیں ادارہ جواب عرض کی پابلی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹرز مددگار نہیں ہوگا

حکیم ایم جاوید نسیم چوہدری فیصل آباد 03455453286۔ حسن علی کا نمبر 03437126117

وعلیکم اسلام میر نے نکلے نکلے ہوئے ہی کہا وہ سکول میں بھی روزانہ اسی طرح ملتے تھے لیکن میٹرک کے بعد ایسے پچھڑے کہ پھر کوئی رابطہ نہ ہو سکا۔ کیسے ہو میر یا ریشم آج ہماری یاد کیسے آگئی۔ یاد تو آتی رہتی ہے۔ بس یا ر مصروفیت ہی اتنی بڑھ گئی ہیں ناں کہ اک بار باہر کیا گیا کہ پھر تو تو لوٹ کر ہی نہ آ سکا۔ میر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

واہ جی واہ۔ بڑے بزنس مین بن گئے ہوا ب تم بڑا نام ہے تمہارا عدنان نے وہی پرانا چھڑنے والا انداز اپناتے ہوئے کہا۔

بس یا ر جہاں جہاں روزی روزی اللہ تعالیٰ نے لکھی ہے وہ تو اکٹھی کرنی ہی ہے ناں میر نے کہا۔ اتنے میں نادیہ چائے کی ٹرالی میں لوازمات رکھے آگئی۔

اسلام وعلیکم نادیہ نے آتے ہی کہا۔

میر یہ ہے تمہاری بھانجی نادیہ صاحبہ بنک میں میرے ساتھ ہی کام کرتی ہیں یہ مجھ کو بھانجی الٹا میں نے

ویران کلشن۔ آخری قسط 30 جولائی 2014



Digest.pk

ان سے شادی کر لی عدنان اپنی بیگم کا تعارف کرواتے ہوئے بھی مذاق کرنا نہ بھولا تھا۔ ناد یہ یہ ہیں میرے بچپن کے دوست میر سکندر صاحب جو میٹر تک میرے ساتھ رہے ہیں پھر یہ فرانس چلے گئے تھے۔ ہیلو بھابھی جی کیسی ہیں آپ میرے کہا۔

ہیلو کیسے ہیں آپ۔۔۔ ناد یہ نے پوچھا۔ اور چائے بنانے لگی مجھے زندگی میں تین دوست بہت اچھے ملے سکول میں میر سکندر کالج میں حسن علی اور ہنگ میں ناد یہ تبسم عدنان خوشگوار موڈ میں بول رہا تھا ناد یہ اور میر دونوں مسکرا دیے۔

یہ لیس بھائی جان چائے اور آپ بھی۔ ناد یہ نے دونوں کو چائے کے کپ دیتے ہوئے کہا۔ آپ کتنے اچھے دوست ہیں آجکل اچھے دوستوں کا ملنا بہت مشکل ہے۔ شکر یہ بھابھی جی میر نے کپ پکڑتے ہوئے کہا۔ آپ بتاؤ یار میر تم کو کوئی لڑکی پسند آئی ہے یا کہ نہیں شادی کے لیے عدنان نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور پوچھا۔

ہاں یار اب بروگرام بن گیا ہے شادی ہے ایک لڑکی پسند آئی ہے بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو بچپن میں ہی میری منگ ہے مجھے بھی کل ہی پتہ چلا تھا وہ آپ کی اکیڈمی میں ہی پڑھتی ہے شاہین وہ میری خالہ زاد کزن بھی ہے اور میری منگیتر بھی ہے میر نے مکمل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ شاہین۔ ناد یہ اور عدنان کا رنگ اڑ گیا۔ ہاں یار شاہین۔ کیسی لڑکی ہے وہ میر ان کے چہرے نہ پڑھ سکا۔ بہت اچھی لڑکی ہے وہ تو لیکن اس نے کبھی بتایا نہیں آپ کے ہارے میں عدنان نے حیرانی سے پوچھا۔ اسے بھی پتہ نہیں تھا یہ بات صرف ہمارے والدین کو معلوم تھی میر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ او کے عدنان یار اب میں چلتا ہوں یہ میری طرف سے مشائی ہے آپ اور بھابھی جی میری شادی پر ضرور آنا میر یہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

حسن علی صبح انیما نماز پڑھنے کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے پہلے دعا صرف الینا کی بخشش تک اور شکوے شکایت تک ہی محدود تھی آج کی دعا میں وہ اپنے لیے بھی کچھ مانگ رہا تھا دعا سے فارغ ہونے کے بعد وہ حسب عادت لان میں چلا گیا اور اس پودے کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ پورا پھر سے براہور ہاتھ اس پر کچھ نئی شاخیں نکل رہی تھیں حسن علی پودے کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اور گزر رہے ہوئے واقعات پر وہ سکرین پر چل رہے تھے اتنی دیر میں چونک اڑا یا اور بولا حسن علی صاحب باہر دو پولیس کے آدمی آئے ہیں۔ اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔۔۔ پولیس والے کیا کام سے ان کو میرے ساتھ حسن علی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ پتہ نہیں جناب میں نے پوچھا ہے لیکن وہ کہتے ہیں صرف حسن علی کو بتائیں گے۔ چلو ٹھیک ہے بلو او انہیں حسن علی کرسی پر بیٹھ گیا اور ان کے والد عبدالرحیم صاحب بھی آگئے چونک اڑ پولیس والوں کو لے کر اندر آ گیا۔

اسلام علیکم وعلیکم واکثر صاحب میرا نام جاوید ہے اور میں تھانہ ٹی میں اے ایس آئی ہوں دراصل بات یہ ہے کہ صغیر کے اور ان کے خاندان کے کل میں ملوث دو شخص پکڑے گئے ہیں عدالت نے ان کو پھانسی کی سزا دی ہے ان کی آخری خواہش تھی کہ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں کل صبح انکو پھانسی ہے۔ آپ پلیز ہمارے ساتھ جا کر ان سے مل لیں اے ایس آئی جاوید نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ لیکن وہ حسن علی کو کیوں ملنا چاہتے ہیں عبدالرحیم نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

جولائی 2014

جواب 2014

دیران گلشن۔ آخری صفحہ

Digest.pk

پتہ نہیں سر جی وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے اگر حسن علی ہمیں معاف کر دے تو ہم آسانی سے پھانسی پر چڑھ جائیں گے جاوید نے پھر بتایا۔
او کے جی آپ چلیں ہم بھی آتے ہیں عبدالرحیم نے کہا۔

چینگ یو سر۔ ذرا جلدی آنا جاوید نے کہا حسن علی اور ان کے والد عبدالرحیم تیار ہو کر گاڑی میں بیٹھے اور سیدھے سنٹرل جیل میں پہنچ گئے اے ایس آئی جاوید انکو ملاقاتی کمرے میں بٹھا کر دو زنجیروں میں جکڑے آدمیوں کو لے آیا ایک کی عمر تقریباً پچاس سال کے قریب تھی لیکن وہ سخت جان دکھائی دے رہا تھا اور ایک تیس سال کا تھا جو کافی حد تک ٹوٹ چکا تھا اس سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا شاید جیل کی سختی کی وجہ سے یا پھر آنے والی موت کے ڈر سے وہ آتے ہی حسن علی اور عبدالرحیم کے پاؤں میں بیٹھ گئے اور پاؤں پکڑ کر زور زور سے رونے لگے ہمیں معاف کر دو حسن صاحب ہمیں معاف کر دو ہم سے بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے حسن علی تمہاری الینا کے قاتل ہم ہیں بڑی عمر کا شخص بول رہا تھا شاید دوسرے میں بولنے کی ہمت نہ تھی وہ تو بس نظریں جھکائے ہوئے زمین کو دیکھ رہا تھا۔ الینا کے قاتل لیکن اس نے تو خود کشی کی تھی عبدالرحیم نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ نہیں اس نے خود کشی نہیں کی تھی بلکہ میں نے اسے مارا تھا میرا نام جمال دین ہے اور میں جمالے کے نام سے مشہور ہوں میں بڑی دیر سے صغیر کے ساتھ رہا ہوں اور اس کے ہر کالے دھندلے کا ساتھی ہوں اس نے مجھ سے بہت سرے گناہ کروائے ہیں اگر میں بھی انکار کرتا تو وہ مجھے اور میرے بچوں کو مروانے کی دھمکی دیتا تھا مجھ کو بلیک میل کرتا تھا میں مجبور تھا کچھ عرصہ کے بعد یہ خود شید بھی میرے ساتھ مل گیا یہ بڑھالکھا تھا اور دوسرے لوگوں کے دستخط اور لکھائی کی کاپی بھی کر لیتا تھا اسے کوئی نوکری نہیں مل رہی تھی اور یہ بھی صغیر سے مل گیا پہلے صغیر نے الینا کے باپ ار اپنے بھائی اسلم کو بھی مجھ سے مروادیا تھا وہ اس کی جائیداد ہرب کرنا چاہتا تھا اس نے کئی بار الینا اور اسکی ماں کو بھی مارنے کا پروگرام بنایا تھا تا کہ الینا اپنی جائیداد ہی نہ لے لیکن ہر بار کوئی نہ کوئی رکاوٹ بن جاتی تھی الینا جب جوان ہوئی تو اسے اپنے بیٹے منیر کی بیوی بنانے کا سوچنے لگا کہ چلو اس طرح ساری جائیداد بھی آجائے گی اور ان کو غلام بھی بنا کر رکھے گا۔ وہ یہ کام اس لیے جلدی نہ کر سکا۔ کیونکہ صغیر کی بیوی اپنی بھانجی کو اپنی بہو بنانا چاہتی تھی صغیر کو ڈر تھا کہ اگر الینا کی شادی اور کسی جگہ پر ہوگئی تو اسے کہیں اپنے باپ کے قتل کا پتہ نہ جائے اور وہ اسے عدالتوں میں نہ لے آئے جب الینا نے بتایا کہ وہ ساری جائیداد خود دے دے گی لیکن منیر سے شادی نہیں کرے گی تو وہ ایک بار تو بہت خوش ہو گیا تھا پھر اسے پتہ چلا کہ الینا آپ سے شادی کرنا چاہتی ہے تو وہ ڈر گیا تھا اور مجھ کو آپ کے قتل کا کام سونپا گیا تھا میں نے کچھ دن آپ کا پیچھا کیا تھا لیکن مجھ کو کوئی موقع نہ ملا پھر صغیر نے زمین اور گھر کے کاغذات مکمل کر دیا اور ساتھ ہی نکاح نامے کو بھی مکمل کر کے بہانے سے دونوں ماں بیٹی کے دستخط اور انگوشے لگوا لیے تھے شہر میں سیاسی جلسے کی وجہ سے وہ ان کو اپنے گھر نہ لے جاسکا تھا ہندوؤں کو ان کی مگرانی کے لیے گلی میں چھوڑا ہوا تھا الینا نے گھر سے بھاگ کر آپ کے پاس آنے کی کوشش کی تو مگر ہم نے اس کو پکڑ لیا تھا اور گھر سے اسے باندھ دیا تھا اور صغیر سے رابطہ کیا تھا صغیر نے خفیہ بندے کے ذریعے سے اسے مارنے کا پیغام بھیج دیا تھا ہم نے زبردستی اسے زہر کی گولیاں کھلا دی تھیں یہ خود شید جو لکھائی میں کاپی کرنے والا مشہور تھا اس نے الینا کی کھائی میں آپ کے نام ایک خط لکھا تھا پھر کچھ دیر کے بعد الینا کی ماں اور کچھ لوگ آ گئے تھے جس کی وجہ سے ہم لوگ کھڑکی سے کود گئے تھے ان کو ہمارا بالکل بھی پتہ نہ چلا تھا وہ اسے خود کشی سمجھ کر اس کو ہسپتال لے گئے تھے انکے جانے کے بعد ہم نے وہ خط بند پر رکھ دیا تھا صغیر کی طرف سے مجھ کو پھر علم ملا تھا کہ جلیبی جی جیل پہنچنے سے

دوران مکلشن آخری حصہ

جواب نمبر 33

Digest.pk

پہلے ہی الینا اور اس کی ماں کو ان دونوں درندہ میرے بیوی بچوں کو قتل کر دے گا اور پھر مجھے اور خورشید کو بہت غصہ آیا کہ یہ ہماری وفاداری کا کیا صلہ دے رہا ہے جو اپنے شکے بھائی اور اس کی اولاد سے وفانہ کر۔ کا وہ ہم سے کیا کرے گا ہمارے ضمیر نے ملامت کی اور ہمیں اپنے کئے پر بہت افسوس ہوا بہت زیادہ غور و فکر کرنے کے بعد ہمیں ایک ہی راہ نظر آئی وہ جس نے اتنے برے کام ہم سے کروائے ہیں ہم اسے ہی ہمیشہ کے لیے کیوں نہ ختم کر دیں تاکہ آئندہ معاشرے میں امن سکون ہو جائے۔ اس لیے جو پروگرام ہم نے الینا کو مارنے کا پروگرام بنایا تھا وہی پروگرام صغیر کی طرف کر لیا اور اس کو ایک ایکسپٹنٹ میں مردادیا۔ اس طرح ہمارے دل کو سکون ملا اور ہم نے گرفتاری دے دی پلیز یہ بھی وہ کہانی جو ہم آپ کو سنا چکے ہیں پلیز آپ لوگ ہم کو اب معاف کر دو وہ گز گزا کر دوتے ہوئے معافی مانگ رہے تھے آپ کو خدا کا واسطہ ہے ہم کو معاف کر دو بحالہ درور ہاتھ خورشید کو تو رونے کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی وہ تو ان کے پاؤں میں پڑا تھا اور زمین کو گھور رہا تھا اس کا رنگ پیلا ہو رہا تھا جیسے کانٹو تو لہو نہیں ہم نے تم کو معاف کر دیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی تم کو معاف کر دے عبدالرحیم نے کہا۔

عدنان سمیر سے ملا تھا وہ اس سے ملنے کے بعد بہت پریشان ہو گیا تھا کیونکہ وہ حسن کو اپنے بھائی کی طرح سمجھتا تھا الینا کی موت کے بعد اگر وہ کچھ سنبھلا تو شاہین کی وجہ سے شاہین اور حسن علی ایک دوسرے سے بہت زیادہ محبت کرنے لگے تھے وہ دونوں اس بات سے انجان تھے کہ شاہین بچپن سے ہی سمیر کی منگیتر ہے شاہین بھی اس بات سے انجان تھی آخرا ب کیا ہو سکتا ہے وہ بہت پریشان تھا۔

ہم ایسا کرتے ہیں کہ حسن علی کو شاہین کے بارے میں سب کچھ بتا دیتے ہیں ناد یہ نے کہا۔
نہیں ناد یہ نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے اگر ہم نے ایسا کر دیا تو حسن علی ایک بار پھر تنہائی کے خول میں چلا جائے گا اگر اب وہ تیار ہو گیا تو شاید زندگی بھر۔۔۔ اود خدا یا یہ کیا اور ہا ہے عدنان بہت ہی پریشان ہو گیا تھا۔
لیکن ایک نہ ایک دن تو یہ چل ہی جائے گا ناد یہ نے کہا۔

ہاں یہ تو چلے گا ہی اور اگر شاہین بھی اس کے بغیر زندہ نہ رہ سکی تو پھر۔۔۔ عدنان نے کہا نہیں اب تاریخ نہیں دہرائی جائے گی ایک حسن علی تو اجڑا ہی ہے اب اس کیساتھ ساتھ سمیر اور شاہین بھی نہیں اجڑیں گے ورنہ ان تینوں میں سے کوئی بچ نہیں سکے گا ناد یہ نے فیصلہ کن انداز میں کہا اور موبائل اٹھا کر حسن علی کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔ عدنان سر پکڑ کر بیٹھ گیا خدا یا خیر ہی کرنا وہ دعا مانگ رہا تھا۔ ایک طرف حسن علی تھا تو دوسری طرف سمیر اور شاہین تھے۔

حسن علی کسی لئے ہوئے مسافر کی طرح جا رہا تھا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اب تک زندہ کسے ہے اسے الینا کی یاد تڑپا رہی تھی کیوں اتنے شکوے شکایات کرتا تھا اس بے قصور سے کتنی بے بس تھی تم الینا کتنے دکھ تھے تیری قسمت میں صغیر میں تجھے کبھی بھی معاف نہیں کروں گا اور تجھے اللہ بھی معاف نہیں کرے گا۔ کاش تیرے دل میں انسانیت کا کچھ جذبہ ہوتا احساس ہوتا تو کہنے لاپٹی نہ ہوتا۔ اب بتا کہاں گئی وہ سیاری جائیداد ساری دولت انسان خالی ہاتھ ہی آیا ہے اور خالی ہاتھ ہی جاتا ہے حسن علی کو تڑپتی ہوئی الینا یاد آرہی تھی جب آخری بار اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اسے دیکھا تھا کتنا دکھ اور قرب تھا اس کی آنکھوں میں اور اگر کچھ حوصلہ ملا بھی تھا تو وہ بھی نہ ہونے کے برابر آج وہ شاہین سے بظاہر ملنے کے لیے جا رہا تھا لیکن ہمیشہ کے لیے بچھڑنے کے لیے اس کی دنیا کو

دیران گلشن۔ آخری باب۔ جواب نمبر 4 جولائی 2014

Digest.pk

خیر باد کہنے کے لیے پارک میں پہنچا تو شاہین پہلے ہی وہاں موجود تھی اسے دیکھ کر مسکرا پڑی۔
 خیر تو تھی ناں حسن علی اتنی جلدی کیوں بلوایا ہے مجھے کیا دل نہیں لگا میرے بغیر شاہین نے مسکرائی۔
 شاہین آج میری بات غور سے سنو حسن علی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو شاہین پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگی حسن
 علی نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تھا شاہین میں نے اپنے والدین سے آپ کے بارے میں بات کی تھی شادی
 کرنے کے بارے میں لیکن وہ نہیں مانے کیونکہ وہ میرے لیے کسی امیر گھرانے کی لڑکی لانا چاہتے ہیں میرے
 ہسپتال میں ہے وہ ڈاکٹر حنا اچھی لڑکی ہے اور ہے بھی ہمارے اسٹیلٹس کی میں نے بہت ضد کی تھی لیکن گھر والے
 نہیں مانے۔ ابونے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اگر میں نے حنا سے شادی نہ کی تو وہ مجھے گھر سے نکال دیں گے
 اور مجھ کو تمام جائیداد سے بھی عاق کر دیں گے شاہین اب میں مجبور ہو گیا ہوں میں آپ کے لیے اپنے والدین کو نہیں
 چھوڑ سکتا ہوں جائیداد کا مجھے لالچ نہیں ہے کیونکہ والدین کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے حسن علی نے چہرہ ابھی
 تک شاہین کی طرف نہیں کیا تھا۔

کیا کہا ہے تم نے حسن علی شاہین نے شہرہ اس کی طرف موڑ لیا۔ کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے کیا وہ سب
 کچھ جھوٹ تھا شاہین غصہ سے بول رہی تھی۔

کون سی محبت۔ کسی محبت ایسے تو میری زندگی میں بہت سی لڑکیاں آتی ہیں کیا میں سب سے محبت کروں اور
 سب سے شادیاں کرتا جاؤں اور پھر شاہین تم کو مجھ سے محبت ہے یا پھر میری جائیداد سے سن لو آج سے ہمارے
 راستے الگ ہیں حسن علی سختی سے بول رہا تھا۔

حسن علی کیا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے تھے شاہین کی آنکھوں میں آنسو تھے اور لہجے میں التجا تھی۔
 ہاں شاہین میں تم سے محبت نہیں کرتا میں تو صرف نام پاس کر رہا تھا میں بھی خوب ایکٹنگ کر رہا تھا۔

کھٹاک ایک زوردار پتھر حسن علی کے منہ پر لگا۔ تم نے اچھا نہیں کیا حسن علی تم میرے سچے جذبات سے
 کھیلے رہے ہو کیا حسن علی تم کو زندگی میں کبھی بھی سکون نہیں ملے گا تم تڑپو گے مجھ کو آوازیں دو گے فریاد کرو گے مگر
 پھر کچھ نہ سن سکوں گی تم تو کم طرف انسان نکلے ہو میں تو تم کو اپنا دل دے بیٹھی تھی تم کو اپنا سب کچھ مان لیا تھا مگر تم
 تو بھنورے نکلے ہو دو حو کے بازو درندے انسان تم کو کیا پتہ محبت کس کو کہتے ہیں اور محبت کیا ہوتی ہے کاش حسن علی
 میں تم کو نہ ملی ہوتی یا پھر تم مجھ کو نہ ملے ہوتے تو آج میں اس دورا ہے پر نہ کھڑی ہوتی جہاں تم نے لا کھڑا کیا
 ہے۔ شاہین پتہ نہیں کیا کچھ کہتے ہوئے بھاگ گئی اور حسن علی اسے جاتا ہوا دیکھتا ہی رہ گیا اب حسن علی ایک لئے
 ہوئے مسافر کی طرح کھڑا تھا جس سے ڈاکو سب کچھ لوٹ کر لے گئے تھے اور جو کچھ باقی بچا تھا وہ اس نے آج
 خود ہی لٹا دیا تھا واقعی چاہت کے سنے بڑے ہی سندر ہوتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ نازک آئینوں کی مانند
 بھی ہوتے ہیں چاہت کی شکل کے چھالے کی مانند ہے سنبھال کر رکھو تو بھی تکلیف اور اگر چھوڑ دو تو اور تکلیف ہوتی
 ہے اس راستے کے راہی اپنی منزل تو کھو ہی دیتے ہیں اور زندگی کو ٹھوکر مار کر اپنے ہچکچوں کو جدائی کا روگ دے
 کر دور بہت دور بھی نہ آنے کے لیے جاتے ہیں حسد و رقابت سے بھر پور اس دنیا میں کئی اپنی زندگیاں ہار گئے
 اور کئی محبت میں جیت کر بھی جیت کا لطف نہ اٹھا سکے وہ جیت ہمیں دے ہی کیا سکتی ہے جو کسی کی خوشیاں دیکھیں کر
 ہم حاصل کرتے ہیں حسد و رقابت سے جانے کتنی ہی کہانوں نے جنم لیا ہم اپنی مقصد بر آوری کے لیے کیا کیا کر
 آزما تے ہیں کسی کو ذلت کے گڑھے میں دھکیلنے کے لیے کیا کیا ہنر آزما تے ہیں پتہ ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ
 خدا کی لاشی بے آواز ہوتی ہے اللہ کی ذات کریم کسی کے ساتھ نا انصافی نہیں کرتی وہ ذات کریم ہے لیکن

دیران مکشن۔ آخری صفحہ

جواب نمبر 5

Digest.pk

جب کوئی اس کی مخلوق کے ساتھ انسانی کرے تو پھر اس کی لامنی حرکت میں آتی ہے وہ محبتیں وہ خوشیاں جو ہم دوسروں سے چھینتے ہیں وہ ہمارے لطف اور سرور کی بجائے دکھاو پریشانیوں کا باعث بنتی ہیں پھر بھی چاہتیں محبتیں انسانی زندگی کے لیے ضروری ہیں محبت کے سہارے پر ہی بندہ زندہ ہوتا ہے لیکن یہ محبت اور چاہت اس صرف اس کو آتی ہے جو اس کے ساتھ تخلص ہوتا ہے رشتہ انسانی کا ہو یا خون کا۔ رشتے وفا مانتے ہیں۔

حسن علی سنوٹم کیا سمجھتے ہو کہ محبت کے بغیر جیا نہیں جاسکتا ہے اگر ایسا سوچتے ہو تو تم غلطی پر ہو اس محبت کو اپنا کر بھی کیا کرنا جو محبت کم اور زخمیت زیادہ بن جائے جس میں ہل ہل ایسے زخم لگائے جائیں کہ جسم ہی زخمی نہ ہو جائے کس محبت کی بات کرتے ہو تم اس کی جس میں ایک مضبوط رشتے کی زنجیریں ہی نہیں ہیں اعتماد کا رشتہ نہیں ہے ناں تو پھر اس محبت کے جھوٹے الفاظ کی تشبیہ کیوں کر رہے ہو کیوں مردہ جسموں میں چھپی دم توڑتی سکتی روحوں کو بے حال کر رہے ہو یاد رکھنا بنا محبت کے بھی جیا جاسکتا ہے کیا ہوا کہ وہ جینا ایسے جینا ہوگا کہ آتی جاتی ہر سانس اس جسم فانی پر ایک بوجھ ہوگی ہر ہل جینا قیامت ہوگی مگر دیکھو حسن علی میں زندہ ہون اور جی رہی ہوں حسن علی محبت میں خوشی تب حاصل ہوتی ہے جب وعدے اعتماد اور پاکیزگی قائم رہے اور محبت مکمل ہوتی ہے جب وہ اپنی عمر بھر کی ریاضت کا صلہ پالیتی ہے جی ہاں ہماری محبت صلہ مانتی ہے ہماری محبت اپنا حساب چاہتی ہے یہ بالکل رعایت نہیں کرتی ان کو اپنا صلہ چاہیے محبت چاہتی ہے اپنے اس ایک ایک ہل کا جو کسی کے انتظار میں ایک صدی کی طرح گزرتا ہے محبت چاہتی ہے اپنے آنسوؤں کا جو کسی کی یاد میں دریاؤں کی مانند بہتے ہیں جب ہماری محبت اپنا صلہ پالیتی ہے تو وہ بروقت مسکرائی رہتی ہے ایک معصوم بچے کی طرح خوش ہو جاتی ہے اور پھر انہیں دنیا جہاں کا کوئی غم نظر نہیں آتا لیکن جب محبت میں کچھ حاصل نہیں ہوتا تو وہ ٹھہر جاتی ہے ویران ہو جاتی ہے اور پھر اس رہنے لگتی ہے بالکل میری طرح حسن علی مجھے آج پتہ چلا ہے کہ واقعی کچھ لوگوں کے مقدر ہی تاریکی میں لٹکے جاتے ہیں جو زندگی بھر تپتی دامن رہ جاتے ہیں انکی قسمت میں وصال رات کا کوئی پھول کبھی نہیں مہکتا جن کے لیے آنکھیں ترستی رہتی ہیں وہی لوگ قریب آکر کہیں دور بہت ہی دور نکل جاتے ہیں خود کو تنہا محسوس کرنا اور خود کو کسی بھی موز پر نا کام محسوس کرنا محال ہو جاتا ہے جب کسی کے دل تک رسائی نہیں ہو سکتی وہ جن کے بن کچھ بھاتا نہیں من کو خود فریبوں کا یہ عالم کہ انسان ساری زندگی صرف ایک دن کی آس میں گزار دیتا ہے ہم ساری زندگی بھی جی لیں تو وہ ایک دن بھی نہیں آتا ہر انسان زندگی کو دو حصوں میں گزارتا ہے ایک حصہ میں زندگی اس کے ہاتھوں میں ہوتی ہے اور دوسرے حصہ میں وہ زندگی کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ اور زندگی بھی معاف نہیں کرتی اور جس نے بھی یہ کہا ہے بالکل سچ ہی کہا ہے کہ محبت روگ کی صورت عجیب نتوگ کی صورت ہے یہ طالب لا حاصل ہے یہ سفر لامتناہی ہے مگر پھر بھی زندگی کی دھوپ چھاؤں میں شاید ہی کوئی اس احساس اس کیفیت اس جذبے کی تعبیر جیسے محبت کہتے ہیں جیتا ہوگا انسان اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا کیونکہ محبت ایک شجر ہے محبت ایک یقین ہے محبت ایک اعتبار ہے یہ ایک جیتا جاگتا احساس ہے محبت ایک موسم ہے۔ یہی وہ جذبہ ہے جس کو پالینے کے لیے محبت کی بانہوں میں لوگ روز مرتے ہیں روز جیتے ہیں۔

شاہین کمرے میں بند اپنی ہی سوچوں میں مگن بھی سماجی سے طبیعت کی خرابی کا بہانہ کیا تھا آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے مطلع ابر آلود لگتا تھا آج آسمان بھی کھل کر بارش برسائے گا۔ وہ بھی شاہین کے دکھ میں برابر کا شریک ہو رہا تھا شاہین کے من کا موسم بھی آج بہت ابر آلود ہو کر دل ہی دل میں مسلسل روئے جا رہا تھا بالکل آسمان کی طرح آج ان کے گھر میں اس کی کزن کنز اور خالہ ثقافتہ اور خالو منتر آ رہے تھے اس کی ماما جی نے

جولائی 2014

Digest.pk

36

دوران مکتبہ تہذیبیہ

اس کو تیار ہونے کو کہا لیکن اسے کسی سے کوئی سروکار نہیں تھا وہ جس کے لیے بنتی سنوڑتی تھی ٹھہرتی تھی وہ اسے دکھو کہ دے گیا تھا وہ بار بار سوچ رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ تم نے اچھا نہیں کیا حسن علی آخر کیوں کیا تم نے ایسا۔ کیوں میرا دل توڑا تم نے کیوں چھوڑا بیچ منہ دار میں مجھ کو ایک سوال اس کے ذہن میں ابھرا اور آنکھوں میں ساون بھادوں کی جھڑی لگ گئی اسے کبھی حسن علی پر اور کبھی خود پر بہت غصہ آ رہا تھا وہ بہت کنٹرول کے باوجود بھی سنبھل نہیں پاد رہی تھی حسن علی نے اس کی انا کو دھچکا لگادیا تھا اور اس کے الفاظ کی بازگشت اس کے ذہن کو بار بار بار بچھوڑ رہی تھی کہ تم جیسی ہزاروں لڑکیاں میری زندگی میں آتی ہیں کیا میں سب سے شادی کر لوں حسن علی کی آواز اس کے کانوں میں گونجی اور وہ رو دی۔

اسلام و عیسیٰ۔ سخن میں کسی کی آواز سنائی دی شاید خالہ کی فیملی آگئی تھی شاہین بیٹی دیکھو کون آیا ہے۔ لیکن شاہین خاموشی سے ہی بیٹھی رہی خالہ اور خالو صوفوں پر بیٹھ گئے تھے اور ہلکی پھلکی کپ شپ کرنے لگے۔ کل سے شاہین کی طبیعت بہت خراب ہے نسرین بیگم نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ کوئی بات نہیں ہے اب ہم اپنی جینی کو لے جائیں گے آپ نے بہت سنبھال لیا ہے اب ہم دیر نہیں کر سکتے گفت نے کہا۔

شاہین کو ساری باتیں سنائی دے رہی تھیں وہ حیران ہو رہی تھی۔

لیکن شاہین کو بلی اسی سی کے پیپر تو دے لینے دو۔

نہیں نسرین بہن اب شاہین اپنے پیپر سسرال جا کر ہی دے گی ویسے بھی ہمارا میرا شاہد اللہ بہت کماتا ہے کون سا شاہین سے لو کری کر دیتی ہے۔ اب ہماری امانت ہم کو دے دو اصغر نے کہا جو شاہین کے خالو تھے۔ ٹھیک ہے بہن جی جیسے آپ کی مرضی نسرین بیگم نے ہاں کر دی شاہین دروازے سے ٹپک لگائے کھڑی تھی اس کی سانس رگ سی گئی تھی اس کی زندگی کا کتنا بڑا فیصلہ اس کی ماں نے کر دیا تھا سب خواب بکھر گئے تھے سب سنے چکنا چور ہو گئے تھے آرزوؤں میں حسرتیں اور خواہشیں دم توڑ گئی تھیں دل کے ارمان دل میں ہی رہ گئے تھے واقعی مجبور یوں کے دیس میں رہنا بھی کسی عذاب سے کم نہیں ہوتا۔ مسائل پہاڑوں کی کھائیوں کی طرح منہ کھولے ہڑپ کرنے کے لیے تیار کھڑے ہوتے ہیں مجبور یاں انسان کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہیں سستی خواہشات آنکھوں کے سامنے دم توڑ دیتی ہیں اور انسان کو آدھ بھرنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی رشتوں کی دوڑی میں بندھا ہوا یہ ناسان تو ہر لمحہ مرتا ہے اور جیتا ہے رشتوں کی پاسداری کے لیے اس کو بہت سے کھن مراہل سے گزرنا پڑتا ہے اس کو سسکا سسکا کر تڑپا تڑپا کر زندگی کی بھیک دی جاتی ہے اور ڈگڈگی بجا کر انسانیت کی ذلت کا تماشا دکھانے والا خوب محفوظ ہوتا ہے اسے کاش اس دنیا میں کوئی مجبور ہو رہے ہوں نہ ہوتا اور پھر یادوں کی پگڈنڈی پر چلتے ہوئے کتنے ہی راستے ایسے بھی آتے ہیں جو اپنوں تک لے جاتے ہیں لیکن وقت کی ستم ظریفی ہے کہ بندہ گوشش کے باوجود ان راستوں پر چل کر اپنوں تک نہیں جاسکتا انا کے نوکیلے اور خاردار پتھر راستوں میں اٹنی تعداد میں بکھیر رکھے ہوتے ہیں کہ صرف پاؤں ہی نہیں بلکہ روح تک کے لہو لہان ہونے کا خدشہ ہوتا ہے انا کی نسکین کے لیے آگ کے سمندر بھی عبور کرنے پڑیں تو کوئی پروا نہیں کی جاتی۔ صرف راستے تو کی امنزلوں کو بھی پس پشت ڈال دیا جاتا ہے لیکن یادوں کی کسک تو روگ بنی رہتی ہے آگے جاتے ہوئے کتنی ہی دیر تک پیچھے مڑ کر دیکھنا پڑتا ہے کہ شاید کوئی اپنا آواز دے ہی ڈالے اور واپسی کا ایک بہانہ ہاتھ آجائے مگر ایسا کیونکر ہو سکتا ہے وہ سوچ ہی رہی تھی کہ ماں نے فیصلہ کرتے وقت مجھ سے پوچھا تک نہیں وہ کیا کرتی اگر انکار کرتی تو کس بنا پر حسن علی کی

جولائی 2014

Digest.pk

دیران کاشن۔ خجڑی قلعہ

وجہ سے جو صرف اس سے ٹانگ پاس کرتا رہا ہے۔

وہ بیڈ پر اونگھنے منہ کرتی تھی۔ اور دروہی تھی بادل بھی برس کر اس کا ساتھ دے رہے تھے اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے اور یہ کیا ہو رہا ہے ابھی تک تو وہ حسن علی کی تھی اب حالات کیسے بدل سکتے ہیں اس کی ماں اور خالہ کے درمیان اس کی شادی کے دن طے پا رہے تھے اسی اتوار کو اس کی شادی رکھ دی گئی تھی کیونکہ سمیر کے پاپا جی کو چھٹی بہت کم ملی تھی اور وہ سب کچھ اپنی زیر نگرانی میں کرنا چاہتے تھے سب اس کے رونے کو ممتا سے جدائی کا رونا سمجھتے تھے۔

شاہین بیٹا نہ روتی کسی غیر کے گھر تھوڑی جا رہی ہو وہ تمہارا اپنا گھر ہے تمہاری ماما بھی ادھر ہی رہے گی تمہارے ساتھ ہی خالہ اسے دلا سہ دے رہی تھی ماما جی پریشان نہیں ہوئی شاہین کو دیکھ رہی تھی سمیر زندگی میں پہلی بار اتنا خوش اور مصروف تھا اکلوتا ہونے کے ناطے پر سارے ارمان پورے کئے جا رہے تھے بھی بازار میں شاپنگ بھی جیولری کی دکان پر بھی میرج کلب کے چکر لگا رہا تھا شاہین کی تیاری بھی وہ خود ہی کر رہے تھے ابھی تک شاہین نے کوئی چیز اپنی مرضی سے نہیں خریدی تھی اور نہ ہی خریدنے کی کوئی خواہش ظاہر کی تھی وہ جو کچھ بھی خرید کر لے جاتے شام کو شاہین کو ضرور دکھاتے تھے وہ صرف دیکھتی رہتی تھی اس نے ابھی تک کسی چیز کو ہاتھ لگا کر نہ دیکھا تھا سمیر اسے کسی چیز کی کمی نہیں آنے دے رہا تھا آخر شاہین خود کیوں خریداری نہیں کر رہی سمیر کو اس کی پہلی ہی سوچ نے پریشان کر دیا کیوں کہ وہ اس کی محبت تھی۔

بیٹا بازار سے لہنگا لو اور شاہین کے گھر دے آؤ سمیر کی امی جی نے سمیر کو کہا۔ اور خود کپڑے ٹانگے میں مصروف ہو گئی۔ سمیر نے لہنگے کی رسید اٹھائی اور بازار سے لہنگا لیا جو بہت ہی زیادہ خوبصورت تھا یقیناً شاہین اس لہنگے میں بہت خوبصورت لگے گی۔ وہ یہ سوچتا ہوا شاہین کے گھر کی طرف چل پڑا اس کے من میں خوشی کے لہو پھوٹ رہے تھے دروازے پر پہنچ کر دستک دینے بغیر ہی اندر چلا گیا خالہ شاید گھر پر نہیں تھی وہ سیدھا شاہین کے کمرے کی طرف بڑھ گیا ابھی وہ دروازے پر دستک دینے ہی لگا تھا کہ ایک آواز نے اس کا ہاتھ روک لیا۔

حسن علی کمرے میں بیٹھا سگریٹ پر سگریٹ پیئے جا رہا تھا اسے ایک پل بھی سکون محسوس نہیں ہو رہا تھا وہ اپنے آپ کو کتنا بے بس محسوس کر رہا تھا ایسا نہ جانے کتنے شکوے کرتا رہا۔ ابھی اس کی قبر پر تو کبھی ہاتھ اٹھا کر دعاؤں میں اور کبھی تہائی میں وہ بالکل بے تصور تھی کتنی بے دردی سے اس کو مل کر دیا گیا تھا وہ معصوم کتنا ہی تڑپتی ہوئی آج بھی اس کی آنکھوں میں وہ منظر بار بار آ رہا تھا۔ ضمیر تم نے میری خوشیوں کو جاڑ کر اچھا نہیں کیا ہے تم انسان نہیں ہو درندے ہو تم ظالم انسان تھے پتھر کا دل تھا تیرے سینے میں اک غصہ کی لہر اس کے جسم میں دوڑی تم بھی تو کسی کی خوشیوں کے قاتل ہو حسن علی۔ زندگی کے قاتل ایک کے نہیں بلکہ دو کی خوشیوں کے قاتل ایک آواز اس کے اندر سے ابھری یہ اس کے ضمیر کی آواز تھی وہ پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا اسے دھومیں کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آیا اور وہ کھڑکی میں جا کر کھڑا ہو گیا ضمیر نے تیری خوشی چھینی تھی لیکن تم نے بھی تو شاہین کی خوشیوں کو روندنا تم میں اور ضمیر میں کیا فرق ہے حسن علی کوئی فرق نہیں ہے۔ اس کا ضمیر اسے بار بار ملامت کر رہا تھا وہ بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا اس کا دل قبرستان جانے کے لیے مچلا جا رہا تھا وہ جلدی سے نیچے آیا اور گاڑی نکالی چونکیدا اور اس کے بابا جی عبدالرحیم حیران تھے کہ گاڑی قبرستان کی طرف جا رہی تھی۔

حسن علی تم دنیا کے بہترین انسان ہو جیسے ہر کوئی محبت کر سکتا ہے میری تشنہ آنکھیں ہر ساعت ہر پل تمہاری

جوانی 2014

جلد 38

دوران گلشن۔ آخری صفحہ

Digest.pk

دید کی تمنائی رہتی ہیں سن میں پھیلی اضطرابی بے چینی بے کلی سر دھجوں کی آہٹ دھاتوں میں نارسائی کا خوف ایسے لگتا ہے کہ میں جیسے کسی گہرائی میں تیزی سے گر رہی ہوں اور ہمارے درمیان کبھی نہ پر ہونے والا خلا پیدا ہو رہا ہے حسن علی تمک جلد گئے مگر کچھ بھی نہ کر سکو گے کیونکہ زندگی میں محبت نفرت خلوص ہمدردی حسد وفا جھٹاٹا سزا قربت فرقت ظلم بغاوت جبر اور دکھ ایک ساتھ ہیں الینا کی پیار بھری آواز کانوں میں گونج رہی تھی۔

حسن علی تم بہت ہی زیادہ لاپٹی ہو اور خود غرض انسان ہو تم میرے جذبات سے کھیلے ہو تم میری محبت کو ٹھکرایا ہے تم کو کبھی پیار نہیں ملے گا حسن علی یاد رکھنا دوسری طرف شاہین کی روندمی ہوئی آواز بھی گونج رہی تھی حسن علی کا سر جھک رہا تھا گاڑی کی سپیڈ زیادہ ہو رہی تھی آنکھوں میں آنسوؤں کی وجہ سے دھندلاہٹ آرہی تھی گاڑی اوور سپیڈ کا آلازم بجا رہی تھی اچانک آگے سے ٹرک آیا اور گاڑی اس سے ٹکرا کر کھنٹیاں کھانے لگی اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں بچپن سے ہی سمیر کے ساتھ مقسوم ہو چکی ہوں تو میں کبھی بھی حسن علی کے بارے میں نہ سوچتی شکل سے نظر آنے والا وہ خوبصورت شخص اندر سے اتنا برا ہو گا میں نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا وہ مجھ سے ڈانٹ پاس کرتا رہا کتنا کمینہ ہے تو حسن علی وہ صرف ایک لڑکی سے پیار کرتا تھا بس اس کی موت کے بعد وہ کسی اور کا نہ ہو۔ کا اچانک سر عدنان کی بات یاد آگئی شاہین سوچ میں پڑ گئی آخر وجہ کیا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے دل سے الینا کی محبت کو نہ نکال سکے۔ کا وہ اس لیے اس نے ایسے کیا ہو یہ نوشی کی آواز تھی میں نے اسے کب کہا تھا کہ وہ الینا سے محبت نہ کرے وہ تو مجھے بہت چاہنے لگا تھا لیکن پتہ نہیں اس دن اسے کیا ہو گیا تھا ابھی ایک دن پہلے تو ہم نے بہت سے وعدے کئے تھے قسمیں کھائی تھیں شاہین رو رہی تھی کہیں ایسا تو نہیں کہ اسے پتہ چل گیا ہو کہ تم سمیر کی منگیتر ہو اور وہ اپنی زندگی کے پہلے حادثے سے ڈر گیا ہو اور آپ کا راستہ صاف کرنے کے لیے ایسا کچھ کیا ہوتا کہ تم سمیر سے شادی پر رضامند ہو جاؤ نوشی نے اور بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

ہاں یہ تو میرے ذہن میں نہیں آیا واقعی ایسا ہو حسن علی کی محبت سے اتنا بڑا کھیل ہوا ہو وہ کسی کی محبت سے کیا کھیلے گا۔ حسن علی تم کیا سمجھے کہ اس حرکت سے میں تم سے نفرت کرنے لگوں گی مگر ایسا کبھی نہیں ہو گا میں سمیر کو سب کچھ بتا دوں گی شاہین کے ذہن میں جب یہ بات آئی تو وہ تڑپ اٹھی۔

نہیں تم ابھی سمیر کو کچھ نہیں کہو گی بس رو دوں کے بعد تم سمیر کی ہو جاؤ گی قسمت میں یہی تھا اس کی دوست نوشی نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

نہیں نوشی نہیں یہ بے ایمانی ہے میں زندگی کسی اور کی ہوں اور جا ہوں کسی اور کو محبت تو زندگی میں صرف ایک بار ہوتی ہے اور وہ میں کر چکی ہوں یا اللہ میں کیا کروں کس گناہ کی سزا مل رہی ہے مجھے شاہین باقاعدہ چلا رہی تھی محبت یہ نہیں کہ کسی کو جا بجا کرے اور جواب میں وہ بھی اسے چاہے محبت تو کسی کی یاد میں اکیلے ہی جٹنے کا نام ہے محبت کسی کو پالینے کی نہیں بلکہ کھودینے کا نام ہے پھنسنے سے کوئی مر نہیں جاتا البتہ اگر پیار کرنے والے دو دل پھنسنے جائیں تو ان کے دل ایک بھر زمین کی طرح ہو جاتے ہیں جن پر کبھی بھی کوئی خوشی کی کوئیل نہیں پھونتی کہتے ہیں اگر انسان سمندر میں ڈوب جائے تو بچ سکتا ہے اور اگر جدائی کے آنسوؤں میں ڈوب جائے تو تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے مگر زندگی ایک پھول ہے اور ہر پھول ایک دن مر جاتا ہے زندگی ایک سائے کی مانند ہوتی

جولائی 2014

جواب 39

دیران کلشن۔ آخری قسط

Digest.pk

ہے اور سائے روشنی کے محتاج ہوتے ہیں جیسے زندگی موت کی محتاج ہوتی ہے زندگی ایک خواب ہے اور ہر خواب کی قسمت میں ٹوٹنا ہوتا ہے۔

حسن علی کو چکر آرہے تھے اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں ایک دم روشنی سے اس کی آنکھیں چند صیحا سی گئیں اس نے اپنے آپ کو کمرے میں اکیلا پایا تو چونک سا گیا اور بولا۔
میں کہاں ہوں اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔
ہیلو حسن علی کیسے ہو پروفیسر دانیال نے آتے ہی پوچھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ماں اور بابا عبدالرحیم بھی تھے جو کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

جی بالکل ٹھیک ہوں حسن علی نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔
میرے لعل تم کو کچھ نہ ہو کیا ہو گیا تھا تجھے کیوں اتنی رات گئے گاڑی نکالی تھی کیا کام تھا میرے لعل کو اس کی پاپاں اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہہ رہی تھی اللہ تجھے سلامت رکھے میرے لعل اور ساتھ ہی وہ رورہی تھی اور حسن علی کے چہرے کو بار بار چوم رہی تھی۔

اسے آرام کی ضرورت ہے آپ لوگ پلیز ابھی باہر جائیں پروفیسر دانیال دونوں کو باہر لے گئے اور اسے آرام کرنے کو کہا حسن علی نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تمام واقعات پردہ سکرین کی طرح اس کے ذہن میں چلنے لگے اسے سب یاد آ گیا ایسا اس کی زبان سے نکلا اور وہ آنسو آنکھوں سے نکل کر نیچے میں جذب ہو گئے اچانک سے موبائل کا خیال آیا جو اس کے سر ہانے پڑا تھا اس نے تاریخ دیکھی تو ستائیس تاریخ تھی اور اتوار کا دن تھا آج تو شاہین کی شادی ہے وہ اور عم زدہ ہو گیا اس نے آنکھیں بند کر لیں شاہین تو سدا خوش رہے مجھے پتہ ہے کہ میں تمہارے ساتھ اچھا نہیں کیا لیکن میں مجبور تھا میں خود تو برباد ہو چکا تھا مگر تمہیں برباد نہیں کر سکتا تھا خدا تم کو ہمیشہ خوش رکھے وہ بڑبڑا رہا تھا اور آنکھیں بند تھیں۔

اول ہوں اسے کھنکارنے کی آواز سنائی دی حسن علی نے آنکھیں کھول دیں سامنے شاہین دہن والا لباس پہنے کھڑی تھی اور ساتھ ہی ایک چنڈ سم لڑکا تھری چیں میں ملبوس کھڑا اسے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا شاہین پر کپڑے بڑے نچرے تھے حسن علی دونوں کو حیرانی سے دیکھ رہا تھا حسن علی آئی ایم میر شاہین کا کزن چنڈم لڑکے نے اپنا تعارف کروایا ڈاکٹر حسن علی تم بہت لگی ہو اور بزدل بھی ہو لگی اس لیے کہ تمہیں زندگی میں دوبار پیار ملا بزدل اس لیے کہ تم دونوں باری حاصل نہ کر سکے محبت کرنے والے اتنا بزدل نہیں ہوتے۔ حسن علی زندگی ایک ایسی پگڈنڈی ہے جس میں بہت سے بل آتے ہیں بہت سے موڑ آتے ہیں اور ہر موڑ پر آپ کو ایک چہرہ ملتا ہے جو کبھی محبت دیتا ہے اور کبھی دکھ دیتا ہے کبھی خوشی دیتا ہے اور کبھی خوشیاں چھین لیتا ہے اور کبھی ایسی یادیں چھوڑ جاتا ہے جو ہم عمر بھر نہیں بھلا سکتے جو انسان اس پگڈنڈی پر چلنا سیکھ لیتا ہے وہ اپنی منزل پالیتا ہے اور جو انسان گزرے لمحات کو یاد کرتا ہے وہ آخر راستہ کھو بیٹھتا ہے پھر اس کا کوئی ہمسفر نہیں ہوتا اسی لیے تو کہتے ہیں کہ زندگی زندہ ولی کا نام ہے یا پھر زندگی چند دنوں کے لے ہوتی ہے اور اچھا نام ہمیشہ کے لیے حسن علی زندگی کی راہوں میں قدم پر قدم ملانے والے لوگوں میں بعض چہرے ایسے بھی ہوتے ہیں جو چپکے سے آنکھوں کے راستے دل کے انتہائی نرم گوشوں میں اتر جاتے ہیں کبھی نہ پھڑکنے کے لیے کبھی نہ بھولنے کے لیے یہ عزیز ہستیاں اگر کبھی ہم سے چھڑ جائیں تو دل میں انکی یادیں ہمیشہ تازہ رہتی ہیں ان یادوں سے دل کے تہن میں بہاویں

دوران مکشن۔ آخری قسط

Digest.pk

ہوتی ہیں ہماری زندگی خوشیوں کی مانند ہے جسے محسوس تو کیا جاسکتا ہے لیکن چھوڑا نہیں جاسکتا زندگی موت کا دوسرا نام ہے اور جو موت سے نہیں ڈرتے جو حالات کے آگے ڈٹ جاتے ہیں انہیں ہی زندگی عطا ہوتی ہے زندگی میں پیش آنے والی مشکلات اور آزمائشوں کا سامنا دلیری سے کرنا چاہیے آپکو پتہ ہے حسن علی فیض سلطان اکثر اوقات کہا کرتے تھے کہ گیندر کی سوسالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہوتی ہے حسن علی جدائی کا ایک لمحہ بڑا اذیت ناک ہوتا ہے ہر دھڑکن میں بن کر ابھرتی ہے اور پورے وجود میں ایک تڑپ سی بھر دیتا ہے اور پھر جن کو جدا ہونا ہو وہ جدا ہو جاتے ہیں شاید انکے دل پر پتھر ہو جاتے ہیں مگر ہم ان میں سے نہیں ہیں پاؤں میں چھالے پڑ جائیں جسم شل ہو جائے لیکن منزل پر پہنچنے کی لگن ہمیں بڑھنے پر مجبور کرتی ہے حسن علی کو سیر کی باتیں سمجھ نہیں آ رہی تھیں وہ حیران و پریشان اسے دیکھ رہا تھا حسن علی جب کسی کا محبتوں میں مجبوتوں کے سفر میں ہاتھ تھا مگر تو ایسا تھا مگر ساری دنیا سے نکل جانے کا حوصلہ ہوا اور پھر اگر حوصلہ اور صبر نہیں ہے تو پھر اس سفر پر نہ نکلتے بہت بزدل انسان ہوتا تھا وہ اس فعل سے مجھے دلی دکھ ہوا ہے حسن علی اگر تم اس طرح دور ہو جاتے تے تو کیا تم بھی اپنے آپ کو معاف کر دیتے یا میں اپنے آپ کو معاف کر دیتا نہیں ہرگز نہیں حسن علی اگر میں حسین کی باتیں نہ سنتا تو ہم تینوں مجرموں کی طرح جیتے بیدیکھو شاہین کے ہاتھ پر لکھا ہوا تھا ہمارا نام جو اس نے سہاگ کی مہندی سے لکھا تھا جب اس نے وہ ہاتھ مجھے دیکھا یا تو مجھے ایسا لگا تھا جیسے وہ کہہ رہی ہو وہ مہندی لگے ہاتھ دیکھا کے روئی میں کسی اور کی ہوں وہ یہ بتا کے روئی میں بولا۔ کون ہے وہ خوش نصیب

وہ مہندی سے لکھا ہوا نام دکھا کے روئی
کہیں غم سے پھٹ نہ جائے جگر میرا وہ ہنستے ہنستے مجھے ہنسا کے روئی۔

دل نہ ٹوٹے اس کا غم بھر میں میں بھی رویا
وہ بھی میری آنکھ سے آنکھ ملا کے روئی
اس نے جانا جب میرے رونے کا سبب
اپنے آنسو میری آنکھوں پر سجا کے روئی
جب بھی دیکھا اسے ہنستے ہوئے دیکھا
وقت حنا ہر خوشی کو وہ بھلا کے روئی
دل نے چاہا کہ اسے جی بھر کے دیکھ لوں
وہ میری آنکھوں کے پیاس بجھا کے روئی
وہ کہتی تھی کہ میں جی نہیں پاؤں گی اس کے بن
اور آج پھر وہ یہ بات دہرا کے روئی
کیسے میں اسکی محبت پر شک کروں
بھری محفل میں وہ تیرا نام لے کے روئی

یہ لو حسن علی نکاح نامہ اس پر سائن کر کے اپنی امانت لے لو اور ہاں میری کزن بہت نازک ہے اس کا خیال رکھنا میں یہاں جیتیں لوٹنے نہیں بلکہ محبت کرنے والوں کو ملانے آیا ہوں۔ بس اتنا ہی کہنا تھا مجھے۔ سیر نے کہا حسن نے ایک گہری سانس لی وہ بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن سیر نے اسے کہنے کا موقع ہی نہ دیا۔ وہ سوچ رہا کہ دنیا میں ایسے بھلا لوگ ہوتے ہیں جو کبھی محبت کو خود اس کے نصیب میں لکھ جاتے ہیں۔

جولائی 2014

Digest.pk

زلف محبوب

۔۔ تحریر۔ کشور کرن۔ چٹوکی۔ حصہ اول۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین آپ کی بزم میں ایک اور کاوش لے کر حاضر خدمت ہوں امید ہے آپ لوگوں کو پسند آئے گی اور
آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے۔ یہ ایک ایسی کہانی ہے جو دیوانہ پیلے زلف کو لے کر اپنا محبوب تلاش
کرتا رہا اگر ملا تو ان کی پہلی اور آخری ملاقات بنی اور پھر محبوب کی تلاش میں لپسا بس کچھ چھوڑ دیا اور محبوب مل تو
گئی مگر اسے حاصل نہ کر۔ کا ایک دلچسپ کاوش ہے میں نے اس کا نام۔ زلف محبوب رکھا ہے۔
ادارہ جواب عرض کی پاسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رانٹر ذمہ دار نہیں
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کا ماپ تول کر کر کے اسی کا آشفیتہ سر ہو گیا تھا۔
مجھے اپنی کوئی بھی چٹنا نہ تھی اور نہ ہی گھر کی کوئی
فکر بس مجھے دن رات اسی کی تلاش تھی کہاں سے
تلاش کرتا اس کو میں اسے دنیا کے کسی بھی کونے میں
ہو ڈھونڈ نکالوں گا وہ جہاں بھی ہے میری ہی بن کر رہ
رہی ہے۔

مگر میری ہمارا ملے تو نہ میں اس کو اپنے دل کی
ہر بات کرتا ہوں کہیں وہ میرے ساتھ دھوکہ تو نہیں کر
رہی کہیں وہ مجھے چھوڑ کر اسی کے پاس تو نہیں چلی گئی
جہاں سے آئی تھی۔

یار میں اس کے بغیر پاگل سا ہو گیا ہوں مجھے مل
جائے تو کچھ راحت ملے میرا یہ لمحہ جگر خراش تھا میں
نے کبھی بھی اسے کھونے نہیں دیا تھا اسے ہر وقت
اپنے سینے سے لگا کر رکھتا تھا میں اتنا لا پرواہ کیسے ہو سکتا
ہوں نہیں یار اگر وہ نہ ملا تو میں کیا کروں گا کیا ہوگا میرا
میں اپنی محبوبہ کو کیسے تلاش کر پاؤں گا میں تو اسی کے
سپنہ دلچہدہ ہوں۔

اس زلف کا کیا کہنا جو جوش میں لہرائے
سینے تو کو بنے ناگن بکھرے تو گھٹنا چھائے
ارے کہاں گئی میں تو ڈھونڈ ڈھونڈ کے
محبت پاگل ہو گیا ہوں کاش اس کی بھی زبان
ہوتی۔

ارے کہاں ہو میری محبوبہ کی پانی ہوئی ناگن
شاید کہیں رکھ کر بھول گیا ہوں یا پھر ہو سکتا ہے نوکرائی
نے کہیں لا پرواہی سے اسے پھینک۔۔

نہیں۔۔ نہیں کیوں پھینکے گی اسے پتہ نہیں کس
کے کمرے کی صفائی کر رہی ہے اسے بھی اپنی عزت
عزیز ہے وہ ایسا نہیں کر سکتی۔

میں تو اسے دیکھ کر اپنی صبح کا آغاز کرتا ہوں
میری رات اسی سے باتیں کرتے بیت جاتی ہے
نجانے مجھے اب کہاں کہاں دیکھنا ہوگا کس کو بتاؤں کیا
کھو گیا ہے کسی کو بتا بھی نہیں سکتا مجھے پہلی بار ایسے
کرنے کی وجہ سے مجھے لگتا ہے کہ میں اس کا آثم بن
گیا ہوں میں تو اسے دیکھ کر اس سے باتیں کر کے اس

Digest.pk زلف محبوب



نہیں تم اپنے کام سے کام رکھو میں جو تلاش کر رہا ہوں مجھے پتہ ہے اور میں ہی جانتا ہوں میں اس پر کسی کی نظر بھی نہیں پڑنے دوں گے۔

اور وہ اسکا چیز ہے جیسے تم بھی نہیں سنبھال کر رکھ سکتی اگر وہ چیز تمہارے سامنے بھی ہو تو تم پھر بھی اسے نظر انداز ہی کرو گی لیکن وہ میرے ڈانٹنے سے چلی جاتی مگر اسے بھی سکون نہیں تھا کہ ہو سکتا ہے کوئی چیز چوری کا الزام نہ آ جائے۔

مگر یہ کوئی عام ملازمہ نہیں یہ ہماری وہ ملازمہ تھی جس نے آج تک اپنے خوش اخلاقی شرافت ایمانداری اور وفاداری سے کام کیا اسے جو کہا جب کہا اس نے بھی کسی شکایت کا موقع نہیں دیا تھا انہیں کاموں کی وجہ سے اس پر ہمیں اندھا دھند اعتماد تھا جب میں اسے کرکٹ کی دیکھاتا تو وہ چپ چاپ سر جھکا کر چلی جاتی اس وقت میرے اوپر ایک جنون سوار تھا میں اس کی بات کیسے سنتا کہ وہ کیا کچھ کہہ رہی تھی۔

لیکن جب مجھے وہ مل گئی تو میں سوچ میں ڈوب گیا کہ یاد مجھے اس کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا وہ میری وجہ سے پریشان ہوئی اسے بہت کلفت ہوئی۔

میں نے جب اپنے محبوب سے گلے شکوے کر لیے تو مجھے یاد آیا کہ رفعت کو بلا کر اسے سواری کروں مگر کیوں کروں وہ ایک ملازمہ ہے اور میں گھر کا مالک ہوں اس طرح تو ملازم لوگ سر پر سوار ہو جاتے ہیں لیکن نہیں میرا ضمیر گوارا نہیں کر رہا تھا میں نے اسے بلایا اور کہا کہ وہ پانچ ہزار روپے اس کی دان پن کرو اور کچھ اپنے گھر میں بھی لے جانا۔ وہ کہتی کہ صاحب کس خوشی میں دان پن کر رہے ہیں آخر آپ سارا دن اب سٹ رننے کے بعد کیا چیز ہے جو آپ کو ملی اور آپ نے اس خوشی کا اظہار کیا ہے۔

میں نے اسے پھر میرے لیے میں کہا کہ جو کہیں وہ کیا کروا گئے کوئی انسر مت نہ کرو۔ پھر وہ اپنا

چلا پاتی گری میں بھی شہنشاہ اور ہاتھ میرا مانڈ بوجھل ہو رہا تھا۔

میں نے کمرے کی ابتری حالت بنا دی کہ میں خود نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں میں پڑھ رہا ہوں کہ میری سوچ میں ڈوب گیا۔

پھر میرے ذہن میں وہ آئیڈیا آیا کہ میں وہ کروں جس سے میرا یہ مسئلہ حل ہو جائے پھر میرے چہرے پر ہلکی سی ابتسام ابھری اور میں نے فیصلہ کیا کہ میں کسی نجوی کو بلوا کر جعفر لگواتا ہوں۔

کم سے کم مجھے پتا تو ہو کہ میرا محبوب میری جان کہاں چھپا ہوا ہے اور پھر میں نے ہلکی سی بیٹ محسوس کی لیکن اسے ہی چلانے کو دل بالکل بھی نہ کیا میں نے فین آن کیا اور خود بے ترتیب سے بیڈ چ لیٹ گیا سکون کہاں تھا آج تو دن ہی بجائے میری بد قسمتی کا تھا میں بغور محبت کو سے گھور رہا تھا۔

جیسے جیسے فین اپنی سپیڈ پکڑتا گیا مجھے سکون سا محسوس ہوتا گیا پھر کیا ہوا وہ ہوا جو میرے وہم و گمان میں نہیں تھا میں تو جعفر لگوانے کی سوچ رہا تھا مگر میری سوچ یک دم پہنچ ہوئی میرا دل اچھل سا گیا میرے سینے پر آکر وہ یوں گری کہ میری خود بخود ہانسی نکل گئی اور میری آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے یہ وہ اشک نہ تھے جو غم میں بہائے جاتے ہیں بلکہ وہ تھے جو خوشی کے ہوتے ہیں۔

میں نے اس کو اپنے ہاتھوں میں لے کر جمو مٹا شروع کر دیا اسے چوم رہا تھا ابھی اسے اپنے سینے سے لگا رہا تھا کہ اب اسے بھی اپنے سے جدا نہیں کروں گا۔

اس نے تو آج میری جان ہی نکال دی تھی میری ملازمہ مجھے پریشان دیکھ کر خود بھی بہت پریشان ہو رہی تھی بار بار آتی اور پوچھتی صاحب کیا کھو گیا ہے کس کی تلاش ہے آپ کو مجھے بتائیں ہو سکتا ہے وہ چیز میں نے ہی کہیں رکھی ہو۔

زلف محبوب Digest.pk

اچانک یہ آکر میرے منہ کے اوپر گرا اور اس کی مہک سے میرا دل پاگل ہو گیا۔

میں نے ادھر ادھر دیکھا اور اسے چوم کر اپنے پاس رکھ لیا جب ملازمہ نیچے چلی گئی تو میں نے اس کی لمبائی ناپ کی تو میرے دل نے کہا یہ ہے تیرے دل کی ملکہ کی گیسو اور اگر کسی کو زندگی میں لانا ہے اسی کو ورنہ نہیں۔

اس دن سے میں نے اس زلف کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھا ہوا ہے دن رات اس کی پیائش کرتا ہوں اور پھر لوگوں کی حسنین ذمیل لڑکیوں کو دیکھ کر اسے نکلا کر اندازہ لگاتا ہوں۔

کہ یہ کس کی پیاری سے فرار ہوئی ناگن ہے جس کی زلف اتنی پیاری ہو سکتی ہے وہ خود ظالم نہیں ہو سکتی وہ تو شاید کوئی گدہ کاف کی پری ہی ہوگی جب چھت پر لیٹ کر انتظار کر کر کے میں ہار گیا تو دل نے ایک اور مشورہ دیا۔

پاگل ہو تم پھر گھر میں ہی بیٹھے ہو باہر نکلو اور میری کمین کو لاؤ ایک دن میں نے اپنے شہر کے کالج کے گیٹ پر چوکی دار کے پاس جا کر ڈیرہ جمالیا اور جب پھنسی ہوئی تو میں ہر حسینہ کے گیسوؤں کے دیکھ کر اس کے پاس جا کر مایہ کرتا۔

لڑکیاں مجھے دیکھ کر خوب ہنستی اور آگے بڑھ جاتیں میں پاگلوں کی طرح حرکتیں کر رہا تھا مگر پاگل تھا نہیں بنایا گیا تھا۔

لیکن میری ہر کوشش ناکام ہو رہی تھی میں نے ہر لڑکی کی پیائش کی پہلے دن تو مجھے پاگل کا خطاب ملا مگر دو سے دن طیری انہیں حرکتوں سے میرے ساتھ وہ ہوا جس کو بھی میں نے سوجا بھی نہ تھا۔

ہو ایوں کہ میں ہر لڑکی کی پیائش کر رہا تھا کون برداشت کرتا ہے کسی کے ساتھ ان کے یو اے فرینڈ بھی تھے مگر میں بھی سمجھ داری سے کام کر رہا تھا لیکن جب قسمت ہی ہار جائے وہ ہار جائے اور ہار جائے

محسوس سا چہرہ لٹکا کر نکل گئی اس کی شکل بہت بھولی بھالی تھی اور گول منوں ہی تھی۔

لیکن مجھے کیا میں تو اپنے یار کی جدائی سے بے چین تھا لیکن اس کا سراغ بھی اسی سے ہی لگاتا تھا جو میرا دلبر تھا اسے پا کر مجھے دل جمعی ہوئی لیکن اسی سے باتیں کرنا بھی فضول تھیں۔

کیوں کہ اس نے بھی مجھے کوئی جواب نہیں دیا تھا شاید یہ بھی اس سے دعا نہیں کرنا چاہتا تھا کیوں کہ اس کا بچپنا ہی اس کے ہاتھوں میں ہوا اسی کی نگہ رانی میں اس نے پرورش پائی اور اس کی قید سے جانے کیوں اس نے اپنی جان چھڑالی بالانکہ میں تو اس کے اسی جال میں عمر بھر کی سزا کاٹنے کو تیار تھا مگر یہ مجھے اس کا پتہ بتائے تو پھر میرا کام بنے وہ میری رشک پری مجھے ملی تو میں اسے آزاد کر دوں گا کیوں کہ جو اس کا نہیں بتا وہ میرا کیسے بنے گا۔

جب میں نے اسے سونکا تو اس کی خوشبو ویسے کی ویسی تھی دل کرتا کہ اسی کی خوشبو کی مدد ہوگی میں ہی ڈوب رہوں مگر اسے کہاں ڈھونڈوں میرا تو یہ سوچ کر دماغ کام بھی نہیں کر رہا تھا۔

ایک دن میں اسی سے باتیں کر کے اسی کا تصور سامنے رکھ کر سوچ رہا تھا کہ میرے دل سے آواز آئی پلنگ عاشق گھر میں بیٹھے سے یار نہیں ملتے اگر یار کو پانا ہے تو گھر کو خیر آباد کہہ کر جوگی کی طرح نکل اور کلیوں سڑکوں کی خاک چھان دے پھر تیرا یار خود بخود ہی تیرے پاس چلا آئے گا۔

لیکن دنیا کے کس حصے میں جا کر اسے تلاش کروں یہ تو پتہ چلے دل نے کہا جہاں سے یہ ملا تھا وہاں سے ہی شروعات کر میں نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا اور چوم کر نکل پڑا مگر پہلا قدم چھت کا تھا کیوں کہ اس دن بہت اچھا موسم تھا میں چھت پر لیٹ کر سناٹک سن رہا تھا۔

میری نوکرانی اسی چھت کی صفائی کر رہی تھی کہ

زلف محبوب 45

تھا وہ مل گیا۔ بلکہ یوں کہئے کہ وہ مل گئیں کس منہ سے
ہتاؤں کہ کون مل گئی بہت ساری سب دشمن میں یہ
سوغات لے کر دل شکستہ ہو کر گھر چلا گیا۔

ہمت ہارنے والا میں بھی نہیں تھا دوسرے دن
چھٹی تھی سو میں نے اسی سوغات پہ گزارہ کیا اور
تیرے دن کا ویٹ بے چینی سے کرنے لگا خدا خدا کر
کے دن ہوا اور میں نے اس سوغات کو اپنے اخلاق کی
گور میں دفن کیا۔

اور پھر نئی کی تلاش میں نکل پڑا گاڑی میں بیٹھا
بیٹھا یہ ہی سوچ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے آج مل جائے اسی
امید پہ نئی چلتا اور سوچتا جا رہا تھا اور دیوانہ پن اسی
زلف سے پوچھ بھی رہا تھا کہ یا رہتا دو وہ کہاں ہے مگر
یہ بھی کب اپنی زبان کھول رہی تھی۔

خیر سفر ختم ہوا تو میں نے گاڑی معمول کے
مطابق کھڑی کی اور جا کھڑا ہوا حسینوں کے انتظار میں
میں کل والی باتیں نہیں بھولا تھا سو آج تھوڑا ہوشیاری
سے کام لیا۔

اور دور سے ہی اندازہ لگا کر رک جاتا پھر کیا ہوا
کچھ پر شک تھا میں ان کے قریب گیا اور جا کر
پیاہیں شروع کر دیں میں بھی اتنا سادہ لوح تھا کہ
ایک زلف لے کر اپنے محبوب کو تلاش کر رہا تھا۔

لیکن ہوا یوں کہ پیاہیں کے دوران ایک لڑکی
نے جو کہ شاید خدا نے اسے فرصت سے ہی بنایا ہوگا
پیچھے مڑی اور میرے منہ پر ایک زوردار سیل رسید کر دیا
اور میں اس کو گھور کر مڑا تو دوسری طرف سے ایک اور
چہل میل میرے اوپر برس رہی تھی میں نے اپنا منہ پیچھے
کیا تو اس کا ایک اور سیل میرے دوسرے گال پر ٹھا
کر کے لگا۔

میں نے دونوں گالوں پہ ہاتھ رکھے اور وہیں
بیٹھ گیا پھر یہ شب سننے کو ملے۔ ایڈیٹ کمینڈ ڈیلیل
جابل آوارہ لو فر کہیں کا پیچھے ہی پڑ گیا ہے ہر روز اس
نے پاگل پن کا ڈھونڈ رہا رکھا ہے نجانے کیا کرنا

زلف محبوب

چاہتا ہے۔

ایک ہی سانس میں میں نے اتنے سارے
گفت قبول کرنے کے لیے اپنا دامن بچھا لیا اور لے
لے اپنے آنسوؤں میں جذب کرنا رہا۔

ایک حسینہ بولی کہ شکل سے لگتا نہیں کہ یہ جابل
ہوگا یہ تو کوئی بڑھا کھٹا لگتا ہے مگر جابلانا پن کر کے
لڑکیوں کو کوئی چکر دینا چاہتا ہے۔

ہم کوئی خانہ بدوشوں کی اولاد نہیں ہیں جو
تمہاری پرستش کو دیکھ کر تمہارے جال میں پھنس
جا میں کی دفع ہو جاؤ اور کل اگر تم نظر آئے تو تمہارا
بہت ہی برا حشر ہوگا کہ تم گھر جانے کے نہ ہو گے نہ کسی
کو تلاش کرنے کے قابل رہ سکو گے۔

یہ سن کر میری غیرت گوارہ کیسے کرتی میں نے
اوپنی آواز میں کہہ دیا کہ جو مرضی ہو میں اسے پا کر ہی
رہوں گا چاہے میرے جسم کی ساری کھال ہی کیوں نہ
اتر جائے میں جانتا ہوں یہاں میرا دل نواز کوئی نہیں
ہے مگر میں اسے ڈھونڈ کر ہی رہوں گا۔

میرے یہ وارڈ سن کر کچھ تو حیران رہ گئیں اور
کچھ نجانے کیا کچھ کہہ کر چلی گئیں ایک لڑکی میرے
پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم کس کی تلاش میں ہو میں نے
وہ زلف دکھا کر کہا جس کی یہ زلف ہے یہ سن کر وہ ایسی
ہلکی کہ اس کا تہقہ میرے اندر شعلہ بن کر پھٹ گیا اور
میرے تن بدن کو جلا کر بھسم کر گیا۔

خیر آج یہ تھک لے کر میں واپس آ گیا اگلے دن
پھر اسی کالج میں چلا گیا کچھ تو مجھے دیکھتے ہی چلا آئیں
کہ وہ دیکھو وہ پاگل پھر آ گیا اور کچھ کہنے لگی تھوڑا دیر تم
بھی کمال کرتی ہو یہ پاگل نہیں ہے دیوانہ ہے کسی کا اور
اسے تلاش کرنا پھر رہا ہے۔

پھر لڑکیوں کے ایک گروپ نے مجھے بلایا اور کہا
کہ تم یہ کیوں کسی اجنبی کی خاطر اپنا حلیہ بگاڑ کر اس
کے دیوانے ہوئے پھرتے ہو دنیا میں ہزاروں
لڑکیاں ہیں کسی کو بھی اپنا سکتے ہو۔

Digest.pk

چل پڑا اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ بنا محسوس کروائے میرے پیچھے ہی چلی آئی تھی۔

صاحب کیا ہوا آپ کو کس نے کیا یہ سب اور کہاں تھے آپ اور صاحب کیوں ہوا یہ سب ایسکے سوالوں کی ہارٹل میرے ساتھ ساتھ مجھ پرستی آ رہی تھی میرا سناؤ گھومنے لگا کہ اس کو تو سناؤں مگر نہیں اس کا کیا قصور وہ تو بہر دوی سے پیش آ رہی ہے۔

جب میں لیٹ گیا تو اس نے مجھے دودھ گرم کر کے اس میں ہر مرکب ڈال کر دیا۔

میں نے وہ دودھ پی لیا اور مجھے کچھ سکون سا محسوس ہوا آنکھلشن تو لگوا کر آیا تھا مگر آنکھلشن سے پہلے دودھ نے اپنا کام دیکھا یا تھا۔

مجھے چین سے کچھ راحت مل رہی تھی میرا جی چاہا کہ اس کا شکریہ ادا کروں مگر ابھی نہیں جب میری محو بہ ملے گی پھر کروں گا۔

آج جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس کی معصوم سی صورت بھولی بھالی سی خوف سے سبھی ہوئی کھڑی تھی اس کی نظروں میں بے تپا شہ سوال تھے مگر وہ مارے خوف کے بول نہیں رہی تھی منہ ہلکائے نظر جھکائے وہ میرے زخموں کا اندازہ لگا رہی تھی اور میں اپنی نظر محبت کی طرف گھوما رہا تھا پھر میں نے اسے کہا کہ جاؤ کچھ کھانے کو لاؤ وہ چلی گئی۔

میں کھانے کا ویٹ کرنے لگا کہ کب آئے دو چار آوازیں بھی لگائیں مگر اس نے سنا ہی نہیں میں اس کے پیچھے گیا تو وہ کچن میں اپنے کانوں میں ہینڈ فری لگائے دوپٹا ایک طرف دکھا ہوا تھا اور کھانا تیار کر رہی تھی اس کے ہال اس کے شانوں پر جمبول رہے تھے میں نے دور سے آواز لگائی رفعت۔ مگر اس کو سنائی نہیں دی۔

دوسری آواز کے ساتھ ہی میں اس کے سر پر پہنچ گیا مجھے اس پہ شک سا ہونے لگا کہ اس کے بال اسی زلف کے برابر تھے میں نے سینہ کیسے دھو ہے اس کا ہاتھ

اس کی یہ بات سن کر میں نے کہا کہ ہزاروں ہیں مگر وہ ان ہزاروں میں ایک ہوگی۔

اور یہ میرا اصول ہے جس پہ دل آتا ہے اسی کو حاصل کرتا ہوں جس کی پزل ف ہے اسی کو پاؤں گا اور وہ ہی میرا ہمسفر ہوگا خیر پھنسی ہوئی اور میں نے گیٹ کے پاس کھڑا ہو کر اپنا کام شروع کر دیا۔

آج میں قریب جا کر نہیں پینکشن کر رہا تھا کیوں کہ کل والے پھینرا بھی بھی دور کر رہے تھے۔

میں دور سے ہی اندازہ لگا رہا کہ ایک حسینہ سامنے آئی اس کی کھلی ہوئی زلفیں میرے دل کو شک میں ڈال رہی تھیں میں نے قریب جا کر اس کی زلفوں کے قریب یہ بال کیا تو ایک آدمی جو شاہد اس کا عاشق ہوگا میری طرح۔ اس نے مجھے جھنجھوڑ کر پیچھے پھینکا اور لگا مارنے پھر پورے کالج میں غوغا مچ گیا کہ میڈم کو چھیڑا ہے اس پائل نے اس کی خوب خبر لو۔

لڑکے کم اور لڑکیاں زیادہ تھیں میں جیٹا چلاتا رہا مگر وہ تو بھوکے پرندوں کی طرح ایسے مجھ پہ چھپیں کہ میرے جسم کے نبھانے کہاں کہاں سے خون رسنے لگا پھر ایک لڑکا آیا اس نے مجھے اٹھا کر کہا یہ اس کا شوہر تھا اور جس کو تم نے چھیڑا تھا وہ ہمارے کالج کی پروفیسر تھیں۔ اور پھر اس نے یہ شعر سنایا۔

مت دیکھ کسی کو حقارت کی نظر سے
ہر اک چہرہ کسی کا دلدار ہوتا ہے
میں نے سوچا کہ اس کالج میں وہ نہیں ہے تو کل کسی دوسرے کالج میں جاؤں گا۔

میں گاڑی نے اشارت کی اور ڈاکٹر کے پاس گیا اور اپنے زخموں پر پٹیاں لگوائیں اور اپنے راہ راست پر لگا۔

جب گھر پہنچا تو میری ملازمہ اپنے کام میں بڑی تھی میری گاڑی کی وٹل سن کر گیٹ کھولا اور مجھے دیکھ کر ششدر رہ گئی۔

میں گاڑی سے نکلا اور اپنے آرام گاہ کی طرف

زلف محبوب

وہ یہ کہہ کر رونے لگی میں اس کی آنسو کیسے دیکھ سکتا تھا اس کی آنکھیں صہبیا کی طرح لگ رہی تھیں اس کی نگہوں کی کا شمار مجھے اور نشہ مہیہ کر رہا تھا اس کی باتوں میں ایک ظلم تھا جو مجھے اپنی جانب کھینچ رہا تھا اس کا بات کرنے کا انداز بھی میری روح تڑپا رہا تھا آج فیسٹ ٹائم اس نے اس انداز میں بات کی تھی اس کی باتوں میں ایک علق تھی وہ اتنی رجم دل تھی کہ میرا ہر حکم ماننی تھی۔

آج وہ اتنی کفر کیوں بن گئی تھی میں نے پہلی بار اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا تھا میں بھی کتنا پاگل تھا میرا پیار میرے ہی گھر میں تھا اور میں لوگوں کی بھیڑ میں اسے تلاش کرتا پھر رہا تھا۔

وہ اتنی سمجھدار تھی کہ اس نے نظر نہیں اٹھائی تھی اور نہ ہی میری طرف دیکھ کر کوئی بات کی تھی وہ سر کو جھکا کر نظریں ہٹا کر اس نے جو بھی باتیں کیں مجھے اس کا انداز بھی دل موہ لینے والا ثابت ہوا

مگر پاگل تو میں بنا بیٹھا تھا میں نے اس سے التجائے انداز میں کہا کہ رنعت میں تم سے رفاقت چاہتا ہوں تم سے پیار کرتا ہوں ہوں اپنی زندگی میں تمہارا ساتھ چاہتا ہوں میں طفلانہ انداز میں اس سے مخاطب تھا میں اپنی عاجزی بیان کر رہا تھا۔

مگر وہ بالکل خاموش رہی کھڑی تھی میں اس کی خاموشی سے مغموم بھی ہو رہا تھا میں اس کو کیسے مناؤں میری سمجھ سے باہر تھا اس وقت بس میرے اوپر ایک ہی بھوت سوار تھا کہ وہ ایک بار ہاں کرے مگر وہ پریشان تھی کہ یہ میری جان چھوڑے مگر میں اتنی آسانی سے اس کی جان چھوڑنے والا نہ تھا اور نہ ہی کبھی چھوڑوں گا۔

اس کی خاموشی میرے اندر سم پخت کر رہی تھی اب میں بھی اس کے آگے بے بس سا ہو گیا تھا کہ کیا کروں اگر شادی کی تو اسی سے ہی کروں گا ورنہ نہیں۔ وہ میری بے بسی دیکھ کر تڑپ بھی رہی تھی مگر غلاب نہیں

بڑا اور اپنے کمرے میں لے آیا اور وہ بال نکال کر اس کی پینٹش کی تو وہ دوسرے بالوں کے برابر تھا میں بت حیران ہوا کہ جس کو میں گلیوں میں بازاروں میں الجھوں میں خیالوں میں تلاش کرتا پھر رہا تھا وہ تو برے ہی پہلو تھی۔

وہ سرگردان میرے سامنے کھڑی تھی اور میں اس کی نظروں کے سحر میں سرشار تھا بھلے وہ ہماری زمہ داری تھی مگر میں اس کے آگے دست و بستہ کھڑا تھا وہ بنے لگی صاحب میں آپ کے لیے کھانا لاتی ہوں مگر ری بھوک پیاس سکون آرام از چکا تھا۔

میں نے اس کے سامنے ایسے کھڑا تھا جیسے اس کا نبی مجرم ہوں میں اسے کہنے لگا رنعت میں تمہارا نب ہوں مگر وہ نہ جانے کن خیالوں میں کھو چکی تھی مگر ب میں نے اس کے دونوں شانوں سے پکڑ کر ہلایا وہ بولی صاحب بھلے میں آپ کی نوکرائی ہوں مگر سے یہ برداشت نہیں ہوتا نوچ می او کے۔

وہ یہ کہہ کر تھوڑی پیچھے ہٹی میں رونے کا انداز لے کر اسے کے سامنے کسی گناہگار کی طرح کھڑا تھا وہ ت ہی ذی شعور تھی اس نے اپنی عقل کے مطابق ب دیا اس کے گلابی ہونٹ ایک بار پھر ملے اور ب کی چٹیاں میرے اوپر برسیں وہ بولی کہ دیکھیں جب ہمارا یہ بھوک نہیں ہو سکتا میرا اور آپ کا زمین مان کو فرق ہے اور زمین آسمان مل نہیں سکتے۔

اگر ایسا ہو گیا تو لوگوں کا اپنے ملازموں پر سے بار اٹھ جائے گا اور میں بھی ایسا نہیں سوچ سکتی ہوں کہ میں غریب اور آپ صاحب حیثیت ہو میں سے اپنی اجرت لیتی ہوں اور چلی جاتی ہوں اور ہم خاندانی لوگ ہیں ہم میں ایسا کوئی کام نہیں ہے اسے ہمارے خاندان کی عزت پر کوئی حرف اٹھے

پاکی یہ ساری باتیں عیث ہیں۔ یہ میری اپنی عمر تھی کہ میں آپ کے گھر میں آکر رہی ہوں۔

Digest.pk

محبوب

نہیں اور آج سے تم کام نہیں کرو گی تم میرے دل کی ملکہ ہو اور تخت پہ بیٹھو گی کام نہیں کرو گی۔

وہ چپ چاپ میری باتیں سنتی رہی اور آج صرف اس کے منہ نے اپنے کمرے کی بیٹھائے رکھا اور دیکھتا ہی رہا لیکن وہ کچھ پریشان تھی کیوں کہ اچانک میرا بدل جانا اس کو اچھا نہیں لگا تھا وہ ایک خوبصورت خوب سیرت خوش اخلاق اور بارہویہ شیرازہ تھی اس کو میری باتیں شاید بری لگ رہی تھیں۔

مگر وہ کچھ کہہ نہیں سکتی تھی کیوں کہ اس نے آج تک ہمارے آگے سے جواب نہیں دیا تھا میں نے اپنا ٹک ٹکالنے کے لیے اس سے سوال کر دیا کہ یہ جو آپ کا بال میرے پاس ہے یہ میرے پاس کیسے آیا ہے کیا اس کے بارے میں تم کچھ بتا سکتی ہو۔

جی کب اور کہاں سے آیا ہو سکتا ہے یہ میرا نہ ہو نہیں یہ آپ کی بال ہے اور جس دن آپ چھت صاف کر رہی تھیں اس دن یہ میرے منہ پہ آکر گر ا تھا یہ سن کر وہ خاموش ہو گئی۔

جواب دو رقت میں نے کچھ پوچھا ہے۔ ہاں صاحب اس دن میرے ہال کھلے تھے اور اور تیز ہوا کی وجہ سے دو پنڈاڑ رہا تھا اور میں نے بالوں کا جوڑا ہٹا کر دوپٹہ لیا تھا ہو سکتا ہی اسی سے یہ آپ کے پاس گیا ہے ہاں جب آپ اپنا دوپٹہ ٹھیک کر رہی تھی تب میں نے ایک نظر دیکھا تھا مگر مجھے کیا غرض تھی میں نے وہ بال آپ سے چھپانا چاہا کہہ نہیں سکتیں پتا نہ چل جائے خیر اب تو اسے بھی یقین ہو گیا تھا کہ اسی کا ہی بال ہے پھر وہ کچن میں چلی گئی۔

اور میں نے دو چار نوالے لے کر اسے آواز دی تو وہ چلی آئی برتن رکھ کر بولی صاحب میں جاؤں اب میں بہت ہی لیٹ ہو گئی ہوں اور میرے گھر والے میرا ویٹ کر رہے ہوں گے۔

میرا جی نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ یہ سوال کرے مگر میں نے اسے کہا کہ میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں نہیں نہیں

کر رہی تھی پھر میں نیم جان ہو کر بیڈ پر لیٹ گیا اور وہ بولی صاحب آپ کے لیے کھانا لاؤں میں نے کہا ہاں نہیں مجھے بھوک نہیں ہے اگر کچھ کرنا چاہتی ہیں تو میرے پاس چند منٹ کے لیے بیٹھ جاؤ میری رواج کو قرا دل جائے گا۔

لیکن وہ تو کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی شاید وہ گھر والوں سے ڈر رہی تھی نہیں نہیں اس کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اگر اس کو کسی نے کچھ بھی کہا تو میں اس کی جان لے لوں گا اور اگر مجھے اس کو خریدنا بھی پڑا تو زمانے سے خرید لوں گا۔

اور پھر ایسا نہ کر پایا تو پھر اسے سلب کر لوں گا میں اس کی مصوم کی صورت دیکھ کر انہیں سوچوں کی کھانیوں میں گرا ہوا تھا کہ اس کے گلہائی ہونٹ ہلے اور کہا کہ صاحب آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں کھانا لے کر آتی ہوں۔

وہ کمرے سے باہر چلی گئی مگر اس کا چہرہ اب کبھی بھی آنکھوں سے ہٹنے والا نہ تھا کیوں کہ میں نے آج تک اس کو اتنی قریب سے نہیں دیکھا تھا اور اگر آج دیکھا ہے تو میرا دعوہ ہے کہ ایسا چہرہ کوئی ہو ہی نہیں سکتا یہ دنیا کی خوبصورت دو شیرازہ ہے۔

وہ جو بھی ہے اب میں اس کے گھر کا پتہ لگوں گا اور اسے کو خود ڈراپ کروں گا اور اب یہ کام نہیں کیا کرے گی بہت کام کر لیا اس نے وہ ملازمہ نہیں میرے دل کی ملکہ ہے اور اس کے لیے کئی ملازمہ اکٹھے کر لوں گا میں یہ سوچ ہی رہا تھا۔

کہ وہ آئی اس نے آج میری پسند کا کھانا بنایا ہوا تھا اس نے ٹیبل کے بجائے میرے سامنے بیڈ پر ہی رکھ دیا اور بولی صاحب انہیں کھانا کھائیں ہو سکتا ہے آپ کے ہوش بھل ہو جائیں۔

میں اس کے ہونٹوں کی طرف ہی دیکھتا رہا اور اس نے اپنی بات بھی مکمل کر دی میں نے اسے کہہ دیا کہ یہ خوبصورت اگر شادی کی تو تم سے ہی کروں گا ورنہ

ذائقہ محبوب 44 Digest.pk

لیے بہت ہی مشکل ہوگا مگر یہ میرے لیے ضروری ہے
کیوں کہ میں اپنی اوقات سے آگے نہیں بڑھنا چاہتی
اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو سوری اور آپ نے اپنا
نمبر دیا ہے اگر میں آپ کو کال کروں تو آپ میرے
گھر تک بھی آسکتے ہیں۔

اس لیے میں آپ کو کال نہیں کروں گی کیوں کہ
میں آپ کے دل سے ٹکنا چاہتی ہوں اور رابطہ ہوا تو
آپ مجھے بھول نہیں پائیں گے۔

صاحب جی آپ نے میرا بہت ساتھ دیا ہے
میں نے آپ کے گھر کا نمک کھایا ہے اور میں وہ حرام
نہیں کر سکتی میری مجبوری ہے آپ سے دور رہنے کی
کیوں کہ میں غریب گھرانے کی لڑکی آپ کے ساتھ
بڑے لوگوں کے سامنے بات نہیں کر سکتی اور آپ
بڑے لوگ ہیں میں آپ کے قدم سے قدم ملا کر نہیں
چل سکتی۔

آپ کے گھر سے دور ہونے کے بعد میں کیسے
رہوں گی یہ تو میں ہی جانتی ہوں مگر آپ کی زندگی سے
دور ہونا میری مجبوری ہے۔

آپ کچھ کھا لینا اور اسے زہموں کی پٹیاں بھی
چینج کر دانا میں بد نصیب آپ کی اس حالت میں بھی
آپ کے کام نہ آسکی اور آپ کی خدمت نہ کر سکی مجھے
پتہ ہے آپ میرے بغیر نہیں رہ پائیں گے مگر خود کو
عادی کر لیں۔

اور یہ بھی جانتی ہوں کہ اگر یہ باتیں میں آپ
کے سامنے کرتی تو آپ کا ہاتھوں کی طرف کم اور
میرے چہرے کی طرف زیادہ دھیان ہوتا تھا اس
وقت میرے یہ الفاظ آپ کے دل پر بھلیاں گر رہے
ہوں گے اور آپ بہت ہی زیادہ مغموں ہو رہے
ہوں گے کہ میں نے یہ کیا لکھا ہے تو سوری میری وجہ
سے آپ کو دکھ ہوا ہے پلیز مجھے بھول جائیں۔ فقط
آپ کی گستاخ کنیز رفعت۔

اس کا خط پڑھ کر میری آنکھوں کی پانی مدھم

صاحب میں چلی جاؤں گی میں نے بھی ضد کی اور اس
نے بھی پھر مجھے ہی ہار مانتی پڑی۔

اور پھر میں نے اسے کچھ غم دی کہ جا کر اپنا کوئی
اچھا سا سوٹ لو اور کل وہ پہن کر آنا ہے میں نے اسے
اپنا نمبر بھی دیا کہ اگر لیٹ ہو جاؤ تو مجھے کال کرنا میں
لے آؤں گا اس نے نمبر اور پیسے رکھ لئے۔

میں نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اسے جاتے
ہوئے دیکھا ہا میرا دل تو بہت کیا کہ اسے روک لوں
مگر یہ اس کی اور میری بھی مجبوری تھی۔ اگلے دن میں
بہت بے چینی سے اس کا انتظار کرتا رہا صبح سے دوپہر
ہوئی اور دوپہر سے شام گزری نہ آئی میرا دل سینے سے
باہر نکل رہا تھا میں کہاں جا کر اس کو تلاش کروں میں
اس کے انتظار میں ہی رہا اور کچھ نہ کھایا پیا کہ اس کے
ہاتھوں کا کھانے کا عادی ہو گیا تھا۔

اب مجھے ہونٹ کے کھانے میں ذرا حرا نہیں آتا
تھا اور میں کسی اور کے ہاتھ کا کھا بھی نہیں سکتا تھا میں
اسی کے انتظار میں پورا دن اور پھر رات گزری وہ پہلی
میرے اوپر قیامت برسا رہے تھیں تو گزرتی میں
اٹھا اور کچن میں پانی پیئے گیا تو وہاں ایک کاغذ پڑا نظر
آیا میں نے جلدی سے اسے بڑھا تو لکھا تھا۔

صاحب جی مجھے معاف کرنا میں آپ سے پیار
نہیں کر سکتی اور میرا خیال دل سے نکال دیں اپنا خیال
رکھا کریں آج میرا لاسٹ دن سے میں کل سے آپ
کے ہاں کام نہیں آؤں گی۔

اور پھر آپ کسی اور ملازم کی تلاش میں تھے اللہ
کرے آپ کو کوئی وفادار ملازم ملے اور آپ اپنی
زندگی کا ہمسرہ ڈھونڈ کر شادی کر لیں میں ایک پور
گھرانے کی لڑکی ہوں میرا اور آپ کا کوئی جوڑ نہیں
ہے آپ کل میں رہنے والے گھر لوے اور میں
جھوپڑی میں گزارہ کرنے والی ایک صابر اور عزتمند
لڑکی ہوں۔

میں یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ کو بھلانا میرے

ذلف محبوب 50 جواب

پھر تاتھا پھر مجھے وہ گانا پاتا یا۔
میں تیرے اجنبی شہر میں
ڈھونڈتا پھر رہا ہوں تجھے

مجھ کو آواز دے مجھے کو آواز دے

خیر میری ہر کوشش با کام تھی میں نڈھال ہو چکا
تھا اب تو مجھ میں ہمت نہ تھی کہ میں چل سکوں بھوک
پیاس اور کمزوری بھی بہت ہو رہی تھی۔ میری حالت
کافی خراب ہو رہی تھی میرا کوئی بھی معاونت کرنے
والا نہ تھا میں بھی گرتا اور پھر خود کو سہارا دے کر کھڑا ہوتا
مگر اس کے سہارے کی ضرورت تھی پھر میری حالت
ایسی ہو گئی کہ میری زندہ لاش کو ہسپتال کے بیڈ پر لیٹا
دیا گیا۔ اور میں لاوارث وہاں پڑا رہتا میں دن کو کچھ
گھوم پھر لیٹتا اور پھر رات کو جا کر لیٹ جاتا میں نے
گھر چھوڑ دیا تھا اور اب بے گھر تھا میرا کوئی گھرانہ۔ نہ
تھا کوئی اپنا نہ تھا۔

ایک دن میں صحن میں بیٹھا کہ مجھے لگا جیسے
ہوا نہیں میرے ساتھ مذاق کر رہی ہیں مگر نہیں خوشبو
اسی کی تھی ایک لڑکی ڈاکٹر کے روم سے جاتی ہوئی نظر
آئی وہ میڈیکل سنٹر پر رک گئی تھی کیوں کہ جو میڈیسن
ڈاکٹر نے لکھ کر دی تھیں وہ بے اثر تھی میں اس کے
قریب گیا اور اس کی کمر میری طرف تھی میں اس کو دیکھ
نہ پایا لیکن اس کے بالوں کو دیکھ کر میں یہ بات جان
گیا تھا کہ یہ وہی ہے جس کا مجھے انتظار تھا جس کے
لیے میں نے دن رات ایک کئے ہوئے تھے جو
میرے دل میں دھڑکتی تھی۔۔۔ یکدم مجھے کسی دوست
کی کال آ گئی اور میں کال سننے میں بڑی ہو گیا جب
کال ختم ہوئی تو دیکھا تو وہ لڑکی غائب تھی۔ میں اسے
غائب دیکھ کر تڑپ سا اور اپنے دوست کو کوٹنے لگا کہ
اس نے کس وقت مجھے کال کر دی اتنے عرصہ بعد مجھے
میرا محبوب نظر آیا تھا لیکن۔۔۔ میں سوچ میں ڈوب
کر رہ گیا اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے
جواب عرض کا آئندہ کا شمار ضرور ہو جائے۔

پڑنے لگی میرا سر چکرانے لگا میرے ہاتھوں سے پانی
کا گلاس گر کر ٹوٹ گیا اور میں وہ خط لے کر اپنے
کمرے میں آ گیا۔

اور خوب رویا کہ جس کے لیے میں زخمی ہوا جس
کو حاصل کرنے کے لیے میں نے رسوائی کی پر وہ
نہیں کی جس کو پانے کے لیے میں دیوانہ بنا مگر اس
نے میری پہلی ہی ملاقات کو آخری بنا دیا۔

جس کے ساتھ زندگی کے فیصلے کر بیٹھا تھا اسی
نے میری زندگی ویران کر دی جس کے ساتھ میں نے
خوشیاں دیکھنے کے سنے دیکھے تھے اسی نے مجھے غموں
کے سمندر میں دھکیل دیا۔

اب میری زندگی کی ناؤ گہری کھائیوں میں لڑ
کھڑا رہی ہے کاش وہ میری زندگی میں آ جائے اور
مجھے ہر وہ خوشی ملے جس کا میں انتظار کرتا رہا تھا مجھے
اور کسی بھی چیز کی کمی نہیں ہے میرے پاس اللہ کا دیا ہوا
سب کچھ ہے مگر وہ نہیں ہے یہ بنگلہ گاڑیاں جائیداد یہ
بینک بیلنس یہ شان و شوکت میرے کس کام کی لیکن
ایک بات تو ہے کہ میں اسے ضرور پاؤں گا میں اسے
دنیا کے کسی بھی کونے سے ملے ضرور نکالوں گا۔

میں تڑپ رہا تھا اس کی محبت کو مگر اسے میرے
دل سے ذرا بھی لگاؤ نہ تھا یہ نہیں جانتی کہ میری کیا
حالت ہے اور میں اس کی جدا کی کیسے برداشت کرتا جا
رہا تھا اس کی جدائی مجھے اس کے اور بھی قریب کر رہی
تھی میں نے ایک فیصلہ کر لیا کہ اسے ضرور تلاش
کروں گا۔

میں یہ سوچ سوچ کر رو رہا تھا کہ میرے دل
سے وہی پہلے والے الفاظ ابھرے اے پاگل عاشق
چھوڑ دے گھر اور نکل جا اسے ڈھونڈنے گھر میں بیٹھنے
سے یار نہیں ملتے پھر میں بھی دل کے ہاتھ مجبور ہو گیا
اور نکل پڑا اسے ڈھونڈنے میں پورا دن اس کو تلاش
کرتا اور رات کو بھی کہاں کہاں بنگلہ یہ کہتے کہ جہاں
مجھے رات ہوئی میں گھوم لیٹا دن رات اسی کو ڈھونڈتا

ذائقہ محبوب

افغانی محبت

--تحریر۔ پرنس مظفر شاہ پشاور۔ 03018897403

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
بہت عرصہ بعد ایک بار پھر آپ کی محفل میں شامل ہو رہا ہوں امید ہے کہ مجھے اپنی اس محفل میں ضرور شامل کریں گے۔ میں نے اس کہانی کا عنوان۔ افغانی محبت رکھا ہے۔ یہ ایسی لڑکی کی کہانی ہے جس نے ایک انسان کے لیے اپنی زندگی کو تباہ کر دیا تھا اس کے انتقال میں بیٹھی رہی لیکن جب اس کو اس کا محبوب ملا تو وہ اس کی بے رحمی دیکھ کر نوٹ سی گئی۔ اور پھر اس نے وہی کچھ کیا جو اس کے محبوب نے اس کو کرنے کے لیے کہا تھا۔

ادارہ جواب عرض کی پامی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اخلاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

پاس گیا اور ڈاکٹر صاحب نے انٹری کر کے بچے کا علاج شروع کر دیا مجھ سے اس کا نام پوچھا تو مجھے فوراً یاد آیا کہ ایکسیڈنٹ کے وقت دوسرے بچے کہہ رہے تھے حسن کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔

تو میں نے حسن نام بتایا اور پوری صورت حال سے آگاہ کیا اور ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں معمولی زخم آئے ہیں اللہ بہتر کرے گا۔

تو میں ریٹکس ہو گیا ایک گھنٹے بعد ایک آدمی اندر آیا اور وہاں سے پوچھنے لگا کہ میرا بچہ یہاں آیا ہے اس کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے حسن نام ہے اس کا میں اسے ملا اور اسب کچھ بتا دیا۔

اور اس نے کہا کہ میرا نام گل خاں ہے اور میں افغانی ہوں کوئٹہ شہر میں میری سبزی کی دکان ہے اور میرا ایک اور بیٹا ہے جس کا نام حسین ہے وہ موٹر سائیکل ملکینک ہے اور افغانستان میں قندھار کا رہنے والا ہوں آج سے کئی سال پہلے یہاں آ کر بسیرا کیا ہے۔

اللہ کا کرم ہے کہ بہت اچھا گزر رہا ہے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں کوئٹہ میں نوکری کر رہا تھا کوئٹہ کینٹ اور شہر میں میری کافی کمپ شپ تھی۔

اور کافی سارے لوگ مجھے پرنس کے نام سے جانتے تھے خاص کر ہندوڑک کو تو بچہ بچہ جانتا تھا تقریباً میں ہندوڑک کا مہر تھا۔

اور میں وہاں سروس کر رہا تھا ایک دن میں کوئٹہ شہر کسی کام سے جا رہا تھا کہ طوفانی روز سے گزر رہا تھا کہ سکول میں پھنسی ہوئی سب بچے ادھر ادھر دوڑ رہے تھے ان میں سے ایک بچہ دوڑ کر آیا اور میری موٹر سائیکل کے ساتھ ٹکرا گیا اور دور جاگرا۔

اور اسے کافی ساری چوٹیں لگیں میں نے موٹر سائیکل کھڑی کر کے بچے کو گود میں اٹھایا اور ساتھ کھڑے رکشے کی کچلی سیٹ پر بیٹھا دیا اور اسے کہا کہ سی ایم ایچ چلو میں آپ کے پیچھے آ رہا ہوں۔

اس رکشے والے کو سی ایم ایچ کا پتہ تھا وہ سیدھا وہاں پہنچ گیا میں نے اسے کر لیا دیا اور بچے کو لیکر ڈاکٹر کے

افغانی محبت 52 جلد اول جولائی 2014 Digest.pk



Digest.pk

نیچے کر لیں اس کے چلنے پھرنے سے اس کی پائل کی آواز چمن چمن کرتی پھر رہی تھی۔

میں گل اور اس کی بیوی سے باتیں کرتا رہا میں پینٹ شرٹ میں تھا اور عینک بھی لگائی ہوئی تھی ان کو میں نے حسب روایت جج جج بتایا میں پھاڑوں کا پٹھان ہوں اور گھر سے غریب ہوں اور یہاں آدمی میں سروں کرتا ہوں مختصر یہ کہ میں نے کافی پینے کے بعد حسن کو دو سو روپے تمنا دیئے اور ایک نظر چمن کی طرف ماری اور ان سے اجازت لی گل کی بیوی بولی بھالی صاحب یہ آپ کا اپنا گھر ہے جب جی چاہے آنا میں نے دیکھا کہ زرینہ ڈوپٹے کے پلو سے مجھے چوری چوری دیکھ رہی تھی۔

میں نے جاتے ہوئے کہا کہ جب تک حسن ٹھیک نہیں ہوتا میں آتا رہوں گا میں واپس آنے کو اثر میں آ گیا اگلے دن پھر فروٹ لیکر گیا گل خان گھر میں نہیں تھا میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو بھالی نے کھولا اور میں نے فروٹ بھالی کو اور حسن کو سو روپے دیئے اور واپس آنے لگا تو زرینہ نے کہا۔

کہ آپ افغانی کافی نہیں پیئیں گے میں نے کہا کہ نہیں گل آؤں گا آج کچھ کام ہے میں نے سوچا کہ آج گل خان نہیں ہے تو اس لیے مناسب نہیں ہے زرینہ نے کہا کہ گل آئیں گے ناں میں نے کہا کہ جی ضرور اس نے کہا وعدہ میں نے کہا ہاں اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اس کا نرم ہاتھ میرے ہاتھ میں آیا تو مجھے ایک دھچکا سا لگا۔

اس نے کچھ لمحے کے لیے میرا ہاتھ تھامے رکھا میں نے اس کے سر سے لیکر پاؤں ٹکا جائزہ لیا اور جلدی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا میں جانے لگا جیب دروازے پر گیا تو مڑ کر دیکھا کہ وہ وہاں ہی کھڑی تھی مجھے دیکھتی رہی میں نے کیک ماری اور چلا گیا۔

میرے ذہن میں طرح طرح کے خیالات آتے رہے لیکن میں نے اپنے ذہن کو جھٹک دیا اور سوچا عشق

ابھی ہم باتیں کر رہے تھے کہ ڈاکٹر آیا اور کہا آپ اپنا بچہ لے جاسکتے ہیں۔

ہم نے اس کے تمام زخموں پر پٹیاں کر دیں ہیں اور ساتھ میں ایک جٹ دیا۔

جس پر میڈیسن لکھی تھی کہ یہ بازار سے لینا اور بچے کو ایک ہفتہ آرام کی ضرورت ہے بچے کا باپ اسے لیکر رکشے میں اور میں موٹر سائیکل پر بازار سے میڈیسن اور کچھ فروٹ لیکر اس کے ساتھ چلا گیا۔

رکشے والے کو کر لیا دے کر رخصت کیا اور اس کے گھر کے اندر داخل ہوئے گل خان کا مکان چونکہ کچا تھا اور بیشک وغیرہ نہیں تھی۔

اس کی بیگم نے جب اپنا بیٹا زخمی دیکھا تو پریشان ہو گئی لیکن جلد ہی گل خان نے اسے سب کچھ بتا دیا میرا تعارف بھی کر دیا اور بچے سب کے ساتھ بات چیت کر رہا تھا لیکن اس کے جسم پہ جگہ جگہ پٹیاں بندھی ہوئی تھیں کبھی کبھی زخموں کی وجہ سے کراہتا بھی تھا۔

میں اور بچے کا باپ ایک چار پائی پر اور بچہ دوسری پر لینا دیا اس نے جائے کا پوچھا تو میں نے کہا افغانی کافی پیوؤں گا بچے کی ماں نے کہا کہ ٹھیک ہے اور آواز دی کہ زرینہ کافی بنا دو آواز آئی اچھا ابھی بتاتی ہوں جب میں نے دائیں بائیں نظر دوڑائی تو ساتھ ایک چھوٹا سا بچن بھی تھا۔

اس میں ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اور کچھ پکار رہی تھی خیر مجھے اس سے کیا غرض میں تو گل کے ساتھ کپ شپ میں مصروف ہو گیا۔

کچھ دیر میں کافی تیار ہو گئی اور وہی زرینہ ہمارے سامنے کافی پیش کر رہی تھی۔

کافی کے ساتھ گڑھ بھی تھا اور ٹافیاں بھی جو کہ افغانی لوگ اکثر کھاتے پیتے رہتے ہیں کافی دیتے وقت زرینہ اور میری آنکھوں کا ہلکا سا تصادم ہوا افغانی گھر سے میں بلبوس زرینہ کی عمر پچیس سے تیس سال کے درمیان تھی میں نے شرم کے مارے فوراً آنکھیں

میں نے بتایا کہ میں شادی شدہ ہوں لیکن میرے بچے نہیں ہیں بھابی نے کہا کہ دوسری شادی کوئی جرم تو نہیں ہے میں نے کوئی جواب نہیں دیا اپنی بیوی کے علاوہ کوئی پسند ہے میں نے کہا کہ میری شادی پسند کی نہیں والدین کی پسند کی ہوتی ہے۔

تو آپ دوسری شادی کر لیں یہ ذرینہ کا سوال تھا میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

البتہ بھابی سے پوچھا کہ ذرینہ کی منگنی وغیرہ تو نہیں ہوئی بھابی نے بتایا کہ ذرینہ کی منگنی اس کے چچا کے بیٹے سے ہوئی تھی مگر ہمارا بہت جھگڑا ہوا اور ہم یہاں آ گئے اس لیے اس کا ہم نے جواب دے دیا تھا اس کا چاچا بہت دفعہ یہاں آیا لیکن بسنے ان کو کہہ دیا ہے کہ ہم رشتہ نہیں دیں گے۔

اسی طرح بھابی نے مجھے پوری صورت حال سے اسے آگاہ کیا تو میں نے مذاقاً کہہ دیا کہ ٹھیک ہے ادھر کہیں اس کی شادی کرو میری اس بات پر بھابی نے بتایا کہ کل سے ذرینہ آپ کا بار بار پوچھ رہی تھی۔

کہہ رہی تھی کہ فوجی سے پوچھو کہ اس کی شادی ہوئی ہے یا نہیں اس لیے ذرینہ کے سامنے میں نے پوچھا ہے تاکہ ذرینہ کو پتہ چل جائے ابھی اس موضوع پر بات چیت ہو رہی تھی کہ حسین آ گیا۔

اس سے ملا اور گپ شپ لگاتا رہا پھر گل زمان آ گیا اور خوب گپ شپ ہوئی مکمل شکوے ہوئے اور ایک بار پھر کافی پی لی اس کے بعد میں نے اجازت مانگی اور یہ بھی بتایا کہ میں کل نہیں آؤں گا۔

اب حسن ٹھیک ہو گیا ہے جو کہ میرے ساتھ گل مل گیا تھا چاچو ادھر نہیں تو سکول میں تو آؤ گے مالاور حسین کو بتایا کہ آپ مسجد روڈ پر موٹر سائیکلوں کا کام کرتے ہیں میں آتا رہوں گا۔

اور ان سے اجازت لی اور واپس آ گیا کئی دن گزر گئے میں ان کے گھر نہیں گیا تھا۔

بھابی بھی حسین سے موٹر سائیکل ٹھیک کروانے چلا

محبت میں نہیں پڑنا چاہتا مجھے تو پہلے بھی ان چیزوں نے بہت رسوا کیا ہے تیسرے دن ان چکروں سے بچنے کے لیے میں شام کو گیا اور سوچا کہ اگر کل گھر میں ہوں تو ٹھیک ہے یا پھر ان کا بیٹا حسین ہو تو بھی کیوں کہ میں نے ابھی تک حسین کو نہیں دیکھا تھا جب میں دروازے پر گیا تو دروازہ ذرینہ نے کھولا اور مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور بتایا کہ میں نے بہت دیر کر دی ہے۔

ہم کب سے آپ کا انتظار کر رہے تھے اور میں نے آپ کیلئے افغانی کافی بھی بنا کر رکھ دیا ہے اور پھر اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کچھ دیر یونہی مجھے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کئی سوال کر رہی تھی میں بھی۔

اسے دیکھتا رہا میں اپنا ہاتھ چھوڑنا چاہتا تھا مگر وہ نہیں چھوڑ رہی تھی

پہلا بھر میں تم میرے مہمان بن گئے

میرے لیے تم سارا جہان بن گئے

پاس رہ کر بھی لوگ میرے بن نہ سکے

دور رہ کر بھی تم میری جان بن گئے

تھوڑی دیر تک ہم ایک دوسرے کو دیکھتے رہے میں نے پوچھا ابو گھر پر ہیں۔

اس نے کہا نہیں اور حسن وہ بھی نہیں تو میں چلا ہوں اسی اثنا میں بھابی نے پوچھا ذرینہ کون ہے میں نے کہا کہ میں ہوں بھابی نے کہا کہ اندر آئیے دروازے میں کیوں کھڑے ہیں۔

بھابی جب تک گل خان نہیں آتے میں نہیں آؤں گا بھابی کے بے حد اصرار پر میں اندر چلا گیا حسن اب ٹھیک تھا گھر میں پھر رہا تھا۔

میں نے حسب روایت حسن کو سو روپے دیے اور بھابی کو فروٹ پکڑا دیا اور بیٹھ گیا ذرینہ کافی لے آئی ہمیں کافی کافی دیکر پاس ہی کھڑی ہو گئی باتوں باتوں میں بھابی نے مجھ سے شادی کا پوچھا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی اگر تیرے ابو نے دیکھ لیا تو کیا کہے گا۔

اور دوسرا میرے دوست بھی ساتھ ہیں وہ میرا انتظار کر رہے ہیں۔

میں زیادہ دیر تیرے پاس نہیں بیٹھ سکتا لیکن اس نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں تیرے پیچھے تیرے کواٹر پر بھی آ جاؤں گی مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے مجھے آپ کا جواب چاہیے آپ مجھ سے شادی کریں گے یا نہیں اس بات پر مجھے غصہ آ گیا۔

میں بھی تو پہاڑی تھا میں بھی ضد میں آ گیا اور کہہ دیا کہ میں فی الحال شادی کیلئے تیار نہیں ہوں میں کہا کہ دوبارہ میرے پیچھے مت آنا۔

اور آپ وہاں شادی کر لیں جہاں آپ کی منگنی ہوئی ہے ورنہ آپ کسی افغانی لڑکے سے شادی کر لیں اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں میں پہلے بھی اس عشق محبت میں بہت زخم کھا چکا ہوں۔

تو بعد شوق کسی اور سے الفت کرے تیرے جذبات میرے پیار کے قیدی تو نہیں جب ذرینہ کو اندازہ ہو گیا کہ میرا ساتھ شادی کے لیے کسی بھی صورت پر یہ راضی نہیں ہوا تب کرسی سے اٹھ گئی اور میرے پاؤں میں بیٹھ گئی۔

اور کہنے لگی آپ کہتے بے وفا ہیں آپ کے سینے میں دل نہیں ہے اگر ہے تو اس میں رحم نہیں ہے پلیز مجھ پر رحم کرو مجھے یوں مت ٹھکراؤ اور میری مجبوری کو سمجھنے کی کوشش کرو میں تیرے بغیر جی نہیں سکتی۔

آپ کو اپنے والدین کی قسم مجھے مت ٹھکراؤ ذرینہ کی اس حرکت کی وجہ سے کافی لوگ ہماری طرف متوجہ ہو گئے میں نے ذرینہ کو شانوں سے پکڑ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھا دیا اور سمجھانے لگا کہ آپ اس بھرے پارک میں کیا تماشا بنانے لگی ہیں۔

آپ کو کوئی بھی احساس نہیں ہے وہ کہنے لگی کہ یہ احساس مجھے نہیں تمہیں ہونا چاہئے میں کس مرحلوں

جانتا تھا ایک بار مجھے شہر جانا میرے ساتھ ڈرائیور بھی تھا اور گاڑی بھی بڑی تھی میں نے ان کے دروازے میں گاڑی کھڑی کی اور سیدھا ان کے گھر چلا گیا بہت گلے شکوے ہوئے۔

خاص کر کے ذرینہ نے تو حد ہی کر دی تھی بھالی نے بیٹھا کر تفصیل سے بات شروع کر دیا کہ ذرینہ تم سے شادی کرنا چاہتی ہے۔

میں نے کہہ دیا کہ میں شادی شدہ ہوں اور میرے گھر یلو مسائل ایسے ہیں کہ میں دوسری شادی کا سوچ بھی نہیں سکتا ہوں ذرینہ نے کہا کہ کوئی بات نہیں میں آپ کے ساتھ آپ کے کواٹر میں ہی رہ لوں گی آپ سے کچھ نہیں مانگتی لیکن صرف ایک بار ہاں تو کرو وہاں دونوں کے بے حد اصرار پر مجھے مجبوراً ہاں کرنی پڑی میں نے کہا مجھے سوچنے کا موقع دیں۔

میں سوچ کر بتاؤں گا کیوں کہ جلد بازی کے فیصلے اچھے نہیں ہوتے جب میں آنے لگا تو ذرینہ نے پوچھ لیا کہ کل آپ عسکری پارک میں آئیں گے نا میں نے کہا کہ وہاں گیا ہے اس نے کہا کہ میں کل وہاں تمہارا انتظار کروں گی۔

اگلے دن میں عسکری پارک میں چلا گیا جو کہ بہت بڑی پارک تھی بہت دور دور سے لوگ انجوائے کرنے آتے تھے میں وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے حسن کی آواز آئی میں نے دیکھا کہ حسن اور ذرینہ تھے۔

میں نے دونوں سے ہاتھ ملایا اور چیلنک پوائنٹ جو کہ نزدیک تھا اس پر جا کر بیٹھ گئے آج ذرینہ نے خوب میک اپ کیا ہوا تھا اس کی مولی مولی نیلی آنکھیں اس کے حسن میں اضافہ کر رہی تھیں۔

وہی چاندی کے زیورات وہی ہلکے مگر اہلک چادر اور وہی پہاڑی حسن جس کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے اس سادگی یہ کیوں نہ مر جائیں باے خدا لڑتے ہیں مگر ہاتھ میں تلوار بھی نہیں ہے بات چیت کے بعد میں نے ذرینہ سے پوچھ لیا کہ

ایک آدمی نکلا اور بولا کس سے ملنا ہے میں نے گل خان کا پوچھا اس نے کہا کہ ہم کسی گل خان کو نہیں جانتے مجھے جیسے ماہ ہو گئے ہیں یہاں آئے ہوئے میں نے یہ گھر کرائے لیا ہے۔

پھر ایک آدمی نے بتایا کہ گل خان بمعہ فیملی افغانستان چلا گیا ہے مجھے بہت سی دکھ ہوا کہ زرینہ کا کیا ہوا ہوگا میں نے اس کا دل توڑا تھا مجھے اس کی بہت سی زیادہ یاد آتی رہی۔

اس کی بے قراری اور مجبوری کو میں اچھی طرح جانتا تھا میں اپنے آپ کو بے وقار اور ظالم کے لقا بات سے نوازتا رہا اور خود کو بے حرمت سمجھتا رہا اور زرینہ کی بے بسی پر آنسو بہاتا رہا

جو مجھ سے ٹوٹی تھیں وہ چوڑیا سستی تھیں بہت سی مہنگا دل تھا جو اس بے وفائے توڑ دیا ایک دن میں ایک سانپ کے ساتھ چمن شہر گیا جو کہ افغانستان بونڈری پر واقع ہے۔

وہاں سے اس نے کچھ کھل خریدنے سے قبل خریدنے کے بعد ہم بونڈری پر چلے گئے۔

وہاں ایک بہت ہی بڑا دروازہ تھا وہاں کھڑے ہو کر ہم افغانستان کے پہاڑوں کا نظارہ کرنے لگے کہ اچانک بولان شاہ والے حاجی صاحب اپنی کار میں افغانستان جاتے ہوئے نظر آئے۔

دعا سلام کے بعد میں نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ افغانستان کے شہر قندھار جا رہا ہوں وہاں کوئی کام تھا اور خشک میوہ جات خریدنے جا رہا ہوں۔

ہم نے کہا کہ ہم بھی قندھار دیکھنا چاہتے ہیں ہمیں بھی اپنے ساتھ لیجا میں ہماری بھی سیر ہو جائے گی۔

انہوں نے ہمیں اپنے ساتھ بیٹھا لیا راستے میں خوب مگس شپ بھی ہوتی گئی۔

دو تین گھنٹے کے بعد ہم قندھار پہنچ گئے یہ چھوٹا سا خوب صورت شہر مجھے بہت ہی اچھا لگا حاجی صاحب نے ہمیں کہا کہ ایک گھنٹہ تیار رہو اس سے خوب

سے گزر کر تمہارے پاس آئی ہوں اپنے گھر سے رشتہ دار کے گھر جانے کا بہانہ کر کے سیدھی لادھرائی رات کو امی نے ابو سے بھی بات کر لی ہے۔

کہ زرینہ اس لڑکے کو پسند کرتی ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہے اس پر ابو بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اگر وہ دوبارہ آیا تو میں اس سے بات کروں گا امید ہے وہ مان جائے گا۔

ساری صورت حال کو مد نظر رکھ کر میں نے ایک ہفتے کی مہلت لی کہ مجھے ایک ہفتہ دے دو پھر آپ کو بتا دوں گا لیکن ایک شرط پر اور وہ یہ کہ آپ میرا پیچھا نہیں کروں گی اس پر زرینہ راضی ہو گئی۔

اور چائے پانی کے بعد جانے لگی تو میں نے حسن کو ایک سوکانوٹ تمہارا دیا اور رکشے میں بیٹھا کر کرایا بھی ادا کر دیا اور جب واپس آیا تو طرح طرح کے پلان بناتا رہا لیکن کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔

اگلے دن پھر روز کی طرح اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا اور چار بجے مجھے کسی نے اطلاع دی کہ آپ کے کواٹر میں ایک بچہ آیا ہے۔

اور آپ کا پوچھ رہا ہے جب میں گیا تو حسن بیٹھا تھا میں نے اسے گود میں لیا اور کافی سارا پیار کیا اور آنے کی وجہ پوچھی۔

اس نے بتایا کہ باجی زرینہ نے جبکہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا ہے آف زرینہ کو جبکہ کا بھی پتہ چل گیا حسن کو رخصت کرنے کے بعد میں ایک ایسی برالیم میں پھنس گیا کہ جان چھوڑا بہت سی مشکل ہو گئی اب سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں کیا نہ کروں اسے کشش میں تین چار دن گزر گئے مگر میں بہت ہی پریشان تھا اور اس سے دور ہی رہا۔

تقریباً سات آٹھ ماہ میں بازار نہیں گیا تھا ایک دن زرینہ کی بہت سی یاد آتی میں نے سوچا کہ اسکے گھر جا کر پتہ کروں کہ کیا سلسلہ ہے۔

جب میں گیا تو دروازہ کھٹکھٹاتا تو بڑی بڑی مچھروالا

میں نے پوچھا کہ کیا یہ شادی زرینہ کی مرضی کے مطابق ہو رہی ہے۔

میرے سوال پر زرینہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور مجھے بتایا کہ اگر میں راضی نہ ہوتی تو کیا کرتی کدھر جاتی کس کو حال سالی کون تھا۔ میرے زخموں پر مرہم رکھنے والا کون تھا میرا پنا۔

میں کس کا انتظار کرتی زندگی میں پہلی دفعہ محبت کی تھی وہ بھی کسی بے وفا سے کسی بے مروت سے کسی اجنبی سے کسی مسافر سے۔ وہ اپنے بارے میں بتاتی جا رہی تھی اور میں اس کی باتیں سنتا جا رہا تھا میرے پاس اس کو کچھ کہنے کے لیے کوئی بھی الفاظ نہیں تھے۔ لیکن میں اس کے بارے میں جان کر مجھے شدید دکھ ہوا تھا کہ میں جس کے لیے اتنا لمبا سفر کر کے آیا تھا وہ کسی اور کے نام سے منسوب ہونے جا رہی تھی لیکن شاید میری یہ لفظ بھی تھی وہ بولی۔

میں آپ کے لیے یہ منگتی تو زینے کو تیار ہوں آپ مجھے مل گئے ہیں بس یہی میں چاہتی تھی میرا انتظار بیکار نہیں گیا ہے۔ لیکن میں نے اس سے صاف انکار کر دیا اور کہا تم جانتی ہو کہ میں شادی شدہ ہوں اور میں صرف اس کا ہی رہنا چاہتا ہوں اور پھر پتہ نہیں کب میں واپس چلا جاؤں۔ میں کچھ دنوں کے لیے آیا تھا میرا پیچھے سب لوگ انتظار کر رہے ہیں اور میرا جانا بہت ہی ضروری ہے تم ایک بات کو یاد رکھنا کہ جہاں تمہاری منگنی ہوئی ہے وہاں ہی شادی کر لینا اب میرا انتظار مت کرنا۔ شاید ہو سکتا ہے کہ ہماری یہ آخری ملاقات ہو۔ اس کے بعد ہم پوری زندگی ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں میری باتیں سن کر وہ تڑپ سی گئی۔ اور بولی۔

ایسا تو مت کہو۔ تم نہیں جانتے تمہاری اس بات کا مجھے کتنا شدید دکھ ہوا ہے یہ میں ہی جانتی ہوں تم کو بھولنا میرے لیے آسان نہیں ہے میں نے تم سے محبت کی ہے اور کتنی کیا ہے یہ بھی میں ہی جانتی ہوں

گھومو پھرو پھر اس دکان پر آ جانا تو ہم دونوں ساتھی اس شہر میں سیر و تفریح کرتے تھے۔

یہ شہر اپنی مثال آپ تھا ہر طرف خشک میوہ جات اریلی کیبل اور چائے کا سامان وافر مقدار میں ہر جگہ دستیاب تھا وہاں کے لوگوں کو دیکھ کر مجھے بھی کسی کا تہذیب و تمدن یاد آیا جدھر دیکھتا تھا۔

لوگ کافی پیتے ہوئے اور ایک دوسرے سے کپ شپ لگاتے ہوئے نظر آ رہے تھے ہم بھی تمام چیزوں کو دیکھ کر لطف اندوز ہو رہے تھے۔

ہوٹلوں میں پشتو گانوں کی آوازیں آرہی تھی کہ اچانک مجھے حسن نظر آیا میرے منہ سے بے ساختہ نکلا حسن احسن حسن نے جب مجھے دیکھا تو دوڑ کر میرے پاس آ گیا۔

اور مجھ سے لپٹ گیا میں نے اسے گود میں اٹھا کر خوب پیار کیا میں نے امی ابو اور زرینہ کا پوچھا۔

تو اس نے بتایا کہ چاچو زرینہ باجی تیار ہے اور امی اس کو ڈاکٹر کے پاس لے آئی ہے وہ سامنے والے کلینک میں ہے میں احسن کے ساتھ کلینک چلا گیا۔

میں نے اپنے ساتھی کو بتایا اور کہا کہ یہ میرے واقف ہیں کوئٹہ میں رہتے تھے۔

تم گھوم پھر لو میں ان کے ساتھ جاتا ہوں میں کلینک میں پہنچا تو بھالی کھڑی تھی اور زرینہ مریضوں کی قطار میں بیٹھی ہوئی تھی۔

حسن نے جا کر بتایا کہ چاچو آئے ہیں اس پر بھابی اور زرینہ دونوں میرے پاس آئیں ہم ایک سائیڈ پر ہو کر بیٹھ گئے اور میں نے اپنے بارے میں ان کو سچ سچ بتا دیا کہ مجھے یہ پراہم تھی۔

اس لیے میں آپ سے رابطہ نہ کر سکا اور نہ ہی مل سکا پھر بھابی نے بتایا کہ اس کا چاچو کوئٹہ آیا تھا۔

جس کے بیٹے کے ساتھ اس کی منگنی ہوئی تھی اس لیے ہم یہاں واپس آ گئے اور آ کر زرینہ کی شادی کی تیاری کرنے لگے۔

جولائی 2014

Digest.pk

افغانی محبت

نے جو کچھ کیا تھا کیا ٹھیک کیا تھا۔ میں اس کا مجرم تو نہیں ہوں اس کا گنہگار تو نہیں ہوں۔ آپ کے رائے کا انتظار کروں گا۔

وہ بیتا دور

ماما کی گود اور بابا کے کندھے
نہ شادی کی فکر نہ فلو جے کے پنے
وہ سکول کے دوست وہ کپڑے گندھے
وہ گھومنا پھرنا وہ تفریح کرنا
وہ ہر عید میں کہنا ابو ہمارے نئے کپڑے
لیکن اب کل کی ہے فکر اور ادا دھورے ہیں پنے
مڑ کے دیکھو تو بہت دور ہیں اپنے
منزلوں کو اڑھوٹتے ہوئے کہیں گھوم گئے ہم
اور کتنی جلدی بڑے ہو گئے ہم
شاہد اقبال۔ چٹوکی

عبدالباسط کے نام

ٹھکرا کر محبت میری کہیں جانے کا ارادہ ہے
مجھے کسی کے کس سوڑ پہ لانے کا ارادہ ہے
یہ جو آپ فضا خفا سے رہنے لگے ہو
یہ پیار کا عروج ہے یا چھوڑ جانے کا ارادہ ہے
جاتے جاتے یہ تو بتا جاؤ
میرے پیار میں کی تھی یا کسی اور سے دل لگانے کا
ارادہ ہے
میری بعد میری یاد تو مڑ کے نہ دیکھنا اے دوست
کیونکہ تیرے بعد میرا بھی اس دنیا کو چھوڑ جانے کا
ارادہ ہے
شاہد اقبال۔ چٹوکی

میں اپنے دل کو اچھی طرح جانتی ہوں کہ میں تم کو بھول
نہیں سکوں گی۔ اور نہ ہی ایسا سوچنا چاہوں گی۔
ساتھ ہی وہ رو دی۔ میں اسکو دلا سے دینے لگا
۔ اور پھر اس کو اس بات پر میں نے رضامند کر ہی لیا
کہ وہ اسی سے شادی کرے گی جس سے اس کی منگنی
ہوئی ہے وہ مان گئی تھی اور پھر وہ گھر چلی گئی
اور میں ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ اس کے بارے
میں سوچتا رہ گیا۔ وہ میری نظروں سے ابھل ہو چکی
تھی شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ کیونکہ اس کے بعد وہ
مجھے دوبارہ دکھائی نہیں دی میں کئی دن اس کے شہر میں
اس کے ملک میں رہا لیکن وہ گھر سے باہر نہیں نکلی تھی
پھر میں واپس اپنے وطن آ گیا۔ اور آج بھی وہ میری
نظروں کے سامنے رہتی ہے۔ میں اس کی محبت کو دیکھ
کر حیران ہوں کہ اس نے مجھے کتنا چاہا تھا کتنا پیار
کیا تھا یہ میں جانتا ہوں اس کے دل میں کھوٹ نہیں
تھی وہ دل کی تھی تھی اس کی پاکیزہ محبت میں وہ سب
کچھ تھا جو ایک اچھی لڑکی میں ہوتا ہے۔

اس واقعہ کو کئی سال بیت چکے ہیں لیکن اس کی
محبت آج بھی میرے دل میں ہے۔ اور میں اس کو یاد
کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی مجھے اپنے دل میں یاد
رکھے ہوئے ہو۔ لیکن نہ اس کو میری کوئی خبر ہے اور نہ
ہی مجھے اس کی کوئی خبر ہے۔ وہ میری اور اس کی آخری
ملاقات تھی شاید اس کو میرے الفاظ یاد تھے جو میں نے
اس سے کہے تھے کہ ہو سکتا ہے کہ آج کے بعد ہماری
ملاقات شاید دوبارہ نہ ہو سکے اس نے اس پر عمل کیا تھا
اور اس ملاقات کو آخری ملاقات ہی ثابت کر دکھایا
ہے۔ وفا ہو تو ایسی ہو چاہت ہو تو ایسی ہو پیار ہو تو ایسا
ہو۔ میں عورت کی عظمت کو سلام کرتا ہوں لیکن میں
مجبور تھا اس سے شادی نہیں کر سکتا تھا اس کے دل کو
توڑنا مجھے بہت دکھ دیتا تھا لیکن کیا کرتا جس سے میری
شادی ہوئی ہے میرا پیار تو صرف اسی کے لیے ہے
اور ہمیشہ رہے گا۔ قارم کرام آپ ہی بتائیں کہ میں

میری ہمد میری دوست

— نمینہ بٹ — بھگت پورہ — لاہور —

شہزادہ بھائی — السلام علیکم — امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
اور اللہ سے دعا ہے کہ جواب عرض کی پوری ٹیم کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھے اور دن رات چومنی ترقی عطا فرمائے آمین آپ سب کا بے حد شکر یہ آپ نے میری غریبوں کو پسند کیا اور میری حوصلہ افزائی کی جزاک اللہ — آپ کی پڑمیرائی نے حوصلہ بڑھایا تو ایک اور کہانی کیساتھ حاضر خدمت ہو رہی ہوں میں نے اس کہانی کا نام میری ہمد میری دوست رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

چاہیے میری نوٹس والی فائل — ٹوبہ نے بے حد مشکوک انداز سے اسے گھورتے ہوئے اپنی فائل لاشعوری سے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

وہ میرے نوٹس تو جاوید لے گیا۔ وہ آیا نہیں تھا ناں کالج اس لیے میں نے اپنی فائل اسے دے دی اور اب مجھے تمہارے والی ہی چاہئے۔۔۔ حنان نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔۔۔ ٹوبی کا دماغ جاوید کا نام سنتے ہی پھر ایک بار پھر گھوم گیا۔

کیا۔۔۔ آج پھر اس نالائق جاوید کو اپنے نوٹس دے آئے ہو وہ جاوید نالائق تیرا چاچا جو لگتا ہے کیا جو اپنی چیز اسے دے کر آتے ہو اور آ جاتے ہو پھر منہ اٹھا کر میرے پاس ٹوبی نوٹس دے دو۔ ٹوبی کتاب دے دو۔ ٹوبی لیپ ٹاپ دے دو۔ اونہ۔ ضرورت کیا ہوتی ہے مجھیں حاتم طائی کا جانشین بننے کی۔

— آف۔ ٹوبی دے دو ناں پلیز لاسٹ ٹائم پکا براس آئندہ کبھی کسی کو کچھ نہیں دوں گا۔ کچھ بھی نہیں پلیز اس بار مدد کرو وفاق۔

یہ یہاں کیا کر رہے ہو نکلو یہاں سے نکلو باہر میرے کمرے سے دفع ہو جاؤ یہاں سے ابھی اور اسی وقت وہ جو پورے انہماک سے اسکی رائٹنگ ٹیبل پر جھکا اسکے فولڈرز اور فائلز جلدی جلدی کھنگال رہا تھا۔ اسکی تیز چیخ نما آواز سن کر بے ساختہ اچھل پڑا تھا اور اسکی ہر بڑاہٹ میں اسکے ہاتھ کچھ فائلز پھسل کر نیچے جا گریں۔

ہا۔۔۔ حنان کے نیچے تمہاری جرات کیسے ہوئی بغیر اجازت میری چیزوں کو ہاتھ لگانے کی اور تم اس وقت ادھر میرے کمرے میں کر کیا رہے ہو وہ تیزی سے آگے بڑھی اور جھپٹا مار کر اسکے ہاتھ سے باقی ماندہ فائلز چھین لیں۔

ٹوبی مجھے تمہارے نوٹس چاہئیں پلیز مجھے اکاؤنٹ کے نوٹس دے دو اس کے موڈ اور غصے کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے وہ لحاجت سے بولا۔

کیا نوٹس۔ مگر تمہارے نوٹس کہاں ہیں تم بھی تو کلاس میں بھی میرے ساتھ موجود ہونا پھر کیوں

جولائی 2014

Digest.pk

میری ہمد میری دوست



Digest.pk

ہی تھا مگر جب سے ان کے دونوں بیٹوں نے جوان ہو کر ان کے بازو بن کر ان کو سہارا دیا ہے تو ان کا بڑا بڑا چیز سے ترقی کی راہ پر گامزن ہو گیا تھا اور پھر جیسے ہی مدحت کی تعلیم مکمل ہوئی عالم رضوی اور ان کی بیگم نہایت رضوی نے ان کی اور فیمل کی شادیاں طے کر دیں رشتے تو ان کے تینوں بھائیوں کے وہ پہلے سے ہی طے کر چکے تھے انتظار تھا تو صرف مدحت کی تعلیم مکمل ہونے کا بہت جلد وہ لوگ اپنے فرائض سے فارغ ہو گئے اور مدحت اظہر کے سنگ بیا کر ابو ظہبی سدھاریں کیوں کہ مظہر صاحب اظہر کے والد بہت عرصہ پہلے ہی وہاں منتقل ہو چکے تھے ان کا کاروبار بھی یکساں سیٹ تھا لہذا شادی کے بعد مدحت بھی وہی جا بسی اور عالم ملا میں ان کی جگہ آئے رضوی رونق افروز ہوئیں ان ہی دنوں نہایت بیگم کے دل میں حجاج مقدس جانے کی خواہش جاگی اور کچھ اس شدت سے جاگی کہ وہ سب کچھ بھول گئی اٹھتے بیٹھتے ان کے لبوں پر ایک ہی بات ہوتی کہ وہ حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرنا جیسے ان کی خواہش بن چکی تھی ان کی یہ کیفیت دیکھتے ہی عالم رضوی صاحب حج کے کاغذات جمع کروا دیے اور ساتھ ہی اپنے آخری فروض سے بھی سبکدوشی اختیار کی طفیل رضوی کی شادی بھی شگفتہ کروا کر وہ دونوں فارغ ہوئے۔

شگفتہ طفیل کی کلاس فیلو اور پسند تھی ادھر ان کی شادی ہوئی ادھر ان دونوں کو اللہ کے گھر سے بلاوا آ گیا اور وہ خوش خوشی گھر اور کاروبار کو بھوڑاں اور بیٹوں کے حوالے کر کے حج بیت اللہ روانہ ہوئے وہ دونوں بڑے جوش و جذبے کے ساتھ مناسک حج ادا کر رہے تھے اس دن شیطان کو نکلیاں مارنی تھیں دوسرے حجاج کے ساتھ وہ بھی اس مقدس فریضہ کو ادا کرنے اور جذبہ ایمان سے شرمسار چلے تھے پھر ایک دم جانے کیا ہوا شوخ مایہ گیا شایہ ٹوٹ گیا تھا ہر

کچھ نہیں دوں گاندہ جوتے نہ کپڑے نہ ٹوٹس۔ پلیز ٹوٹی دے دو ورنہ اسائنمنٹ پورے نہیں ہونگے اوپر سے لاسٹ ڈیسٹ ہے سمجھا کر وٹاں ٹوٹی پلیز اس کی ساری کڑوی اور ہکی باتوں کے جواب میں حنان نے بے چارگی اور مظلومیت کے ساتھ تمام کارڈ توڑتے ہوئے کچھ اس انداز میں کہا۔ ایسے مانتی ہی نہیں۔۔۔ اچھا لے لو مگر یہ آخری بار ہے سمجھے تم آخری بار ہے۔ اور ہاں مجھے کل تک میری فائل واپس چاہیے ہر حال میں ورنہ۔ ہمیشہ کی طرح اس کی مسکینی برساتی صورت پر ترس کھاتے ہوئے ٹوپیہ نے اسے فائل پکڑا تو دی مگر ساتھ ہی تنبیہی انداز میں واپس کرنے کا بھی مطالبہ کرنا نہیں بھولی تھی۔

ہاں، ہاں دے دو ٹکا واپس یقین کر دو ٹوٹی جی۔ اور بہت بہت شکر یہ تمہارا تم بہت اچھی ہو اور ہاں میرے چاچو نام جنید امجد نہیں طفیل عالم رضوی ہے۔ طفیل عالم رضوی، اور حنان تو ابھی خود بچہ ہے لہذا اسکو بچوں میں تشریف لانے میں ابھی ایک زمانہ پڑا ہے سو تب تک انتظار فرمائیے۔

دروازے کے پاس جا کر اس نے شرارت سے کہا اور کسی بھی متوقع حلقے سے پہلے ہی باہر بھاگ گیا

حنان کے بچے ٹوپیہ اس کی شرارت سمجھ کر ایک بار پھر چپٹی تھی مگر وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا

عالم رضوی صاحب کے دو بیٹے اور ایک ہی بیٹی تھی طفیل عالم رضوی اور طفیل عالم رضوی ان دونوں سے چھوٹی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی جو مدحت گھرانے میں مینا کی طرح چمکتی پھرتی تھی پورے گھر میں اس کی ہنسی کی چپکار گونجتی تھی عالم رضوی صاحب کا لیزر کا بلیٹن تھا جو پہلے تو محمد مریم جیانی پر

اپنے کام میں مگن تھا جس وجہ سے وہ اور بھی زیادہ چڑھ گئی تھی۔

حسان تم نے اپنا پراسس پورا نہیں کیا تم نے وعدہ کیا تھا کہ میرے نوٹس واپس کر دو گے مگر دو دن گزرنے کے باوجود تم نے میری فائل واپس نہیں کی۔ کیوں؟ اب وہ غصے سے بھری اس کے سر پر کھڑی برس رہی تھی۔

اور اگر میں نہ دوں تو۔۔۔ تو۔۔۔ آنکھوں میں شرارت بھرے چار حانہ انداز کو خاطر میں لائے بغیر بولا۔ ٹوٹی کارنگ مارے غصے کے دھکنے لگا تھا۔

تو۔ میں تمہارا سر توڑ دوں گی۔۔۔۔۔ یہ تمہارا فیوٹ گلا ہے ناں یہ ہی تمہارے سر میں دے ماروں گی دیکھتی ہوں کیسے نہیں دیتے تم میری فائل۔ وہ غصے میں جھجک گلا اٹھانے کو جھکی تو حسان کھڑا ہو گیا۔

باپ رے باپ۔۔۔ تم تو جنگلی بیلی جی جی رہی ہو ٹوٹی۔ لڑائی اور غصے غصے میں کہیں گل ہی نہ کر بیٹھنا مجھے۔ نسیم سے ٹوٹی مجھے تم سے خوف آنے لگا ہے۔

وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے چند قدم دور ہٹ گیا اور وہ یک دم بدلتے ہوئے دیکھیں میری بھائی یہ ٹوٹی مجھے مار رہی ہے اور لڑائی بھی کر رہی ہے میرے ساتھ اب کہ اس کا لہجہ اور انداز بالکل بدلا ہوا تھا مسکین اور مظلوم سا جبکہ میرا نام سننے ہی ٹوٹی کے ہاتھوں کے طوطے کیوتر اور فاختا میں سب ایک ساتھ ہی اڑ گئے تھے اس نے گھبرا کر اپنے پیچھے دیکھا تو واضح میر کھڑا حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

سم۔۔۔ میری بھائی وہ حسان میرے نوٹس نہیں دے رہا بلکہ الٹا مجھے۔۔۔

یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا ٹوٹی ایسے بات کی جانی ہے بڑوں سے۔؟ اور یہ ہی کیونکہ جانی ہو تم کاٹ اور اکیڈمی۔؟

میر نے اس کی بات نہ کی اسے بری

طرف انفرادی تفری کا عالم تھا اور اسی انفرادی تفری میں بہت سے حجاج بیدوں تلے آکر کچل گئے بہت سے زخمی ہوئے اور بہت سے شہید۔ اور انہی شہدا میں نزہت بیگم بھی شامل تھیں۔

عالم رضوی صاحب سنانے میں رہ گئے اور طفیل رضوی اور طفیل رضوی اور مدحت کی تو دنیا ہی اجڑ گئی۔ ان کی جنت جہاز مقدس پر ہی وہاں پہنچی جہاں وہی ہے خاک جہاں کا خمیر تھا۔ دوسرے مرحومین کی طرح ان کو بھی وہی پہنچا گیا عالم رضوی صاحب افسردہ غللول ہی واپس آ گئے۔ اب جا کہ ان کی سمجھ میں آیا تھا کہ نزہت بیگم کی اتنی بے تابی کیوں تھی جانے کی شاید ان کی اصل انہیں وہاں لے جا رہی تھی تو لوگ بھلا کیسے رکاوٹ بن سکتے ہیں بہت عرصہ تک وہ لوگ افسردہ رہ کر آخر اپنی زندگی کی طرف پلٹنے ہی لگے کہ جانے والوں کے ساتھ بھلا کون جاسکتا ہے زندہ ہیں تو زندگی کے تقاضے بھی تو پورے کرنے ہیں اور پھر ان کی زندگیوں میں کھٹنے والے غصے سے پھولوں نے رنگ بھر دیے تھے آخر کار ان سب کو زندگی کی طرف کھینچ ہی لیا تھا۔ طفیل اور گفتہ کے ہاں میر۔ مدحت اور اعظم کے ہاں میر کی آمد نے رات لگا دی رہ گئے آمد اور طفیل تو ان کے ہاں چند دنوں بعد حرام نام کا پھول کھلا عالم رضوی اپنے پوتے پوتی کی آمد پر کھل گئے تھے ان کا زیادہ وقت گھر میں ہی گزرتا بھی بھی انہیں کا چکر لگاتے تھے باقی کا سارا اپنے میر اور حرا کو دیتے تھے

حسان کے بچے سن رہے ہو یا بہرے ہو گئے ہو وہ لان میں بیٹھا اپنے لیب باپ کے ساتھ چھینچھاڑ میں مصروف تھا جب ٹوٹی اسے زور سے پکار لی تیز تیز چلتی ہوئی اس کے سر پر پہنچی تھی اسے آتے کن اکیوں سے دیکھ رہا تھا مگر جان بوجھ کر انجان بنا

ہوئی تھی ان کی اپنی بھابیوں کے ساتھ بہت دوستی تھی وہ تو شروع سے ہی بے حد لاڈلی تھی مگر بھابیوں کے ساتھ بھی اس کے تعلقات مثالی تھے آمنہ اور شگفتہ بھی اسے اپنے چھوٹی بہنوں کی طرح سمجھتی تھیں اور دیے بھی آج کل وہ سب آنے والی خوشیوں کے شدت سے منتظر تھے تین سال کے بعد آمنہ اور شگفتہ پھر امید سے تھیں اور پھر جلد ہی آمنہ کی گود میں منان رونق افروز ہوا۔ سب ہی بے حد خوش تھے شگفتہ رضوی اپنی تاسا پر طبع کو بھلائے ننھے سے گول منول سے حنان کو گود میں لیے بیٹھی تھیں اور بدھت بیٹھے اور بھابیوں کے صدقے اتارنی پھرتی تھی عالم رضوی صاحب رب کا شکر ادا کرتے نہیں تھک رہے تھے اس خوش خبری نے جہاں سب کو نہال کر دیا تھا وہی ایک بار پھر نزہت رضوی کی یاد سب کے دل میں پٹکیاں لینے لگی تھی اور بعض اوقات بے پایاں خوشیاں بھی تو اپنے جلو میں اندھ ہٹاک غم لے کر آتی ہیں جس کی وجہ سے خوشی کا مفہوم ہی تبدیل ہو کر رہ جاتا ہے دو دن بعد ہی صرف دون سیماں اس ہسپتال میں شگفتہ رضوی لیٹی تھیں جہاں دو روز قبل آمنہ رضوی موجود تھیں مگر پرسوں میں اور آج میں بہت فرق موجود تھا اتنا ہی بڑا فرق کہ جتنا دن اور رات میں ہے جتنا شور و گہما گہما اور سنائوں میں ہے جتنا زندگی اور موت میں ہے آمنہ رضوی اسی ہسپتال میں سے جیتا جاگتا ہوتا کھینچا بیٹا لے کر گئی مگر شگفتہ کے لیے کاتب تقدیر اور ہی فیصلہ کئے بیٹھا تھا دوران ڈیوڑی ایک خطرناک حد تک بڑھ جانے والا بلینڈ پریشر بہت سی وجہ گمیاں بڑھاتا چلا گیا جس کی وجہ سے نبی کی پیدائش کے فوراً بعد ہی شگفتہ کو سے میں چلی گئیں ڈاکٹر کی بے حد کوششوں کے باوجود بھی وہ چند گھنٹوں کے اندر اندر ہی ان طب کو داغ رفاقت دے گئی۔

ان کی موت کی اطلاع جیسے عالم والا پہنچی ہر

طرح سے ڈانٹ دیا تھا اور وہ سر جھکائے چپ چاپ اس کی ڈانٹ سنی رہی مگر بڑوں کا لفظ سن کر اپنی بڑی

مگر بھائی یہ تو میری عمر کا ہی ہے یہ کہاں سے بڑا ہو گیا مجھ سے صرف دو دن کا ہی تو فرق ہے اس کا اور میرا۔ اب کہ میری بات کاٹ کر وہ بے ساختہ بولی تھی میرا دیکھتا ہی رہ گیا اور حنان سے اپنی ہلسی روکنا مشکل ہو گیا۔

اونو۔۔ فرق چاہئے دو دن کا ہو یا دو گھنٹے کا بڑا تو بڑا ہی ہے میری تم سے بڑا ہے بس۔۔ اب اس کی عزت اور احترام تم ایسے کیا کرو جیسے میرا اور میر کا کرتی ہو۔

میر نے غصے سے کہا تو وہ صرف سر ہلا کر رہ گئی۔۔ ٹوپی۔۔ لو اپنے نوٹس میں تو کل بھی گیا تھا مگر تم گھوڑے گدھے بچ کر سو رہی تھی اور مجھے مناسب نہیں لگا کہ تمہارے کمرے میں جاؤں اس لیے واپس لے آیا تھا اور اب بھی تمہیں دینے ہی والا تھا تم نے لڑائی شروع کر دیا تو میں بے چارہ کیا کرتا بھلا۔۔ پوری مکاری اور ہوشیاری سے اسے ڈانٹ پڑوا کر اب حنان جانے کہاں سے اس کی فائل برآمد کئے انکے سامنے کھڑا ہائیں ہٹا رہا تھا اور ٹوپی کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ یہ ہی فائل اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے

اونہ۔۔ دیکھ لوں گی تمہیں بھی۔ ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے فائل چھینتی ہوئی وہ وہاں سے پھر نکلتی ہوئی داک آؤٹ کر گئی۔۔

آج میں ہواؤں میں اڑا کے لے چلوں تجھ کو تم ہی تو میری دوست ہو اور اس کے پیچھے حنان مسکرا کر دوبارہ لب لباب آن کر چکا تھا۔

حنان لوں بدھت میرے ساتھ پاکستان آئی

جولائی 2014

جواب نمبر 44

میری بدمعاشی دوست

Digest.pk

بھائی جان میرے خیال میں ابا جان بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ پریشان نہ ہوں سب اللہ پر چھوڑ دس انشاء اللہ سب ٹھیک ہی ہوگا مدحت چھو پھو نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔ تو وہ بھی مطمئن ہو گئے اور یوں اس بند کمرے میں روز سے منعقد کی جانے والی خفیہ کانفرنسز بہر حال کسی نتیجے پر قریب قریب ہوئی گئی۔

دادا ابو کل ہم نے شاہی قلعے کا پروگرام بنایا ہے اور ہم کے بار کوئی بہانہ نہیں چلے گا آپ کو ہمارے ساتھ چنگ پر جانا ہوگا۔ بس کہہ دیا ہے ہم نے۔ وہ ساری بچہ پارٹی دادا ابو کے سر ہوئے بیٹھے تھے جو خود بھی گھومنے پھرنے کے بے حد شوقین تھے مگر اس بار پتہ نہیں کیا ہوا خود تو وہ عین وقت پر بہانہ بنا کر رک ہی جاتے تھے ساتھ ساتھ ساری اسپینوں اور ایوڈوں کو بھی روکنے میں کامیاب ہو جاتے تھے مگر اب کے بار ان کا پورا پورا ارادہ سب کو ساتھ لیجانے کا ہی تھا کسی بھی طرح کا کپڑا مانز کرنے کے موڈ میں نہیں لگ رہے تھے اچھا بھی جیسے تم لوگوں کی مرضی جہاں لے جاؤ گے چل پڑیں گے ساتھ تمہارے۔۔۔

دادا ابو نے احسان جتانے والے انداز سے کہا تو ان کی شرارت پر سب ہی بے ساختہ ہنس پڑے مٹی کو تاریخ اور تاریخی عمارتوں سے خاص و نفیس تھی جب بھی لاہور آتی تو یہاں کی ساری جگہوں پر بڑے ذوق و شوق سے جالی گئی گئی کئی بار بھی دیکھی ہوئی جگہوں کو وہ ہر بار ایسے دیکھتی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہے کم سم سی کھوئی کھوئی سی یہاں سے وہاں چکرائی پھرتی اور اس بھی وہ گلابی آسانی ٹکروں والے فرائڈ اور چوڑی پا جاسے اور بڑے سے دوپٹے میں ملبوس وہ شیش محل کی دیواروں کو چھو چھو کر محسوس کر رہی تھی جگہ جگہ سے اٹھ کر پلستر اور

دھوپ چھاؤں جیسی اس لڑکی کی عادتیں بھی ایسی ہی تھیں موڈی معصوم احساس ذہین اور شرارتی اسکے مزاج میں سادھے ہی رنگ ایک کے بعد ایک جھلکتے تھے اور اپنے مزاج کے سب رنگوں اور این کے تمام شیڈز کے ساتھ وہ سب کو بے حد عزیز تھی۔ حنان اس کا ہم عمر تھا اور اس کا سایہ بھی۔

بہت چھوٹی عمر میں جب وہ دونوں اسکول جا رہے تھے تو دادا ابوامی اور چاچو نے علیحدہ علیحدہ سمجھایا تھا کہ گھر کے باہر ٹوٹی کا خیال رکھنا صرف اور صرف اسے ہی اس کا سایہ بگڑ رہا اور اسے رونے تو بالکل بھی نہیں دینا کیوں کہ وہ ٹوٹی سے بڑا ہے اور یہ بڑوں کا فرض اور ذمہ داری ہے کہ وہ چھوٹوں کا خیال رکھیں اور اسی ذمہ داری کو نبھاتے نبھاتے ہی نبھانے کب وہ اس کا بیسٹ فرینڈ بن گیا جس سے ٹوٹی لڑتی بھی بہت تھی مگر اس کے بغیر وہ بھی نہیں سکتی تھی جس کی ہر تان حنان پر ہی آکر ٹوٹی تھی پھر وہ اس سے چڑ جاتی تھی جانے کیوں مگر یہ تو طے تھا کہ نہ تو ٹوٹی کا اس کے بغیر گزارہ ہوتا اور نہ ہی حنان اسے چڑائے بغیر رہ سکتا تھا ان کی یہ کھٹی میٹھی لڑائیاں ہی عالم دلا کی اصل رونق تھیں۔

اباجی آپ کو پورا یقین ہے کہ جس طرح ہم سوچ رہے ہیں بالکل ویسا ہی ہے میرا مطلب ہے کہ اس طرح کرنا کیا مناسب ہے لطفیل چاچو دادا ابو کی پوری بات غور سے سننے کے بعد بھی تذبذب نظر آرہے تھے جبکہ باقی سب کو ان کے کسی بھی فیصلے پر کوئی اعتراض نہ تھا۔

ہاں بیٹا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں میں نے دنیا دیکھی ہے یار میرا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا اور پھر میں نے ابھی کسی پر کوئی فیصلہ تھوڑی صادر کیا ہے ابھی تو صرف تجویز پیش کی ہے تم لوگ خوب اچھی طرح سوچ لو آگے جو اللہ کو منظور۔

مشی کہ کل کو جب ہماری آئندہ نسل مظلہ آرٹ کے حسین فن ایہ تاریخی عمارات دیکھنا چاہیں گے تو کہاں جائیں گے کن کن عمارات سے سرچھوڑیں گے کون سی ویب سائٹ کھولیں گے یا صرف کتابوں کے اوراق میں ملیں گی انہیں پر شکوہ تاریخ۔۔۔ میر کا ملال کسی طرح سے کم ہونے میں نہ آ رہا تھا دیکھیں جس طرح کسی کے دور رخ ہوتے ہیں تصویر کے دو پہلو ایسی طرح غلط اور سکی ساتھ ساتھ چل رہا ہے ضرورت ہے اپنے خیالوں کو درست اور سکی پر چلانے کی ضرورت ہے سکی اور غلط میں تمیز کرنے کی اور آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں یہ تاریخ ورثہ ہمارے پاس تاریخ کی امانت ہے مظلہ آرٹ کے جو نادر اور نایاب نمونے قدرت کی مہربانی سے ہمارے حصے میں آئے ہیں ہم اپنی عاقبت نا ادری اور بھرانہ بے بسی اور غفلت کے باعث انہیں ختم کرتے جا رہے ہیں مگر میرے خیال میں ابھی بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اس ورثے کو اس دولت کو دل جان سے لگائے رکھنے کی چاہ میں بھی زندہ ہیں مغربی دنیا اور دنیا بھر کے سیاحوں کے لیے جو جگہیں کشش کا باعث ہیں وہ انہیں دنیا کے سامنے پیش کرنے کے فن میں ماہر ہیں۔۔۔ میر نا فہم تاثرات لینے اس کی باتیں حیرانگی سے سن رہا تھا اور وہ اس کے ایسے تاثرات دیکھ کر بے ساختہ مسکرا دی۔۔۔ آپ کو یقین نہیں آ رہا ناں مگر میں یا سی جگہوں کے بارے میں جانتی ہوں اور آپ کو بھی دکھا سکتی ہوں آئیے میرے ساتھ۔۔۔ کہتے ہوئے وہ ان کمروں میں اور بھول بھلیوں میں چلنے لگی میر خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہا تھا کئی سوڑ مڑتے اور کئی گردشیں پا کر کرنے کے بعد وہ دونوں جس جگہ پہنچے وہ اس جگہ سے کسی قدر مختلف تھی میر کو یک بار پھر حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا اسے یوں لگا جیسے وہ واقعی کسی مظلہ دور میں آن کھڑا ہے خوبصورت چھوٹی چھوٹی ٹائیلوں سے بنی دیواریں

ٹوٹے شیشوں کی جگہ وہ تصویر میں وہی پرانہ شاہی دور کا شیش محل دیکھ رہی تھی کسی قوم ہے ہماری ہم اپنے تاریخی ورثے کی قدر نہیں کرتے جو قومیں اپنے تباہ کن ماضی کو ختم کر دیتی ہیں جو اپنی عمارات کی حفاظت نہیں کرتی اپنے تاریخی ورثے کو نہیں سنبھال سکتی ان کا حال اور مستقبل ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ اس وقت ہمارا ہے افسوس صد افسوس کہ کسی دل میں نہ درد رہا اور نہ ہی احساس زیاں۔ وہ جانے خیالوں ہی خیالوں میں کہاں پہنچی ہوئی تھی اپنے نزدیک سے ابھرنے والی صد سے اور غصے کی ملی جلی کیفیت والی آواز سن کر حال میں واپس آن پہنچی میر اس کے پاس کھڑا ٹوٹے فرش گندی دیوروں اور شیشوں سیخالی چھتوں کو دیکھتا ہوائی میں سر ہلاتا کہہ رہا تھا۔ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم پائے قوی ورثے کی حفاظت نہیں کرتے دیکھیں ابھی بھی یہاں کنسٹرکشن کا کام ہو رہا ہے اینویشن بھی ہو رہی ہے اور محکمہ آثار قدیمہ والے بھی کچھ نہ کچھ تو بہر حال کر رہی رہے ہیں پھر کچھ اتنے مایوس کیوں ہو رہے ہیں بھلا۔ اپنی ازلی نرمی سے کہتی وہ اس کے سامنے آنکھری ہوئی تھی شاید آپ ٹھیک ہی کہہ رہی ہوں گی مگر ہماری قوم کے ان سبوں کو کیا کہے گی آپ جو اپنی ناکام محنت کید استائیں ان بے جان دیوروں کے سینے پر کھود جاتے ہیں یہ فون نمبرز اور یہ لیلیاؤں اور مجنوں کے نام یہ ٹھنڈی ریٹ عاشقوں کے گھٹیا پیغامات یہ سب کیا ہے۔ یہ محکمہ آثار قدیمہ والوں کو نظر نہیں آتے یہ جگہ جگہ لگے کوڑے انبار یہ ٹوٹی پھوٹی ٹائیلز اور یہ پتھر اہوا کنسٹرکشن میٹر بل جب بھی آؤ جتنے سال بعد بھی آؤ ویسے کا ویسا ہی ہوتا ہے مشی مجھے بے حد افسوس ہوتا ہے کہ سب دیکھ کر تاریخ کے اوراق ہمیں کن ناموں سے یاد رکھیں گے معلوم نہیں راجہ رنجیت سنگھ نے اگر یہاں تباہی پھیلانی تھی تو ہم بھی یہی کر رہے ہیں ڈر لگتا ہے مجھے

جولائی 2014

Digest.pk

مری اہم میری دوست

میں رہتے ہوئے اتنی باخبر ہیں۔۔۔ کیسے
 ۲۔۔۔ واپس آتے ہوئے میر نے بلا آخر میر نے وہ
 سوال پوچھ ہی ڈالے جو اس کے ذہن میں کب سے
 گھوم رہے تھے سیدھی سی بات ہے میر یہ میرا
 سبکیٹ بھی تھا اور شوق بھی زمانے میں میں بھی آپ
 کی طرح بے حد مایوس تھی مگر پھر شوق میں تحقیق کی تو
 یہ سب ہی ہوتا چلا گیا اور ایسے بھی یونیورسٹی میں
 ہمارے ڈپارٹمنٹ کے سرعہ الحق نے اس سلسلے میں
 میری بے حد مدد کی ہے وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے
 باتیں کرتے اپنے اہل خانہ کی جانب بڑھتے جا
 رہے تھے یہ دیکھے بغیر کہ کئی آنکھیں انہیں یوں دیکھ
 کر چٹکی تھیں اور کئی لبابے ساختہ مسکرائے تھے۔

دادا ابو کے کمرے میں بند دروازوں کے
 پیچھے پھر خفیہ گفتگو جاری تھی جس میں پھوپھا جان اور
 خالو جان بھی یہ نفس نفس موجود تھے وہ لوگ کل رات
 ہی یہاں پہنچے تھے اور اب دادا جان کے روبرو بیٹھے
 اگلے لائحہ عمل طے کر رہے تھے اور تو اور پھوپھا جان
 کے لیب ٹاپ پر تو قیر ماسوں اور عطیہ ممائی بھی آن
 لائن تھی اور اپنے قیمتی اور مفید مشوروں سے سب کو
 نوازتے جا رہے تھے کوئی اور وقت ہوتا تو یہ ممکن ہی
 نہیں کہ شا اور نوشین اس بند کمرے ہونے والی
 مینٹل کے راز جاننے کی کوشش نہ کرتیں بلکہ عین
 ممکن تھا کہ وہ سب جاسوسوں کی طرح اندر کی
 اسٹوری باہر نکال ہی لائیں تھی مگر ابھی موقع ہی ان کا
 اس طرف دھیان ہی نہ تھا کیوں کہ جولائی میں
 مسلا کھڑا تھا وہ ان کے لیے زیادہ اہم تھا۔ کیا ہے
 یار یہی تو موسم ہے نادن ہے ناگھوٹنے پھرنے کا
 خوب خوب انجوائے کرنے کا اور آپ لوگ اتنے
 بور ہو کہ سردی سے ڈر کر بستروں میں گھسے بیٹھے
 ہیں حد ہو گئی ہے۔۔۔ ہا۔۔۔ حنان اور عمر ہر ممکن طور
 پر ان چھٹیوں پر اجوائے کرنا چاہتے تھے مگر کیا کرتے

جگہ جگہ لگے شیشے اور مینا کاری سے بھی چھتیں فرش
 پیچھے خوبصورت قالینا یک طرف شاہی تخت کے
 انداز میں سجایا گیا اسٹیج اور سامنے دو خوبصورت
 اونچی پشت والی آرام دہ سرخ اور سنہری کرسیاں
 بے حد دلنشین محرابیں اور قیمتی منقش بھاری آہنوی
 دروازے وہ سارے کا سارا ماحول ہی بے حد
 خوبناک اور پرسکون تھا۔۔۔ یہ ہے تصویر کا دوسرا رخ
 جس سے عام عوام غمو مانا آشنا ہی رہتی ہے یہ اس محل
 کا وہ حصہ ہے جہاں مہمان صدر، وزرا سفارت کار
 اور اہم شخصیات کے عزاز میں ظہرانے اور عیشیائے
 دیئے جاتے تھے یہ ہے مغلیہ آرٹ اور ہمارے قومی
 ورثے کا وہ رخ جو عالمی میڈیا کو دکھایا جاتا ہے یہ
 اور اس کے بہت سے گوشے ہر تاریخی ورثہ کی حامل
 عمارتوں میں لازماً ہوتے ہیں ہم دنیا کو اپنا فرض وہ
 چہرہ ہی دکھاتے ہیں جسے ہم سجا سنوار کر اس قابل بنا
 لیتے ہیں کہ اقوام عالم کے سامنے شرمندی سے بچ
 سکیں میرا بھی تک ایک فرانس کے عالم میں اس
 سارے سیٹ اپ کو دیکھے جا رہا تھا کہ مٹی کی اگلی
 بات پر چانک کر اسے دیکھنے لگا تھا۔ اور ہو دیکھیں
 میر بھائی وہ گارڈن یا باغیچے جانتے ہیں اس احاطے
 کی گاس کہاں سے منگوائی گئی تھی سویٹرز لینڈ سے یہ
 لٹل گرین گھاس یہ خوش رنگ اور خوشبودار پھول
 پودے سب اپورٹینڈ ہیں یہ باغیچہ اس محل کا وہ حصہ
 ہے جہاں ان معزز شخصیات کے عزاز ہیں محفل
 موسیقی غزل نائٹ محفل مشاعرہ اور اس طرح کی
 دوسری باتوں کا اختتام کیا جاتا ہے اب آپ ہی
 بتائیں بھلا آثار قدیمہ والے کچھ نہ کچھ تو کر ہی
 رہے ہیں ناں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تو نہیں بیٹھے ہیں
 مٹی کی اتنی مکمل انفارمیشن اور ٹالچ نے اسے واقعی
 بڑا متاثر کیا تھا۔۔۔ ایک بات پوچھوں ہنسی۔ جی
 پوچھیں آپ یہ ب کیسے جانتی ہیں مطلب میں لاہور
 میں رہتا ہوں اور اتنا کچھ نہیں جانتا اور آپ کراچی

جولائی 2014

جولائی 2014

مری اہم میری دوست

Digest.pk

آج میں ہواؤں میں اڑا کے لے چلوں
تو ہی تو میری دوست ہے۔۔۔

برف سے ڈھکی مال روڑ پر ان کے پیچھے پیچھے
چلتے ہوئے حنان نے پھر سے اپنا فلوٹ گاٹا گھٹکانا
شروع کر دیا جس پر ٹوپیہ یک دم چڑ کر اسے گھورتا
شروع کر دیا تھا۔ مسلا کیا ہے تمہارے ساتھ اب
اس سے زیادہ اور اوپر کہاں لے جاؤ گے بے چاری
غریب کو، اور کون سی ہواؤں میں اڑانا چاہتے ہو
اپنی نادیدہ دوست کو۔ بتانا پسند کرو گے۔ دونوں
ہاتھوں کو کمر پر ٹکائے وہ اسے کھا جانے والی نظروں
سے گھورتی تھیں جبکہ اس کے اس انداز و سب ہی
اسے دیکھنے لگے تھے۔

آج میں ہواؤں میں اڑا کے لے چلوں۔

تو ہی تو میری دوست ہے۔۔۔
سننے پر ہاتھ رکھے اس کے آنکھتے ہوئے
حنان نے شرارت بھرے انداز سے کہا تو سب ہی
بے ساختہ ہنس پڑے تھے اور ٹوپیہ مصنوعی غصے میں
چیر چٹختی ہوئی پھوپھو اور خالہ کی طرف بھاگ گئی
۔ ابھی کل ہی تو وہ لوگ مدحت پھوپھو، پھوپھا جان
۔ اور انا، خالہ، اور خالو جان، مری آئے تھے۔ بے
حد حسین نظاروں نے انہیں باروچ تک سرشار کر دیا
تھا ہر سو برف کی سفید چادر مٹی سرور قدرخت برف کا
لبادہ اوڑھے بڑی شان سے سر اٹھائے بادلوں سے
سرگوشیوں میں مصروف نظر آتے تھے۔ اونچے
اونچے پہاڑ اور ان پہاڑوں میں کے دامن سب
برف کی ردا اوڑھے ایک عجیب و حسین نظارہ پیش کر
رہے تھیوہ سب بچوں کی طرح اٹھکیلیاں کرتے پھر
رہے تھے برف کے گولے بنا کر ایک دوسرے کو
مارتے جارہے تھے، کہیں برف پر پھسلنے کے مقابلے
کر رہے تھے وہ لوگ، اور تو اور سنو مین بنانے میں
خالو، خالہ، او پھوپھا جان نے سب بچوں کو بھی مات

جو پتے صحراؤں کے باسی ہونے کی وجہ سے لاہوری
سردی سیکانپتے چلاے جارہے تھے تو پھر بھلا وہ
نادان ایریاؤں میں کیسے جاتے مگر دوسری طرف
دوٹ زیادہ تھے عمیر کا ساتھ دینے کے لیے اکا دکا
ساتھی ہی تھے۔ تو اور کیا ایسا زبردست موسم اور ایسی
سولڈ سردی تو کئی سالوں کے بعد پڑی ہے سنا ہے
پچاس لاک کا ریکارڈ ٹوٹ گیا ہے اس بار ٹھنڈ کا
اور آپ ہیں کہ سنو فال دیکھنے کے بجائے ان
دیوار وزن کو دیکھنا پسند کر رہے ہیں زیادتی ہے عمیر
بھالی زبردست زیادتی ہے ٹوپیہ ٹا اور نوشی بھی ان کو
کانٹل کرنے میں ایڈی چوٹی کا زور لگا رہی تھیں
۔ یہی تو میں کہہ رہا ہوں سمجھنے کا کوشش کرو نہ تم لوگ
پچاس سالہ ریکارڈ والی سردی تو ادھر ہی رہ گئی، میں
خون جمار ہی ہے مثلی درجہ حرارت تو لاہور کا ہے کہیں
تم لوگ اپنی تلقیناں جمائیکے ارادے سے تو وہاں
نہیں جانا چاہتے ہو عمیر کا کمزور سا احتجاج اب بھی
حاری تھا۔ ہاں تو بھائی یہ بھی تو دیکھیں ناں کہ ہم
شکتے عرصے کے بعد یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اور پھر
اس کے بعد بھی پائے قسمت کب ایسا موقع فراہم
کرے کہ۔۔۔ ہیں۔۔۔ ہیں ایسا کیوں کہہ رہے ہو تم
۔ اللہ خیر کرے ہم ہر سال ایسے ہی اکٹھے ہوتے
رہیں گے انشاء اللہ۔ عمر کی بات تیزی سے کاٹتے
ہوئے عمیر نے دہلی کر کہا تھا۔ او۔ بڑے بھائی ٹھیک
ہی تو کہہ رہا ہوں دیکھیں ناں جلد ہی حرا آپی۔ اور
مشی آپی آپ کی شادیاں ہو جائیں گی پھر یہ لوگ
کہاں کہاں جا بیسں۔ اور آپ کی بیگمات جانے
آپ کو کہاں کہاں اڑا لے جائیں تو پھر آپ ہی
بتائیں میں یہ نہ کہوں تو کیا کہوں عمر نے آئینہ آنے
والی صورت حال کا نقشہ کچھ اس انداز میں کھینچا کہ
سب کے چھت پھاڑ قہقہے سے لاؤنج گونج آ تھا تھا
جبکہ یوں سب کے درمیان اپنی شادی کے ذکر سے
حرا اور مشی بے اختیار شرما کر رہ گئیں۔

جولائی 2014

جواب عرض 70

مری ہمد میری دوست

Digest.pk

رضوی سے گھر داری کے طریقے سیکھ رہی تھی جبکہ حنان اور ثوبیہ بی کام پارٹ ٹو کے اسٹوڈنٹ تھے ایک ہی کالج میں جاتے تھے اور رہ گئی ثنا تو وہ۔ آئی ایس ایس فرسٹ ایئر کی اسٹوڈنٹ تھی اور میر بھی اپنی تعلیم مکمل کر کے ابو اور چاچو کے ساتھ بزنس جوآن کر چکا تھا۔ اسکی اور حنان کی دوستی بھی بہت تھی اور محبت بھی بے شمار تھی مگر مزاج دونوں کے یکسر جدا تھے حنان جتنا شوخ چلبلا اور ہنس کھتا تھا میر اتنا ہی سنجیدہ ریزور اور کم گو تھا مگر اس کے باوجود دونوں کی اچھی بنتی تھی اور پھر جب عمیر اور عمر آجاتے تو انکی محفل رات رات بھر جاری رہتی تھی یہ ہی حال حرا ثوبیہ اور ثنا کا تھا ان تینوں کی موجودگی میں انہیں کبھی کسی چوتھے ساتھی کی ضرورت محسوس نہ ہوتی تھی ہاں جب حرا اور ثنا کی خالہ زاد مشی اور نوشی آجاتیں تو پھر وہ بھی خوب ہلہ گلہ کرتیں

ثوبی اپنی آپ کو پتا ہے اس بار چھیوں میں ہمیں بہت۔۔ بہت مزا آنے والا ہے ہائے میں تو ابھی سے ایکساٹینڈ ہو رہی ہوں ثنائے اسکے پاس دھپ سے بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ جوڈانجسٹ میں منہ دے اپنے فیورٹ ناول کی آخری قسط پڑھنے میں گم تھی اچھل ہی پڑی۔

کیا۔ کیا مطلب تم لوگ کہاں جا رہے ہو چھیوں میں خالہ کے گھریا ماموں کی طرف ثوبی نے اسکے دیکتے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔

اونہوں۔۔ نہ ماموں کی طرف نہ خالہ کے ہاں بلکہ ہمارے گھر مہمان آرہے ہیں بھلا پو پو تمہیں تو کون آرہا ہے ثنائے حسب عادت کسوٹی۔ کسوٹی کھیلنا شروع کر دی تو ثوبیہ کے ساتھ ساتھ حرا بھی جھٹلائی۔

کیا ہے شاید ہی طرح تھاؤ کون آرہا ہے ورنہ امی سے پوچھ لوں گی جا کر تم اپنا کونزبوا اپنے پاس

طرف ایک کمرہ امی گچ گیا تھا دو دن قبل جہاں خوشی کا سماں بنا ہوا تھا ایک دم سے ہی وہاں ماتم کی فضا پھیل گئی میر سے تو ماں کی گود چھینی ہی مگر غریب ثوبیہ تھی اس دنیا میں آتے ہی اس کی گود سے مرحوم ہو گئی عالم رضوی صاحب کے لیے تو اس کے لاڈلے بیٹے کا یوں اجڑ جانا بہت بڑا غم تھا ابھی تو ان کے دل کے تار اپنی بیگم کے غم سے ہی لرز رہے تھے کہ بیٹے کی محبوبہ بیوی بھی اسے کراگئے جہاں سدھار گئی وہ ایک دم سے خاموش اور غمناک حال سارہنے لگا تھا مدحت جو بھائی اور بھائیوں کی خوشیاں دو بالا ہونے کی دعائیں مانگتی پھر رہی تھی بھائی کے یوں تنہا رہ جانے پر ششدر رہ گئی شگفتہ کے بوڑھے والدین جو اپنی اکلوتی بیٹی کی طرف سے سے ملنے والی خوشخبری کے منتظر تھے یہ علم ناک کر سن کر ڈھسے سے گئے ان کی دنیا تو سہی معنوں میں اجڑی تھی ایک شگفتہ ہی تو ان کا جیسے سیارا تھی اب وہ بھی نہ رہی ان کی حالت دیکھی نہ جانی تھی مگر پھر میر اور ثوبیہ کو دیکھ کر سنبھلنے کی کوشش کرتے اور سنبھلنا تو آمنہ کو بھی بہت جلد پڑا تھا کیوں کہ اس کے سر پر صرف حرا اور حنان کی نہیں بلکہ میر اور ثوبیہ کی بھی ذمہ داری تھی انہوں نے اس ذمہ داری کا احسان خوب سنبھال لیا تھا اور ان کی یہ کوشش آہستہ آہستہ سب کو غموں سے باہر کھینچ لاتی تھی پھر وقت کیسے گزرا کسی نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی زحمت ہی نہ کی وہ سارے نئے آمنہ کی محبت بھری گود میں ہل رہے تھے کفیل رضوی نے سب کے اسرار کے باوجود شگفتہ کی جگہ کسی کو بھی دینے سے صاف انکار کر دیا تھا ان کا اب زیادہ تر وقت بزنس میں ہی گزرتا تھا یا پھر وہ اپا جان عالم رضوی کی محبت میں ہی فارغ وقت گزارہ کرتے تھے

حرا اپنی تعلیم مکمل کر چکی تھی اور آج کل آمنہ

جولائی 2014

جلد 5

مری اہم میر

Digest.pk

صرف یہ ہی ایک بہن اور بھائی رکھتی تھیں۔
اسماء خالہ کراچی جیدہ تو قیر ماموں اسلام آباد
رہائش پذیر تھے اور مشترکہ طور پر سب بچے ماموں
اور خالہ جانی تھے کیوں کہ آمنہ کی طرف انہوں نے
بھی کبھی فرق نہیں رکھا تھا اور ان پانچ سالوں بعد
پھوپھو جوان خوب دیکھ بھجیوں کو دیکھ کر نہال ہو رہی
تھی وہی نازک حسین بھتیجیوں پہ بھی واری صدقے
ہو رہی تھیں اور پھر جیسے ہی مٹی اور نوشی کی آمد ہوئی
انکا کورم پورا ہو گیا روزانہ ہی کہیں نہ کہیں سیر
سپانوں کے پروگرام سننے لگے ایک طرف تمام
بڑے دادا ابو کے کمرے میں بیٹھے نئے پرانے قصے
دہراتے نہ تھکتے اور دوسری طرف علیحدہ تو کبھی
مشترکہ طور پر ٹولہ بنائے باتوں اور شرارتوں میں
مصروف نظر آتے۔

جس طرح ہر پھول کی خوشبو اور رنگ جدا ہوتا
ہے اسی طرح ہی انسانوں کی فطرت اور عادات اور
خصائیل بھی الگ الگ ہوتے ہیں اور اسی تنوع میں
حسن ہی خوبصورتی ہے کشش ہے ان تمام بچوں کی
عادت اور مزاج بھلے الگ الگ تھے مگر کشش اور
محبت سب میں ایک جیسی تھی سیر اور عمیر ہم عمر اور ہم
مزاج تھے تھوڑے سنجیدہ تھے کم گو اور بہت زیادہ
حساس اور ذمہ دار تھے جبکہ ان کے برعکس حنان اور
عمر ایک دوسرے کی کاپی لگتے تھے چلبے شرارتی بظاہر
لا پرواہ نظر آتے مگر درحقیقت بہت محبت کرنے
والے نرم مزاج اور زندہ دل نو جوان تھے اذھر
لڑکیوں میں مٹی اور حرا ہم عمر بھی تھیں اور بہت محبت
کرنے والی فرمانبردار بیٹیاں ذہین سکھو سلیقہ مند
اور شرمیلی سی شا اور نوشی کا حال بھی حنان اور عمر والا تھا
ہم عمر بھی مزاج بھی اپنی عمر کے عین مطابق
مخصوصیت شرارت اور لا پرواہی کا حسین امتزاج
اور وہ گئی تو یہ رضوی تو اس کا مزاج سب سے جدا تھا

ہی رکھ کر انے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو
ٹٹانے جلدی سے اس کا ہاتھ تعام لیا۔

اگلے ہفتے ابو ظہبی سے پھوپھو جانی آرہی ہیں
عمیر بھائی اور عمر بھائی کے ساتھ اور ان کے دونوں
کے بعد خالہ جانی مٹی آئی اور نوشی آرہی ہیں کراچی
سے اب بتائیں آئے گا کہ نہیں مزہ ان چھٹیوں میں
پوری تفصیل ان گوش گزار کرنے کے بعد اس
نے فخریہ انداز سے اس کی طرف دیکھا تو وہ بھی
خوش ہوئیں۔

ہاں پھر تو واقعی ہی بہت مزہ آنے والا ہے
خوب گھومیں گے سیریں کریں گے مزہ آئے گا یاد
۔ ٹوپیا کو ابھی سے انجانی خوشی ہو رہی تھی ان سب کو
پھوپھو سے بہت محبت تھی آخر کو اکلوتی پھوپھو تھی مگر
حرا کی آنکھوں میں جانے کیوں جگنوں سے بھر گئے
تھے اور ہونٹوں پر ایک مدھم سی مسکان ٹہر گئی تھی۔

اللہ۔۔۔ اباجی یہ سارے بچے ماشاء اللہ کتنے
بڑے ہو گئے ہیں اور کتنے حسین بھی مدحت پھوپھو
بار بار سب کو گلے لگا کر ایسے ہی جیلے بول رہی تھی
اور باری باری سب کو چوم بھی رہی تھی اور پھر دادا ابو
سے یہی جیلے بولتی جارہی تھی جنہیں سن کر وہ سب
مخلوط ہو رہے تھے اصل میں پھوپھو کا اس بار کا چکر
پورے پانچ سال کے بعد لگا تھا کچھ ناگزیر وجوہات
کی بنا پر وہ ہر سال آتے آتے رہ جاتی تھیں اور شاید
اس بار بھی ایسا ہی ہو جاتا کہ اگلے سسرال میں چند
فنکشنز تھے جن کی وجہ سے وہ ڈانواں ڈول ہو رہی
تھی مگر بھلا ہو دادا جی کا جنہوں نے انہیں اور پھوپھو بھیا
جان کو جانے کیا کہا تھا کہ وہ فوراً دوڑی چلی آئی تھی
اور جلد ہی پھوپھو بھیا جان کی آمد بھی متوقع تھی اور یہ ہی
حال خالہ جانی کا تھا۔ ثقافت رضوی تو تھی ہی اکلوتی
اور ان کے بعد اس کے والدین بھی زیادہ عرصہ
حیات نہ رہے جبکہ آٹھ رضوی بھی میسے کے نام پر

ایک دوسرے کو پکڑے۔ تہ برف سے پھسلنے لگتے تھے۔
 سنہلتے سڑک کے کنارے آئے۔ گے روانہ ہوئے انہیں
 اس طرح بلا کڈھنے کی طرف جاتے دیکھ کر اور بھی
 گاڑیوں کے لوگ نیچے اتر آئے تھماؤ پھرز۔ مسکوبی
 ٹیوں کے وہاں کھینچے تک اپنی مدد آپ کے تحت کالی
 راستہ کلیئر کر چکے تھے اور گیارہ بارہ والوں نے آہ
 جلد ہی سڑک صاف کر دی اور راستہ کھولنے پر سب
 نے کلمہ شکر ادا کرتے ہوئے اپنی اپنی راہ لی جب
 یہ وہ لوگ واپس آئے تھے ایک لچل سی جگہ ہوتی
 تھی ایک تو ان کے آنے سے پہلے ہی تیار کیے
 جانے والے سر پرانز جوان سب بڑوں کی ملی بھگت
 کی وجہ سے وقوع پذیر ہونے جا رہے تھے اس پھر
 اس پر اپنے استنبال کے لیے پہلے سے موجود تو قیر
 ماموں، عطیہ ممالی، سفیر بھالی، اور عشنا بھالی
 ۔ بمعہ ان کے چنوں منوں کی موجودگی۔ وہ لوگ
 انہیں اس طرح اپنے سامنے دیکھ کر بے سارکتہ اچھل
 پڑے خوشی سے۔ امی یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔ ایسا
 کسے ہو سکا ہے بھلا آپ تو سب جانتی ہیں ہاں پھر
 بھی۔۔۔ جتنا کہ جب سے دادا جان کے ارادوں کی
 کبر ہوئی تھی، ان کے دل کو جیسے پکے سے لگ گئے
 تھے اب جب بھی دیکھو تو بھی وہ امی اور بھی پھوپھو
 جان کے ان کا اچھل تھا سہ منمناتا پھرتا ہے نظر آتا
 ہے وہاں پرواہ کس کو تھی اس کی سو باتوں کا ایک ہی
 جواب ملتا تھا۔ بھئی ہم کیا کر سکتے ہیں ہیڈ آف دا
 فیملی، تو ابابا جان ہیں اور ہم ان کے کسی بھی فیصلے سے
 روگردانی کرنے میں سوچ بھی نہیں سکتے لہذا تمہیں
 جو بھی کہنا ہے دادا جان سے کہو ڈریکٹ جا کر
 دوسرے لفظوں میں ہماری جان چھوڑ دو اور خود ہمت
 کر کرک بلی کے گلے میں گھنٹی باندھو، دادا جان آپ
 اپنا فیصلہ بدل نہیں سکتے۔ کیا میں آپ کا پوتا
 نہیں ہوں یا پھر آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے۔؟ دادا
 جان قہجہ کے لیے اٹھے ہی تھے کہ اپنے کمرے میں

کر ڈالا تھا موسم کی شدت بھی انہیں اس ہاؤس میں
 ٹکٹے پر مجبور نہ کر پار ہی تھی۔ اور اب تو عمیر کو بھی
 افسوس ہو رہا تھا کہ وہ سب کو ایسے ہی منع کرتا رہا تھا
 آنے سے اسے بھی یہ موسم دلکش نظر آئے مسکوبہ
 رہے تھی اور پھر جب وہ لوگ وادی تسلیم پہنچے تو وہاں
 بکھرے قدرتی حسن نے سب کو باندھ کر رکھ دیا تھا
 دو ہفتے بھر پورا انجوائے کرنے کے بعد وہ لوگ اٹھے
 تھے گو کہ ان کا ابھی کچھ خاص موڈ نہیں تھا واپسی کا
 مگر پھر وہی دادا جان نے جانے کیا کہا پھوپھو جان
 اور خالو جان تو فوراً وہاں سے نکل کھڑے ہوئے
 تھیں ان کی کو سڑ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی
 اور وہ لوگ ہم آواز ہو کر گانے گاتے تھے شرارتیں
 کرتے اس سفر کو بھی اجوائے کر رہے تھے کہ گاڑی
 جھٹکے سے رکی۔

کیا ہوا اللہ خیر کیوں روک دیا۔۔۔؟ وہ سب
 باری باری چلانے لگے، آگے راستہ بند ہے بابا
 ۔ لینڈ سلائڈ ٹنگ کی وجہ سے روڑ بلاک ہے اب ہم
 کچھ نہیں کر سکتے راستہ کلیئر ہو گا تو گاڑی آگے چلی
 ڈرائیور خاں نے دانت کھوستے ہوئے انہیں اطلاع
 پہنچائی تو وہ۔۔۔ اف۔۔۔ نو۔۔۔ کہتے ہوئے ایک
 دوسرے کے اوپر ڈھیر ہو گئے اب وہ نہ تو آگے
 جاسکتے تھے اور نہ ہٹتے کس کہ ان کے پیچھے بھی
 گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگنا شروع ہو گئی تھیں اور
 آگے تو پہلے سے ہی لائن لگی ہوئی تھی۔ پھوپھو جان
 ایسے ہی واپس آئے آج ہم ایک دو روز اور رہ
 جاتے کتنا مزہ آ رہا تھا اب یوں گاڑی میں بیٹھے بیٹھے
 جانے کتنا وقت گزارنا ہو گا نوشی نے بڑے معصوم
 انداز سے پھوپھو سے کہا تو سب ہی تائیدی انداز
 میں سر ہلانے لگے۔ چلو بھئی جوانوں تم لوگ کیا
 لڑکیوں کی طرح نازک اندام بنے بیٹھے ہو باہر نکلو
 اور جائزہ وائرہ لو آگے جا کر اس طرح گاڑی میں
 بیٹھے رہنے سے کیا ہو گا پھوپھا جان نے کہا تو وہ

جولائی 2014

Digest.pk

مری اہم مہنگی دوست

ہے۔ ورنہ۔ دادا جان نے اسے ایک بار پھر تنبیہ کی اور اٹھ کر وضو کرنے والی روم میں گھس گئے۔

ادھر شہزادہ حنان صاحب آج کدھر کی تیاریاں ہیں بھئی طفیل چاچو کے پکھرانے پر سب ہاتھ روک کر اسے دیکھنے لگے جو کہ سک سے تیار خشبوؤں میں بسا ڈرائنگ روم کے دروازے سے اندر آ رہا تھا وہ سب لوگ اس وقت وسیع عریض ڈائینگ ٹیبل کے گرد بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے حرا، مٹی اور ثوبیہ کی بچن میں ابھی تک کوئنگ سروس چاری تھی اور اس وقت بھی ٹوہلی چاچو کی پلیٹ میں پرائٹھا رکھ رہی تھی کہ ان کی بات سن کر وہ بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگی کہیں نہیں چاچو جان میں نے سوچا کہ آج سے میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ آفس جایا کروں گا آخر کل کو مجھے بھی واس ٹیلی بزنس کو جوائن کرنا ہے ناں۔ تو پھر آج سے ہی کیوں نہیں۔ اور ویسے بھی کسی نے مجھے کہا ہے کہ میں بہت لا پرواہ اور غیر ذمہ دار ہوں اب مجھے ثابت کرنا ہے کہ میں بھی ذمہ داریاں اٹھا سکتا ہوں اپنی بھی اور کسی اور کی بھی نزدلھے انداز میں دادا ابو کو دیکھتے ہوئے بات مکمل کی جن کے چہرے پر شرم مسکراہٹ کھل رہی تھی وہ چاچو کے ساتھ والی کرسی ٹھینٹ کر بیٹھ گیا۔ وہ تو ٹھیک ہے برخوردار مگر یاد رہے تمہارا رزلٹ آنے میں ابھی کچھ دن باقی ہیں جبکہ سمیرا شاء اللہ ایم بی اے مکمل کر کے پوری ذمہ داری کے ساتھ کاروبار معاملات میں اپنی قابلیت ثابت کر چکا ہے اور آپ کا تو ابھی خیر سے تعلیم بھی ادھوری ہے اور رہی لا پرواہی اور غیر ذمہ داری تو وہ آپ بھی خود اپنے منہ سے قبول کر چکے ہیں اب بتاؤ بھلا ہم کیسے آپ پر اعتبار کر سکتے ہیں ابو جان نے ٹیک کے اوپر سے جھانکتے ہوئے بظاہر بہت سنجیدہ انداز میں کہا تھا مگر ان کے لہجے میں چھپی شرارت

اپنے بیڈ کے پاس سر جھکائے نڈھال سے بیٹھے ہوئے حنان کو دیکھ کر ان کے دل پر جیسے ایک گھونسر سا بڑا تھا وہ بلاشبہ ان کا لاڈلا چلبلا پوتا تھا سارے گھر کی رونق اور جان تھا مگر اس وقت خود بے جان سا ہوا بیٹھا تھا الجھے کھرے ہوئے چلے اور ہلکی بڑھی شیو، اور بکھرے بال اور رف سا حلیہ وہ تو بڑا نیک شک سے ریڑی رہنے والا بندہ تھا اس وقت اس کی حالت سے دادا جان پورے کے پورے مل گئے تھے۔۔۔

حنان بچے کیا ہوا اس وقت اس طرح یہاں کیوں بیٹھے ہو بیٹا انہوں نے اس کے جھکے سر پر پیار سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا، دادا جان آپ اپنا فیصلہ بدل نہیں سکتے۔ کیا میں آپ کا پوتا نہیں ہوں یا آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے، یہ کیسا سوال کر ڈالا تھا اس نے وہ اسے دیکھتے ہی رہ گیا۔ بتائیں نہ دادا جان، کیا کی ہے مجھ میں کیوں آپ سب میری لیلینگ کو سمجھ نہیں پارے ہیں بتائیں نہ دادا جان اب وہ رو دینے کے قریب تھا۔ ہم سب سمجھتے ہیں بیٹا مگر تم یہ بتاؤ کہ تم کیوں نہیں سمجھ رہے اپنی ذمہ داریاں تو تم سے اٹھائی نہیں جاتیں دوسروں کی کیا خاک اٹھاؤ گے انسانی لا پرواہی اور لا اپالی انسان ہو تم غیر سنجیدہ سنجیدہ روپے کے ساتھ کب تک زندگی ضائع کرتے رہو گے اگر تم نے کوئی ذمہ دار نہ روپہ بھایا ہوتا تو ہم یقیناً کوئی اور ہی فیصلہ کرتے مگر اب تم خود ہی بتاؤ ہم کیا کریں بھلا بہت مشکل سے اپنے اندورنی جذبات کو چھپا کر دادا جان نے الٹا اسے لتاڑ ڈالا تھا دادا جان پلیز ایک چانس تو مجھے ملنا ہی چاہئے ناں۔ اتنا تو میرا حق بنتا ہے اگر پھر بھی میں آپ کی توقع پر پورا نہ اتروں تو پھر آپ جو فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہو گا پلیز دادا جان۔۔۔ چلو ٹھیک ہے یہ بھی کر دیکھتے ہیں تمہارے پاس اب زیادہ وقت نہیں ہے برخوردار، چند ہفتوں میں تمہیں خود کو امل ثابت کرنا

جولائی 2014

Digest.pk

اور حنان کے تاثرات دیکھتے ہوئے سب بے اختیار
ہلکے لگا کر ہنس پڑے تھے اور اس لحظے میں حنان کی
بھی جھینسی جھینسی ہنسی بھی شامل تھی۔

اس وقت لاؤنج میں رنگوں کی بہار اتری ہوئی
تھی بے حد دیدہ زیب رنگ برنگے ملبوسات جگ
جگ کرتی جیولری کھلکتی چوڑیاں جوتے خشبو میں
باتیں، دہلی دہلی سی ہنسی جلتی تھیں اور بے ساختہ
انہ نے والے لہجے۔ وہ ساری کی ساری تمام امیوں
کے ساتھ لوازمات میں بری طرح الجھی ہوئیں تھیں
لاؤنج میں تمام لائیں آن تھیں اور ان چمکدار
روشنیوں میں سوگنا زیادہ اضافہ کر ڈالا تھا بلکہ ان
سے بھی زیادہ جگمگاتے چہرے اور پہنوں سے بھری
چمکدار آنکھوں کی روشنی تھی جو پورے ماحول کو خیرہ
کر رہی تھی ٹوٹی ٹوٹی کہاں ہو جھینسی۔ وہ اسی وقت
حنان شور مچاتا ہوا اپنے قسوس انداز میں اچھلتا کودتا
واویلا دروازہ زور سے بند کرتا آن وارد ہوا تھا اس
طرح با آواز بلند پکارنے پر سب کا ارٹکارہ ٹوٹ گیا
اور اسی وجہ سے وہ چلائی گئی تھی۔ اوہو حنان کیا ہے
کیوں شور مچا رہے ہو کوئی تمہارے پیچھے لگ گیا ہے
کیا۔۔۔ حرا آپنی جو اس کے اس وقت سب سے
نزدیک تھی انہوں نے ہی اسے آڑھے ہاتھوں لیا تھا
اسے آپنی خبر ہی ایسی شاندار ہے کہ مجھے کچھ سوچہ ہی
نہیں رہا جیسے ہی جنید کی کال آئی سیدھا آفس سے
اٹھ کر بھاگتا چلا آیا ہوں اس نے جوش اور خوشی کے
عالم میں آپنی کو ہی پکڑ کر گھوما ڈالا حنان ہمارا دل
آگیا ہے تو یہ سب کچھ بھیک پھانک کر اس کی
طرف لپکی تھی اب اس کا بازو ہلا کر بولی تو وہ آپنی کو
چھوڑ کر اس کو گھمائے لگا تھا۔۔۔ ہاں ٹوٹی جی آگیا
ہمارا دلٹ اوپتا پے پورے کالٹی میں ٹاپ کیا ہے تم
نے ائی ایم سوپنی وہ خوشی سے بے قابو ہو رہا تھا
۔۔۔ اور تم ٹوپیہ کے اگلے سوال پر وہ ایک لمبے کے

لیے رکھا تھا اور سب کو ایک ہی سوالیا نظروں سے پا
کر مسکرا دیا۔۔۔ میں بھی دو لفظی سوال کا دو لفظی ہی
جواب آیا تھا۔ مطلب امی جان بے تابی سے آگے
بڑھی تھیں۔ مطلب امی جان میں بھی اسے شاد لیا
ہے مگر نمبر ٹوٹی سے کم آئے ہیں واہ۔۔۔ ایک بار پھر
لاؤنج میں شور مچ گیا امیاں تو فوراً شکرانے کے
لواٹل ادا کرنے چلیں گئیں اور وہ ساری کی ساری
تیاریاں چھوڑ کر انہیں گھیرے میں لے کر ٹریٹ
ٹریٹ کا شور کرنے لگیں۔۔۔ حنان جھینسی برا نہیں لگتا
جب میں ہمیشہ تم سے زیادہ نمبر لے جاتی ہوں اور تم
دو چار نمبرز کے فرق سے پیچھے رہ جاتے ہو تو یہ ان
کے شور غل کو نظر انداز کرتی ہوئی اس کے قریب
کھڑی اس سے پوچھ رہی تھی نہیں بالکل بھی نہیں اپنی
چمکدار آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈال کر بے
ساختہ اور تنے یقین کے انداز میں بولا کہ وہ بس
اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔۔۔ مگر کیوں کیوں کہ تم ہی تو
میری دوست ہو وہ ایک بار پھر اس کے ساتھ چمکا
گنکنا نے لگا تھا تو سب بے ساختہ ہنس پڑے تھے۔

عالم دلا کی رونقیں آج دیکھنے سے تعلق رکھتی
تھیں ہاؤڈری اور لان کے چاروں طرف
خوبصورت اور رنگ برنگے سما بہار دکھا رہا تھا لان
کے تمام درخت اور پودے بے حد حسین اور جگمگ
کرتی روشنیوں سے سجے ہوئے تھے ایک طرف
باربی کیو کا زبردست انتظام تھا جس کی وجہ سے
اشتہار انگیز خوشبوئیں چاروں طرف چکرائی پھر رہی
تھیں اور ان کی ذمہ داری شہر کے مشہور ترین کینرز
کے پاس تھی جن کے بارودوی ہیرے ادھر ادھر
دوڑتے پھر رہے تھے عالم دلا کے باسیوں کے لیے
یہ ایک خاص دن تھا آج کا دن لان کے مشرقی حصے
میں بہت خوبصورت اور مغلیہ طرز کا بڑا بنا تھا جس پر
مغلیہ طرز کی ہی آرٹس اور سجاوٹ نے چار چاند لگا

جولائی 2014

73

مری ہمد میری دوست

Digest.pk

اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے تھے مگر دادا جان کے اطمینان میں ذرا فرق نہیں آیا تھا وہ خود آگے بڑھے اور انہیں اسٹیج پر لے آئے ہر طرف ایک محسوس کیا جانے والا سناٹا مچا چکا تھا مٹی کے بارودی ہیرے بھی اپنی اپنی جگہ پر آکر رک گئے تھے اور حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے مدحت پھوپھو نے حرا کو عمیر کے برابر لا بیٹھایا جبکہ آمنہ رضوی نے مٹی کو سمیر کے پہلو میں بیٹھایا اور اسماء خالہ نے ثنا کا ہاتھ پکڑ کر اسے عمر کے ہاتھ میں دیا عطیہ ممائی آگے بڑھیں اور ثوبیہ کو حنان کے ساتھ بٹھا دیا اب روگنی نوشی۔۔ تو عشا بھابی کے پہلو میں لگی شرمارہی تھی عشا بھابی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ثوبیہ کے برابر بڑی خالی کرسی پر بٹھا دیا اور خود مسکراتے ہوئے دادا جان کو دیکھنے لگی تمام مہمان گرامی اس ساری کارروائی کو حیرت بھرے انداز میں دیکھ رہے تھے۔ ارے بھئی رضوی صاحب یہ بات سے وہ بے چارہ اور دلہنیں پانچ۔۔۔ ارے دے دے مکمل بھی تو لائیں تاکہ ہم بھی دیدار کر لیں اس کا دادا جان۔ کہ ہم نوالہ ہم پیالہ جگری دوست نے اپنے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے کہا تو دادا جان بے اختیار ہنس پڑے اب اس راز سے پردہ اٹھائی دیتے ہیں دادا جان عشا بھابی کے ابو سے کہا تو وہ اور ان کی بیگم اپنے خوبرو بیٹے کیپٹن حمزہ کیساتھ اسٹیج پر آئے اور لا کر حمزہ کو نوشی کے ساتھ بیٹھا دیا پھر ان سب کو خوبصورت رنگز پہنائی گئیں اور جیسے ہی یہ عمل مکمل ہوا ہر طرف مبارک سلامت کا شور مچ گیا، حرا عمیر، رشا سمیر، ثنا عمیر، نوشی حمزہ اور ثوبیہ حنان کیساتھ منسوب کر دیں گئیں حنان جو تھوڑی دیر پہلے سب سے خفا تھا منہ پھینکے بیٹھا تھا اب سب سے زیادہ چپک رہا تھا اس کے بات بات پر نکلنے والے۔ بے ساختہ قہقہے اس کی اندرونی خوشی کو نمایاں کر رہے تھے اور خوش تو وہ سب ہی بے تحاشہ تھے

رکھے تھے وسیع و عریض لان میں جا بجا راؤنڈ ٹیبل اور لان کے مغربی حصے میں جویلی طرز کی سجاوٹ دیکھتے والوں کو محظوظ کر رہی تھی بڑی بڑی رنگین پائیوں والی چار پائیاں جن پر خوبصورت ڈیزائن والے ملتان کیس بنچے تھے اور خوبصورت دیدہ زیب شیشوں والے گاؤنٹکے رکھے تھے جا بجا خوبصورت رنگین پیڑھے اور موڑھے الگ بہار دکھا رہے تھے ایک طرف ایک چھوٹا سا چنڈفٹ اونچا اسٹیج بنایا گیا تھا اور ادھر سے بے حد خوبصورت مسکور کن فضاء ماحول کو اور بھی خوشگوار بنا رہی تھی بے حد شاد ٹونس پر ملنے والے دعوت ناموں کے باوجود ایک بڑی تعداد مہمانوں کی موجودگی اس وقت۔ اور محفل حد ہی اس وقت آتی تھی جب دادا

اپنے پورے۔۔۔ عمیر اور حنان۔ اور جان کے حکم کے مطابق سمیر۔ اور۔۔۔ عمر کو اسٹیج پر لا کر بیٹھا گیا تھا وہ چاروں بے شاندار لگ رہے تھے سمیر اور عمیر تو بے حد خوش اور مطمئن نظر آ رہے تھے مگر عمر کے انداز میں واضح گھبراہٹ موجود تھی جیسے اسے اچانک پکڑ کر ادھر بٹھا دیا گیا ہو اور ربا حنان تو اس کا منہ جانے کیوں سو جا سو جا سا لگ رہا تھا ناراض ناراض سا جیسے سارے زمانے سے خفا ہو وہ بالکل خاموش اور لائق سا جیسے بت بنا بیٹھا تھا اور ہاں کبھی کبھار وہ ایک ناراض نظر دادا جان کی طرف اچھال دیتا تھا تھوڑی دیر کے بعد دادا جان کے ہی احلان پر ہی رہائش دینے کی طرف سے ان پانچ پریوں کو اندر لایا گیا وہ پانچوں کی پانچوں بے حد حسین لگ رہی تھیں بے حد خوبصورت کامدار، اماؤ کلی فراک اور چوڑی پاجامہ میں ملیں خوبصورت بڑے بڑے دوپٹے بڑے خوبصورت انداز میں زبردست میک اپ اور جیولری سے مزین وہ پانچوں دلہنیں انیس اسٹیج کی طرف چلتی آ رہی تھیں ان سب کو اس طرح ایک ساتھ آتے دیکھ کر جہاں مہمان حیران رہ گئے تھے وہی وہ چاروں بھی گھبرا کر

2014 جولائی

Digest.pk

PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اک ماں کی بددعا

تحریر۔ ثناء احمد حسرت۔ نور جمالی شالی۔ 0342.6235000

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں بہت مشکور ہوں ادارہ جواب عرض والوں کا کہ وہ مجھے مایوس نہیں کر رہے ہیں بہت خوش ہوں اور میری کہانی جس میں شرارتوں کی حد تک کر دی انور نے اور ایک انور سے پورا محفل تنگ تھا نجانے کیوں وہ ایسا تھا وہ جہاں سے بھی گزرتا کچھ نہ کچھ کر گزرتا تھا لوگوں کو تنگ کرنا اس کی عادت بن گئی تھی جب تک وہ کسی کو تنگ نہ کر لیتا اس کا دن نہیں گزرتا تھا ایک ماں جو اپنی بیٹی کو اپنے گھر میں چھپا کے بیٹھی تھی مگر اس نے اپنی کرتوتوں سے اس کا ایسا دل دکھایا کہ اسی ماں کی بددعا سے لے بیٹھی یہ تو آپ کو بڑھ کر پتہ چلے گا میں نے اس کہانی کا نام۔ اک ماں کی بددعا۔ رکھا ہے مگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

وہ اس کا ساتھی بن گیا جس کے کندھے پر ہاتھ رکھے انور گاڑیوں کے بیچ گھومتا ہے وہ انور اور اس کی شرارتیں۔۔۔ تو بہ تو بہ ایک عالم پناہ مانگتا ہے کس کے دروازے کی کنڈی باندھی اور آدمی رات کو اس کی چھت پر بیٹھ جاتا ہے اور ریموٹ کنٹرول دروازہ کھولنے والے کو چوکت سے لٹکتا ہوا مسنوی سانپ دیکھ کر چیخ مارنے پر مجبور کر دیتا ہے مگر جتنی دیر میں کمین اندر اطلاع دے یا ڈنڈا لٹکائی تلاش کرے اتنی دیر میں سانپ اوپر پر واز کر جاتا ہے اگر دروازے پر آنے والی کوئی خاتون یا لڑکی ہو تو ذرا معطلے کا رنگ گہرا ہوتا ہے۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں سرکاری پیر کو اور سرکاری کوائٹروں کی چھت تقریباً دس دس گھروں مشترکہ ہوتی ہے ایک بار تو پورے دس گھروں کی کنڈیاں ایک ساتھ بج رہی تھیں وہ بڑے اقسام سے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ چھت پر لیٹے ہوئے تھے اپنا کارنامہ انجام دے رہے تھے۔

کبھی کوئی حقیقت اپنی تمام تر تلخیوں کے ساتھ سامنے آ جاتی ہے وہ تلخیاں جنہیں ہم بھلا چکے ہوتے ہیں جو نجانے کیسے ہمارے احساسات سے یکسر غائب ہو جاتی ہیں دراصل وقت کی چکی میں واقعات ریزہ ریزہ ہو کر اپنا وجود اور اہمیت کھودیتے ہیں مگر کسی سنگ میل پر یہ امنٹ نقوش ابھرا بھر کر ہمارے قدم سے بڑے نظر آتے ہیں۔

ایسے ہی کجرات کے ایک چوراہے پر کسی کا کندھا تھا ہے بھیک مانگتا ہوا ایسا ہی کردار انور ہے میں جب بھی کبھی سٹپل پر رک کر اس کے ہاتھ پر ایک سکہ رکھتا ہوں اس کا لمس اس کی بند آنکھوں کے ساتھ یادوں کے اس کھلے دور میں لے جاتا ہے جب وہ یہ انور نہیں تھا کچھ اور تھا جواب ایک نشان عبرت ہے وہ آہستہ آہستہ روشنی ہی سے نہیں محروم ہوا بلکہ سہارے بھی ایک ایک کر کے رات چھوڑ گئے۔

اور اب ایک اور سہارا اور معذور مگر آنکھوں

جولائی 2014

76

جولائی 2014

اک ماں کی بددعا

Digest.pk



Digest.pk

منسوبوں کی تیاری کرتا۔
یہ لوگ نشہ تو نہیں کرتے تھے مگر چڑستی جوانی کا اندھے جذبات سے مرصع ہوتا ہے آہستہ آہستہ رنگ چڑھتا ہے جذبات دل اندھتے ہیں اور عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے جسکے جذبات اور نفی جوانی کا ہر قدم بہکا ہوا ہی ہوتا ہے آتے جاتے پہلے وہ لڑکیوں اور خواتین کو گھر کے دروازے پر پہنچانے لگے پھر بس کے اڈے پر بھی رونق بڑھ گئی پال ماتھے پر بکھرنے لگے ہونٹوں پر پھلتے ہوئے فلمی گیتوں کی سدا گنگناہٹ سے پکار بن گئی۔

کچھ بولند قسم کی لڑکیوں نے تو آڑے ہاتھ لیا پاپوش نوازی بھی ہوئی مگر بہتوں فرہاد قسم کے لوگوں نے ہمیشہ اپنے اجداد کی ہیروئی کی اور کبھی ہتھیار نہیں ڈالے یہ شان ہوتی ہے ماؤرن ہیروز کی لوگوں نے اپنے خاندان اور لڑکیوں کے تحفظ کی فکر اپنی شروع کر دی مگر وائے نصیب ایک اندھی بیوہ کی جوان بیٹی کے لیے اور کہاں تک اپنی حفاظت کرنی ماں اندھی اور اندھیری رات میں اگر کوئی عزت کا لیراد ہوا رکود کر اندر آ جائے تو جوان لڑکی صبح اپنی چست سے لگی ہوئی کیوں نہ ملے بے چاری اندھی کے پاس کیا ثبوت کس کو الزام دے بس وہ ہر روز گھر کی چوکت پر بیٹھ کر صبح شام یہی کوئی یا اللہ جس نے میری بیٹی کا یہ حشر کیا ہے اسے بھی میری طرح ہی اندھا کر دے میرے ساتھ انصاف کر اسے مالک دو جہاں۔

محلے والے دیکھتے تھے اور شرفاء اپنے دل مسوس کر رہ جاتے مگر کوئی بھلا آج کل اس طرح انصاف دلانے میں قدم بڑھاتا کرنا خدا کا کیا ہوا انور میاں کے گرب میں پھوٹ پڑ گئی اس دن سے محلے والوں کو کچھ سکون ملا تھا۔

دلوں پارٹیاں ایک دوسرے کے نقصان کے ورے رہتی آپس کے جھگڑے میں سر پھنول ہوتی بھی کوئی نظر انداز نہ کرتا تو کبھی کسی کو یاں لگی ہوتیں

برا ہوا کہ ایک اناڑی کو چھینک آگئی پھر کیا تھا دے مار ساڑھے چار کی گردان ہوئی اس طرح کسی کے گھر میں مہمان آ کر ٹھہرے سخت کڑا کے کی سردی جانے کیسے لوور ہیڈ ٹینک پانی ساٹھن سٹم سے رکنا گیا پہلے کمرے کے روشن دان سے شاور لگا کر کمرے میں پانی کی پھوار ڈالی یاد رہے کمرے کے دروازوں کی پہلے ہی کندی چڑھا دی گئی پھوار کے بعد پھر ڈریکٹ پائپ سے اور پھر پائیاں بھر کے ٹھنڈی دھاریں برسا دیں۔

اندر مہمان کچھ سمجھ نہیں پا رہے تھے ستم یہ کہ ایک پانی میں صابن گھول کر بھی ڈالا گیا یا خدا یا کیا چست گمزوری کے بائٹ ٹپک رہی ہے یا پھر جو بھی اٹھ کر کھڑا ہوا چاروں خانوں چپ ہائے واہیلا کی چیخو پکار نے محلے کو سر پر اٹھا لیا اور دروازے کے باہر تو موسم بالکل خشک تھا انور کی ایک شرارت کافی دلچسپ تھی بہت عرصہ تک وہ کبوتروں کی ایک جوڑی کو مارکیٹ کے راستے سے مانوس کرتا اور سدھار تار ہا جہاں سے چھوڑنے پر کبوتر سیدھے گھر آ جاتے کیوں کہ کبوتر اور بلی گھر نہیں بھولتے۔

ایک جوڑی کو مارکیٹ میں فروخت کر دیتا کبوتر موقع ملتے ہی گھر واپس آ جاتے یہ معاملہ تھڈی کپانے اور جیب خرچ کا تھانت نئی شرارتوں سے دوست تھی لطف اٹھاتے تھے ایک بار ایک دور کے عزیز کی شادی کا موقع تھا گاڑی سے اترتے وقت میں کلو چینی اور چھوہارے اتارے گئے چھوہارے تو بٹ گئے اور چینی کا بیگ نہیں ملا سو وہ نہیں ہانٹا گیا ہاں دوسرے دن وہ حلوائی کی دکان پر دیکھا گیا مگر وہ نہیں پہچانتا تھا کہ کون دے کر دم لے گیا ہے کیوں کہ چینی بازار میں شارت تھی پھر کم قیمت پر ملے تو بھلا کون چھوڑتا ہے انور کی پارٹی نے پکچر اور ٹینک مشین کے انجوائے کی لوگ کی شکایتیں کرتے اس کی پٹائی اور کھنچائی بھی ہوتی مگر وہی ڈھاک کے تھن پت انور دھول جھانک کر بھرے

بڑھنے لکھنے والے لڑکے تو ویسے ہی ان سے دور رہتے تھے۔
گھبرائے والے لوگ بھی ان سے گھبراتے اور
کانوں کو ہاتھ لگاتے۔

یہ آخری واقعہ ہے جو مجھے یاد آیا ہے جب ایک
روز کسی کے گھر میں شادی تھی صاحب خانہ کا گھر کافی
صبح تھا کئی فاضل کمرے تھے انہیں میں ایک کمرہ ایسا
تھا جس میں کاشہ کپاز اور پرانہ فریج پر ہاتھ پست پر
ایک کھڑکی تھی جو سڑک کے رخ پر تھی کھڑکی پر کڑی
کے جالے کی موجودگی اس بات کی غماز تھی کہ کمرہ
بہت عرصہ سے استعمال میں نہیں ہے۔

انور اور اس کی مخالف پارٹی کے افراد موجود تھے
انور گھومتا ہوا ایک سائیں کے ساتھ کمرے میں اسی
کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا اندر گانے زور شور سے ہو
رہے تھے باہر دیکھیں کھڑکی پر تھیں برابری اور قورمہ
تیار ہو رہا تھا دفتر انور کی رگ شرارت بھڑکی اس نے
مخالف گروپ کے لڑکوں کو سڑک پر کھڑے دیکھا تو
زن ہوتے ہوئے بکھرے جیسی آواز نکالی مخالف
گروپ کے لڑکے کافی دیر تک ہو جنگ برداشت
کرتے رہے۔

جب برداشت نہ ہو سکا تو ان میں سے ایک
لڑکے نے پتھر اٹھایا اور نیک پر کھڑکی کی طرف مارا جس
سار اکیلے ہی سے بڑا اور اصل انور اس فاضل کمرے
میں گھس گیا تھا کھڑکی کے بہت ہی قریب تھا مگر وہ
لاطم تھا کہ کھڑکی کے دونوں پٹ کے پیچھے زور بھڑوں
کے زبردست چھتے لگے ہوئے تھے پتھر سے بچنے کے
لیے جیسے ہی انور نے کھڑکی کے پٹ پکڑ کر زور سے
بند کئے تو یکایک اس کی انگلیاں چھتوں میں گھس گئیں
پٹ زور سے بند کرنے پر چھتا بھی متاثر ہوا۔

اس نوٹ پھٹ اور پتھر لگنے سے بھڑیں بھڑک
گئیں انور اور اس کا دوست اس اچانک حملے کے
لیے تیار نہ تھے ان کے ہوشیار ہونے سے پہلے ہی
سادہ بھڑیں ان پر پلغار ہو گئیں وہ دونوں باہر کی

طرف چپختے ہوئے بھاگے اور سیدھے شادی کے اس
مجمع میں گھس گئے جہاں زور زور برق لہاں پہنے
ہوئے عورتیں زور شور سے گانے میں مصروف تھیں بیچ
میں لڑکیاں اور بچے بھی اس حملے کا نشانہ بنے جس بھڑ
نے جہاں سے رستہ دیکھا کپڑوں میں گھس گیا پہلے تو
ان کا شکار صرف دو تین تھے اب چپختے بھی لوگ شادی
میں شریک تھے نرم نرم ہانپوں والے تازہ سرخ لہو
بھرے گالوں والے ہو سکتا ہے بہت سے مدقوق اور عمر
رسیدہ اور گزیدہ لوگوں نے اپنے چہرے غارے اور
میک اپ میں چھپائے ہوں۔

مگر بھڑوں کا تھک سب کو مساوی تقسیم ہو رہا تھا
ہر کسی نے اپنی اپنی ذیلی اپنا پناہ راگ الاپنا شروع کر دیا
عورتیں اور بچے کھڑے کھڑے تھکے تھکے کچھ نے
بیٹھے بیٹھے ہی مسلکنا شروع کر دیا آستین اور شلوار کے
پانچے اور کھسکا نا دوڑنے سروں سے پھینک کر مردوں کی
دہائی دینا اس طرح محفل مشترکہ ہو گئی بڑا لحاظ اور
خیل رکھنا پڑتا ہے آدمی فیشن میں بھی اتحاد ہوا نہ نہیں
ہوتا مگر اس بے خودی کو کیا کہیں بھڑوں کا نشانہ ایسا ہی
چڑھا تھا اس موقع پر چوراگ خصوصی الاپنا جا رہا
تھا اس کی نوعیت کچھ یوں تھی۔۔۔ اللہ دے۔۔۔ ہائے
اللہ۔۔۔ لہوئی اللہ۔۔۔ لہاں ری۔۔۔ ہائے مرگئی دے
۔۔۔ کات۔۔۔ لہاں دے۔۔۔ مرگئی۔۔۔ ہائے اللہ مری دے
۔۔۔ یہ مری وہ دے۔۔۔ جو اسلام آباد کے قریب ہے اسی کی
نوعیت سرتال میں ہے ساختہ راگ اور الاپ کا حصہ
ہے مادے بھیا دے۔۔۔ اپا دے۔۔۔ ساتھ ہی بھڑ
جہاں پیار سے بھوسہ لیتی کوئی ہاتھ شرم و حیا سے اسے
پرے دھکیلنے اور مدافعت بلکہ شاید کوئی اسے مدافعت
بے چادر ملوس سمجھتا اور قوری اس کی جانب دلخواہی
سے بڑھتا مگر بھڑوں نے ایسے ہاتھوں کو بھی اپنے
لیوں سے نوازہ دراصل ان کے لیوں اور دانتوں میں
زیادہ فرق نہیں تھا لیکن آپ ان کی حسن پرستی کی داد
دیئے بغیر نہیں رہیں گے۔۔۔ ان کا ایک طرف سے توڑ

اپنا چہرہ اور اندھی آنکھوں کے ساتھ ایک درس عبرت بنا
چوراہے پر دست دراز کئے آج بھی نظر آتا ہے انور
نے ایک ماں کا دل دکھایا تھا اور اندھی ماں کی دعا
اسے لے ڈولی۔۔۔۔۔

قارئین کی قیمتی آراء کا بڑی شدت سے انتظار
رہے گا اپنی تنقیدی اور تعریف رائے سے ضرور آگاہ
کیجئے گا۔۔۔۔۔

غزل

وصال یار ہو جاتا اگر ساون کے موسم میں
دلوں کے پھول کھل جاتے یونہی ساون کے موسم میں
ابھی تو جبر کے موسم کا انتقام بھی لا پتہ ہے
تو کیسے ہو جاتا وصال یونہی ساون کے موسم میں
گزار دیتے ساری زندگی وصال یار میں ہم
اک مل کبھی مل جاتا اگر ساون کے موسم میں
اک گھڑی بھی نہ گزرے بن پیار کے
کیسے دل کو سمجھاؤں یونہی ساون کے موسم میں
ترقی ہوں میں تو وہ بھی تڑپتا ہے
مار گئی مجبوریاں ہمیں ساون کے موسم میں
نہ دن کو سکون ہے نہ چھین ہے رات کو
یہ آنکھیں آنسو بہاتی ہیں ساون کے موسم میں
بہت تڑپاتی ہے یہ دوریاں ہمیں چاند
کہیں مر ہی نہ جائیں یونہی ساون کے موسم میں
(انجم نذیر چاند بواڑی)

محبت اور حسن

کہتے ہیں ہزاروں سال پہلے محبت اور حسن دوست
تھے ایک رات دونوں ساتھ تھے کہ چاند لکل آیا محبت
نے چاند کی تعریف شروع کر دی یہ بات حسن کو بری
لگی اس نے محبت کی آنکھیں نوچ لیں بس اسی دن
سے محبت اندھی اور حسن ظالم ہو گیا۔
(ملک علی رضا فیصل آباد)

کر پھینکا گیا تو وہ بڑی ادا سے کسی اور مقام پر والہانہ
پن کا ثبوت فراہم کرتیں کیا والہانہ پن تھا طریق میں
ایک جذب جنوں۔ تو من شدی۔ من تو شدم۔ کا بین
اظہار نہ کوئی ہدایت نہ تربیت جیسے سال نو کی پہلی
ساعت پر رات ہارہ بجے بگ بین کے اطراف بلکہ
سارے عالم میں ایک رقص وحشت انداز مگر یہاں کسی
بگ بین کی ضرورت کہاں بھی بس چٹکارے دار ہائے
۔۔۔ ہو کی بکار سر ملی آوازوں کا ایک آزاد کو برس لگتا تھا
کوئی بھی گونگا نہیں لگتا تھا گونگوں کے رنگ آلود
ساؤنڈ سپیکر کھل گئے تھے اور محسوس ہونے لگا۔۔۔ حلق کے
پاتال سے پوری گہر لگی اور گیرائی سے اس میں شامل
تھے بھڑیں ان سے اور وہ اپنی ماؤں بہنوں کی ناگوں
سے جپے ہوئے تھے دونوں جدائی کے ڈر سے خوف
زدہ تھے انور نے یہ تہک بھر ہر طور پر تقسیم کیا تھا کوئی
محروم نہ رہ جائے لیکن ایک نا اعلیٰ ہوئی اس نے اور
اس کے دوست نے سب سے زیادہ حصہ اپنی ذات
کے لیے رکھا۔ یا ان کے حصے میں آیا ساری خواتین
لڑکیاں لڑکے اور بچے جدید ترین رقص کر رہے تھے
۔۔۔ یہ رقص ہٹاک دھنا دھن دھنا۔۔۔ ون نو ون نو
۔۔۔ رہا سہا۔۔۔ چا چا چا۔۔۔ ہلا ہوپ۔۔۔ سے کچھ
مختلف تھا دیسے ہر ایک آزادانہ اپنی مرضی کا مالک تھا
کوئی زراست پڑتا تو کہیں چھٹی ہوئی بھڑ بن دبا کر
اونچا کر دیتی اور پھر یہ بھی تھا کہ لوگ اپنے مرنے کا
اعلان یا فتویٰ صادر کرنے لگے جس اثنا میں یہ محفل
رقص سرور اپنے عروج پر پہنچی ہوئی تھی انور دیوانہ وار
چینٹا ہوا دروازے سے باہر بھاگا جہاں دھیس کھڑک
رہی تھیں ایک باورچی بڑے بگولے میں پھٹکا ہوا مٹی
لے جا رہا تھا انور کی ٹھوکر لگی اور۔۔۔ وہ کڑکڑاتا ہوا مٹی
مجبب انداز سے کام کر گیا یہ عبرت ناک منظر مجھ سمیت
تمام محلے والوں نے بھی دیکھا اس کے کڑکڑنے کا منظر
کیسے بھلایا جاسکتا ہے تمام عورتیں اور بچے اپنا سونچا ہوا
منہ اور بدن کچھ بدنوں تک تو لیے پھرتے رہے مگر انور

2014

جولائی 2014

اک ماں کی بددعا

Digest.pk

آخری عشق

-- تحریر۔ نزالہ مغل۔ پیر محل

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ پہلی بار بہمن بھائیوں کی دہائی مگر میں شرکت کر رہی ہوں میں نے جب بھی دکھوں کی کشتی میں سوار ہو کر درود کے بادیاں سنبھال کر غموں کے سمندر سے محبتوں کے سیپ ڈھونڈنے کی کوشش کی۔۔۔ کرب کے بے رحم پھیڑوں نے کئی بار نہ صرف میرا سر روکا بلکہ مجھے منزل سے بھی دور کر دیا۔ جواب عرض کا جزیرہ ڈھونڈنے کی کھوج میں کئی بار بھنور میں پھنس پھنس کر نکلی لیکن نکلن ہی اور یقیناً مستحکم ہو تو منزل خود بخود نظروں کے سامنے آ جاتی ہے کتنی ہی بار ساحل کے پاس آ کر میں دور ہو گئی آج منزل منزل بھٹکتی طوفانوں کے بھنور میں ہلکولے کھائی جواب عرض کے جزیرے پر لنگر انداز ہو چکی ہوں۔ کہانی آخری عشق کو جواب عرض کے دل جلوں کے قدموں میں لا کر رکھ چھوڑا ہے یہ عبرت ہے ان بہنوں کے لیے جو عارضی چکا چوند اور خوبصورتی پر مرفعتی ہیں جہاں ارسلان جیسے وحشی بھیڑیے مختلف روپ سجائے ان کی عزتوں کو پامال کر کے تار تار کر دیتے ہیں میری یہ کہانی ان بہنوں کے نام ہے جو اپنی رملہ میں بھٹک رہی ہیں اور قلعوں اور ایماندار کو چھوڑ چکی ہیں عبرت ہے ان وزندوں کے لیے جو محبت کے نائیک رچا کر بے بس اور معصوم کلیوں کو فوج رہے ہیں آخر میں اپنی بہنوں سے گزارش ہے کہ بس اتنا ذہن نشین کر لیں مرد اور ناگ کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

مستزاد جناب افضل ریاض صاحب آپ کی تبدول سے شکر گزار ہوں کہ جس کی محبتوں نے مجھے یہ مقام دیا اور اس کم نام ہستی کے نام یہ کہانی جس کی ان تھک محنت و کاوش کا ثمر آپ کے سامنے ہے تمام قارئین اگر رابطہ کرنا چاہیں تو سدھیر صاحب اسلام سے رابطہ کریں آپ کی تمام ڈاک مجھے تک پہنچ جائے گی ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخو مدہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اور غلطی کے پیچھے دانشمندی پوشیدہ ہوتی ہے وہ بھی فرض کے عشق میں مبتلا اور فریب کے لبادے میں حقیقت کی متاشی بھی

اگر انسان کی فطرت میں جستجو نہ ہوتی تو شاید اسے قدم اٹھانے کا سلیقہ بھی نہ آتا البتہ درست سمت کا تعین کر لینا بھی ایک خوبی ہے جو شاید ہر

محبت و عشق کو بازی ہر ایک کے نصیب میں نہیں ہوتی وہم و گمان کے ان گنت اندیشے بھی منزل صحرا چلنے مسافر کو اچانک نظر آنے والا پانی سراب نظر اور اس کی حقیقت نگاہوں کا دھوکہ ہوتی ہے ضروری نہیں جو کچھ نظر آئے وہ حقیقت ہو بھی کبھی حقیقت کے پردے میں دامانی

2014 جولائی Digest.pk

آخری عشق



Digest.pk

نہیں معیوب بھی سمجھا جاتا ہے پہلے تو دلہن کو قبلہ
عروسی گھونگھٹ اٹھا کر چہرہ دکھاتا اور دلہا منہ دکھائی
دیتا تھا اور اب تو نکاح کے فوراً بعد ہی سلیج پر دلہا
دلہن نا صرف ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں بلکہ ایک
دوسرے سے فری بھی ہو جاتے ہیں جیسے برسوں
سے اٹھنا بیٹھنا اور ملنا جلتا ہو دلہن میں نہ تو شرم حیا
اور نہ ہی حجاب۔

میرا رشتہ میرے والدین نے طے کیا تھا میں
نے علی اپنے شوہر کے بارے میں سنا تھا کہ اس کی
ایدنی بہت اچھی ہے میں اس لحاظ سے خوش قسمت
تھی کہ میرا شوہر صاحب حیثیت تھا میں اس بات
سے بہت سرشار تھی اور میں اب ایک خواب ناک
اور پر مسرت زندگی گزار سکتی ہوں میں نے
ازدواجی زندگی کے جو خواب دیکھ رکھے ہیں وہ
ایک ایک کر کے پورے ہوں گے میں اس سے اتنا
پیار کروں گی اتنی محبت دوں گی کہ اس سے مالا مال
ہو جائے گا شوہر کو صرف جسمانی قربت نہیں بلکہ
پیار اور چاہت کی بھی ضرورت ہوتی ہے میں اس
کو دیوانگی کی حد تک چاہوں گی تاکہ وہ میری محبت
کا سیر ہو جائے عشق میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔

جوانی کی دلیز پر پاؤں رکھنے کے بعد میں
نے بھی عام لڑکیوں کی طرح سندھ سنے دیکھنے
شروع کر دیئے جوانی نے شباب کو راہ دی جب
میرا شباب اگلنے لگا تو میرے لیے رشتوں کی بھرمار
ہو گئی جب کالج جانے لگی تو محلے کالج اور خاندان
کے رشتے دار لڑکوں کے طویل ترین خط آنے لگے
میں ان خطوط کو پڑھتی ضرور تھی کیوں نے ان میں
میرے حسن و شباب کی تعریف ہوتی تھی جس میں
بڑا خط اٹھائی تھی میرا دماغ اور خراب ہو جاتا تھا یہ
سوچ کر کہ میں کس قدر حسین ہوں کہ لڑکے میرے
لیے کس قدر پاگل ہو رہے ہیں اور ایسے اشعار بھی
لکھتے تھے جو میرے حسن و شباب کی مدح سرائی

ایک کے پاس نہیں ہوتی۔
زیر نظر کاوش بھی میری ایک دوست کی ہے
جو خوب سے خوب کی تلاش میں کسی روح کی مانند
بھٹکتی پھر رہی تھی

میں جملہ عروسی میں دلہن بنی کسی خواب کی
حالت میں تھی سکڑی کٹی کسی رنگین کھنڈی کی طرح
پیشی تھی میرے مہندی لگے گورے ہاتھ پاؤں
ریشمی لباس کی سلوٹوں میں گم ہو گئے تھے میں یہ
سوچ رہی تھی کہیں کوئی رنگین اور سہانا پہنا تو نہیں
دیکھ رہی ہوں لیکن یہ خواب نہیں بلکہ حقیقت تھی۔
یہ میری شادی کی پہلی سہاگ رات تھی
زندگی کی سب سے حسین اور یادگار رات حسین
کے خواب ہر لڑکی جوانی کی دلیز پر قدم رکھتے ہی
دیکھنے لگتی ہے میری بڑی منہ نے مجھے بٹھانے کے
بعد میرا بڑا سا گھونگھٹ نکالا تاکہ کمرے میں داخل
ہونے والے کو میرے پیر اور بدن کا کوئی بھی حصہ
دکھائی نہ دے تھوڑی دیر بعد میں کمرے میں اکیلی
رہ گئی تھی کمرے کے اندر اور باہر ایک گہرا سناٹا
طاری ہو گیا۔

اس سناٹے میں مجھے اپنے دل کی دھڑکتیں
شور مچاتی ہوئی سنائی دے رہی تھیں میری نس نس
میں ایک عجیب سی سرشاری سائی ہوئی تھی ایک
عجیب سی کیفیت جو میں سمجھنے میں قاصر تھی اسے کیا
نام دوں کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا لیکن ایک انجانا سا
نشہ محسوس ہو رہا تھا تھوڑی دیر بعد میرا شوہر کمرے
میں آنے والا تھا زندگی کے ایک انوکھے اور حسین
سفر کا آغاز ہونے والا تھا۔

میں نے اپنے شوہر کو پہلے نہیں دیکھا تھا اور
نہ ہی اس کی تصویر دیکھی تھی نہ ہی اس کے متعلق سنا
تھا کہ وہ کیسا ہے وہ شادی سے ایک روز پہلے لسیلہ
سے آیا تھا برسوں پہلے جو شادیاں ہوتی تھیں اب
وہ ایک دقیانوسی اور فرسودہ بن گئی ہیں اور

میں ڈوبے ہوتے تھے مجھ میں چدار حسن تھا میں
عشقیہ خطوط تو پڑھ لیتی تھی لیکن اس بات کو قطعی پسند
نہیں کرتی تھی کہ کوئی لڑکا مجھ سے سرراہ بات
کرنے اور عشقیہ خطوط دینے کی کوشش کرے مجھے
جو عشقیہ خطوط موصول ہوتے تھے وہ ڈاک سے

چونکہ لفافوں کی پشت پر ان کا نام نہیں
ہوتا تھا اس لیے امی سے کہتی تھی یہ میری سہیلیوں
کے خط ہوتے ہیں امی اس بات کا یقین کر لیتی تھی
اور خط کو پڑھتی نہیں تھی ان کو مجھ پر اعتماد تھا۔
دو ایک محلے کے لڑکوں نے مجھ سے سرراہ بات
کرنے کی جسارت کی۔ تو میں نے ان کی ایسی خبر
لی کہ ان کے دماغ درست ہو گئے دوسرے لڑکوں
کی ہمت نہیں تھی کہ مجھ سے بات کریں لیکن جب
راتوں کی تنہائی میں ان عشقیہ خطوط پڑھتی تھی تو میرا
بھی دل دھڑکتا تھا کہ آرزو میں تھیں کہ پنپ رہی
تھیں کہ کسی سے محبت تو کروں کوئی مجھ سے محبت
کرے۔ اگلہ ہمار عشق کرے میرے کمرے میں لی
دی تھا کیبل سے غیر ملکی چینیل پر جو فلمیں دکھائی
جاتی تھیں ان میں مناسب مناظر کی فلمیں ہوتی
تھیں۔ وہ میرے دل اور جذبات میں اچھل پیدا
کر دیتی تھیں میں کسی ایسے ویسے لڑکے سے محبت کی
قائل نہ تھی۔ میں تو کسی اونچے گھرانے کے رئیس
زادے سے محبت کرنا چاہتی تھی جس کے پاس مے
ماڈل کی گاڑی ہو اعلیٰ درجے کا اے سی ہو ہوٹلوں
میں جا کر ڈنر یا بار بی کیو کھائے۔

شرجیل پہلی ہی ملاقات میں میرے حسن و
شباب کا اسیر ہو گیا وہ ایک بہت بڑے باپ کا
بیٹا تھا گو وہ ایسا خوبصورت اور کڑیل سارٹ نہ تھا
جیسا میں چاہتی تھی بس وہ قبول صورت تھا اس کی
مرسڈیز گاڑی نے مجھے متاثر کیا تھا میں اپنی سیکلی کو

ملنے اس کے پاس سکیم قمری میں مگنی ہوئی تھی وہیں
اس نے لفٹ کی پینکشن کی جو میں نے بغیر کسی
جھجک اور تکلف کے قبول کر لی۔ پھر اس نے صدر
لے جا کر ایک اعلیٰ ریٹورنٹ میں پر تکلف ناشتہ
کروایا اس طرح ہماری دوستی کا آغاز ہوا دوستی
نے عشق کا رنگ دھاڑ لیا یہ عشق میرا خواب
اور ارمان تھا جس نے خوابوں کی انجان میں
پہنچا دیا۔ ملاقاتوں کا سلسلہ چل پڑا تھا شاید ایک
ساتھ گزرتی تھیں ایک برس تک ہم دونوں کے
درمیان محبت پروان چڑھتی رہی یہ ایک عشق
صادق تھا جس میں کوئی میل اور غلاطت نہیں تھی
صرف ایک جذبہ تھا اس کی گہرائی کا اندازہ اس
طرح ہوتا تھا کہ وہ ایک سیدھا سادھا اور شریف
انفس شخص تھا۔ اس نے مجھے بھی ہاتھ تک نہیں
لگایا تھا مگر سنہ نگاہوں سے نہیں دیکھا تنہائی کے کتنے
ہی سنہری مواقع ملے۔ وہ چاہتا تو مجھے اپنے
بازوؤں کے حصار میں لے کر اپنی من مانی کر سکتا
تھا اور میں اس کی عیش قدمی اور حد سے تجاوز پر
کوئی تعرض نہ کرتی اس لئے کہ میں خود بھی یہ چاہتی
تھی کہ میں اس کے بازوؤں میں جمو لیتی رہوں یہ
فلموں کے جذباتی مناظر کا اثر تھا جو میری
خواہشات پر کنڈ ڈالنے نہیں دیتا تھا اور جوانی کے
ارمان بے لگام ہو جاتے معلوم نہیں کہ اسے کیا
خوف تھا جبکہ میں اس سے بے حد تکلف بھی تھی
میرے لبوں نے جب بھی مٹھاس جذب کرنے کی
کوشش کی وہ برف کا تودہ بنا رہا ایسے وقت میں
میرے دل میں شک آتا تھا کہ کہیں وہ سیراب تو
نہیں۔

پھر ایک روز ایک سال کے لیے امریکہ چلا
گیا جہاں اس کے ماموں مقیم تھے اس نے امریکہ
جا کر دو تین ماہ تو رابطہ رکھا مگر پھر رفتہ رفتہ وہاں کی
رہنمون میں ایسا گم ہوا کہ پلٹ کر خبر بھی نہ لی میں

جولائی 2014

Digest.pk

آخری عشق

اس کو بھلا بھی نہ سکی کلی بار اس کے فون کیا مگر ہر دفعہ اس کو نمبر پاور آف ہی بلا اس بات سے میرا دل ٹوٹ گیا مجھے اس بات کا غم تھا میں ایک اونچے گھرانے کی بہو نہ بن سکی میرا بڑا مان تھا کہ اس گھر میں جا کر راج کروں۔

علی سے رشتہ ہونے کے بعد میرے پاس کوئی چارہ نہ تھا کہ اس بے وفا کو بھول جانے کی کوشش کروں اس کا کام عشق کو دہن کر دوں میں دیکھے تہہ خانوں سے اس کی تصویر مٹانے میں بڑی حد تک کامیاب ہو گئی میں دھڑکتے دل سے علی کا انتظار کر رہی تھی اس وقت میں عجیب و غریب احساسات سے دو چار ہو رہی تھی انہما نے لمحات کے تصور سے لیں میں خوب کی گردش تیز ہو رہی تھی جیسے صدیوں کے انتظار کے بعد دروازہ کھلنے کی آہٹ سی سنائی دی ایسا لگا جیسے کمرے میں کوئی داخل ہوا ہے اور دروازے کو بند کرنے اور اس کو چٹائی لگانے کی آواز سے میں سمجھ گئی کہ یہ علی ہی ہوگا وہ میرے بیڈ کی طرف بڑھ رہا تھا میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں وہ بیڈ کے پاس آکر رکھا میں روایتی دلہنوں کی طرح گردن جھکا کر بیٹھنے کی قائل نہ تھی اس لیے کہ میں سچے دور کی لڑکی تھی اور اس کے علاوہ اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی تھی علی نے بستر پر بیٹھ کر بڑی آہستگی سے سرکوشی کے انداز میں کہا۔

یہ غلام حسن کے دربار میں مودبانہ سلام پیش کرتا ہے۔۔۔ مجھے اس کی یہ بات سن کر بڑے کی ہنسی آئی مگر میں نے ضبط کر لی وہ بے حد سیدھا سادہ لگا تھا میری شادی شدہ سہیلیوں نے مجھے بہت سی باتیں بتائیں تھیں یہ بھی بتایا کہ شادی کی پہلی رات شوہر کسی الو کے پٹھے کی طرح ہوتا ہے زرخیز غلام سا بن جاتا ہے بڑی مٹیں اور ساجتیں کرتا ہے گڑگڑاتا ہے بہت محبت بھری باتیں کرتا ہے اور وہ یہ سب کچھ ششسترے میں اتارنے کے لیے

کرتا ہے ایک پتھر کو موم کرنے کی کوشش کرتا ہے غیر محسوس انداز میں اپنے شوہر کو جتنا ترس سکتی ہو ترسا لو پھر کبھی ایسا موقع نہیں ملتا اس میں بڑا مزہ اور لطف ہوتا ہے اس نے چند لمحوں کے بعد کپڑوں کی سلوٹوں سے میرا ہاتھ باہر نکالا اور پھر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اس کے بعد بس سے میرے سارے بدن میں مستحکم دوڑ گئی پھر اس نے ایک انگلی نکالی اور منہ دکھائی کی انگلی پھینا دی پھر دونوں ہاتھوں سے میرے گھونگھٹ کے کونے الٹ دیئے اور اس کے منہ سے نکلا سبحان اللہ۔ اس لمحے فطری شرم جیتنے لگا مجھے اپنی آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر دیا میرے لبوں پر عجیب سی تھری تھراہٹ آگئی اس نے میرا چہرہ دیکھ کر اس لیے سبحان اللہ کہا تھا کہ میرے حسن نے اسے مہیوت کر دیا تھا میں دہن بن کر اور غضب ڈھا رہی تھی چند لمحوں تک ہمارے درمیان گہر سکوت طاری تھا میرا دل کہہ رہا تھا کہ میں ایسے دیکھوں مگر فطری حیاء مانع تھی میرا دل مجھے سمجھا رہا تھا کہ کچھ دیر اور صبر کر لو وہ بھاگا تھوڑا چارہ تھا وہ سدا کے لیے تمہارا ہو چکا ہے اب تو تمہیں زندگی بھر اسے دیکھنا ہے میرا خیال تھا کہ وہ میری تعریف میں زمین آسمان ایک کر دے گا لیکن علی نے میرے حسن جمال کی تعریف کے بجائے اپنے گھر والوں کے بارے میں مختصر سا ٹیکہ کر دے ڈالا کہ مجھے کس طرح ان سے پیش آنا چاہئے جب اس نے مجھے کپڑے تبدیل کرنے کو کہا تو تب میں نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تو اسے دیکھتے ہی میرے دل کو ایک جھٹکا سا لگا اس کا چہرہ میرے آئینہ دل پر ایک پتھر کی طرح لگا تھا اور اس کی کرچیاں میرے وجود میں چھبی گئی تھیں اسے دیکھ کر میرے دل کو جو جدمہ ہوا بیان سے باہر تھا میرا سینہ کٹ رہا تھا میں نے دل تمام لیا تھا خصوصیت نہ ہی وجہ اس کا

رنگ بھی کالا تھا مجھے فوراً اسٹیشن پر پڑا وہ تیل یاد آگیا جس میں پکڑے تے جاتے ہیں ڈیزل سے بھی گہرا کالا میں سوچنے لگی کہ اس کے پسینے سے تو سیاہی کا بہترین کام لیا جاسکتا ہے وہ رات تھا تو میں دن میں چودھویں کے چاند کی طرح تھی ایسے گھپ اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہ دے بلکہ اینڈوائٹ جوڑا تھا ایک عام سا مرد قدرے موٹا پست قد اس کی تو نہ نگلی ہوئی تھی غم سے میری ایسی حالت تھی کہ اگر اس وقت مجھے زہر بھی ملتا تو میں کھا لیتی ایسی اذیت ناک زندگی سے تو مرنا بہتر تھا میں نے اپنی شادی شدہ سہیلیوں سے سنا تھا کہ یہ ایک ایسی رات ہوتی ہے جو ساری زندگی پر بھاری ہوتی ہے میں نے اس رات کوئی کف و سرور محسوس نہ کیا تھا اور اپنے آپ کو کسی سرد لاش کی طرح اس کے حوالے کر دیا تھا صرف میرا جسم اس کی ملکیت تھا اس کے لیے میں مجبور نہ تھی وہ میری روح کا بھی مالک نہ بن سکا تھا اس سے عشق کرنے کا تو تصور بھی نہ کر سکتی تھی میں نے شادی سے قبل سوچا تھا کہ میں اپنے شوہر سے ایک بیوی کی طرح نہیں بلکہ ایک محبوبہ کی طرح عشق کروں گی مگر اب میں نے اس سے نفرت کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا وہ میرا جسم فتح کر چکا تھا میرا دل جیت نہیں سکا تھا وہ مجھے پا کر کتنا خوش تھا اس کا اندازہ یوں ہوتا کہ گھر کی عورتیں یا لڑکیاں میری تعریف کریں تو وہ کسی بچے کی طرح خوش ہو جاتا تھا لیکن اس سے بھولے سے بھی میرے حسن جمال کی تعریف نہیں کی تھی اور ہی میرے کانوں میں محبت بھرا رس گھولا تھا میں چاہتی تھی کہ میرے حسن شباب اور سراپا کی دل گھول کر تعریف کرے یہی وجہ تھی کہ میں نے اسے بی توہین سمجھا تھا ذلت خیال کیا آخروہ کیا تھا یہ کالا گلوٹا بھلا موٹا ہے آپ کو کیا سمجھتا تھا مجھے تو اس کی ایک بات نہ سمجھتی تھی تو دوسری طرف صدمے کا

بھی احساس تھا معلوم نہیں کیوں میں اس کی زبان سے اپنی تعریف سننے کے لیے کسی بھکارن کی تڑپنے لگی تھی کیف کے لمحات میں بھی اس نے میری تعریف نہیں کی تھی میرے بیدار حسن کو نہیں نگلتی تھی مجھے غصہ تو آتا ہی تھا میرے دل کے کسی کونے میں اس کی محبت نہ تھی میرے غرور اور انا اور پندار حسن نے پہلے دن ہی جس نفرت کو جنم دیا تھا وہ میرے دل میں پرورش پانے لگی تھی سہیلیاں جب مجھ سے میرے شوہر کی برائیاں اور بے جوڑ شادی کے تبصرے کرتیں تو ان کی باتیں میرے دل پر ایک چابک بن کر گلتیں میرا دل کرتا کہ میں خود کسی کرلوں یا طلاق لے لوں مجھے کسی کو یہ کہتے ہوئے شرم آتی تھی کہ یہ میرا شوہر ہے شادی کو دو ماہ کا عرصہ گزرا تھا مگر میں اس کو اس کی محبت کا جواب محبت سے نہ دے سکی تھی اس کی باتوں سے یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ مجھ سے عشق کرتا ہو اس کی محبت میں بڑی گرم جوشی ہوتی تھی وہ مجھے جد سے زیادہ چاہنے لگا تھا اس کی وجہ صاف ظاہر تھی میں حور کی طرح تھی اور وہ کسی سیاہ خام غلام کی طرح لگتا تھا میرے حسن شباب اور جسم کی کرشمہ ساز یوں نے اسے بالکل کر دیا تھا میں اس سے سرد مہری سے پیش آنے لگی جب وہ میز پر ضرورت پیش کرتا تو میں ایک لاش بن کر آٹھ گھنٹیں بند کر لیتی تھی میرا خیال ہے کہ وہ دو ماہ بعد چھٹیاں گزار کر واپس چلا جائے گا تو مجھے ایک برس تک ایک گدھ کے پنجے سے نجات مل جائے گی اس کا رات دن ایک جو تک کی طرح چپکے رہتا مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا اس کی چاہت میں ڈوبی شامیں اور اتریں بڑی اذیت ناک اور ناگوار ہوتی تھیں لیکن تین ماہ گزارنے کے باوجود بھی وہ جانے کا نام نہیں لے رہا تھا ایک روز جب ہم دونوں سونے کے لیے گئے تو میں نے اس کے کتب سے بچنے کے لیے

جولائی 2014

جبرائیل ص 17

آخری صفحہ

Digest.pk

ہوں کہ میں اپنا ہنرمند اور صلاحیت کسی دوسرے ملک کو کیوں دوں۔ مجھے جیسے ہنرمندوں نے غیر ممالک میں جا کر اپنے ملک کو بہت پیچھے کر دیا ہے اس لیے تو ہمارے ملک وہ ترقی نہیں کر سکتا جو اسے کرنی چاہئے تھی اس کے خیالات و نظریات اتنے عظیم ہیں مجھے تو اندازہ نہ تھا اس کے جواب نے مجھے لا جواب کر دیا تھا میں نے آخری کوشش کے طور پر اس خیالات سے یہ جادو اس پر چل جائے گا اپنے دل پر جبر کر کے اپنی آنکھیں بند کر کے بڑی اذیت سے ناگورانی سے مگر سرد مہری سے موٹے بھدے اور بے کیف ہونٹوں کا جواب دیتے ہوئے کہا آپ وہاں چار پانچ سال اور رہ کر آجائیں تو ہمارا مستقبل اور تائناک ہو جائے گا ہمارے پاس اپنا گھر ہو گا گاڑی ہو گی دولت ہو گی ہماری زندگی خواہوں سے زیادہ حسین ہو گی۔۔۔ میری جان میری معشوق تمہارے عشق کا یہ اندازہ مجھے جانے نہیں دے رہا ہے خدا کی قسم اب تو میں تمہارے عشق میں ایسا گرفتار ہو گیا ہوں کہ تمہیں کسی قیمت پر چھوڑ کر نہیں جاؤں گا تمہاری یہ محبت اور قربت حاصل رہے گی تم دیکھنا میں اتنا کماؤں گا کہ ہماری زندگی تمہارے تصورات سے بھی کہیں حسین ہو گی پھر وہ مجھ پر جھلکا چلا گیا یہ ایک طوفان تھا جس نے میرے خوابوں کو تپس نہیں ادا تاخت و تاراج کر دیا تھا کوئی ایک ماہ بعد میرے شوہر کو ایک بہت بڑی فیکٹری میں جاب مل گئی اور فیکٹری کی طرف سے مفت رہائش کی سہولت بھی تھی جس میں ہم شفٹ ہو گئے یہ گھر ہر طرح سے اداست و پراست تھا اس میں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی میں ایک طرف بہت دکھی تھی میرا شوہر میری زندگی بھر کلا روگ ہے اس سے نجات پانے کی یہی ایک صورت ہے کہ میں اسے قتل کر دوں لیکن اسے قتل کرنا میرے بس کی بات نہیں تھی

میں سے پوچھا آپ لیبیل کب واپس جا رہے ہیں چھٹیاں شاید ختم ہونے والی ہوں گی ناں۔؟

اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا تو اس کا چہرہ بہت ہی بد نما اور کراہت آمیز تھا اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ یہ تم کیوں پوچھ رہی ہو۔ کیا مجھ سے تمہارا دل بھر گیا ہے۔؟

اس نے ایسی نظروں سے دیکھا تو میں نظریں نہ ملا سکی میں اس کی بات سن کر گڑ بڑا اٹھی میں نے فوراً بات بنائی میں اس لیے پوچھ رہی تھی کہ کہیں آپ کی چھٹیاں ختم تو نہیں ہو رہی ہیں پہلے تو اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر مجھے اپنے بازوؤں میں بھر لیا پھر چند لمحوں کے بعد میری آنکھوں میں جھانک کر بولا کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں واپس چلا جاؤں۔؟

نہیں تو میں اس کے بازوؤں کی گرفت میں کسسا نے لگی تھی اس کی پیاسی آنکھیں کہہ رہی تھی مجھے جلد سونے نہیں دے گا ان میں انجانے جذبات کروٹیں لے رہے تھے میں نے ان لٹکا ہوں کی تاب نہ لا کر نفرت سے اپنی آنکھوں پر پلکوں کی چٹن گرا دی وہ کسی خون خوار درندے کی طرح لگ رہا تھا میں نے دل پر جبر کر کے ریاکاری سے کہا میں چاہتی ہوں کہ آپ سدا نظروں کے سامنے رہیں اس نے کہا اچھا۔۔۔ ہاں۔ اگر تم یہ چاہتی ہو تو پھر میں کبھی بھی واپس نہیں جاؤں گا تمہارے پاس ہی رہوں گا کیا میں نے ہونٹوں کی طرح اس کی شکل دیکھی سر پیٹ لیا کہ میں نے یہ کیا کہہ دیا۔ کمان سے نکلا تیر واپس آنے سے رہا تھا آخر بات بنائی تھی اگر آپ نہیں گئے تو پھر گزارا کیسے ہو گا گھر کیسے چلے گا آپ کے پاس جو رقم ہے وہ کچھ دن ہے بعد ختم ہو جائے گی میں نے مستقل طور پر اپنے وطن میں رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے وہ کہنے لگ اکہ میں سوچتا

گہرا سکوت چھا گیا تھا وقت کی بغل جیسے رک گئی
میرا دل دھک دھک کرتا ہوا کہہ رہا تھا تمہیں تو ہو
محبوب میرے

یہ ہے میرا۔ عزیز دوست۔ ارسلان، علی کی
آواز نے نہ صرف گہرے سکوت کو توڑا بلکہ اسنے
مجھے واپس آنے پر مجبور کیا ہے سبیلہ میں ہم دونوں
ایک ہی کپڑی میں جاب کرتے تھے یہ بھی جان
چھوڑا کر یہاں آ گیا ہے آج اتفاق سے سر راہ
ملاقات ہو گئی تو میں اسے ساتھ لے آیا اس نے
وضاحت کی۔ اس نے توقف کر کے اپنے دوست
کی طرف دیکھا۔ اور یہ ہیں میری مسز نورین
تمہیں پسند آئی اپنی بھالی، کیوں نہیں ماشاء اللہ
لاکھوں میں ایک ہیں خدا نظر بہ سے بجائے

میں ان دونوں کو باتوں میں مشغول چھوڑ کر
کچن میں چائے بنانے چلی گئی تھوڑی دیر بعد جب
چائے لے کر واپس آئی تو بولا آج رات کا کھانا
میری طرف سے ہو گا تم دونوں کو چنا ہو گا میری
خوشی کی انتہا نہ رہی لیکن شرم آ رہی تھی میں نے
اسے کہا کہ آج آپ فرسٹ ٹائم ہمارے گھر آئے
ہیں آج کا کھانا ہمارے گھر ہو گا میں ابھی تیاری
شروع کر رہی ہوں مگر وہ نہ مانا علی تو فوراً اٹھ کر
نبانے چلا گیا ہم دونوں رہ گئے چند لمحوں تک ہم
دونوں کے درمیان خلوت حائل رہی میں نے اس
کی طرف دیکھا وہ مجھے اپنی نگاہوں میں جذب کر
رہا تھا مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ میری سانسوں
میں خراماں خراماں اتر رہا ہے میرے حسن کے
نہال خانے میں اپنی تصویر نقش کر رہا ہو میں اس
کے سامنے بت بنی بیٹھی تھی میری پلکوں کی چلن
اضحتی اور گر رہی تھی دل کی دھڑکنیں تھیں کہ شور مچا
رہی تھی آپ سے ملکر بہت خوشی ہوئی بھالی اس نے
اپنی عمر زدہ آواز میں مجھے اپنی جانب مخاطب کیا تو
سکوت ٹوٹ گیا میں نے بھی خواب خیال میں بھی

وہ جیسا بھی تھا اب اس کے ساتھ ساری زندگی
بڑی اذیت سے گزار لی تھی ایک شام میں نے نہا
کر ایک گہرے بھورے رنگ کی ساڑھی پہنی تھی
اور اس رنگ کا آستین اور پچی تراش کا بلاؤزر
پہنا سنگھار میز کے بڑے آئینے کے سامنے اپنے
چہرے سراپا نقدانہ انداز سے جائزہ لے رہی تھی
کہ اس کی موٹر سائیکل کے انجن کی آواز سنائی دی
میں نے دروازہ کھولا چھوڑ دیا تھا اس لپٹے ہونٹوں
پر لپ اسٹک کی تہہ جا رہی تھی چند لمحوں کے بعد
وہ اندر داخل ہوا مگر خواب گاہ میں نہیں گھسا ادھر
سے مجھے پکارا نورین ادھر آؤ میں ساڑھی کا پلو
درست کرتے ہوئے ڈراستگ روم میں بڑھی
دبلیز پار کرتے ہی ٹھٹک کر رک گئی میری نظروں
کے سامنے ایک کوندھا سا لپکا علی ایک اجنبی شخص
کے ساتھ بیٹھا تھا باتیں کر رہا تھا وہ شخص مجھے دیکھ کر
کھڑا ہو گیا میں نے جو اسے دیکھا تو اپنی نظروں پر
یقین نہ آیا مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے میں کوئی سیاہ
خواب دیکھ رہی ہوں یہ خواب نہیں بلکہ حقیقت تھی
وہ شخص میرا خواب تھا بلکہ میرے خوابوں کا شہزادہ
میرا آنیڈیل تھا ایسے ہی تو شہزادے کو میں خوابوں
میں دیکھتی چلی آ رہی تھی میں ایسے دیکھ کر بے خود ہو
گی اپنے آپ کو بھول گئی تھی اس کی شخصیت میرے
وجود میں چھا گئی دیا ایک خوب صورت
وجہا سارٹ اور خوش پوش شخص تھا وہ بڑے مضبوط
اور توانہ بدن کا تھا اس کا سینہ چھوڑا چکلا اور ٹھوس
تھا دراز قاضی کے بائٹ اس کی مردانہ وجہت میں
بے پناہ اضافہ ہو گیا میرا شوہر اس کے سامنے بد
صورت اور بونا لگ رہا تھا وہ بھی مجھے اسی طرح
دیکھ رہا تھا جیسے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ کسی عورت
کو دیکھا ہو اس کی مٹا طپسی بڑی بڑی آنکھوں میں
میرے حسن و شباب کے لیے خراج تھا پورے
کمرے میں اس کا دھول پر ایک لمبے کے لیے

تھیں نے بڑے مہذب انداز میں پوچھا کیا میں اندر آسکتا ہوں میں ایک دم چونگی مجھے اپنی بد اخلاقی کا احساس ہوا میں نے ایک طرف ہٹ کر ندامت سے کہا۔ اوہ۔ معافی چاہتی ہوں پلیز اندر تشریف لائیں وہ اندر داخل ہوا تو میں نے دروازہ بند کر دیا اس کو ساتھ لے کر پشت گاہ میں آئی میں نے اس کی طرف غمخور نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا آپ کیا پسند فرمائیں گے پینے کے لیے، چائے یا کافی، شربت یا کولڈ ڈرنک؟ آج گرمی اور جس بھی بہت ہی زیادہ ہے وہ بالآخر آپ شربت ہی بنائیں میں کچھ کی طرف بڑھی تو میری چال میں ایک ارتعاش سا تھا میرے دل کے کسی کونے میں ایک خیال کسی سانپ کی طرح پھنکارنے لگا نورین اپنے آپ کو سنبھالو اس مرد کو یہاں سے جلد از جلد رخصت کر دو اس لیے کہ مرد اور ناگ کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا تنہائی کا زہر بے حد خطرناک ہوتا ہے گھر میں تم دونوں کے سوا کافی نہیں ہے یہ ایک جانی تمہاری عزت کے لیے خطرہ ہے ایسا بھی نہیں ہوا کہ تیل اور آگ کے ملنے پر کوئی جلنے سے بچ جائے اس کا ایسے وقت پر آتا تمہارا شوہر گھر پر نہ ہو اس کی نیت کو ظاہر کرتا ہے اسے چاہئے تھا کہ تمہارے شوہر کی موجودگی میں آتا میں نے اپنے منہ زور جذبات کو دہاتے ہوئے شربت کے دو گلاس تیار کئے کمرے پہنچی تو وہ رسالہ دیکھا رہا تھا شربت کو دور چلا وہ مجھے اپنی نظروں میں جذب کرتا رہا اور اس کی نظریں میرے نشیب و فراز کا طواف کرتی رہیں تھیں نورین اس نے مجھے مخاطب کیا۔ جی میں نے نظریں چراتے ہوئے کہا کسے کی صورت حسن شباب نے مجھے پاگل کر رکھا میری خیندیں چھین لیں ہیں دن میں ایک ہلکے بھی میرے دل کو قرار نہیں رہتا اس خیال سے کہ وہ کسی عورت کے لیے پاگل ہو رہا ہے میرے دل اندر ہی اندر

نہ سوچا تھا ہماری بھابی اتنی خوبصورت اور پرکشش ہوگی بلکہ بے حد نفیس عمدہ جامہ زیب اور سائنت مزاج کی بھی ہوں گی دل میں مسرت کی لہر دوڑ گئی تھی ارسلان جتنا خوبصورت تھا اس کی باتیں بھی اتنی ہی خوبصورت اور دل میں اتر جانے والی تھیں وہ ایک جوہری معلوم ہو رہا تھا ہیرے کی قدر و قیمت معلوم بھی میرے شور کے تیار ہونے تک وہ میری تعریف کے ہلے باندھتا رہا پھر ہم تینوں ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر بازار چلے گئے وہاں کی رونق جوین پر تھی وہ ہمیں لے کر ایک جیولری کی شاپ پر گیا وہاں سے ہمارے متع کرنے پر بھی سونے کے ٹاپس لے کر مجھے دیے پھر وہ ہمیں ایک شاندار قسم کے چائیز ریستورینٹ میں لے گیا اس نے چکن کارن سوپ، ارنجانے کیا کچھ منگوایا مجھے تو کھانے بہت پسند آئے اس میں ایک عجیب سی لذت اور ذائقہ بھی تھا لیکن اس سے تو وہ زیادہ اچھا مجھے لگتا تھا وہ میرے شوہر سے نظریں بچا کر کسی نہ کسی حیلے بہانے سے مجھے دیکھتا تو میرے دل کی کلی کھل جاتی تھی میں سوچتی کاش یہ لمحات جاوداں ہو جائیں وہ میری نگاہوں سیدل میں اترتا جا رہا تھا وہ ہمیں ٹیکسی میں رات گھر پر چھوڑ گیا تھا گیارہ بج چکے تھے آج کا دن میری زندگی کا بہت ہی خوشی کا دن تھا دوسرے دن غالباً دن کا ایک بج رہا ہوگا کہ دروازے پر دستک ہوئی تو میں چونک پڑی مجھے حیرت ہوئی کہ اس وقت کون ہوگا اس وقت میرے شوہر کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا میں نے جا کر دروازہ کھولا تو میری حیرت اور خوشی کی انتہا ہی نہ رہی تھی لمبے بھر کے لیے اپنا آپ بھول گئی اپنی خبر ہی نہ رہی دروازے پر ارسلان کھڑا تھا میری طرف مسکراتے ہوئے وزیدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں دل میں اتر جانے والی چمک

کہاں بھک رہی تھی تمہیں پانے کے لیے تمہیں پہلی بار دیکھا تو میرے دل نے چیخ کر کہا کہ یہی ہے تمہارا محبوب وہ مجھ پر بھک گیا ہم وقت کے چکر سے نکل کر انسانیت کے ابتدائی دور میں پہنچ گئے جب اخلاق نے تہذیب کو چھوڑا تھا میں اپنا مقام اور فرض بھول گئی شوہر سے میرا جو رشتہ تھا وہ میں نے توڑ دیا تھا عشق کی خاطر میں اس کی ہو چکی تھی ارسلان طوفان گزر جانے کے بعد میں نے کہا کیا میں نے غلط نہیں کیا دیا کیا کہے گی نہیں نہیں وہ میرے بالوں کو سہلائے ہوئے بولا تم نے عشق کے سفر پر قدم رکھ دیا ہے عشق اور جنگ میں ہر چیز جائز ہوتی ہے تم نے عشق کو لازوال کر دیا ہے۔۔۔ عظیم کردیا دنیا بہت ہی آگے جا چکی ہے اور مزید جا رہی ہے عشق کا اختیار ہر کسی کو حاصل ہے مہارک ہو ہم نے عشق کی منزل پالی اس کی باتوں میں بڑا جادو تھا مجھے بڑی تقویت سی ملی ہوئی لی میں سہ پہر تک مدہوش سی پڑی رہی میرے بدن کا جوڑ جوڑ درد کر رہا تھا میری کس کس میں عیب سی فرحت بھر گئی میں نے اس سچل ایسی سرساری محسوس نہیں کی تھی دل بستر چھوڑنے کو نہیں چاہ رہا تھا اور پھر رفتہ رفتہ وہ ہمارے گھر آنے لگا بھی شوہر کی موجودگی میں کبھی اس کی غیر موجودگی میں اور اکثر رات کا کھانا وہ ہمارے گھر سے ہی کھا کر جاتا تھا ایک دن وہ مجھے اپنے ساتھ اپنے فلیٹ میں لے گیا جو ہمارے گھر سے زیادہ دور نہیں تھا اس نے اپنے فلیٹ کو خصوصاً اپنی خواب گاہ کو ایسے شاندار طریقے اور سلیقے سے آراستہ و چیرا ست کیا ہوا تھا کہ اس کا ماحول بڑا خواب ناک تھا بستر کے عین سامنے ایک بہت ہی بڑا سا سنگھار میز تھا کھڑکیوں پر رنگی پردے پڑے اور ایک لمبا چوڑا پٹنگ اور اس پر نرم و گداز بستر تھا جو مجھے آج تک نصیب نہیں ہوا تھا اس کمرے میں بے کلامی بکھری تھی

ڈوبنے لگا تھا میں نے مردہ لہجے میں دریافت کیا کہ وہ کون ہے۔۔۔ وہ تم ہو اس نے میری نظروں کے رو برو آکر میرے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر تمام لیا اور میری آنکھوں میں جھانکنے لگا جب سے تمہیں دیکھا ہے میں پاگل ہو گیا ہوں اپنے شوہر کو اس کو بیٹھا ہوں۔ میری وجہ سے میں اچھل پڑی تھی؟ مجھے اپنی سماعت پر یقین نہیں ہو رہا تھا میرے کانوں میں شریرانہ لہجہ گونجنے لگا۔ ہاں تمہاری وجہ سے میں جانتا ہوں مجھے یہ بات زیب نہیں دیتی کیوں کہ تم میرے دوست کی بیوی ہو مگر کیا کروں میں مجبور ہو گیا ہوں دل کے ہاتھوں میں تم دونوں کی محبت اور زندگی کی راہوں میں پتھر نہیں بننا چاہتا تم بھی شاید اس بے اختیار محبت کرتی ہو میں میں اس سے محبت نہیں کرتی نہ چاہتے ہوئے بھی میرے منہ سے نکل گیا مجھے اس سے نفرت ہے۔۔۔ کیا نفرت؟ اس کے چہرے کی حیرت اور خوشی اس کی آنکھوں سے بھی نمایا ہونے لگی تھی اسے جیسے یقین نہیں آیا تھا تم اپنے شوہر سے خوش نہیں ہو؟ میرا اس کا کیا جوڑ وہ ایک لنگور کی مانند ہے میرے والدین نے اس کی دولت اور آمدنی کو دیکھ کر مجھے اس کے پلے پاندھ دیا تھا میں اس سے ایک لہجے کے لیے بھی محبت نہ کر سکی دولت ہی تو سب کچھ نہیں ہوتی وہ میرے قریب آ گیا میں وہ بات کہہ دوں جو میں کہنے کے لیے آیا ہوں؟ کہہ دو بلکہ وہ سب کچھ کہہ دو جو تمہارے دل میں ہے رکومت جو بھی بات ہے میں ضرور سنوں گی میں تمہاری کسی بھی بات کا برا نہیں مانوں گی مجھے تمہارے عشق نے پاگل کر دیا ہے میں کہاں جاؤں کیا کروں عشق کی آگ جلا رہی ہے اب تو میں تمہارے بغیر اس نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا کہو رکومت جو تمہارے دل میں ہے وہ زبان پر لے آؤ پوچھو تو مجھے تمہارا ہی تلاش ہی جانے کہاں

رو تھ مجھ سے برداشت نہیں ہوگا میں خودکشی کر لوں گا اس کے سوا کوئی چارہ نہیں میں اسکی بات سن کر یوں تڑپ اٹھی جیسے کسی نے میرے دل پر دھککا ہوا انگارہ رکھ دیا ہو میں نے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھا تو اس نے بڑے جذباتی انداز سے تمام لیا ہونٹوں اور آنکھوں سے لگا لیا پھر اسے اپنے سینے پر دل کی جگہ رکھ کر جذباتی انداز سے بولا تمہاری اس چاہت نے تو مجھے پاگل کر دیا ہے تھوڑی دیر بعد اپنے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ کو دور کرنے کی تجویز بتائی جیسے سن کر میں اچھل پڑی جب اسنے سمجھا یا تو میری سمجھ میں آیا کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں اور نہ ہی کوئی راستہ ہے اس نے سمجھا یا کہ میرے شور کو قتل کرنے کی نہ صرف میری رقم دینی مجھے ملے گی بلکہ میں اس کی تمام دولت کی قانونی مالک بھی بن جاؤں گی پھر ہم شادی کر کے ایک ہو جائیں گے اس نے کل کا منصوبہ بنا لیا وہ یہ تھا کہ وہ رات کے وقت عقیقہ دروازے سے اندر ہوگا میرے شوہر کو سائلنسر لگے پستول سے گولی مار کر ہلاک کر دے گا اس سے پہلے میری منگیلی کس الماری میں سے سارا زیورات اور نقدی لے کر چلا جائے گا اور میں بیان دوں گی کہ چار افراد میرے گھر میں گھس آئے تھے اور میرے شوہر کو مزاحمت پر مار دیا آج کل شہر میں ڈکیتی کی وارداتیں مسلسل ہو رہی ہیں اس لی کسی کو اس کی مرنے کا شک نہیں ہوگا یہاں ایک بات بتانی چلوں کہ ہمارے گھر میں بہت سارا زیور پڑا تھا میرے گھر والوں نے تمیں تو بے کے تین سیٹ بنوا کر دیئے تھے علی بھی سبیلہ سیلاکھوں کا زیور اور ڈالر لے کر آیا تھا اس نے وہاں انقلاب برپا ہونے کی صورت میں کوڑیوں کے بہاؤ خریدے تھے اس کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً مجھے کچھ نہ کچھ خرید کر دیتا رہتا تھا دو لاکھ کے انعامی بانڈ بھی پڑے تھے یہ

خواب گاہ کسی شاہی محل سے کم نہ تھی یہ عشق کی آگ تھی جس میں جذبے سلگ رہے تھے جیسے جیسے میں اس آگ کی بھٹی میں جل رہی تھی ویسے ویسے اپنے شوہر سے میری نفرت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا ارسلان میں ایک سلیقہ تھا وہ محنت اور ادب سے پوری طرح واقف تھا وہ بہت ہی خوبصورت تھا اس نے اپنی محبت کے جادو سے مجھے پوری طرح اپنی اسیر بنا لیا تھا میں تجھے میں اس کی باتیں سن کر پاگل ہو جاتی تھی اور اس کی قربت سے مدہوش ہو جاتی تھی وہ اکثر دن کو دفتر سے نکل کر کسی کام کے بہانے سے ہمارے گھر آ جاتا تھا دو ایک گھری میں عشق کی آگ فروزاں کر کے چلا جاتا تھا اس نے مجھے اپنے فلیٹ کی ایک ڈبلی کیت جالی دے دی تھی کہ میں اس کی غیر موجودگی میں آکر وقت گزار سکوں میں اپنے شوہر سے چھٹکارا مانا جا رہی تھی اس طرح چوری چھپے ملنے سے تنگ آتھی تھی یہ گھر کاٹ کھانے کو دوڑتا میرا شوہر اور بھی بد صورت دکھائی دینے لگا تھا معلوم نہیں کیا بات تھی جب سے ارسلان آنے لگ تھا اس کی محبت میں بڑی گرم جوشی اور وحشیانہ پن آگیا تھا وہ میرے نت نئے لباس خرید کر لانے لگا تھا جن سے میرا حسن و جمال اور بھی آنکھ بن جاتا تھا میں آج تک خود سپردگی سے اس کے ساتھ پیش نہیں آئی تھی اور نہ ہی اس نے کبھی بھی شکایت کی میں بیک وقت دو مردوں کے منہ جوڑ سکیں کیسے کر سکتی تھی ایک دن نشات امیرزلمعات گزر جانے کے بعد ارسلان نے خود اس موضوع کو چھیڑا گفتگو کرنے کے لیے میں نے سوچا تھا کہ وہ کہے گا آخر کب تک ہم اس طرح ایک دوسرے سے ملتے اور دور رہیں گے مجھ سے تمہاری یہ جدائی برداشت نہیں ہوتی تم نہیں جانتی کہ میں ساری رات کس طرح انگاروں پر لوٹتا رہتا ہوں اگر کچھ دنوں تک یہ سلسلہ یوں ہی چلتا

2014 جولائی

Digest.pk

آخری عشق

جاتی ایسا لگ رہا تھا کہ بھوپال آگیا ہو کمرے میں وہ دونوں جالور لگ رہے تھے شاید ان کی گفتگو سے اندازہ ہوا تھا میں نے ایک لمحے میں بہت کچھ سوچ لیا تھا۔ انتقام۔ میں باہر نکل دو روزہ بند کیا اور گھر آگئی نزیح پولیس اسٹیشن کا نمبر لیا اور فون کیا پہلی بار میں نے کسی کو فون کیا تھا شام کو طی گھر آیا تو اس نے بتایا کہ آج پولیس نے مولیٰ کے مکان پر چھاپا مارا ہے ارسلان اور اس کی دوست رنگ دلیاں مناتے پکڑے گئے اور پانچ گلو ہیر وٹن بھی میں نے علی کو بتایا نہیں کہ یہ فون میں نے کیا تھا اس کہنے نے مجھے دھوکہ دیا تھا میرا گھر اجاڑنا چاہتا تھا مجھے میرے سہاگ سمیت قتل کر دینا چاہتا تھا رات کو جب علی بستر پر دراز ہوا سونے کے لیے تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ مجھے بے حد خوبصورت اور پیارا لگا اور میں اپنے فریب کے جال سے نکل آئی اپنے رب سے گناہوں کی معافی مانگی اور دیر تک اسے سوچتی ہی رہی جس کی والہانہ محبت و چاہت کو یکسر میں نے نظر انداز کر دیا تھا وہ کتنا نکلیں انسان تھا اور میں خوبصورتی اور دولت کے چکر میں اسے بھول گئی تھی میں پہلی بار وارنٹی والہانہ انداز اور پوری خود سپردگی سے اس پر نچاؤ ہو گئی وہ سحر زدہ ہو کر مجھے دیکھ رہا تھا۔

زندگی صرف جلی ہوئی ہڈیاں ہی نہیں بلکہ اس میں مڑ کے دالوں کی طرح غلوں کے موتی بھی ٹھہرے ہیں دھنیے پودے کی طرح ہری ہری گھاس لھار اور گاجر کی طرح خوش رنگ پھول کڑوے کرلیوں کی طرح دشمن بھی ہے ہمیں پالک کی طرح مل بھل کر رہنا چاہیے زندگی تو ایک پیاز کی مانند ہے جس میں موتیوں کی طرح آنسوؤں کی لڑیاں بھیں ہیں لیکن ہمیں چاہیے کہ سلاہ کی طرح ایک ہی ڈش بنیں رہیں یہی زندگی کی ڈش ہے۔

آخری مشق

جواب 43

Digest.pk

آخری مشق

سب ایک دن میں نے ارسلان کو دکھائے چونکہ میں جلد از جلد اپنے شوہر سے نجات چاہتی تھی لہذا ہم نے متفقہ طور پر اگلی رات کو عمل کرنے کا فیصلہ کر دیا دوسرے دن علی کے دفتر چلے جانے کے بعد میں نے کپڑے بدلے اور برقع پہن کر فلیٹ چلی گئی میرا دل بہت گھبراہٹا تھا اس لیے سوچا کہ چلو کچھ دیر فلیٹ جا کر آرام حاصل کروں جب میں فلیٹ کے دروازے پر پہنچی تو اندر سے ارسلان کی آواز سنائی دی جیسے وہ فون پر کسی سے بات کر رہا ہو میں نے چابی تالے کے سوراخ میں ڈال کر دروازہ بے آواز کھولا اور بند کیا اور ٹیوی لائیچ میں پہنچ کر ٹھک کر رہ گئی سامنے خواب گاہ تھی اس کی دہلیز پر پردہ پڑا ہوا تھا خواب گاہ میں ایک عورت کی لہسی کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہی تھی کہ، واہ کیا خوب منصوبہ بنایا ہے آپ نے ہم پر سوچ مجھے بچے والی فلیٹ سے نکل جائیں گے دہلیز اور بے چارہ بعد میں خود ہی ذلیل و خوار ہو کر بیٹھ جائے گی۔ کہیں ایسا نہیں کہ تم مجھے فریب دے رہے ہو وہ ٹھک آ کر بولی تم اپنے دوست کی بیوی سے رنگ دلیاں منانے چلے جاتے ہو۔ وہ میری محبوبہ نہیں اور نہ ہی میں اس کے عشق کرتا ہوں ایک کھلوتا ہے وقت گزاری کا تمہیں خواہ مخواہ شک ہو رہا ہے مجھ پہ اتنے عرصے بعد تو اتنا اچھا مال ہاتھ لگا ہے کیسے اس موقع کو گنوا دیتا تمہیں پتا ہے کہ ہم کتنے عرصے پہلے خواب دیکھ رہے ہیں ابھی زندگی کا اور سنو میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تو رین کو بھی گولی مار دیں گے تاکہ کوئی بھی سراغ نہ دے ارسلان کی آواز گونج رہی تھی اور یہ بریف کیس ہے اس میں پانچ گلو ہیر وٹن ہے نہایت عمدہ قسم کی اس سے بھی کروڑوں پولیس گے وہ کہہ رہا تھا میری نظروں کے سامنے دنیا اندھیر ہو گئی اگر میں کرسی کا سہارا نہ لیتی اور اعصاب کی مالک نہ ہوتی تو شاید بے ہوش ہو کر گر

شیشے کی گڑیا

تحریر۔ رفعت محمود۔ 03005034313

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
 اور اللہ سے دعا ہے کہ جواب عرض کی پوری فیم کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھے اور دن و گنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔ یہ دل بھی جانے کیا شے بٹائی ہے ہر کسی کے لیے اس دل میں ایک نہ ایک کوٹنا بنا ہوا کہیں یہ ماں کے لیے روتا ہے اور کہیں اس کو باپ کی کمی محسوس ہوتی ہے اور کہیں یہ اس کو بھائی کا پیارا اور کہیں بہنوں کی ڈانٹ پیار اور وہ رعب جو بچپن میں ملتا ہے اور ساری زندگی نہیں بھولتا اس کہانی میں بھی ایک ایسا درد ہے جو شاید میری طرح اور بھی بہت سے انسانوں کو ملا ہوا ہے یہ کی، بہن کی ہے اور خدا کسی کو بھی کوئی کمی نہ دے میری دعا ہے میری بہن سدا خوش رہے اور پھولوں کی طرح مسکراتی رہے خدا نے ہمیں بہن تو دی مگر ہماری وہ کی پوری نہیں کی جس کو ہم تر سے ہیں، بہن کا پیار لڑائی، جھگڑا رعب یہ سب ابھی تک ادھورا ہے خدا را اگر بہن دی ہے اس کا پیار بھی ہمارے نصیب میں کر دو مجھے امید ہے سب کو پسند آئے گی میری یہ کاوش میں نے اس کہانی کا نام شیشے کی گڑیا رکھا ہے۔ وارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخو ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اچھے شیشے کی تھی اس لیے خراب نہ ہوئی تھی یہ گڑیا میری حاصل زندگی اور سرمایہ حیات ہے ایک زمانے میں یہ گڑیا میرا دل پسند کھلونا تھی اس گڑیا کو میں بہت آرزوؤں کے بعد پایا تھا ایسا معلوم ہوتا کہ تھا کہ میں دنیا کا خوش نصیب بچہ ہوں مجھ جیسا خوش نصیب پورے جہاں میں اور کوئی نہ ہوگا۔
 اس گڑیا کو میں سکول بیگ میں رکھ کر سکول لے جاتا تھا اور اپنے دوستوں کو دکھاتا اور مفرور ہو گیا تھا کیوں کہ اتنا حسین و جمیل کھلونا کسی دوسرے کے پاس نہیں تھا اتنے خوبصورت کھلونے ہمارے ملک میں کہاں بنتے ہیں یہ کھلونے تو ترقی یافتہ ملک ہی بناتے ہیں۔

آج بارہ برس کے بعد مجھے لیلیٰ کی یاد شدت سے آئی دل میں ایک ہوک اٹھی اور میں ترپنے لگا کہیں کسی غلط فہمی کا شکار تو نہیں ہوں۔
 میں آپ کو بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ لیلیٰ میری اکلوتی بہن ہے مگر اس مقدس رشتے کو صرف چند لوگ ہی جانتے ہیں۔

پرانے کمرے سے صفائی کرتے ہوئے مجھے پرانے صندوق سے لیلیٰ کی شیشے کی گڑیا ملی گڑیا پر نظر پڑتے ہی میرے دل کو نہیں سی گئی اور میں لیلیٰ کے لیے تڑپ اٹھا کافی عرصہ پڑے رہنے سے گڑیا اپنا اصل رنگ کھو چکی تھی آنکھوں کی خوبصورتی اور چمک ابھی بھی اس میں باقی تھی کیوں کہ وہ گڑیا

نولائی 2014

Digest.pk

شیشے کی گڑیا

ہمارے پاس بھی تو یہ بیرونی ملک سے آئی تھی یہ گڑیا میرے تمام دوستوں کے کھلونوں سے زیادہ خوبصورت تھی اس میں بہت سے کمالات تھے اس میں دو کمالات یہ تھے کہ اس کے پیٹ کا بنن دباؤ اس کا پیٹ کھلنا شروع ہو جاتا اور اس میں سے عطر کی شیشی نکلتی اور خوشبو سی پھیل جاتی۔

دوسرا اسکے پیشانی پہ لگا ہوا بنن دباؤ تو یہ اپنی آنکھیں گھماتی اور زور سے پھونک مار کر زور زور سے ہنسی ہے شیشے کی گڑیا نے پورے سکول میں دھوم مچا دی تھی اور مجھے اس گڑیا کی وجہ سے کافی شہرت ملی تھی بہت سے بچے جو مجھ سے جلتے اور حسد کرتے تھے۔

اس وجہ سے کہ وہ میری برائی کرتے رہتے تھے اور مجھے پنچر سے مار پڑتی تھی وہ باتیں اور لڑائی میں آج تک نہیں بھولا شیشے کی گڑیا کی باتیں کرتے کرتے میں لیلیٰ کو تو بھول ہی گیا تھا یہ گڑیا مجھے لیلیٰ نے دی تھی میں بچپن میں بہت شرارتی تھا میرے بھائی اور امی شرارتوں سے بہت تنگ تھے اس وجہ سے آئے دن مجھے مار پڑتی رہتی۔

محلے میں میری امی کی بہت عزت تھی اس عزت کی وجہ یہ تھی کہ امی محلے میں روئے دیتی رہتی تھیں اور اکثر شادیوں میں اپنا زیور بھی عورتوں کو پہننے کے لیے دیتیں عورتوں میں یہ باتیں عام تھیں تھی کہ میری امی کا شوہر بہت امیر تھا اور جاپان میں تجارت کرتا تھا اس کا شوہ اس کو ہر ماہ دو لاکھ خرچہ دیتا تھا۔

میرے ابو کوئی سال سے جاپان میں مقیم تھے اور وہی اپنا کاروبار کرتے تھے امی کو ہر ماہ خرچ کے لیے کافی روپیہ بھیج دیتے تھے ہم اپنے والدین کے چار بیٹے تھے ہماری کوئی بہن نہیں تھی اس وجہ سے بڑوں والے ہمیں بہت خوش قسمت سمجھتے تھے کہ انہیں بیٹی کی بچپن سے جوانی اور بڑھاپے تک

بیانے کی کوئی فکر نہیں ہے۔

ہمارے بڑوں سلگنی کی بارہ بیٹیاں تھیں چار بیٹوں کے بعد میرے والدین کو قدرتی طور پر بیٹوں کی آرزو تھی جب چوتھی بار بچے کی پیدائش تھی تو سب بہت خوش تھے کہ اس بار بیٹی ہوگی اور امی نے تین ماہیں اور درباروں پہ چڑھا دے چڑھائے ہوئے مگر جب میں پیدا ہوا تو سب ہی مایوس ہو گئے تھے جیسے میں پہلے سے بتا چکا ہوں کہ میں شرارت سے شیطان کے کان کاٹا تھا۔

امی جب کپڑے پہنتی تھیں تو میں مٹی میں کھیل کر سب گندے کر دیتا تھا مار پیٹ کا مجھ پر اثر نہیں ہوتا تھا مجھے ابو کا ساتھ رہنا یاد نہیں مجھے تو ان کی شکل بھی یاد نہیں ہے گھر میں چاروں طرف ابو کی تصویریں آویزاں تھیں ان کو دیکھ کر ذہن پر ابو کی شکل نقش ہو جاتی تھی میں چھوٹا سا ہی تھا کہ ابو جاپان چلے گئے تھے میرے تینوں بھائی جاپان میں ہی پیدا ہوئے تھے میں پیدا ہونے والا تھا کہ ہمارا خاندان اپنے آبائی گاؤں واپس چلا آیا تھا۔

اب تو ابوسالوں بعد ہی آتے تھے ابھی میں چار سال ہی تھا کہ ابو کا آنا بند ہو گیا۔

تہائی میں میں اکثر یہ سوچتا رہتا تھا کہ شاید گھر والے مجھے اس لیے ناپسند کرتے ہیں کہ میں نے ان کی ایک بیٹی کی جگہ لے لی جس کی سب کو تمنا ہے شاید یہی وجہ سے میرے ابو گھر نہیں آتے تھے امی اگر میں لڑکی ہوتا تو ایک روز امی نے زبردستی پکڑ کر اپنے پاس سونے کو کہا تو میں پوچھا۔ چپ رہو خاموش رہو امی نے چیخ کر کہا اور انہوں نے مجھے اپنے پاس سے اٹھا کر بھاگ دیا اور وہ دوپہر میں درختوں میں گھوم گھوم کر گزاری تھی بہن کا وجود کتنی بڑی نعمت ہے میرے تمام دوستوں کی بہنیں تھیں کسی کی چھوٹی تو کسی کی بڑی بھوکی بہن عذرا تو اس کی کتابوں پر جلدیں چڑھانی

جولائی 2014

جواب 98

شیشے کی گڑیا

Digest.pk

میرے ابو کا تھا انہوں نے لکھا تھا کہ میں بہت جلد گھر آ رہا ہوں ابو کے گھر آنے کی وجہ سے گھر میں کہا کہی ہو گئی تھی میری خوشی کی تو کوئی بھی انتہا نہیں تھی میں ابو سے چھ سال بعد ملنے والا تھا میں ہر ایک سے پوچھتا کہ جاپان کا سفر یہاں سے کتنے دن کا ہے تو وہ بتاتے کہ جہاز پہ چوبیس گھنٹے لگتے ہیں۔

میری امی بھی ایک ایک دن گمن کر گزار رہی تھیں ایک روز انہیں نے بتایا کہ تمہارے ابو اتوار کو آ رہے ہیں ہم سب بہت ہی خوش تھے اتوار کی صبح ابو گھر آئے تو سب سے پہلے میرے بڑے بھائی نے انہیں کھڑکی سے آتے ہوئے دیکھا ان کے پیچھے دو آدمی ان کا سامان اٹھائے ہوئے تھے۔

جیسے ہی وہ گھر میں داخل ہوئے انہوں نے مجھے سینے سے لگا لیا اگر مجھے کوئی فخر یا احساس پیدا ہوا تو وہ اسی لمحے ہوا تھا ابو نے سب کو باری باری بہت پیار کیا اور میں انہیں غور سے دیکھے چار ہاتھ ابو میرے تصورات سے زیادہ سائنو لے سے تھے انہوں نے بہت خوب صورت سوٹ پہنا ہوا تھا چانگھیری نظر ایک چھوٹی سی ہنسی پر پڑی جو ان کے پیچھے کھڑی تھی اس کا رنگ سفید تھا چہرہ گول منول اور آنکھوں میں چمک اس کے سنہرے تھکنگے یا لے بال اس کے کندھوں پر پھیلے ہوئے تھے اس نے سفید فراک جس پر بڑے بڑے سرخ پھول بنے ہوئے تھے پہنی ہوئی تھی اور مجھ سے قد میں کچھ بڑی تھی۔

ابو نے اسے جاپانی زبان سے کچھ کہا تو وہ گھبرائی ہوئی آئینہ میں آنکھڑی ہوئی سارے گھر کی آنکھیں اسی لڑکی پر لگی ہوئی تھیں ابو کو نظر انداز کر کے سب اس کو دیکھ رہے تھے جانا کہ ابو چھ سال بعد آئے مگر سب اس لڑکی کو اچھے سے جانتے رہے ان

اور ان پر خوبصورت تصویریں بتاتی اکثر وہ اپنے بھائی کا سکول کا کام بھی خود ہی کر دیتی تھی۔

اور جواد کی بہن کی تو شادی بھی ہو گئی ہے سنا ہے اس کے شوہر کی بہت بڑی موٹھیں تھیں جواد حزن سے لے لے کر مجھے اپنی بہن کی شادی کے بارے میں بتاتا تھا شادیاں بھی کتنی دھوم دھام سے منائی جاتی ہیں گھر میں چڑاغاں اور قہقہوں سے جی ہوئی لوگوں کے لیے بیٹھنے کی جگہ اور ڈھولک پر لڑکیوں کے شادی بیا کے گیت اور لوگوں کا ایک بڑا سا شور و غل یہ سب چیزیں مجھے بے حد پسند تھیں مگر افسوس یہ تھا کہ میرے گھر میں کوئی بھی بہن نہیں تھی اور نہ ہی ہمارے گھر میں بہن کی کوئی بارات آئے گی۔

اگر میری کوئی بہن ہوتی تو اس کی شادی بھی بڑی دھوم دھام سے ہوتی میں اپنی کتابوں پر جلدیں خود چڑھاتا ہوں سکول کا کام کرنے کے لیے اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں تو وہ انکار کر دیتے ہیں اور اگر میں ضد کرتا ہوں تو وہ میرے کان کھینچتے ہیں۔

ابو بہت باتا عددی سے خطوط لکھتے ہیں میرا بڑا بھائی جو کہ میٹرک میں تھا وہ خطوط بڑھ کر سنایا کرتا تھا وہ ہر خط میں میرا ذکر کرتے تو مجھے بڑا فخر سا محسوس ہوتا ابو کے متعلق میں ہر وقت سوچتا رہتا جو ہم سے اتنی دور تھے جاپان میں ان کا اپنا کاروبار تھا۔

میرے بھائی جاپان کی عجیب و غریب کہانیاں سنایا کرتے تھے جو بچہ وہاں سکول نہیں جاتا تھا اس کو لاوارث بچہ سمجھا جاتا تھا دو پہر کے وقت بچوں کو گھروں سے نہیں نکلنے دیتے تھے ان کی یہ باتیں سن کر میں حیران سا ہو جاتا تھا کہ میرے ابو وہاں پتا نہیں کیسے رہتے ہوں گے۔

ایک دن ہمارے گھر ایک خط آیا تھا

سے لپٹ گئی اور دادی اماں کی طرف اشارہ کر کے وہ چا پانی زبان میں کچھ کہتی رہی۔

مجھے اس لڑکی کا چیخنا بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا اور نہ ابو سے جا کر لپٹنا، اس رات میں نے امی ابو کو لڑتے سنا اور دونوں ساری رات لڑتے رہے یہ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ امی ابو سے اس قدر ناراض کیوں ہیں میرے اندازے کے مطابق حالات کچھ خطرناک تھے۔

سب آپس میں باتیں کر رہے تھے کسی نے کھانا کھایا اور کسی نے نہ کھایا آخر میں سوپنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ سب گڑبڑ اس لڑکی کی وجہ سے ہوئی ہے۔

اس لڑکی کے نقوش سے تمہیں ظاہر نہیں ہو رہا وہیں آنکھیں وہی ناک تمہارے شوہر کی ہے ہمارے پڑوس کی سلکی نے کہا۔

ارے بہن تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے امی نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

ان باتوں کو میں سن کر سمجھ گیا کہ لیلیٰ ابو کی اپنی بیٹی ہے اور میری بہن مجھے یہ بات سن کر بہت سی خوشی ہوئی لیکن یہ سب لوگ باتیں کیوں کر رہے ہیں میں سوچ رہا تھا کہ مجھے لیلیٰ کی زبان تو سمجھ نہیں آتی تھی لیکن میں اس کی معصوم نگاہوں کو دیکھنے لگا تھا مجھے ابھی تک یہ علم نہیں تھا کہ میری بہن عمر میں مجھ سے چھوٹی ہے یا بڑی ہے میں پوچھنا چاہتا تھا مگر میری ہمت نہیں بڑھتی تھی۔

میں نے جب کوشش کی اپنی بہن سے دوستی کرنے کی تو وہ ہم سے دور رہتی گھر بھر میں وہ صرف ابو کے پاس رہا کرتی تھی دن کے وقت وہ ہر وقت اپنے اپنی کیس کے پاس بیٹھی کھیتی رہتی تھی اگر اس سے کوئی بات کرتا یا اس کا ہاتھ پکڑتا تو وہ زور زور سے چیخا مگر وہ کب لڑتی تھی

آدمیوں نے سامان برآمدے میں رکھا اس سامان میں ایک نیلا سا اٹیچی تھا جب اسے رکھا گیا تو لڑکی نے فوراً اسے الٹ کر کے رکھ دیا اور خود میرے پاس آکر کھری ہو گئی چائے منگوائی گئی میری دادی اماں جب کمرے سے باہر آئیں تو ماحول کچھ سا زگمگم سا ہوا غصن کم ہوئی خاموشی فوٹ گئی۔

چنانچہ صبح کی فلیٹ سے آئے ہوادادی اماں نے ابو کو پیار کرتے ہوئے پوچھا۔

جی امی فلاٹ کچھ لیٹ تھی ابو نے بڑے ادب سے جواب دیا۔

وقت بھی کتنا بدل گیا ہے پہلے لوگ سالوں میں پہنچتے تھے اب تو فاصلے سمٹ گئے ہیں۔ دادی اماں نے کہا۔

باتوں کے دوران دادی اماں بڑے غور سے لڑکی کو دیکھ رہی تھیں جو حیران کھڑی تھی جیسے وہ اندھیرے میں طویل مدت گزار کر آئی ہو امی ابھی تک ابو کے پاس نہیں آئیں تھیں یہ بات مجھے عجیب سی لگی کہ چھ سال بعد ابو گھر آئے ہیں اور وہ ان سے ملنے بھی نہیں آئیں گھر کے ماحول میں ایک خاموشی سی طاری تھی ابو بتا رہے تھے کہ جاپان میں ایک ایکسیڈنٹ میں کچھ لوگ ہلاک ہو گئے ان میں ابو کے ایک دوست بھی ہلاک ہوئے اور یہ لڑکی ان مرحوم کی بیٹی ہے لیلیٰ کا اس دنیا میں کوئی بھی نہ رہا تھا۔

جب وہ چھوٹی سی تھی تو اس کی امی اللہ کو پیاری ہوئی اور پھر ابو نے اسے سہارا دیا تو وہ بھی چل بسے اس لیے میرے ابو اسے اپنے ساتھ پاکستان لے آئے ہیں۔

مجھے اس چیم بنگی پر بہت رحم آیا وہ شکل و صورت سے بہت پیاری تھی دادی اماں نے اسے بلایا تو وہ انجان بن گئی دادی اماں نے خود جا کر اس کے سر پر ہاتھ سے ہاتھ رکھا تو وہ چیخ کر ابو

انہوں نے مجھے قریب بلا کر کہا۔
جیہا تم سکول نہیں جا رہے ہو۔
جی نہیں میں سب کچھ بھول کر بولا۔ دراصل
ابو آپ کے آنے کی وجہ سے میں نے چھٹیاں لی
ہوئی ہیں اس کے بعد انہوں نے کچھ نہیں کہا میں
بھی چپ رہا تھا اس کے بعد میں نے گڑیا کے
متعلق سوچنا چھوڑ دیا تھا سکول میں سب دوست
مجھے تنگ کرتے ان کو گیلی کے بارے میں علم ہو چکا
تھا۔

دکھائیں۔۔ ایک لڑکی یا سمین بلند آواز میں
کہہ رہی تھی۔ سنا ہے کہ تیرے ابو جاپان سے ایک
لڑکی بھی ساتھ لائے ہیں کہاں سے۔ پیچھے سے کئی
آوازیں آئیں یہ سن کر میرا دل سب کو مارنے کو
چاہا لیکن میں خاموش رہا کیوں کہ کل ہی یا سمین
نے مجھے چاکلیٹ دی تھی۔

لیکن پھر بھی اسے ابو کے بارے میں ایسی
بات نہیں کرنی چاہئے تھی ابو کی کوئی بیوی جاپان
سے یہ بات بالکل جھوٹ تھی یا سمین کو بھلا کیسے پتہ
ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں پھر بھی یہ خیال
مجھے تنگ کرتا رہتا ہی میں نے ایک روز امی سے
پوچھا۔

میری کلاس فیلو یا سمین کی امی کہتی ہے کہ
۔۔؟

کیا کہتی ہے۔۔ امی نے میری بات غصے
سے کانٹے ہوئے کہا یہی کہ ابو کی ایک اور بیوی
اور بچے جاپان میں ہیں۔

میں نے دھیرے سے پوچھا تو امی نے کہا
کہ مجھ سے کیا پوچھتا ہے جا کر اپنے باپ سے
پوچھ ابو کو آئے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا میں ان
کے ساتھ والے کمرے میں ہوتا تھا۔

ایک رات جب میں سو رہا تھا تو میں
نہ کھلا کھلا ابو کے اس طرح باپس کھڑی تھی

اس کا انہی خوبصورت کپڑوں سے بھرا ہوا
تھا جب وہ اسے کھولتی تو عطر کی خوشبو سے فضاء
مہک جاتی اس کے آنے کے دو دن بعد مجھے وہ
شیشے کی گڑیا نظر آئی اس نے اپنا اٹیچی کھولا تو میں
نے جیکے سے جھانکا اس کی فرائیڈ کے درمیان وہ
شیشے کی گڑیا رکھی ہوئی تھی۔

یہ کیا ہے۔ میں نے اسے پوچھا تو اس نے
مجھے غور سے دیکھا اور مجھے محسوس ہوا کہ وہ میرا
مذاق اڑا رہی ہے اسے میری زبان کی سمجھ نہیں آئی
میں نے اس گڑیا کی طرف اشارہ کیا تو اس نے
گڑیا باہر نکالی وہ خود اس کی خوبصورتی میں کھو گئی
تھی اس نے اس کے پیٹ کو چھوا تو گڑیا کی
آنکھیں کھولنے لگیں۔

مجھے دکھاؤ میں نے شرماتے ہوئے اسے
کہا۔

میں نہیں چاہتا تھا کہ مجھے کوئی گھر والا دیکھے
ورنہ وہ مجھے ڈانٹنے لیتی نے مجھے گھور کر دیکھا اور
خاموشی سے گڑیا کو اٹیچی میں رکھ دی اس کی اس
حرکت سے مجھے بہت دکھ ہوا اور میں بد دل سا
ہو گیا لیکن کو غم تھا کہ مجھے اس کی گڑیا اچھی لگی ہے وہ
مجھے دیکھ کر جلانے کے لیے گڑیا نکال لیتی اور خود
کھیل کر رکھ دیتی مجھے لپٹی بہت ہی بد و ماغ معلوم
ہوتی اگر مجھے گڑیا کی ضرورت ہوتی تو میں ابو سے
کہتا وہ مجھے بازار سے لادیتے میں اس خیال سے
دل کو تسلی دے لیتا اگر مجھے گڑیا مل جاتی تو مجھے خوشی
ہوتی میں اس کو سکول لے جاتا اور دوستوں کو
دکھاتا میں ابو سے کہوں گا لیکن میں تو ابو سے بات
کرنے میں ڈرتا ہوں ویسے کوئی خاص وجہ تو نہ تھی
لیکن مجھ میں بات کرنے کی ہمت نہ تھی ابو بھی مجھ
سے زیادہ بات نہیں کرتے تھے۔

میں تو دور سے ہی ان کو دیکھتا تھا لیکن ہمت
کر کے میں گڑیا کے بارے میں کہنے لگا تھا

شیشے کی گڑیا

جولائی 2014

سہ ماہی 99

نواز امی کے رشتہ دار بھائی تھے اور وہ جاپان میں ہی رہتے تھے ابو خاموش ہو گئے۔ مگر امی کا غصہ اور بھی بڑھ گیا اور پھر وہ ایک دوسرے کو طعنہ دینے لگے بستر پر لیٹ کر میں اللہ کے حضور گڑ گڑا کو دعا مانگ رہا تھا۔

اے اللہ اس جھگڑے کا انجام برائہ ہو ایک روز مجھے چیزیں پھینکنے اور لڑنے جھگڑنے کی آوازیں آئیں میں نے کانوں میں انگلیاں دے لیں مگر آنکھوں سے آنسو جاری تھے کافی دیر کے بعد مجھے امی کے سیر حیاں اترنے اور سسٹے کی آواز میں آئیں صبح جب میں اٹھا اور دیکھا کہ ابو اپنا اور بلی کا سامان پیک کر رہے ہیں۔

ابو کہاں جا رہے ہیں میں نے بڑے بھائی سے پوچھا۔۔۔

جہنم میں۔۔۔ وہ جھلا کر بولا۔ میں نے خود سے سوال کیا آخر سب کو کیا ہو گیا ہے لیکن اس بات کا میرے پاس بھی جواب کہاں تھا۔

ابو نے پہلے دادی اور پھر امی کو الوداعی سلام کیا پھر ہم سب کو سینے سے لگا کر پیار کیا میرے دونوں بھائیوں نے اپنی آنکھیں صاف کیں ابو نے یوں دیکھا جیسے یہ منظر انہوں نے دیکھا ہی نہ ہوا انہوں نے بلی کو اپنی زبان میں کچھ کہا۔

اور وہ فوراً اٹھ کر کھڑی ہوئی اس کی فراق بہت پیاری تھی بڑے بڑے گلاب کے پھول بنے ہوئے تھے میں ستون سے لگا خاموش کھڑا تھا وہ میرے نزدیک آ کر مسکرائی مگر میں مسکرا بھی نہ سکا وہ میرے اور قریب آئی اور شیشے کی گڑیا مجھے تھما دی اور ایک بار پھر مسکرائی اور پھر اپنی زبان میں کچھ کہتی ہوئی سیر حیاں سے نیچے اتر گئی۔

ابو آگے اور بلی ان کے پیچھے پیچھے ہو جھل قدموں سے چلتے ہوئے دروازے سے باہر نکل گئے اور وہ ہم کو سوں دور جا رہے تھے۔

بلی کی طرح ہم بھائیوں نے آج تک ابو سے کبھی کھل کر بات نہیں کی تھی مجھے بلی سے جلن سی ہونے لگی تھی میرا خون کھول اٹھا تھا میرے پاس نہ اچھے کپڑے تھے نہ شیشے کی گڑیا تھی پتلون ہمیشہ گندی رہتی اور اس میں جن بھی نہیں تھے کیا یہ وجہ ہے کہ ابو مجھے پسند نہیں کرتے۔

اس وقت میرا دل چاہا کہ خوب روؤں اور پھر میں سسکیاں لے کر خوب رویا ایک دم مجھے ابو کے بلانے کی آواز آئی۔

جی ابو ابھی آتا ہوں۔۔۔ میں نے جواب دیا میں آہستہ سے ابو کے کمرے میں داخل ہوا تو بلی ابو کے گلے میں بائیں ڈالے بیٹھی تھی مگر میں نے اسے نظر انداز کر دیا۔

آؤ وقاص بچا۔۔۔ یہ کہہ کر ابو نے مجھے گلے سے لگا لیا اور چا پالی زبان سے بلی سے کچھ کہا پتہ نہیں ابو نے بلی سے کیا کہا تھا لیکن اب مجھے معلوم ہو گیا تھا اس رات ابو نے کہا تھا کہ بلی یہ تمہارا بھائی ہے اس رات گھر میں ایک طوفان پیدا ہو گیا تھا۔

وہ لاواہ جو پچھلے آٹھ دنوں سے پک رہا تھا ایک دم ابل پڑا امی اور ابو میں سخت لڑائی ہوئی کسی کی ہمت نہیں تھی کہ درمیان میں آتا یہ لڑائی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی گئی ابو کی تو یہی کوشش تھی کہ اپنے اوپر قابو پائے رکھیں کہ تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو وہ اپنی صفائی میں کہتے رہے امی کہتیں۔

تمہاری صفائی پر یقین کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے سب کچھ پتا چل گیا ہے امی نے غصے سے کہا۔

تمہیں کیا پتا ہے ابو نے غصے میں کہا۔ تمہیں کچھ پتا نہیں۔

مجھے بے وقوف مت بناؤ مجھے نواز نے سب کچھ لکھ دیا ہے۔ ابی نے طیش میں آ کر کہا۔

جولائی 2014

100

Digest.pk

سفر میں حوس لو ہوں سین
لبو پر لفظ روتا ہے، لبو پر لفظ روتا ہے
یہی وعدہ لیا تھا نا
ہمیشہ خوش ہی رہنا ہے
تو دیکھ لو آ کر
(پر یا، انگ)

غزل

دن رات ترسے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
ہم ٹوٹ کے بکھرنے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
کچھ اپنی تم کو تلائیں کیا حال ہمارا ہوتا ہے
ہم تمہارے گلتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
یہ سانس بھی ختم جاتی ہیں یہ دھڑکن بھی رک جاتی ہے
ہم جینے مرنے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
جب تم کو بھولنے لگتے ہیں تو خود کو مردہ پاتے ہیں
ہم پھر سے جینے لگتے ہیں جب یاد تمہاری آتی ہے
(روینہ نواز، راجن پور)

غزل

کیسے ہم اپنی محبت کو اس کے سامنے جان کریں
وہ ہماری زندگی ہے یہ کہہ کر کیوں اسے حیران کریں
ہم تو اجڑ چکے ہیں محبت کی راہوں پہ چل کر
اب اس کی زندگی کو کیوں ہم دیران کریں
چھوڑ دیں گے اس کی دنیا کو اک دن ہمیشہ کے لیے
اسے کہہ دو کہ وہ نہ خود کو اتنا پریشان کرے
(روینہ نواز، راجن پور)

چند حوس بعد میں قمرات کی سردیوں سے
اجہل ہوئی آج بارہ برس بعد پھر مجھے لیلیٰ کی یاد
آئی اور میں اس بارے میں سوچ رہا ہوں شاید
میں اسے یاد بھی نہ ہوں لیکن میری دعا ہے کہ اللہ
میری بہن کو جو مجھ سے کوسوں دور ہے ہمیشہ خوش
خبر رکھے آمین۔
قارئین کیسے لگی میری کاوش اپنی قیمتی رائے
سے ضرور نوازے گا مجھے بے چینی سے انتقاد ہے
گا اور میں مشکور ہوں ان قارئین کا جو میری
کہانیاں پسند کرتے اور میری حوصلہ افزائی کرتے
ہیں آخر میں سب کے لیے دعا گو ہوں اللہ سب کو
خوش رکھے آمین۔

یہی وعدہ لیا تھا نا.....

ہمیشہ خوش ہی رہنا ہے، تو دیکھو
دیکھ لو آ کر، میری آنکھوں کو دیکھو تم
یہ کتنی شوخ، کتنی
میرے ہونٹوں کو دیکھو لم، ہمیشہ مسکراتے ہیں
یہی وعدہ لیا تھا نا.....
ہمیشہ خوش ہی رہنا ہے تو دیکھو، دیکھ لو آ کر
کوئی بھی غم اگر آیا، اسے ہنس کر سہا میں نے
میرے چہرے کو دیکھو تم، ہمیشہ پر سکون ہو گا
تو سوچو گے کیا تھا جو میں نے تم سے
وہ وعدہ کر دیا پورا
مگر اک بات ہے پیارے، کبھی جو وقت مل جائے
تو میری شاعری پڑھنا، تمہیں محسوس ہو گا
کہیں کتنی بھرا لہجہ، کہیں یہ سرد سا لہجہ
کہیں پُر درد کی جھمبیلیں
کہیں لہجے کی کڑواہٹ

جولائی 2014

جواب عرض 101

شیشے کی گڑیا

Digest.pk

بدنامی کی موت

۔۔ تحریر۔ مصباح محبوب۔ گجراتی، جڑانوالا

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آپ کی خدمت میں ایسی کہانی لے کر حاضر ہوئی ہوں جو سبق آموز کہانی ہے مجھے امید ہے کہ آپ سب کو پسند آئے گی اور آپ میری حوصلہ افزائی ضرور کریں گے یہ ایک نئی اور ہمارے اپنے ہی علاقے کی کہانی ہے میں نے اس کا نام۔ بدنامی کی موت رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کو تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتنا قید ہوگی جس کا ادارہ یا انٹرنیٹ مددگار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

کہانی بالکل سچی ہے اور میرے ہی علاقے
کی ہے دسمبر کی سرد ترین رات تھی جب ناصر
اپنی بھائی کے پیچھے اپنی پھوپھو کے گھر گیا تھا اپنی
بھائی سے کہنے لگا کہ بھائی رخسانہ کسی کے ساتھ
بھاگ گئی ہے بھائی ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔
اچانک بھائی کی نظر رخسانہ کے والد پر پڑی
جو کافی دیر سے وہاں کھڑا کچھ ڈھونڈ رہا تھا سب
کے چہروں کو پہچان رہا تھا۔
لیکن ایسا لگ رہا تھا جو کچھ وہ ڈھونڈ رہا تھا
اسے نظر نہیں آ رہا تھا اسی طرح رات گزر گئی پھر صبح
پورے گاؤں میں ڈھنڈورا پٹ گیا کہ رخسانہ بھا
گئی ہے اسی طرح تین دن گزر گئے اور کسی کی
زبان پر کچھ اور کسی کی زبان پر کچھ یعنی جتنے منہ اتنی
ہی باتیں
ناصر کی پھوپھو کی شادی نہیں کی تھی اور وہ
فقری لائن میں تھی اس کے گھر میلا لگتا نظر پکٹا تھا
لوگ جمع ہوتے تھے ہر کوئی وہاں آتا جاتا کھانا
کھاتے لوگ ان کے ہاں کسی دربار کی طرح

گزر رہے تھے۔
ناصر کی پوری فیملی پھوپھو کے گھر تھی اس دن
جس دن بھائی نے ناصر کو بتایا ٹھیک تین دن بعد فجر
کی آذان کے وقت رخسانہ کے گھر سے نکلنے
کی آواز آئی جیسے کوئی اتنی اونچی آواز میں رو رہا ہو
محلے والے اکٹھے ہو کر ان کے گھر گئے تو رخسانہ کی
ماں اونچی آواز میں رو رہی تھی۔
اور رخسانہ چار پائی پر مردہ حالت میں پڑی
تھی ان کے گھر میں مہمان آئے اور اسے نہلانے کا
وقت آیا گاؤں میں جو عورتیں مردوں کو نہلاتی ہیں
جب اسے نہلانے لگیں تو اس کے گلے میں نشان
تھے صبح تو معلوم ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے لیکن جو بات
سامنے آئی اس سے پتہ چلا کہ رخسانہ کو بچلی لگا کر مارا
گیا تھا کفن دفن کے بعد آہستہ آہستہ وقت گزرتا گیا
گھر میں رخسانہ کی موت کا دکھ صرف اس کی ماں کو
تھا اور کسی کو بھی اس کا کوئی دکھ نہ تھا۔
چار بھائی تھے ایک بیرونی ملک رہتا اور باقی
گھر میں رہتے کچھ نے موسیقی وغیرہ رکھے

جنوری 2014

جواب عرض 102

بدنامی کی موت

Digest.pk



Digest.pk

ہے نہیں بتاتی اور اس نے وہاں سے سوٹ لیا اور۔
درزی کو سلائی کے لیے دے دیا۔

اس نے وہ سوٹ دینا تھا کہ پورے گاؤں
میں اس کے چرچے ہونے لگے۔

اب تو آئے دن رخسانہ کے جسم پہ کبھی کہیں
زخم ہوتا تو کبھی کہیں وہ اپنے جسم کے کبھی کسی حصے کو
کھاتی اور کبھی کسی حصے کو اور پن میں بھر کر اکرم کو خط
لکھتی تھی وہ دل و جان سے اکرم کو چاہتی تھی مگر
اکرم اپنی ہوس پوری کرتا تھا۔

اتنے میں سوٹ سل گیا اور وہ پرفیوم اور وایج
اور سوٹ لے کر اکرم کو دے آئی اور ساتھ ہی اپنے
دل کی بات کی کہ اکرم اب ہم شادی کر لیں اب
تمہارے بغیر نہیں رہا جاتا کیوں کے شادی کرتی تو
اس کے گھر والے اسے قبول نہیں کرتے ایسا کرتے
ہیں گھر سے بھاگ کر کورٹ میرج کر لیتے ہیں۔

اسے رخسانہ کی یہ ترکیب اچھی لگی دونوں نے
پلان بنایا کہ کل شام کو گھر سے بھاگ جائیں گے
اگلے شام رخسانہ گھر سے زور تمام نقدی لے کر اکرم
کے گھر آگئی ایک رات تو اس نے اکرم کے گھر میں
ہی گزار دی بنا نکاح کے ہی رخسانہ تو اس حق میں نہ
تھی کہ وہ نکاح کے بغیر اس کے ساتھ رہے مگر اکرم
نے اسے باتوں میں ایسا پھنسا یا کہ اسے مکمل یقین
دلایا کہ میں تم سے ہی نکاح کروں گا مگر پوری رات
اگلے گزار کر اگلی صبح وہ چار دوستوں کو لے کر کھیت
میں پہنچا اور انہیں ساری بات بتا دی اور آکر
رخسانہ سے کہا کہ چلو رخسانہ ہم کسی اور جگہ چلتے ہیں۔

یہ سب کچھ ادھر ہی رہنے دو جو تم لے کر آئی
ہو اگر ضرورت پڑی تو چھوٹا دے آئے گا پھر اسی
بہانے سے وہ رخسانہ کو گھر سے کھیت میں لیکر آگیا
کھیت میں چاروں کے حوالے کر کے کہ لو جو مرضی کرو

کی موت بھی تھی ہوئی جب اس کی ماں بھینسوں کا
دودھ نکالنے لگی ہوئی تھی

رخسانہ نے بہت چھوٹی عمر میں مڈل پاس کیا
تھا اس کا قد درمیانہ اور گندی رنگت اور سمارت
تھی۔

وہ بہت تیز تھی اس نے ہر کام بہت تیزی سے
سنھالتی تھی گھر کے کام اور پھر کھیتوں میں بھی اور
حویلی میں مویشیوں کا کام بھی بہت اچھی طرح
سنھالا ہوا تھا گھر سے حویلی اور پھر باہر کا کام اتنی
آزادی نے اسے موت کے قریب کر دیا تھا۔

رخسانہ کے گھر کے پاس ہی اکرم کا گھر تھا
اکرن ایک درزی تھا رخسانہ اس سے شین لینے لگی
تھی اور یہی سے اس کی تباہی شروع ہوئی تھی وہ شین
لے کر واپس مڑی ہی تھی کہ اکرم بولا۔

ایک منٹ میڈم آج آپ بہت ہی
خوبصورت لگ رہی ہو کم عمری میں کسی نوجوان سے
اپنی تعریف سن کر بہت خوش ہوئی اب تو بہانے
بہانے سے وہ اکرم کے پاس جانے لگی۔

اسی طرح ایک دو مہینے گزر گئے اکرم کی محبت
رخسانہ کے دل میں گر کر گئی اور اسے اپنے دل کی
گہرائیوں سے چاہنے لگی بھی اس کے لیے مختلف
مزیدار کھانے بنا کر لے جاتی آج اس کی پونے
والی ساس اس کی خالہ سندھ سے آئی ہوئی تھی جو
کے بہت امیر تھی رخسانہ کی والدہ کا ارادہ تھا کہ وہ
اپنے بیٹی اپنی بہن کے گھر میں بیاہے۔

لیکن اس کی خالہ امیر لوگوں کو پسند کرتی تھی
دل سے وہ اس رشتے پر خوش نہ تھی آج پھر رخسانہ
ناصر کے گھر آئی اور اس کی بھابی سے کہنے لگی کہ
میں نے اپنے منگیتر کے لیے سوٹ لینا ہے مجھے
کپڑے کا معلوم نہیں ہے کون سا سوٹ اچھا اور
کون سا برا ہے میرے ساتھ چلو اور ساتھ میں یہ بھی

کر لیتی فضاہیات کا دماغ اب اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا وہ بالکل پاگلوں کی طرح رہنے لگی۔

رفیق نے جب اپنی بیوی کی یہ حالت دیکھی تو سوچا کہ اس کے بیرونی ملک والے بیٹے کو بلا کر اس کی شادی کر دوں رفیق نے ایسا ہی کیا۔

اور اپنے بیٹے سلیم کو بلا کر اور اپنی بہن یعنی وسیم کی پھوپھی کی بیٹی سے اس کی شادی کر دی وسیم نے اپنی بیگم کے ساتھ چار مہینے گزارے تھے کہ اس کی چھٹی ختم ہو گئی اور پھر بیرونی ملک چلا گیا۔

پھر وسیم کے گھر بیٹا ہوا اور اس کے دوسرے بھائی کی بھی شادی ہو گئی تھی اس کے بان میں بیٹیاں ہوئیں اس رفیق کو اپنی پوتیوں کی شکل میں رخسانہ کوئی بار نظر آتی مگر وہ کسی کو کہہ نہیں سکتا تھا۔

کیوں کہ اگر کہتا تو اس کا پول کھل جاتا کہ اس نے اپنی بیٹی کو قتل کیا ہے۔

اور پھر رخسانہ اس کو ہر پہل ہر وقت ستانے لگی تم نے مجھے کتنی بیدار دی سے مارا ہے اب تیرے خاندان کی کوئی بھی لڑکی کو زندہ نہیں چھوڑ دیں گی۔ تم اور تمہارا خاندان پوری زندگی لڑکیوں کو ترسو گے بیٹیاں تو ہوں گی مگر تم لوگ انکو پیانہ سکو گے۔

یہ کہہ کر رخسانہ نے بجلی کے تار سے ایک تار کھینچ کر اپنے ناخنوں سے اسے پھیلا اور رفیق کے پاؤں میں پھینک دیا رفیق بھاگنا چاہتا تھا مگر اس کے پاؤں اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

اسی طرح اسی تار کے ساتھ چپک کر رفیق نے اپنی جان دے دی پھر صبح جب رفیق کا بیٹا اپنی بھینسوں کا دودھ لینے آیا اور اس نے اپنے باپ کی یہ حالت دیکھی اور ڈر گیا بجائے کہ وہ ہاتھ لگاتا مگر کچھ بھاگ گیا اور گھر والوں کو اطلاع کی اور گھر والوں نے سمجھا کہ بیٹا سے انہوں نے جلدی سے ڈاکٹر کو بلایا اور ڈاکٹر نے دیکھا تو وہ تو کافی دیر

ان چاروں نے رخسانہ کو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑا اور اس کی عزت کو تار تار کو دیا۔

رخسانہ کے والد نے اکرم کے گھر والوں کو دھمکایا کہ اگر دو دن کے اندر ہماری لڑکی نہ آئی تو میں تم لوگوں کی ساری بیٹیاں اٹھا کر لے جاؤں گا اکرم کے والد نے اکرم کو کال کی کہ جلد واپس آ جاؤ یہاں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔

اکرم کہنے لگا کہ ماں ہم تو سندھ کے قریب ہیں اور ہم جلد واپس نہیں آ سکتے اکرم کے والد نے یہ سب رخسانہ کے گھر والوں کو بتا دیا کہ وہ تو سندھ کے قریب ہیں اب ہم جلدی واپس نہیں آ سکتے۔

اکرم کے والد نے سب رخسانہ کے والد کو بتا دیا کہ وہ لوگ سندھ کے قریب ہیں اور ان کو پیار سے گھر لے جاؤ۔

رخسانہ کی خالہ تو پہلے ہی جان چھوڑنا چاہتی تھی کہیں وہ میرے گھر کی بہن بن جائے۔

رخسانہ کے والد نے اکرم کا نمبر دیا اور کہا پیار سے بات کرنا اس کی خالہ نے ان سے بات کی اور گھر آنے کو کہا ان دونوں کو ان کی باتوں پر اعتبار ہو گیا اور وہ دونوں خالہ کے گھر کی طرف چلے گئے خالہ نے انہیں بہلا پھسلا کر واپس بھیج دیا اور رخسانہ کے والد کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ اسے زندہ مت چھوڑنا۔

رفیق نے اپنی بیٹی کو تو مار دیا مگر اکرم کو کچھ نہ کہا رخسانہ کی وفات کے بعد نہ کسی نے اس کا ختم دلایا اور نہ ہی کوئی اس کی قبر پر جاتا اگر اس کی والدہ جاتی تو اسے بھی کوئی نہ جانے دیتا۔

فضیلت جو رخسانہ کی ماں تھی وہ جب بھی کسی کے پاس بیٹھ جاتی تو کہتی کہ میں نے غصے سے رخسانہ سے بات نہیں کی تھی اگر مجھے پتا ہوتا کہ یہ لوگ اسے مار دیں گے تو میں اس سے کوئی بات ہی

جولائی 2014

105 جواب عرض

بدنامی کی موت

Digest.pk

کی روح حاضر ہو سکتی تھی اور دم کیا ہوا پانی بھی دیا۔
اور کہا کہ گھر چار کونوں میں پانی کا چھڑکاؤ
کرنا ہے انہوں نے ایسا ہی کیا اور پھر قرآن خوانی
کی گئی اور رخسانہ کو حاضر کیا گیا اور اس سے معافی
مانگی مگر رخسانہ بہت ہی غضبناک ہو چکی تھی۔

وہ بولی کہ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا تم
نے جو کرنا تھا وہ تو کر لیا لیکن میں تم سب کو چھوڑوں
گی نہیں سب اس کے قدموں میں گر گئے۔

رخسانہ کی ماں بھی رخسانہ نے دیکھا کہ ماں تو
بے قصور ہے مگر میرے پاؤں میں کیوں تو اسے رحم
آ گیا اس نے سب کو معاف کر دیا اس کی روح
کہنے لگی کہ میں غلط تھی مگر میری غلطی کا فائدہ یہ اٹھایا
کہ میں تو اپنے ابا کو بتانا چاہتی تھی کہ میں اپنے
دشمنوں سے اپنی عزت کا بدلہ لے سکوں۔

مگر مجھے ایسی موت دی کہ بجلی کے تاروں
کے ساتھ تڑپ تڑپ کے مری میں چینی رہی مگر
میری ایک نہ سنی پھر یہ سب بتانے کے بعد رخسانہ
نے ہاتھ باندھے اور اوپر آسمان کی طرف اڑنے
لگی کافی اونچائی تک نظر آتی رہی۔

اس کے بھائیوں کے سر سے مصیبت نکلے اب
ان کی بیٹیاں بالکل ٹھیک ہیں۔

اور ان کی شادیاں بھی ہو رہی ہیں سب اپنے
اپنے گھروں میں خوش ہیں۔

کارمین جی گلی میری تحریر ضرور بتائیے گا

گلاب کو بھی کنول بنا دیتے ہیں
ان کی اک نظر پہ غزل بنا دیتے ہیں
کسی کج بخت نے ہم سے وفا نہیں کی ورنہ
ہم اپنے پیار کا تاج محل بنا دیتے

بنا کر چھوڑ دیتے ہیں وہ اپنی ذات کا قیدی
کچھ لوگ اس طرح بھی محبت کا انتقام لیتے

2014 جولائی

106 صفحہ

Digest.pk

بدنامی کی موت

کا مرچنا تھا۔
وقت اپنی روانی میں چلتا رہا فضیلت نے
اپنے دوسرے دونوں بیٹوں کی بھی شادیاں کر دیں
اور ان کے پاس بھی بیٹیاں ہی ہوئیں ادھر وسیم اور
شہباز کی اولاد بڑی تھی مگر دوسرے دونوں کی چھوٹی
اور جب بالکل شادی کے قابل ہوئی تو ایک دن
وسیم کی بڑی بیٹی جو کہ اپنے کمرے میں اچھی بھلی
سولی تھی مگر صبح تک نہ اٹھی تو سب نے اس کا دروازہ
پیٹنا شروع کر دیا آخر کار دروازہ توڑنا پڑا پھر دیکھا
تو وہ بھی بالکل رخسانہ کی طرح مری ہوئی تھی۔
گاؤں والوں نے دیکھا تو کہا کہ انہوں نے
خود ہی مارا ہے اسے۔

یہ لوگ سب کو بتاتے کہ ہم ایسا کیوں کریں
گے سب گاؤں والے کہنے لگے کہ ایسے ہی رخسانہ کو
بھی مارا تھا ہو سکتا ہے صبا نے ایسی حرکت کی ہو مگر
سب مانتے تھے کہ صبا ایسی نہیں ہے اسی طرح اس
خاندان کی لڑکیاں جوانی میں قدم رکھتے ہی ایسی
حالت میں ملتی سب بہت ہی پریشان تھے۔

مگر جب ان کی بیٹیاں مردہ حالت میں ملتی تو
سوچتے کہ یہ سب رخسانہ کو مارنے کا نتیجہ ہے مگر
فضیلت بہت ہی ڈرتی ہوئی تھی۔

ایک دن عامل بابا کے پاس گئی اور کہا کہ
ہمارے گھر کی لڑکیوں کے ساتھ یہ واقعات ہو
رہے ہیں عامل بابا نے کہا وہ بھی بتاؤ جو پہلے ہوا تھا
اس کو ساری بات بتانا پڑی۔

عامل بابا نے کہا کہ کل آنا اور اپنی ساری
بیٹیوں کو بھی لے کر آنا فضیلت کل پھر گئی عامل بابا
نے کہا گھر میں نماز پڑھو اور قرآن خوانی کروا کے
رخسانہ کے نام کا ختم دلواؤ اور تمام لڑکیوں سے کہا
کہ تم سب رخسانہ سے معافی مانگ لینا وہ تمہاری
بہن ہے تم کو معاف کر دے گی اور ساتھ میں
فضیلت کے بیٹوں کو وہ عمل بھی بتایا جس سے رخسانہ

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

ہیں

اپنی وفا کا اتحاد عموماً نہ کیا کراے جان جانا
میں نے تو کو بھی جسم سے بیوفائی کرتے دیکھا

ہے

بے رخی کبھی کسی کو جیت نہیں سکتی
محبت تھی ہو تو چھوڑ جانے والے بھی لوٹ
آتے ہیں

زمین ظفر۔ رانا ناؤن

غزل

من نسبت بھر غم کے ماروں سے
بات کی تھی جو چاند تاروں سے
چاندنی رات میں رہے بے تاب
جل بجھے آتشیں نگاروں سے
ان کی محفل میں بات کر نہ سکے
راز دل کہہ دیا اشاروں سے
اشک بہتے ہیں روشنی ہی سے
میری پلکوں پہ ان شراروں سے
ان کی نظروں میں ہو گئے کم تر
بڑھ گئے درد میں ہزاروں سے
کیوں اڑا لے گئی خزاں جاوید
پھول مانگے تھے جو بہاروں سے
(محمد اسلم جاوید، فیصل آباد)

غزل

جب وفا میں میری یاد کر کے رویا کرو گے تم
نہ خیند آئے گی نہ سویا کرو گے تم
اس وقت میری یاد تمہیں بہت ستائے گی
جب کسی سے آنکھ ملایا کرو گے تم

ترپے دل اور آہ بھی نہ لٹے زبان سے
چپ چاپ آنسوؤں کو بہایا کرو گے تم
جذبات میں آ کر جلا دے میری ساری وفا میں
اب کس طرح جی کو بہلایا کرو گے تم
اب کس طرح جی کو بہلایا کرو گے تم
موت تو برحق ہے جدا کر کے ہی چھوڑے گی
وعدہ کرو میری قبر پہ آیا کرو گے تم
(ثناء کنول، چکوال)

غزل

وہ شخص جو مجھے زندگی سے پیارا ہے
جس کے بغیر لگتا ویران جہاں سارا ہے
وہ ایسا شخص جس کی ذات ہے
میری نظروں میں چمکتا وہ محبت کا ستارہ ہے
نہیں ملتا تو دل کی حالت عجیب ہوتی ہے
اس میں میرا نہیں دل کا قصور سارا ہے
جب وہ محبت بھری باتیں کرتا ہے غور
پتہ چلتا ہے وہ محبوب ہمارا ہے
(مولانا عبدالغفور نقشبندی، گیلانی، حافظ آباد)

حسرت بھری نگاہوں کو آرام تک نہیں
وہ یوں بدل گیا کہ اب سلام تک نہیں
جس کی طلب میں زندگی اپنی گزار دی
اس بے وفا کے لب پہ میرا نام تک نہیں
جو کہہ گئے تھے شام کو بتائیں گے آج پھر
کچھ سال ہو گئے کوئی پیغام تک نہیں
مدفون ہوں تیرے بھر کی اک ایسی قبر میں
کتبے پہ جس کے آج کوئی نام تک نہیں
بے اختیار اٹھتے ہیں میرے قدم ادھر
حالانکہ اس گلی میں مجھے کام تک نہیں
(روبینہ نواز، راجن پور)

جولائی 2014

جولائی 2014

بدنامی کی موت

Digest.pk

کیوں بدنام ہے محبت

۔۔۔ تحریر: منیر رضا۔ ساہیوال۔ 0315.4398843۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آج پھر ایک کہانی لے کر آپ سب کی خدمت میں پیش ہو رہا ہوں مجھے امید ہے قارئین اسے ضرور
پسند کریں گے اور یہ ایک ایسی کہانی جو ہمارے معاشرے کو کوئی تو خدا خوفی پیدا کرے گی جن لوگوں نے
مجھے پیار کو تلاش بنا رکھا ہے ان کو اس کی کوئی بھی بات دل میں بیٹھ گئی اور وہ ایسا گناہ کرنے سے خود کو بچا
سکیں تو میں سمجھوں گا میرا کہانی لکھے کا مقصد پورا ہو گیا ہے میں نے اس کہانی کا نام۔ کیوں بدنام ہے

محبت رکھا ہے
ادارہ جواب غرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاق ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹرز مدد نہیں
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

واقعی سچا ہے دل ایک بچہ ہے جو وقت اور
حالات کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتا ہے
زندگی کے شیب و فراز انسان کو بہت کچھ سوچنے پر
مجبور کر دیتے ہیں۔
یوں تو آئے روز ہم ناقابل فراموش واقعات
اور عبرت ناک کہانیاں پڑھتے ہیں آئے روز کئی
واقعات ہوتے ہیں۔
جن سے فل وقت تو ہم سبق لیتے ہیں اور ہر قدم
پھونک پھونک کر رکھتے ہیں۔
مگر جیسے وقت گزرتا جائے دنیا کی رنگینیاں
ہمارے دل و دماغ پر نقش ہونے لگتی ہیں اور ہم سب
واقعات کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں۔
اور مستیوں میں اتنا گمن کو جاتے ہیں کہ ہمیں یہ
خبر ہی نہیں رہتی کہ ہمارے آس پاس کیا ہو رہا ہے
ہمیں تو فقط اپنی اسائنمنٹ سے غرض ہوتی ہے کہ اور
ہمارے سامنے کئی زندگیاں لقمہ اجل ہو جاتی ہیں

خوب نوٹ جاتے ہیں۔
بہت سی بنیاں بے آبرو ہو جاتی ہیں آخر کب
تک ایسے حالات رہیں گے۔
کب تک ہماری نادانیاں ہمارے والدین کا
شرمندگی کا باعث بنیں گی آئے روز کے واقعات سے
ہم کھینچتے کہاں حاصل کرنے والے ہیں۔
جب تک ہم پر پکڑی نہ کر لیں ہمارے کانوں پہ
جوں نہیں رہتی۔
محبت وہ پاکیزہ شب ہے جسے ہم نے اپنی
نادانیوں کی کے باعث بدنام کر دیا ہے دوسروں کے
عیب بڑے واضح دکھائی دیتے ہیں۔
مگر آدمی خود میں تلاش کرے تو خامیوں کے
انبار لگے ہوں گے آج کون چاہتا ہے کہ وہ خود کو غلط
تصور کرے۔
یہاں تک کہ وہ اپنے رویے کو بھی رائٹ ہی
تصور کرتا ہے۔

کیوں بدنام ہے محبت 108 جواہر عرض جولائی 2014

Digest.pk



Digest.pk

اب خاور کا معمول بن گیا تھا کہ مجھے روزانہ رات کو ایک غزل سینڈ کرتا تھا اسکا معمول مجھے اس کے قریب تر کرتا جا رہا تھا۔

اب میں بھی اسے صبح کا جواب دینے لگی تھی ہم ایک دوسرے کے بہت ہی قریب ہو چکے تھے ایک روز خاور نے فیس نو فیس ملے کا اسرار کیا میں نے ہاں کہہ دی اس نے ایڈریس پوچھا تو میں ٹھہرانے لگی مگر بہت سے کام لیا میں نے اسے ایڈریس بھی بتا دیا اگلی صبح خاور نے کال کی اور کہا کہ وہ جلد ہی آ رہا ہے میں نے کھانا تیار کیا ابھی میں مصروف تھی کہ دروازے پہ دستک ہونے لگی۔

میں نے دروازہ کھولا تو ایک خوش پوش نوجوان میرے سامنے کھڑا تھا جی آپ کی تعریف تعریف اس خدا کی جس نے ہمیں تخلیق کیا بندہ کو خاور کہتے ہیں اور آپ کا نام جی میرا نام راہین ہے۔

آئیے ناں آپ باہر کیوں کھڑے ہیں میں نے کہا میں نے خاور کو کھانا پیش کیا اس نے کہا آپ بھی میرے ساتھ کھائیں بھی تو بات بنے گی جی ضرور کیوں نہیں میں نے کہا ہم نے مل کر کھانا کھایا۔

خاور کا شاعرانہ مزاج تھا وہ کھانے کے ساتھ ساتھ ہی شاعری کہنے لگا

آنکھوں میں کچھ خواب سجائے چل پڑے ہیں
محبت کی راہوں پہ یوں انجان ہیں
واقف سی پہچان ہے اپنی
کبھی گزر نہیں ہوا محبت کے آنکھوں سے
نجانے کیسا مزاج رکھتی ہے محبت
شنا تو ہے جان لیوا ہے محبت
مگر اتنی منہاس میں اتنا زہر کیوں
چھپائے پھرتے ہیں
محبت کب تک رسوا کرے گی
کب تک دل جلائے گی محبت
ہمیں کب پہچانے لے گی محبت

اور یہی تصور اس کی زندگی پر باد کرتا ہے جب وقت بیت جاتا ہے تب پچھتاوا بھی فضول ہوتا ہے یہی پچھتاوا انسان کے لیے فضول بن جاتا ہے۔

اور اس روگ کو مٹانے کے لیے وہ سہارے تلاش کرتا ہے مگر افسوس خشیات کا سہارا اس کی جان بھی لے سکتا ہے۔

آئیے قارئین راہین کی داستان سنئے
میں اپنے معمول کے مطابق اپنے گھر کے کام کاج میں مصروف تھی موبائل تو اکثر میرے پاس ہی رہتا ہے اچانک گھنٹی بجنے لگی اور مسلسل بج رہی تھی میں نے دیکھا تو ایک نیا ہی نمبر تھا۔

میں نے انڈ نہ کیا دوبارہ پھر فون بجنے لگا اس بار دل نے چاہا کہ سنا جائے آخر کون ہے جو مسلسل فون کر رہا ہے میں نے رسبو کیا ہیلو کون؟

جی میں خاور بات کر رہا ہوں
ہو میں کس سے بات کرتی ہے۔؟
جی میں نے آپ سے ہی بات کرنی ہے
جی بولیں کیا بات ہے۔ میں آپ کا نام جان سکتا ہوں کیا میں نے فون بند کر دیا۔

اس کے بعد مسلسل فون کی بل بھتی رہی مگر میں نے کوئی بھی رسپونس نہ دیا۔

میں اپنے کام میں مگن ہو گئی گھر والے کھیتوں میں کام کے لیے چلے گئے میں اکثر گھر میں اکیلی ہوتی تھی دو تین روز گزر گئے خاور کی کال نہ آئی تھی چوتھے روز اس کا ایک ایس ایم ایس آیا پلیز اپنا نام تو بتا دو میں نے جواب میں لکھا جس سے نمبر لیا اسی سے پوچھ لو مگر وہ بار بار ایک ہی مسج کر رہا تھا۔

میرا بھی ایک ہی جواب تھا آخر کار وہ رک گیا اور اس کے مسج بھی آنا بند ہو گئے میں بھی ایک الجھن میں پڑ گئی اب کیا کروں مگر چند روز بعد پھر وہی سلسلہ شروع ہو گیا بار بار ایک مسج آخر کار میں تنگ آ کر اسے بتا دیا کہ میرا نام راہین ہے۔

کا آخری دن ہوگا۔

تم فکر نہ کرو میں شام کو ہی تمہارے گھر کی دیوار پر اسے لی ون گولیاں رکھ دوں گا تم ان سب کو چائے میں کھلا دیتا۔

ایسا ہی ہوا نجانے کب خاور دیوار پر گولیاں رکھ کر چلا گیا میں نے ان میں سے دو گولیاں چائے میں ملا دیں سب آہستہ آہستہ خیند کی دنیا میں کھو گئے رات دس بجے خاور نے کال کی میں دروازہ کھولا اور اسے اپنے کمرے میں لے گئی یہاں سے پیار کی باتوں کا آغاز ہو گیا ہم پیار بھری باتوں میں کھو گئے۔

آج میں بھی بے بس ہو گئی تھی اور اسی بے بسی نے مجھے سب کچھ بھلا دیا اور قارئین ادب سے کے رول کے مطابق کچھ باتوں پر پردہ پانا بھی ضروری ہوتا ہے صبح ہونے کے آثار نظر آنے لگے۔

خاور نے بھی جانے کی تیاری کی میں بھی جلدی سے فریش ہو کر اپنے بستر پر لیٹ گئی سورج طلوع ہو چکا تھا میری آنکھ بھی کھل گئی۔

سب گھر والے بھی بیدار ہو چکے تھے میں نے ناشتہ بنایا اور سب نے ناشتہ کیا اور اپنے اپنے کام پہ چلے گئے گھر میں ہم دونوں رہ گئی تھیں۔

رضیہ نے رات کی ملاقات کا پوچھا تو میں ڈر گئی کہ بھی کیا سکتی تھی آخر رضیہ کو سب کچھ بتانا پڑا میری نادانی پر رضیہ مجھ سے بہت غصہ ہوئی۔

نور بولی راجین تم کو ذرا بھی اپنے والدین کی عزت پہ ترس نہیں آیا تم نے اپنے جذبات میں اپنا ہوش بھی کھو دیا آخر ایسی کون سی مجبوری تھی یہ سب تو شادی کے بعد بھی ہو سکتا تھا رضیہ تمہیں کیا بتاؤں میں بے بس ہو چکی تھی۔

اور میری اس بے بسی نے مجھے اتنا بڑا قدم اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے راجین اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو ہم جیتے جی مر جائیں گے وہ دن سوچو کیسا ہوگا خیر آئندہ احتیاط کرنا اور ماں اب خاور کو کبہ دو اپنے

اسے خاور صاحب آپ تو اچھے شاعر بھی ہیں راجین تھا نہیں بن گیا ہوں۔

اور یہ سب آپ کی کرم نوازی ہے راجین آپ سے ایک بات کہنی تھی جی کہیں آئی لو یو راجین۔ سیم نو یو خاور ان شبوں کے ساتھ ہی خاور کہنے لگا راجین میں اب چلتا ہوں۔

وہ خود تو چلا گیا مگر مجھے ایک بے قراری سی دے گیا اب طبیعت میں پہلا سا مزاج نہیں رہا تھا ہر لمحہ خیالوں میں گزرتا تھا پہلے تو ہر وقت ہنسی مذاق چلتا تھا مگر اب اضطرابی اور بے چینی ہر وقت مزاج میں رہتی ہے انداز گفتگو کافی بدل چکا تھا۔

اکثر رضیہ باقی میری خاموشی پہ خفا ہو جاتی تھی میں کربھی کیا سکتی تھی کوشش تو بہت کرتی کہ سب سے اچھا برتاؤ کروں مگر یہ بات بھی اب شاید میرے بس میں نہیں تھی

کیوں دل پہ چھا گیا ہے اضطراب کا موسم

کہاں سے آگیا ہے اضطراب کا موسم

پہلے سی پچی ہے گوشہ دل میں

آتے ہی سا گیا ہے اضطراب کا موسم

آنکھ قلتے ہی پھر کھل جاتی ہے

مجھے اب جگا گیا ہے اضطراب کا موسم

فقط ایک شب اب زباں پہ پر پا ہے

جو چٹکے سے گن گنا گیا ہے اضطراب کا موسم

خیل کی دنیا میں گم رہتے ہیں ہم

کچھ اس طرح چھا گیا ہے اضطراب کا موسم

رضا سنو تو دل میں شور کیسا ہے

امید کی شمع جلا گیا ہے اضطراب کا موسم

اب ہر صبح شام خاور کے خیالوں میں گزرتی تھی

ایک دن خاور کا فون آیا راجین میں تم سے آج رات ملنا

چاہتا ہوں مگر خاور یہ ناممکن ہے سب گھر والے اس

وقت گھر میں موجود ہوتے ہیں۔

اور اگر انہوں نے دیکھ لیا تو وہ دن میری زندگی

جولائی 2014

Digest.pk

ساتھ یہ سب ہو چکا ہے جتنی جلدی ہو سکے یہاں پر آجائے میں نے خاور کو فون کیا بیلو خاور۔

نئی رات میں اس وقت ہسپتال میں ہوں اور جو نہیں ہونا تھا وہ ہو گیا ہے ہو سکے تو تم جلد ہسپتال آ جاؤ ماں کو بھی پتہ چل گیا ہے۔

اور اس وقت ماں میرے ساتھ ہے اس نے ہی کہا ہے کہ اسے فون کرو جلد سے آجائے پلیز اگر تم نہ آئے تو میری زندگی برباد ہو جائے گی سمجھو راتین یہ جان کے مجھے بھی اپنے کئے پر ملامت ہو رہی ہے میں اب خود سے بھی آنکھ نہیں ملا سکتا۔

اور ہاں اس میں بہاؤ الپور میں اور میرا آنا مشکل ہے خاور تم اگر ذرا بھی مجھ سے محبت کرتے ہو تو ضرور آؤ۔

راتین میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں اور شادی بھی تم سے ہی کروں گا خاور اس وقت تمہارا آنا بہت ہی ضروری ہے ڈاکٹر بھی کہہ رہے ہیں۔

میں اب کیا کروں تم کسی طرح یہ معاملہ رفع دفع کرو بس میں آکر سب دیکھ لوں گا۔

یہ کہتے ہی خاور نے فون بند کر دیا۔

ماں نے پوچھا کیا وہ آنے کو تیار ہے میری آنکھ سے بے اختیار آنسو نکل پڑے۔

ڈاکٹر نے مجھے حوصلہ دیا اور کہا جی زندگی میں ایسے معاملات تو ہوتے رہتے ہیں۔

اگر تم بہت بار جاؤ گی زندگی گزارنا تمہارے لیے دشوار ہو جائے گا تم تو اس بات کا ہے

وہ کون لوگ ہیں جو محبت پالیتے ہیں

ہمیں تو کہیں نہ ملی دل کے آئین میں

دل کی دھڑکن میں ہم نے دل کا ہر اک

گوشہ دیکھا ہر اک داوی ہر اک چمن دیکھا

کہیں بھی کسی بھی موز پر ہم کو محبت نہ ملی

مگر ہاں ملی تھی جیسے زہر کے روپ میں

زہریلی ناگن کے بھین میں

والدین کو ہمارے گھر بھیجے تاکہ اس راز کو فاش ہونے سے پہلے ہی تمہاری شادی ہو جائے۔

اور ہم بھی ذلیل ہونے سے بچ جائیں رضیہ کی باتوں نے مجھے خوف زدہ کر دیا میں نے خاور کو فون کیا اور اسے کہا کہ جتنا جلدی ہو سکے اپنے والدین کو ہمارے گھر بھیجیں۔

خاور نے کہا کہ اتنی جلدی بھی کیا ہے اور کہا راتین میں کل رات والی حرکت پہ بہت شرمندہ ہوں خاور جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا اب بجائے کہ ہم اس پر شرمندہ ہونے کے ہمیں اس کا کوئی حل تلاش کرنا ہوگا راتین تم ذرا بھی فکر نہ کرو میں بہت جلد اپنے والدین کو تمہارے گھر بھیج رہا ہوں۔

سات دن گزر گئے مگر خاور نے ایسا کوئی قدم نہ اٹھایا جیسے جیسے دن گزرتے گئے میری پریشانی میں اضافہ ہوتا گیا۔

ایک روز ماں نے پوچھا کہ راتین کیا بات ہے تمہارا رنگ اتنا زرد کیوں پڑ گیا ہے ماں کچھ نہیں ہے ایسی تو کوئی بھی بات نہیں ہے۔

آپ بے فکر ہو جائیں خیر ماں کو تو میں تسلی دے دی مگر میرے دل میں بس ایک ہی خدشہ تھا کہیں یہ راز فاش نہ ہو جائے۔

اگر ایسا ہو گیا تو میری بدنامی تو ہوگی مگر میرے والدین کی بھی عزت خاک میں مل جائے گی دو ماہ سے زیادہ ہو گئے تھے میری طبیعت واضح ہوتی جا رہی تھی میری امی کو مجھ پہ شک ہو گیا تھا۔

ماں نے کہا راتین میرے ساتھ میری دوست دھسانہ کے پاس چلو ہم صبح صبح ڈاکٹر دھسانہ کے پاس چلے گئے اس نے میرا چیک اپ کیا اور کہا کہ مبارک ہو آپ کی بیٹی ماں بننے والی ہے ماں یہ سنتے ہی چلا اٹھی اور بے لخت مادی تم نے ہماری عزت خاک میں ملا دیا ہے اور ذرا بھی نہ سوچا۔

اب فون کر دیا اپنے عاشق کو اور کہو کہ میرے

کیوں بدنام ہے محبت جواب مرضی 14 جولائی 2014

Digest pk

دل کے ہر اک کو نے میں دستی چلی گئی
برباد کرتی چلی گئی خود کا عادی بنا کر
وہ ہم سے دور چلی گئی تم تو اس بات کا ہے
ہم کو محبت نہ ملی

بچی راہین آج کے اس دور میں محبت بدنام ہو
چکی ہے اور محبت کا سچا جذبہ رکھنے والے لوگ خاک
ہو چکے ہیں۔

آج کے اس دور میں محبت کا نام صرف ہوس
ہے اور آج محبت کے بھیس میں پھرتے درندے
انسان کی عزت کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے یہ سب
وقت کی نزاکت خوب فائدہ اٹھاتے ہیں۔
اور موقع ملتے ہی ڈس لیتے ہیں تم پریشان نہ
ہوں میں تمہارا علاج کروں گی۔

اور تم بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گی اس نے میرا
علاج کرنا شروع کر دیا ہم کو جلد گھر واپس جانا تھا
ڈاکٹر سے کل کا وقت لے لیا جب گھر پہنچے تو سب
افراد گھر میں تھے۔

ابو نے پوچھا راہین کو کیا ہوا مان نے بتایا اس کا
بھار بگڑ چکا ہے اس لیے اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئی
تھی اور اس نے کل پھر چیک اپ کروانے کا کہا ہے
یہ جلد بہتر ہو جائے گی۔

ابو کو ذرا بھی شک نہ ہوا کل صبح پھر ڈاکٹر کے
پاس گئے ماں نے بتایا کہ ڈاکٹر راہین کو کل والی دوائی
سے ذرا بھی فرق نہیں ہوا اسے انجکشن لگانا پڑے گا
جس کے دو منٹ بعد ہی مجھے ہوش نہ رہا۔

میرے لیے یہ لمحہ زندگی اور موت کا لمحہ تھا
زندگی اور موت کے درمیان جنگ لڑ رہی تھی۔
مگر خاور نے فون کر کے یہ نہ پوچھا کہ میں کس

حال میں ہوں

وہ کیا جانے کس حال میں ہیں
موت اور زندگی کے حال میں ہیں
ہم بھی شہنشاہ تھے اپنے بچپن میں

اب تو جوانی کے زوال میں ہیں
ابھی تک رہائی مقدر میں نہیں
قید تیری سیازلف کے جال میں ہیں
کیا پوچھتے ہولٹ جانے کا سبب
بہت سے دوستوں کی ڈھال میں ہیں
دلا سدرے کر سلا تو دیئے بچے ہم نے
رضایہ نہ کیا کہ ہم قال میں ہیں

بہت وقت گزر چکا تھا مجھے کافی دیر بعد ہوش آیا
ڈاکٹر نے کہا کہ راہین کو مشن جتنا ہو سکے اتنا ہی کھلاؤ یہ
بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی۔

شام ہونے کے اثرات چاروں جانب عیاں
تھے ہم نے رکشہ بک کر دیا اور گھر روانہ ہو گئے ابھی
سب لوگ جاگ ہی رہے تھے ابو کام سے واپس نہیں
آئے تھے۔

ماں نے جلدی سے مجھے بستر پر لٹایا اور خود
تصاب کی دکان پر چلی گئی دو کلو مشن قیر لے آئی اتنی
دیر میں ابو بھی آ گئے اور انہوں نے آتے ہی سوال
کرنے شروع کر دیے

مگر ماں کی متانے میری نادانی کو اپنے آنچل
میں چھپا لیا تھا اور ان سے کہا کہ راہین تو وہاں جاتے
ہی بے ہوش ہو گئی تھی۔

ڈاکٹر نے چیک کیا اور کہا کہ یہ بخار کی وجہ سے
بہت کمزور ہو گئی ہے اس لیے اسے ہفتہ دس دن مشن کا
قیر کھلائیں یہ بہتر ہو جائے گی۔

ابو بھی ماں کے جواب میں خاموش ہو گئے تو
پول یہ راز راز ہی رہ گیا مگر بڑی آپی سب کچھ جان
چکی تھی مجھے ذرا سی بات پہ طر کرتی رہتی تھی میں سمجھ تو
چکی تھی کچھ کہہ نہ سکی۔

شاید وقت حالات کا فیصلہ بھی تھا زخم تاب
لانے لگے مگر جو حالات گوشہ دل میں تھی وہ شاید کسی
طیب کے بس کی بات نہ تھی دل کو تو اس طیب کا
انتظار تھا جس نے بہت بڑا دکھ دیا اور بھول گیا

جولائی 2014

جواب 103

Digest.pk

کچھ بدنام محبت

تھا اس نے شادی شدہ ہو کر یہاں تک تین بچوں کا
باپ ہو کر مجھے دھوکہ دیا۔

میں نے رات کی چائے میں نشہ آور گولیاں ملا
دیں سب سو گئے کچھ ہی دیر بعد خاور بھی آ گیا ہم کافی
دیر تک باتیں کرتے رہے پھر میں نے سوچا اصل
مقصد کی طرف آتے ہیں۔

میں نے خاور کو قسم دی کہ بچ بولنا کہ تم شادی
شدہ ہو خاورہ سنتے ہی حیران ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہاں
میں شادی شدہ ہوں اور میرے تین بچے بھی ہیں میرا
شک پک میں بدل گیا۔

میں اسے طعنہ و ملامت کرنے لگی ذلیل انسان
تم اتنے گھٹیا فکلو گے میں سوچ بھی نہیں سکتی اور تم
شادی شدہ ہونے کے باوجود میری زندگی سے کھیلتے
رہے کیسے تمہاری اتنی گھٹیا سوچ تھی۔

اور پچھلے دو سال سے مجھے دھوکے میں رکھا ہے
میں زور زور سے رونے لگی۔

میری آواز دور دور تک گونج رہی تھی خاور
دھوکے باز ڈر کے مارے بھاگ گیا اسے اپنی جان کی
بن گئی

سب ٹوٹ گئے اپنی انا کے بھرم

بے پردہ ہو گئے حیا کے بھرم

وہ فقیر تھیں جب ہوا معلوم

بادشاہ کی گدا کے بھرم

اور کچھ نہیں چاہئے اے عمر رواں

دے دے مجھے میری صدا کے بھرم

کون جانے مریض عشق کا علاج

کچھ تو رکھنا میری دوا کا بھرم

اب کے بار نہیں بھول ہوگی

اے خدا چھپا لینا رکھنا میرے آشنا کا بھرم

فریب دوستی میں رہے عمر بھر

رکھتے رہے تیری ادا کا بھرم

رضا اور کچھ نہیں مانتے خدا سے

اب تو لوٹ آؤ اس سے پہلے

زندگی کی شام ہو جائے

دل کی وادیاں ویران ہو جائیں

اور ہر طرف سناٹا ہو

دور تک ذرا سی آہٹ نا ہو

تم خود کو بھی نہ ڈھونڈ پاؤ گے

مجھے برسات نہیں تیری یاد میں اشک بہتے ہیں

فقط تم اتنا کہہ دو اب تو لوٹ آؤ

میں صبح شام خاور کے فون کا انتظار کرتی اور

جب بھی اس کا نمبر ڈائل کرتی وہ آف ہوتا اسی انتظار

میں دو ماہ گزر گئے خاور نے آتے ہی محلے میں کچھ

دوست بنا لیے تھے۔

ایک دن میں نے اس کے دوست فخر سے

پوچھا یہ جو تمہارے ساتھ لڑکا ہوتا ہے یہ کون ہے فخر

نے میرے سوال کا جواب مذاہد لیجے میں دیا اے بی

بی اس کے پاس ایک ہی دیکھنی خالی تھی۔

وہ بھی پر ہو گئی ہے میرا مطلب ہے وہ شادی

شدہ ہے اور اس کے تین بچے ہیں۔

میں یہ سنتے ہی پریشان ہو گئی اس وقت جو

میرے دل پہ بیت رہی تھی شب نہیں ملنے کہ بتا سکوں

خیر میں گھر واپس آ گئی اب کسی سے اپنی ناکامی کا ذکر

بھی نہیں کر سکتی تھی۔

میں کسی سے کہتی کہ میری عزت کے ساتھ کھیلا

گیا ہے بتا بھی دیتی تو شاید یہ بے رحم زمانہ میرا جینا

حرام کر دیتا۔

ابھی میں انہی خیالوں کے الجھنوں میں تھی خاور

کا فون آ گیا ہیلو رامین کسی ہو۔

میں تھیک ہوں اور تم سے ملنے کو بہت بے قرار

تھی میری جان میں آج رات ہی تم سے ملنے آ رہا

ہوں تم سب کو سلانے کا انتظام کرو دینا خاور تم پریشان

نہ ہونا میں سب سنبھال لوں گی۔

اب مجھے خاور سے اس کی شرافت کا معلوم کرنا

کیوں بدنام ہے محبت

مانگتے ہیں اپنی دعا کا بھرم
میرا شور سن کر بڑی آپنی کی آنکھ کھل گئی وہ دوا ذکر
میرے پاس آئی راتین کیا ہوا۔

آپنی ایک بہت ہی ڈرونا خواب دیکھا تھا خدا کا
شکر ہے جلد ہی آنکھ کھل گئی وگرنہ میں تو خوف کے
مارے مرتی جاتی ارے بھلی ایسا کچھ نہیں ہوتا تم کلمہ
پڑھ کر سو جاؤ خود بخود پر سکون نیندا جائے گی۔

آپنی بھلی گئی اسے شک تو تھا مگر وہ شک کی بنیاد
پر کوئی بات نہ کہنا چاہتی تھی خیر خیر کی گولی کا سہارا لینا
پڑا مجھے بھر ہوش نہ تھی میں کدھر ہوں۔

صبح بھر دیر سے آنکھ کھلی دیکھا تو ماموں اور اس
کے گھر والے آچکے تھے اور میرے رشتے کی بات ہو
رہی تھی ماں نے ہاں کر دی۔

اور ایک ہفتے کے بعد میری شادی تھی تیار یاں
بڑے زور شور سے ہو رہی تھیں۔

وہ دن بھی آگیا مجھے سب کو الوداع بھی کہنا پڑا
کیوں کہ اس سے پہلے میں اپنے دل کی مان چکی تھی
اور مجھے فریب اور دھوکے کے علاوہ کچھ نہ ملا شادی
کے بعد کے حالات بہت اچھے۔

نکلے میرا کزن ریاض مجھے بہت پیار کرتا تھا
آئے دن میرے لیے کوئی نئی چیز لے آتا تھا ہم اپنی
زندگی میں بہت خوش تھے۔

کئی تھی تو صرف ایک جس کی ہر آدمی کو ہوتی
ہے اور وہ کی اولاد تھی۔

جو شاید ہمیں ہر موڑ پر مایوس کرتی چلی آ رہی ہے
مگر یہ سب میری نادانیوں کا نتیجہ تھا۔

میں اگر ایسا قدم نہ اٹھاتی تو شاید ایسا نہ ہوتا رفتہ
رفتہ وقت گزرتا گیا پانچ سال ہو گئے ہیں۔

آج بھی میں اپنے کئے پر شرمندہ ہوں میرا
کزن مجھے پیار کرتا ہے۔

مگر میں اسے مایوسی کے سوا کچھ نہیں دیتی آج
بھی اولاد کی کمی بہت ہی محسوس ہوتی ہے زندگی ویسے تو

کیوں بدنام ہے محبت

خوش گزری ہے۔
مگر ابھی تک حقیقی خوشی ہمارے مقدر میں نہیں
آئی آج بھی اپنے ماضی کی ملامت ہوتی ہے قارئین
محبت وہ سچا جذبہ ہے جو ایک عبادت کا درجہ رکھتا ہے
ہم یوں ہی کہہ دیتے ہیں۔

ہمیں محبت نہیں ملی شاید ہمارے اندر کا انسان
محبت کے قابل ہی نہ ہو آج ذرا سی ملاقات کیا ہوئی
مواہل ان بکس آئی لوہو کے ایس ایم ایس سے بھر
جاتے ہیں۔

ایک بار بھی محبت کا تہیہ تو کریں مگر یہ تب ممکن
ہے جب ہم اپنے ناپاک ارادوں کا خاتمہ کریں گے
نہیں تو اس خاور لور راتین کی طرح ہاتھ میں کچھ بھی
نہیں آئے گا۔

خدا برا عورتوں کا احترام کرنا سیکھیں جو صرف
محبوب کا ہی روبرو نہیں ہے۔

بہنی بہن لور ماں بھی ہو سکتی ہے زندگی تو وہ ہے
جو دوسروں کو خوش دے کر گزرے تاکہ غموں کے انبار
لگا دیے جائیں

آخر میں یہ دعا گو ہوں جواب عرض کا سناں اور
قارئین کا خدا حامی و ناصر رہو آمین

ہم سے ابھو گے تو زمانے میں جو گئے کیسے
ہم تو غم کرنے والے کو بھی دعا دیتے ہیں
بہنہ کر انکار میرے پاس آنے سے دلی
خدا بھی روٹھ جاتا ہے کسی کا دل دکھانے سے
کاغذ کو بلیک کر دیا چین کی سیاحی نے
دلی مجھے غموں سے غم حال کر دیا تیری جدائی نے
تو بول یا نہ بول تیرے بولنے کا غم نہیں
تیرا ایک بار مسکرا کر دیکھنا تیرے بولنے سے کم نہیں
وہ ایک موقع تو مجھ کو دے بات کرنے کا ثناء
تو انہیں یہ بھی رولا دوں گی انہی کے ستم سنا کر
(میں شاکل) اپنی کہہ کر ایک

جولائی 2014

جولائی 2014

Digest.pk

ہم تو بس آپ کے ہیں

--- تحریر: ایسہ ناز ---

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آپ کی خدمت میں ایسی کہانی لے کر آئی ہوں جسے پڑھ کر شاید آپ کو پتا چلے گا کہ ایسی کہانی آپ نے بھی نہ پڑھی ہو یہ ایک ایسی کہانی ہے ایک ایسے دیوانے کی کہانی ہے جس نے پیار تو کیا مگر اظہار نہ کر پایا جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی اس سے دور ہی رہا جس نے اپنی محبوبہ کو پانے کے لیے نبھانے کیا کچھ کیا کتنی رسوائی ملی اسے وہ بالکل باپوس ہو چکا تھا مگر تقدیر نے اس کی مایوسی خوشی میں بدل ڈالی مجھے امید ہے آپ سب کو بہت ہی پسند آئے گی میں نے اپنی اس کہانی کا نام ہم تو بس آپ کے ہیں رکھا ہے
ادارہ جواب عرض کی بائیس کوہ نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

طرف دیکھ رہی تھی وہ لڑکی اتنی پیاری اور معصوم لگ رہی تھی کہ وہ بے اختیار اسے دیکھتا رہ گیا وہ لڑکی اب ہٹ کر سائیل پر لگے درخت کے سائے میں جا کر کھڑی ہو گئی تھی شاید سورج کی بے رحم کرنوں سے بچنے کے لیے اسے یہ شجر ہی موزوں تھا شاید کسی کا ویٹ کر رہی تھی روشا نے ساتھ ہوتی تو شاید اسے بھی پک کر لیتے مگر وہ تو جانے سوئی پڑی ہے چھٹی گرمی میں جان لیوا انتظار اور اوپر سے اس کی ہمدردانہ طبیعت اسے اس پری جیکر پر رحم سا آنے لگا یہ نہیں تھا کہ وہ کوئی لفظ کسم کا لڑکا تھا یا اس نے پہلے بھی حسین لڑکی نہیں دیکھی تھی۔

اسٹڈی کے سلسلے میں کتنا عرصہ یورپ میں مقیم ہونے کے باوجود ان باتوں سے وہ دور ہی رہا تھا مگر نبھانے اس لڑکی کے معصوم بے بدیا چہرے پر ایسا کیا تھا کہ وہ نظریں ہی نہ ہٹا رہا تھا نبھانے اس کے دماغ

سورج سورج پوری آپ دتاب سے سنہری کرنیں زمین پر اتار رہا تھا گرمی اپنے جوبن پر تھی اس نے اپنی گاڑی سڑک کی دائیں طرف کی لورنگا ہیں پونیورسٹی پر تھیں۔

روشانے کی بچی آج بھی جاؤ سر پر پنے بھونتی گرمی سے تنگ آ کر وہ منہ میں بڑبڑایا آفس سے تھکا ہوا گھر پہنچا ہی تھا کہ ایک نیا حکم صادر ہوا وہ جتا بھنٹا روشا نے کو لینے تو آ گیا تھا مگر گھر میں ڈرائیور کو کوٹنے کا سلسلہ زور و شور سے جاری رکھا جو اپنی ماں کی وفات پہ گاؤں گیا ہوا تھا سامنے گیٹ سے لڑکیوں کا گروپ پر آ رہا تھا وہ ان میں سے روشا نے کو احوال پچھانے کی کوشش کرنے لگا مگر نکلا ہیں تو جیسے ایک ہی منظر پر جم گئیں وہ لڑکی اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی ایک ہاتھ سے سر پر دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے اور دوسرے ہاتھ میں فائلیں پکڑے ہوئے وہ بار بار اپنی نکالی پر بندھی گھڑی کی

جولائی 2014

Digest.pk

ہم تو بس آپ کے ہیں



Digest.pk

PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

طبیعت ہی ٹھیک نہیں بی بی لوہو نے لگتا ہے ذرا سا کام کر لوں تو آئے ہائے دشمنوں کی نظر کھانگی مجھے ممانی نے اپنے گز لیے ماتھے پر دوپٹہ باندھ کر واویلا کیا اور یہ جاوہ جا ہو کر چھپاک سے کمرے میں غائب ہو گئی میرے لئے چاول ابلانا اور سلاو بھی تیار کر لینا اوروں کی طرح ڈھیر سارا کھانا نہ بنانا میرے لئے ڈانٹنا پر ہوں میں۔

مریم روز ہی ڈانٹنا کرتی تھی مگر اتنا ہی پھیل رہی تھی اچھا بھلا اس کا گھر تھا اپنی خوبصورتی کو مزید نکھارنے کے لیے وہ ایسے ہی جتن کرتی رہتی تھی دل کرتا ہے زہر ملا دوں ان دونوں کے کھانے میں جان چھوٹے ہر وقت کی ٹینشن سے وہ برتنوں کو بیخ کن کر رکھنے لگی اسکے سوا غبار نکالنے کا اور کوئی راستہ جو نہ تھا۔

نقاش صاحب یہ سب فائلز تیار ہیں آپ انہیں چیک کر لیں اور جاپان سے آنے والا ہے ان سے تمام مینٹنگ کی ساری تفصیلات بھی موجود ہیں۔۔۔ طاہر صاحب نے نقاش کے آگے فائل رکھی۔

ٹھیک ہے میں انہیں دیکھ لیتا ہوں
پاپا چلے گئے ہیں یا ابھی یہی ہیں
وہ تو کب کے چلے گئے ہیں طاہر صاحب کے جواب پر اس نے سرسری سی نگاہ فائلز پر دوڑائیں اور گاڑی کی چابی لے کر باہر نکل آیا موسم میں اچھی خاصی جھلی تھی آسمان پر بادل کے ٹکڑوں کی آنکھ چھوٹی ہو رہی تھی دل میں بارش کی دعا کرتے ہوئے وہ گاڑی میں بیٹھ کر دروازہ بند کرنے ہی والا تھا کہ ہاتھ وہی تھم گیا اور اس کی دن رات کی دعا قبول ہو چکی تھی اس سے ملنے کی خواہش نے گھیرا تن کیا تو دل کی مان کر وہ اس کے پیچھے لپکا

ایکسکو زمی۔ آپ میری بات سنیں گی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں سے بات کرے اس

کچھ بھی نہیں جانتا اس کی نگاہوں میں جھم سے اس کا سراپا آن سہا مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کا احاطہ کر لیا اب صرف ایک ہی خواہش تھی کہ جستجو تھی اپنی محبت کو اس کے ساتھ پہلی ملاقات میں اس کے دل کی مکین بن چکی تھی اور اب وہ اسے پاتا چاہتا تھا اپنے دل ماننا چاہتا تھا مگر کیسے یہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا سینک میں برتنوں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا سارا کچن بکھرا ہوا تھا اسے شروع سے ہی گندگی سے نفرت تھی ایک تنکا بھی پڑا ہوتا تو اسے ہٹا کر دم لیتی تھی اس نے سرد آہ بھری اور دوپٹہ سائیڈ پر رکھ کر دوبارہ کچن کا جائزہ لیا۔

چھوٹے میاں چھوٹے میاں بڑے میاں
سبحان اللہ۔

اس گھر میں تو ہر کوئی گند پھیلانے میں ماہر ہے اور سمیٹنے میں کامل۔ مریم کی چھوڑ و ممانی کو بھی خیال نہیں صبح سے کاموں میں جتی ہوئی ہوں پھیلاوا سمیٹتے ہوئے منہ میں بڑبڑائی فری نہیں روشانے نے میری اسائنمنٹ تو دی ہوگی میرے کمرے میں لے آؤ مریم کی چٹکاڑتی ہوئی آواز پر اسے فوراً یاد آیا۔

میرے کمرے وہ فائل پڑی ہے خود لے لو میں فارغ نہیں ہوں یونیورسٹی کا کام الگ اور گھر کا الگ ارے تو کام نہیں کرو گی تو اور کیا کرو گی ہم نے تمہیں روٹیاں توڑنے کے لیے تو نہیں رکھا کھاتی ہو تو کام بھی کرنا پڑے گا۔

فریال اور مریم کی تکرار ہو اور ممانی فری کی طبیعت صاف نہ کریں ایسا ممکن نہیں
چھوڑو امی اسے یہ تو منہ کو آتی ہے ابو کی جیتی ہے نا۔ تو اپنا رعب تو جھاڑے گی ہی۔

مریم کی گل افشانی پر اسے رونا آیا مگر اپنا غصہ برتنوں پر نکالنے لگی

جتن صاف کر کے رات کا کھانا بنا دینا میری تو

جولائی 2014

Digest.pk

سے اتر کر ایک گھر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی
اس نے گاڑی آگے بڑھائی دروازے پر چسپاں نیم
پلیٹ پر کندہ نام دیکھ کر گاڑی آگے بڑھا دی
کمینہ سڑک چھاپ لنگا اسکی ہمت کیسے ہوئی
مجھے راستے میں روک کر فضول ڈائیلاگ جھاڑنے کی
آف اگر کوئی دیکھ لیتا تو کیا ہوتا میری تو پہلے ہی اس گھر
میں کوئی جگہ نہیں ہے اگر کسی کو پتہ چل جاتا تو یہ سوچ
کر ہی اس نے جبر جبری سی لی اور بیڈ پر لمبے لمبے
سانس لینے لگی وہ اس بارے میں مزید کچھ نہیں سوچتا
چاہتی تھی

جب تک ماں باپ زندہ تھے وہ ہر فکر سے آزاد
تھی ہر لڑکی کی طرح وہ بھی پھول بارش کی دیوہنی تھی
مگر باپ کی ناگہانی وفات کے چند سال بعد ماں کا
سایہ بھی سر سے اٹھ گیا تو اسے دنیا کا بھیا تک چہرہ
ابھی رخ از بر ہو چکا تھا دو دھیال میں سب اپنے حال
میں مست تھے اس کا مسئلہ کون حل کرتا چچا گھر میں
اس کے لیے جگہ نہ تھی نہ دل میں اور مجبوراً اسے ماموں
کا سہارا لینا پڑا تھا ماموں اسے بہت ہی پیار کرتے
تھے مگر ممانی اور ان کی بیٹی کو جھیلنا دنیا کا سب سے بڑا
مشکل کام تھا

اب جب یہ مشکل آپڑی تو وہ بہت ہی سہمی
ہوئی تھی اس کو کیا سنانے کے بعد دل چاہ رہا تھا کہ اس
کی باتوں پر یقین کر لے مگر وہ میمانی کو خود سے باتیں
گھڑنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی
خیر خاش صاحب آج آپ اپنا روزانہ آفس
جانے کا ریکارڈ کیوں توڑ رہے ہیں
وہ آج بغیر تیار ہوئے اپنے روم سے نکلا تو تیمور
صاحب نے ناشتے میں اسے چھیڑا
ہاں ناں بابا جان میں نے بھی سوچا کہ آپ
آفس میں اکیلے کام کریں اور آپ کو بھی ذرا موصول
کی اہمیت کا اندازہ ہو وہ بھی انہیں کا بیٹا تھا اس کے ہی
انداز میں ہوا

کی آنکھوں میں غصہ اور حیرت کے آثار دیکھ کر وہ
جلدی سے بولا۔ دیکھیں آپ مجھے غلط مت سمجھیں
میں کوئی ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں پلیز مجھ سے دو منٹ
آرام سے بات کر لیں میں آپ کا زیادہ مانگ نہیں لوں
گا۔۔۔۔۔ ہو گئی تمہاری بکواس کیوں پڑے ہو میرے
پچھے لوگوں کے درمیان مجھے یوں زبردستی روک کر کیا
ثابت کرنا چاہتے ہوں وہ ادھر ادھر دیکھ کر اس پر
دھاڑی

دیکھیں میڈم میں نے آپ سے پہلے ہی کہہ دیا
ہے کہ مجھے غلط مت سمجھیں میں آپ سے بہت پیار
کرتا ہوں آپ کا ایڈریس

اس سے پہلے کہ اس کی بات ختم ہوتی اور اس کا
تھپڑ خاش کے منہ پر پڑتا اس نے غصے سے اس کی
طرف دیکھا لگا ہوں میں ملامت غصہ دکھ اور خوف
سب کچھ تھا جس نے خاش کو شرمندہ کر دیا
تمہیں دیکھ کر لگتا نہیں کہ اتنے مہذب شخص کے
چہرے کے پیچھے اصل چہرہ کون سا ہے آئندہ میرا رستہ
روکنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ بہت برا ہوگا اس کے منہ
سے گویا چنگاڑیاں نکل رہی تھیں ہاتھ بلا کر ٹیکسی روکی
اور اس کی طرف دیکھے بغیر ہی ٹیکسی میں بیٹھ گئی

خاش کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس کو کیسے
روکے اس نے بغیر کچھ سوچتے سمجھتے سے سر راہ روک لیا
تھا مگر اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا تاثیر تھا کہ وہ اپنی
بے ساختہ حرکت پر جتنا شرمندہ ہوتا کم تھا

نہیں میں تمہیں اب نہیں کھو سکتا کیسے
سمجھاؤں پہلی نظر میں ہی دل ہار بیٹھا ہوں اب اپنی
محبت کو نا کام حسرتوں میں شمار ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتا وہ
منہ میں بڑبڑایا اور گاڑی میں بیٹھ کر ٹیکسی کا تعاقب
کرنے لگا جواب نگاہوں سے اونچل ہو رہی تھی اس
نے ٹیکسیلٹر پر پاؤں کا دباؤ ڈال کر گاڑی کو مزید تیز کیا
اور ٹیکسی کے پیچھے لگا دیا اس پر ایک دھن سوار بھی کافی
دیر بعد گاڑی ایک متوسط علاقے میں رکی اور وہ ٹیکسی

جولائی 2014

Digest.pk

ہم تو بس آپ کے پیچھے

جب وہ مجھے گھاس ڈالے گی وہ ثقافت لہجے میں بولا۔
ارے کیوں تم ابھی تک اس سے ملے بھی نہیں
اور ہمیں بے چین کر رکھا ہے اور گھاس کیوں ڈالے گی
ہمارا بیٹا تو ایسا ہے کہ کوئی انکار کر نہیں سکتا عاصمہ بیگم
کے لہجے میں مان تھا۔

میں ان چکروں میں پڑنا ہی نہیں چاہتا میں
ڈائریکٹ اس کے گھر اپنا پر پوزل بھجوا کر اپنی محبت کی
سچائی اس پر واضح کرنا چاہتا ہوں نقاش کے لہجے میں
کچھ ایسا تھا کہ عاصمہ بیگم دل میں بیٹے کی دائمی خوشی کی
دعا مانگنے لگیں۔

امی وہ بہت اچھی لڑکی ہے آپ اس سے مل کر
بہت خوش ہوں گی مریم کی نام ہے اور اس کا ایڈریس
میں آپ کو بتاتا ہوں آپ پلیز جلدی کیجئے میں اسے
کھونا نہیں چاہتا۔ وہ عاصمہ بیگم کے نزدیک بیٹہ کران
کے ہاتھ تمام کر لاجت سے بولا کہ عاصمہ بیگم اس
کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کر کے مسکرا دیں۔

عاصمہ بیگم روشانے کے ہمراہ اس کے گھر اپنا
مدعا لے کر گئیں تو پھر اپنی بات منوا کر ہی واپس
آئیں تیمور صاحب تو کچھ زیادہ ہی خوش تھے سکندر
صاحب ان کے پرانے محلہ دار تھے اور ان کے دیرینہ
دوست تھے اب نئے رشتے کے روپ میں دیکھ کر
نبایت خوش تھے ان کا گھرانہ ماحول سب کچھ پرفیکٹ
تھا روشانے تو گویا وہاں اپنی دوست مریم کو دیکھ کر
نبال ہو گئی۔ اور اب نقاش کی خوب کلاس لے رہی
تھی۔

بھائی آپ تو بڑے مجھے رستم نکلے میری فریڈ پر
ہی دل ہار بیٹھے اور مجھے ہوا بھی نہ لگنے دی جیسی میں
کہوں کہ آپ مجھے کیوں خوشی خوشی یونیورسٹی چھوڑنے
آتے ہیں روشانے مان اسٹاپ بول رہی تھی اور نقاش
صرف مسکرتے پر ہی رہا تھا اس سے تو بھی خواب میں
بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ اتنی جلدی اس کی ہو جائے گی

اوکے ہائے میں یونیورسٹی سے لیٹ ہو رہی
ہوں روشانے نے چیر کو دھکیلے ہوئے کہا اور اپنا بیگ
لینے کمرے کی طرف بھاگی

روشانے جلدی کرو آج میں تمہیں ڈاراب کو
دیتا ہوں نقاش بھی اس کے پیچھے چل پڑا تو تیمور
صاحب بور عاصمہ بیگم دونوں نے حیرت سے اسے
دیکھا۔ ٹھیکس بھائی جان میری اب دلی دعا ہے کہ
آپ کا انتظار جلد ختم ہو روشانے گاڑی سے اترتے
ہوئے شرارت سے بولی اور گیٹ کی طرف بھاگی
جہاں فریال مریم اور دوسری فریڈ اس کا انتظار کر رہی
تھیں کس کے ساتھ آئی ہو تم روشی؟

فری نے دل میں مچلتا ہوا سوال آخر کب ہی ڈالا
نی نقاش بھائی ہیں میرے بتایا تو تھا کبھی ان کے ساتھ
آئی نہیں ماں اس لئے دیکھا نہیں ہے ویسے روشی
ایک بات تو مانتی پڑے گی تم دونوں بہن بھائی ہو بہت
خوبصورت مریم تو چھٹی انداز میں بولی تو فری نے بھی
دل ہی دل میں اس کی تائید کی

آج سنڈے تھا معمول کے مطابق جاگنگ
اور ناشتہ سے فراغت کے بعد وہ لان میں پودوں کی
تراش خراش میں مصروف تھا پھولوں سے لگاؤ اس کو
ورثہ میں ملا تھا ان کے لان میں ہر رنگ کے پھول
تھے۔ نقاش اور تیمور صاحب لائے تھے اور ان کی
حفاظت بھی نقاش خود کرتا تھا مگر آج کل مختلف دشمن کی
وجہ سے کتنے دنوں کے بعد وہ اس کام میں تندی سے
مصروف تھا۔

چھوٹے صاحب آپ کو بیگم صاحبہ بلا رہی ہیں
۔ ملازم کی آواز پر وہ ہاتھ جھانڈ کر لاؤنج میں گیا تو
عاصمہ بیگم نے بات شروع کی۔

ہاں بیٹا کب ظاہر ہے ہیں آپ ہمیں اپنی بہو
سے ہم تو انتظار کر کے تھک گئے ہیں۔

امی جان میں آپ سے اس کو تب ملواؤں گا ناں

جولائی 2014

Digest.pk

ہم تو بس آپ کے ہیں

کیا نکاح دیکھتی ہوں میں بھی کہ آپ میری مرضی کے بغیر کیا کرتی ہیں،

کرلو جو کرنا ہے لڑکے میں کمی ہے جو تم بھر رہی ہو ہم نے نکاح کا اس لیے بالا کہ تمہاری بڑھائی اور دھوری نہ رہ جائے ہوش میں آ جاؤ اور خود کو سمجھا بھی لو مسرت بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کا گلہ بھی دبا دے وہ بارے ہوئے انداز سے انہیں دیکھتی رہی ابو کے سامنے تو بولنے کی بات ہی ناممکن تھی وہ جتنے اچھے تھے اتنے ہی اصولوں اور زبان کے پکے تھے۔

ابھی تو صرف نکاح ہی ہو رہا ہے ناں رخصتی تک کچھ بھی کیا جاسکتا ہے وہ کچھ سوچتی ہوئی پلٹ گئی جب کہ دروندے کے باہر بلا اور وہ این کی گفتگو فریال سن ہو چکی تھی اتنا بڑا دھوکہ اس نے بھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا آنکھوں میں پھیلی نمی کو ہاتھ سے رگڑتے ہوئے وہ کمرے میں جا بند ہوئی کسی پر بھروسہ کرنے کا انجام بھی تو سہنا تھا۔۔۔ دونوں طرف نکاح کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں مریم بھی دل کھول کر تیاریوں میں مصروف تھی مریم بیگم اس کے بدلے ہوئے انداز کو اپنا دیا جانے والا لیکچر سمجھ کر بے فکر تھی جو بھی تھا اب ٹھیک ہو رہا ہے۔

فریال بھی سب کامیوں میں پیش پیش تھی دیے بھی اس نے کونسا وعدے قسمیں کئے تھے فالٹو شے کی طرح تفریح کا ہی سوچا ہوگا یہ خیال اس کو جب بھی آتا دل کرتا وہ سامنے آئے اور اسے جان سے مار دے نکاح کے لیے جوڑا اور جیولری کا سامان دیکھ کر مسرت بیگم اپنی بیٹی کی قسمت پر جتنا رشک کرتی کم تھا خدا خدا کر کے نکاح کا دن آیا فریال نے بوجھل دل کے ساتھ نکاح میں شرکت کی نکاح کے بعد مریم نے خود ہی نقاش سے نہ ملنے کا سوچ کر خود کو کمرے میں بند کر لیا

نقاش کی تو خوشی کا عالم ہی نہیں تھا وہ اسے حاصل کر چکا تھا یہ احساس ہی اسے سرشار کر رہا تھا اس

وہ بہت خوش تھا بہت ہی خوش اس نے اپنی منزل پائی تھی

دیے بھائی مجھے یہ تو بتائیں کہ آپ نے اس کا نم کیسے پوچھا اور اس کے متعلق معلومات کیسے اکٹھی کیں روشانے نے ایک اور ٹاپک چھیڑا تو نقاش اسے ہنس ہنس کے پہلی ملاقات اور اگلا کارنامہ سنانے لگا تھا اور روشانے منہ کھول کر سختی رہی۔

مسرت خاتون کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ان کی بیٹی کے لیے اتنا اچھا رشتہ آئے گا اس کے تو پاؤں زمین پر ٹک ہی نہیں رہے تھے انہوں نے اپنے پیچھے باقی کیلئے مریم کو سوچ رکھا تھا مگر اب باقی اب نہیں دور دور تک دکھائی نہیں دے رہا تھا

ای آپ نے مجھ سے پوچھے بغیر ہاں کیسے کر دی میں خدا خواستہ کوئی موٹی بھدی یا کوئی اپالچ تو نہیں ہوں جس کے متعلق آپ کو اتنا ڈر تھا کہ بغیر میری مرضی جانے ہاں کر دی مریم سے یہ اتنی جلدی برداشت نہیں ہو رہی تھی اور اب مسرت بیگم سے آکر پوچھ بیٹھی اونہ تمہاری مرضی تو میں جانتی نہیں مادہ باقی تمہارے خوابوں میں ہے وہ کچھ نہیں دے سکتا تمہیں مان لو میری بت زندگی سنو رہ جائے گی تمہاری مسرت بیگم نے اپنے تئیں اس کا بھلا چاہا

جس باقی کے خواب آپ خود مجھے دکھائی آرہی ہیں آج وہ کنگلا ہے مجھے کچھ نہیں چاہیے سوائے باقی کے وہ تمام تر تیز بھلا کر چلی

بہت لمبی ہو چکی ہے تمہاری زبان باپ کو پتہ چلا تو آکر کاٹ بھی دے گا خبردار جواب اس منحوس باقی کا نام بھی لیا تو اور ہم تو نکاح کا سوچ رہے ہیں اور ادھر تم یہ نیا ڈرامہ رچا رہی ہو مسرت بیگم جب سمجھ گئی کہ ان کی بیٹی اب پیار سے نہیں مانے گی تو انہوں نے بھی اپنا انداز بدل لیا

2014 لائی

Digest.pk

ہم تو بس آپ کے

نے ابھی تک اپنی دلہن کو نہیں دیکھا تھا رخصتی کی ڈیٹ
چھ ماہ بعد ایگزامز ختم ہونے کے بعد رکھی گئی

نقاش کو بزنس کے سلسلے میں ایبروڈ جانا تھا
خوب صورتیت میں بھی وہ اسے بے حد یاد آتی تھی
پورے ایک ماہ بعد جب واپسی ہوئی تو بلا ارادہ ہی اس
کی انگلیاں دشمن جان کے گھر کا نمبر پر پریس کرنے
لگیں دو بار مل جانے کے بعد فون اٹھایا گیا
ہیلو کون؟ اس کی رسیلی آواز کانوں میں رس
مکھول گئی۔

یہ تو آپ ہی بتائیں کہ ہم آپ کے کون ہیں؟
شرارت سے بھر پور آواز پر فریال جزبز ہوئی سوری
میں آپ کو نہیں جانتی روگ نمبر وہ فون رکھنے ہی والی
تھی کہ وہ بول پڑا ارے واہ ادھر میں اتنا بے چین
ہوں اور ادھر آپ مجھے نہ جاننے کا دعوہ کر رہی ہیں
ایسی بھی کیا بات ہے رعنائی آواز میں شوخی برقرار تھی
اب کے بارہو ٹھنکی یہ آواز وہ پہلے بھی سن چکی تھی اوہ
نقاش صاحب آپ بات کر رہے ہیں سوری جی میں
نے آپ کا ٹائم ویسٹ کیا۔ میں آپ کی وائف کی
کزن ہوں آواز میں نمایاں طنز تھا وہ سنبھلا

تو کیا آپ مریم نہیں ہیں جی نہیں میں مریم نہیں
فریال بات کر رہی ہوں جسے آپ بے وقوف بنانا
چاہتے تھے بار بار رستے میں روک کے پیار کے
دعوے مجھ سے اور شادی کسی اور سے آپ کو شرم بھی نہ
آئی کب سے دل میں چھپا ہوا غبار وہ نکالنے لگی۔

کیا آپ مریم نہیں ہیں؟ میں نے خود آپ کا
نام دیکھا تھا آپ مریم ہی ہوں نقاش تو جیسے ساکت ہو
چکا تھا کبھی کبھی آنکھوں دیکھا دھوکہ بھی ہو سکتا ہے اور
کانوں سنا بھی آپ نے مجھے دھوکہ دیا میں آپ کو کبھی
معاف نہیں کروں گی اس نے روتے ہوئے فون بند
کر دیا۔ نقاش کی آنکھوں میں دھند سی چھانے لگی تھی
اس نے اندھا دھند لڑی گھر کے راستے پر ڈال دی
ہم تو بس آپ کے ہیں

اب سب گر ہیں گھر جا کر ہی کھلیں گئیں
ارے بیٹا تم یوں بغیر اطلاع دئے ہی آگئے
عاصمہ بیگم نقاش کو یوں اچانک سامنے دیکھ کر حیران
ہوئیں مگر اس کے چہرے پر پتھر لیے تاثرات دیکھ کر وہ
پریشان ہوئی

ای جان اس گھر میں مریم کے علاوہ کوئی دوسری
لڑکی ہے؟ ہاں مریم کی کزن فریال ان کے ساتھ ہی
رہتی ہے روشانے نے میگزین سائیڈ ٹیبل پر رکھتے
ہوئے کہا

وہ اپنا سر ہاتھوں میں پکڑ کر صوفے پر ڈھے گیا
یہ کیا کر دیا میں نے اتنی بڑی بے وقوفی۔

اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا جو کچھ سوچا تھا
قسمت کے ایک وار سے سب کچھ ختم ہو گیا وہ سکتے کی
کیفیت میں تھا کہ عاصمہ بیگم کی کچھ انہونی کا احساس
ہوا کیا ہوا کچھ بتاؤ تو کسی اتنے پریشان کیوں ہو۔ اس
نے سر اٹھایا تو اس کی سرخ انگلیارے کی طرح دھکتی
ہوئی آنکھیں دیکھ کر سب کا دل دھک سے رہ گیا جینا
ایسے کیوں دیکھ رہے ہو وہ حقیقتاً فکر مند ہوئیں۔ جس
لڑکی کے لیے میں نے پر پوزل بھجوایا تھا وہ مریم نہیں
فریال ہے اس نے گویا ان کی ساعتوں میں دھماکہ کر
دیا۔ کیا یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟

ہاں میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں ان کے پیروں
تسلے سے زمین سرکی میں فریال کو مریم سمجھ کر اس کے
گھر آپ کو بھجوایا یہ میں نے کیا کر دیا وہ لئے ہوئے
انداز میں بولا۔

روشانے کب سے خاموش کھڑی تھی حیرت
سے سب کی باتیں سن رہی تھی اچانک بولی مگر بھائی
آپ نے خود مریم کا نام لیا تھا اتنی بڑی غلطی کیسے ہوئی
آپ سے۔ اس نے پورا واقعہ دہرا دیا کے اس کے
ہاتھ میں مریم کے نام کی قفل دیکھ کر وہ غلط فہمی کا شکار
ہوا عاصمہ بیگم اس کی اس قدر لاپرواہی پر کھول کر رہ گئی
تم نے اتنا بڑا فیصلہ بغیر کسی چھان بین کے کر لیا اس

مجھے حیرت ہے میرے پاس کچھ نہیں بچتا
میں جب اپنی ذات سے تمہیں تفریق کرتا ہوں
اس سے پہلے کہ وہ مزید سوچوں میں الجھتا
موبائل کی تیز پی نے اسے خیالوں سے چونکا دیا
اس وقت کس کا فون ہو سکتا ہے اس نے موبائل
کان سے لگایا

پہلو آپ نقاش بات کر رہے ہیں مسوائی آواز
بہت محتاط تھی رات کے اس پہر یادوں میں گم اس کی
مداخلت اسے بری طرح کھلی تھی محترمہ نقاش بات
کر رہا ہوں رات کے اس پہر آپ کو مجھ سے کون سا
ضروری کام پیش آ گیا ہے وہ تنگ آ کر بولا پلیز آپ
باراض نہ ہوں میں مریم بات کر رہی ہوں مجھے اس
سے پہلے کہ اس کی بار پوری ہوئی وہ بچھ کر بولا
اوه تو آپ ہیں مریم میں کوئی بات نہیں کرنا
چاہتا تم سے۔ برائے مہربانی آئندہ فون مت کیجئے
گا۔

اور مجھ سے بھی کوئی ایسی ایسی بات مت کیجئے گا
مریم کی آواز نے اسے جلتے تو سے پریشاد یاد کی گئیں
مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ ایسے کیوں بنی ہو کر رہے
ہیں بہر حال جو بھی ہے میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں
اور میرا آپ سے ملنا بہت ہی ضروری ہے میں آپ کو
کسی بھی دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتی کل تجھے بچے
ہماری یونیورسٹی ہے عقب میں جو ریسنورنٹ ہے وہاں
آجانا وہ تحصیل سے بولتے ہوئے بغیر اس کی بات
سے ٹھک سے فون بند کر گئی وہ موبائل ہاتھ میں لئے
کھڑے کا کھڑا رہ گیا اس کی باتیں اس کوئی ابھن
میں بتلا کر چکی تھیں وہ جانا تو نہیں چاہتا تھا مگر اسکی
دو معنی باتوں نے اسے جانے پر مجبور کر دیا تھا وہ
ریسنورنٹ کے قدرے تاریک کونے میں بیٹھ کر اس کا
انتظار کرنے لگا

ایک سکھ ذمی نسوائی آواز پر وہ چانک کر اسے
دیکھنے لگا مگر بن گھر جدید تاش والے لباس میں ملبوس

سے بات تو کرتے کچھ معلوم تو کرتے مگر اب کچھ نہیں
ہو سکتا تمہارا نکاح اب مریم سے ہو چکا ہے اب جو کچھ
تمہارے دل میں ہے اسے بھول جاؤ مجھے تم سے ایسی
بے وقوفی کی توقع نہیں تھی عاصمی بیگم غصوں لہجے میں
کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک منٹ بھائی ذرا
ٹھہریں میں نے اپنے موبائل میں مریم کے منہ
کرنے کے باوجود بھی اس کی تصویریں لی ہیں میں
ابھی لاتی ہوں آپ دیکھیں تو کسی کیا پتہ کس انڈر
شیڈنگ ہو رو شانے یہ کہتے ہوئے جلدی سے
موبائل اٹھا لائی اور نقاش کو تھا دیا نقاش نے جیسے ہی
تصویر دیکھی ٹھک گیا وہ تصویر میں موجود تھی ہمیشہ کی
طرح مبہوت کر دینے والے حسن کے ساتھ مگر دلہن
کے روپ میں نہیں دلہن بنی مریم کے پہلو میں اس کی
رہی کسی امید بھی دم توڑ چکی تھی کھولتے ہوئے دماغ
کے ساتھ ہاتھ میں پکڑا ہوا موبائل دیوار کے ساتھ
دے مارا جو ٹکڑ کر جا بجا پر زوں میں تبدیل ہو گیا

کون کہا تا ہے محبت خالی ہاتھ رکھتی ہے

اواس شامیں ویران زندگی

سونے راتے ٹوٹا دل

یہ سب ملی محبت کی سوغات

ہمیں تو کچھ بھی نہ دیتے ہوئے

محبت نے سب کچھ دے دیا

کیا میں اس کو بھول سکتا ہوں اس کے بغیر اپنی
زندگی کی شروعات کر سکتا ہوں۔

رات چاروں طرف اپنے پر پھیلا چکی تھی جب
وہ کھڑکی میں کھڑا جانے تو تکتے ہوئے اپنا دل مٹولنے لگا
اس نے ایک بل کے لیے اسے ہر منظر سے ہٹاتے
ہوئے سوچا مگر اسے یوں محسوس ہوا کہ اس کی سانسیں
رکنے لگی ہیں وہ اب نشے کی طرح اس کی رگوں میں
سراست کر چکی تھی اس کو بھلانا ناممکن تھا بے اختیار
اسے ایک شعر یاد آیا

جولائی 2014

جولائی 24

Digest.pk

اٹھ کر ٹیبل پر بیٹھ گئے ڈالنا شروع کر دے مگر یہ بات اتنی سہل نہیں تھی جتنی وہ سمجھ رہی تھی آپ کا کیا خیال ہے کہ حقیقت معلوم ہونے کے بعد میں نے یہ نہیں سوچا ہوگا بابا جان کے آپ کے والد کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے اور ان کی عزت ختم ہونے کا سوچ کر مجھے یہ ممکن نہیں لگتا کیا آپ خود مجھ سے خلع نہیں مانگ سکتی نقاش جلدی سے بولا۔

جو مجبوری آپ کی ہے وہ وہی میری بھی ہے میں تو بہر حال ثاقب سے ہی شادی کروں گی مگر میں نے سوچا کہ مرد ہونے کے ناطے آپ آواز اٹھا سکتے ہو اس نے چالاکی سے اس کی مردانگی پر وار کیا وہ غصے سے کھول اٹھا

شٹ اپ مجھے طعنہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے طلاق کی ضرورت تمہیں ہے لہذا تم ہی کچھ کرو تو گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں آپ کے مجھے ڈانٹیں دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ خوش ہیں اس نے پانسہ پلٹا

میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا وہ شینٹا اٹھا تھا تو چلو ٹھیک ہے اگر آپ نہیں چاہتے تو میں بھی اپنے موقف سے ہٹ جاتی ہوں وہ اٹھتے ہوئے بولی تو وہ حینکار پریشان ہوا اٹھا تھا وہ تو کچھ ایسا کرنا چاہتا تھا کہ سانب بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے مگر اسے لگ رہا تھا کہ ایسا ناممکن ہے لو کے ٹھیک ہے میں خود بھی تمہارے ساتھ اس نام نہاد رشتے میں بندھنا نہیں چاہتا میں خود تمہیں طلاق بھیج دوں گا جب پیار کیا تو ڈرنا کیا وہ ایک عزم سے کہتا ہوا اٹھ کر چلا گیا جبکہ مریم سرشار کھڑی گلاس ڈور سے دھمکتی رہی

نقاش نے گھر میں بات کی تو طوفان کھڑا ہو گیا تیمور صاحب کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ نقاش کو اٹھا کر باہر پھینک دے تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے اسی لئے ایسی ہلکی ہلکی باتیں کر رہے ہو تمہارا کیا خیال ہے کہ جو

وہ ابھی خاصی خوبصورت تھی مریم نقاش نے سوالیہ انداز سے آہرو آچکا اور اثبات میں سر ہلاتی ہوئی اسکے سامنے چہرہ حکیل کر بیٹھ گئی

جی فرمائیے کیوں بلایا ہے آپ نے مجھے یہاں پر وہ دنیا جہاں کی بےزاری لہجے میں سو کر بھولا آپ ہیں ہی اتنے آدم بیزار یا پھر خود کو ایسا شو کر رہے ہیں وہ اسی کے انداز میں بولی

میرا ہائیڈینا معلوم کرنے کے بجائے جس مقصد کے لیے مجھے یہاں بلایا ہے وہ واضح کریں میرے خیال میں زیادہ بہتر ہوگا لہجہ سابقہ تھا ظاہر ہے وہی بات کروں گی آپ نے اپنا پر پوزل میرے گھر کیوں کھوایا جبکہ میرے خیال میں آپ نے مجھے دیکھا تک نہیں ہے وہ کام کی بات تک آئی

میں نے اپنا پر پوزل آپ کے گھر کھوایا تھا آپ کے لیے نہیں کسی اور کے لیے وہ باہر کی طرف دیکھنے لگا کسی اور کی طرف کہیں آپ کا اشارہ فریال کی طرف تو نہیں ہے وہ چونک کر بولی۔

ہاں مجھے غلط فہمی ہوئی تھی جس کا نتیجہ بھگت رہا ہوں اس کا دکھ پھر سے تازہ ہو گیا

گذاب تو مجھے اپنی بات واضح کرنے میں اور بھی آسانی ہوگی اس کی خوشی سے چمکتی آواز نے نقاش کو ششکا دیا۔ کیا مطلب؟

بات تو بہت ہی سہل سی ہے آپ فریال سے شادی کرنا چاہتے ہیں اور میں ثاقب سے مگر بد قسمتی سے ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بندھ گئے ہیں مگر اب ہم مزید اس بندھن کو قائم نہیں رکھ سکتے وہ اس کو سمجھاتے ہوئے بولی

اور تو اس کا مطلب ہے ڈالنی ورس۔ نقاش کو سمجھ آگئی تھی اس کی بات سائی کے دہاؤ کی وجہ سے میں اس رشتے پر راضی تو ہو چکی تھی مگر ثاقب کو چھوڑنا میرے بس میں نہیں ہے آپ مجھے ڈانٹیں دے کر اپنا اور میرا رشتہ صائب کر سکتے ہیں نقاش کا دل چاہا کہ

سمجھا کر تھک چکا ہوں مگر کوئی میری بات نہیں مان رہا
سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کروں موبائل کان سے
لگائے ناچا رنگی سے نقاش کی آواز ابھری
میں تو کسی سے بات بھی نہیں کر سکتی اب تو میرا گلہ
دبا دیں گئے

تم نے فریال سے بات کی وہ سمجھ رہی ہے میں
اسے دھوکہ دینا چاہتا تھا تم پلیز میری بات اس سے
کرنا وہ میں تمہاری اس سے بات تو نہیں کرنا سکتی اور
نہ ہی وہ تیار ہوگی مگر میں نے اپنی ملاقات کا سب کچھ
بتا دیا ہے مگر وہ ہماری کچھ مدد نہیں کر سکے گی وہ شروع
سے ہی ڈر پوک ہے مریم کے لہجے میں بے بسی تھی مگر
آگے سے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے ایک فقرہ کہہ کر
موبائل بند کر دیا اب جو کرنا ہوگا مجھے ہی کرنا ہوگا میں
اتنی بڑی قربانی نہیں دے سکتی نقاش تھک کر موبائل کو
دیکھنے لگا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ مریم نے جو معصوم ارادہ
کیا ہے وہ پورا بھی کرے گی یا نہیں۔

صبح سو کر اٹھا تو ایک نئی خبر سنی جو ناشتے کی ٹیبل پر
تیجور صاحب اور عاصمہ بیگم نے اسے نظریں چراتے
ہوئے کہا کہ مریم گھر چھوڑ کر چلی گئی ہے سکندر صاحب
کا فون آیا تھا وہ بہت شرمندہ تھے اور کہاں گئی ہے کسی کو
کچھ پتہ نہیں ہے۔ ہم نے اپنے بیٹے کے لیے کیا کچھ
نہیں کیا سوچا تھا مگر اتنی ذلت و رسوائی تو میں نے
خواب میں بھی نہیں دیکھی تھی عاصمہ بیگم ڈوپٹہ منہ پر
رکھ کر پھپھکی کر رہی تھیں وہ بے تاسر لگا ہوں سے
سے ان کی طرف دیکھتا رہا مریم سے اس جلد بازی کی
اسے تو قلع نہ تھی

ہم آپ سے بہت ہی شرمندہ ہیں وہ میرے سر
میں تو خاک ڈال کر چلی گئی مگر آپ کے لیے بھی
شرمندگی چھوڑ گئی مجھے گھر پہلے سے ہی پتہ ہوتا تو میں
خود اسے ناگہب کے مرا جج دیتا مگر یہ ذلت تو نہ ہوتی
جوان بیٹی کے گھر چھوڑ جانے پر سکندر صاحب کے

تمہارا دل چاہے گا وہ کرو گے اور ہم تمہارا ساتھ دیں
گے بابا جب میں کسی اور کو چاہتا ہوں تو کیوں اس کو
اسنے ساتھ باندھتا پھروں میں اس کیساتھ خوش نہیں
رہ سکتا آپ سمجھتے کیوں نہیں ہیں وہ ان کو سمجھا سمجھا کر
تھک چکا تھا تم نے پہلے ہمیں سکندر صاحب کے گھر
بھیجا ہم وہاں گئے یہاں تک تمہارا نکاح ہو چکا ہے
ان کی بیٹی سے اور اب تم کہہ رہے ہو کہ تم اس کو طلاق
دے رہے ہو تمہاری کچھ عزت بے عزتی ہونہ ہو مگر ہم
عزت دار لوگ ہیں اور ان کو یہ دکھ کیسے دے سکتے ہیں
میں کہہ رہا ہوں یہ خناس نکال دو دماغ سے اور بائپ
کر لے لے سانس لینے لگے عاصمہ بیگم گھبرا کر کبھی
تیجور کی اور کبھی نقاش کی طرف دیکھ رہی تھی روشانے
الگ گھبرائی ہوئی ایک کونے میں کھڑی تھی اس میں
صرف میری خوشی نہیں ہے بابا جی مریم بھی یہی چاہتی
ہے کہ میں اسے ڈائیورس دوں بس خاموش ہو جاؤ اور
اب ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نہ نکالنا اور نکل جاؤ اس
گھر سے نا انجار، نا لائق اسے مقصد کے لیے اس بیٹی
پر الزام لگانا ہے یہی تربیت تھی تمہاری

تیجور غصے میں گھرے ہوئے نقاش کی طرف
بڑھ رہے تھے کہ عاصمہ بیگم نے بھٹک کر ان کا بازو
تھام لیا اور ان کی منت سماجت کرنے لگی آپ قصہ نہ
کریں آپ کی صحت کے لیے اچھا نہیں ہے اور
ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ ہم ان سے فریال کا ہاتھ
مانگ لیتے بس کرو بیگم تم صرف خود غرض ہو کر اپنے
بیٹے کے بارے میں سوچ رہی ہو ان کے بارے میں
بھی سوچو کہ ایک بیٹی کو طلاق دینے کے باوجود وہ ہمیں
دوسری بیٹی کا ہاتھ دیں گے بھی نہیں شادی کسی گڑیا کا
کھیل نہیں ہے میں سمجھاؤں گی نقاش کو وہ جذباتی ہو
کر کہہ رہا ہے ٹھنڈے دماغ سے سوچے گا تو ہماری
بات سمجھ میں آ جائے گی عاصمہ پر امید انداز میں کہہ
رہی تھی اور نقاش تن فین کرتا ہوا ستر حیاں چڑھ گیا
ممکن ہر ممکن طریقے سے گھر والوں کو اپنی بات

تعب اتنی نفرت ان کے دل میں اس کے لیے کیوں تھی مگر اس کی خدمت کا صلا اسے ان نظروں میں ڈوبنے کے نشروں سے ملا تھا۔

اسے مریم نے نقاش کی محبت کا یقین دلادیا مگر فریال ان دونوں کے بیچ میں نہیں آنا چاہتی تھی کہ جو بھی تھا وہ اب شادی شدہ تھا مگر اب جب اس کا رشتہ فریال کے لیے آیا تو ممانی نے اسے بتائے بغیر ہی فریال کے رشتے سے انکار کر دیا تھا اسے یقین نہیں ہو رہا تھا مگر یہ سب حقیقت ہی تھی۔

ماموں جان آپ نے مجھے بامعنی میں ایسا سوچ بھی کیسے لیا کہ میں آپ کا سر جھکے دیتی آپ ایک بار مجھ سے کہتے تو وہ کب کی ٹھنڈی ہوئی جائے لے کر بہن میں چلی گئی ماموں جان میں چچا کے گھر جا رہی ہوں وہ مجھے آج آکر لے جائیں گے انہوں نے خود مجھے فون کر کے تیار رہنے کا کہا ہے آپ کو ابھی اس لیے بتا رہی ہوں کہ آپ رات جلد سو گئے تھے بھرم قائم رکھنے کے لیے وہ جھوٹ پر جھوٹ بولنے لگی تھی

جو تمہاری مرضی جیسا تمہارا دل کرے ویسا ہی کرو ہم کون ہوتے ہیں تمہارا فیصلہ کرنے والے ماموں جان کے بیگانگی سے کہنے پر بھی وہ اس امید پر ان کے پاس کھڑی رہی کہ کچھ تو پوچھیں گے مگر کافی دیر کے بعد وہ اپنی آنکھوں میں آنسوؤں کو دھکیلتے ہوئے وہ کمرے میں جکر اپنا سامان پیک کرنے لگی ممانی کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے اس کی اچانک روانگی پر اس نے تو تقریباً گھر کے سارے کام سنبھال رکھے تھے۔۔۔ اب کیا ہوگا وہ سر قدام کر سوچنے لگی تھی وہ چاچا کے ہمراہ چلی گئی چچا کے بے زار اور گہے دیئے والے دروئے نے ان کو یہ ظاہر کر دیا کہ وہ یہاں اپنی مرضی سے گئی ہے چچا کے کہنے کا تو شاید بہانہ تھا

اس واقعے کو کئی ماہ گزر چکے تھے مگر نقاش کو یوں محسوس ہوتا کہ کل کی بات ہے فریال کا اس کے پیار کا

کندھے ڈھے گئے تھے اور سر شرمندگی سے جھک گیا جو ہونا تھا وہ ہو چکا اللہ تعالیٰ جو ان نسل کو ہدایت دے اور گمراہ ہونے سے بچائے تیمور صاحب سے سکند کی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی جو غلطی میری بنی کر چکی ہے اب اس کا لڑا لہ ممکن نہیں وہ تو یہ بھی بھول چکی ہے کہ شادی شدہ ہے مسرت خاتون رنجیدہ ہونے لگی وہ شادی شدہ ہے نہیں بلکہ گئی کل رات ہی اس کی طرف سے قطع کا نوٹس آیا ہے اور وہ گئی ازالے کی بات تو آپ فریال کا ہاتھ ہمیں دے کر یہ کر سکتی ہیں کیوں کہ لوگوں کو پتہ ہے کہ نقاش اس گھر کا داماد ہے عاصمہ بیگم کوئی گلی گھنی رکھے بغیر ہی پولیس سکندر اور مسرت دونوں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

یہ کیسے ہو سکتا ہے ہم اس کی مرضی کے بغیر کے یہ کیسے کر سکتے ہیں اور نقاش راضی ہو گا اس پر کیا مسرت خاتون اچھے سے بولی۔

آپ نقاش کی مرضی کو چھوڑیں وہ ایسا ہی کرے گا جو ہم اس سے کہیں گے آپ صرف فریال بیٹی سے پوچھ کر ہم کو بتادیں تیمور صاحب نے بات ختم کو ڈالی

فریال چائے بنا کر ماموں کے کمرے میں انگو دینے جا رہی تھی مگر کمرے میں ہونے والی گفتگو کے چند الفاظ سن کر وہ وہی رک گئی اس کا دستک دینا دل اس ک پہلو میں گر گیا میں نے تو سوچا تھا کہ ہماری بیٹی سے جو غلطی ہوئی ہے وہ ناقابل معافی ہے مگر اس کی سلامتی تو فریال کے ہاتھ میں تھی مگر میں پھر بھی بھول چکا تھا کہ اس کی اپنی بیٹی منہ کالا کر چکی ہے تو پرہیز کیا امید

ان کی گفتگو کا کو یہ لفظ بھی اس کے پلے نہیں پڑ رہا تھا میں نے تو اسے بہت د سمجھایا کہ بیٹی ہماری عزت رکھ لو مگر اس نے تو مریم کا طعنہ دے کر ہی مجھے چپ کر دیا اب میں کیسے اس کا انکار اقرار میں بدلوں ممانی کی باتوں نے اسے برف کی سل بنا دیا تھا

جولائی 2014

Digest.pk

ہم تو بس آپ کے ہیں

ناہید جو تیمور صاحب کی دور پار کی رشتہ دار تھی اس نے عاصمہ بیگم کو جس لڑکی کے بارے میں بتایا تھا روٹاں اور عاصمہ بیگم جب اس سے مل کر آئیں تو خوشی ان کے چہرے سے پھوٹ رہی تھی

بھائی لڑکی بہت ہی اچھی ہے آپ دونوں کی جوڑی بہت پیاری لگے گی سچی میں بہت خوش ہوں وہ وقتاً فوقتاً اپنی خوشی کا اظہار کرتی رہی

آپ خود بھی جا کر لڑکی اوکے کر دیں مجھے امید ہے میں نے جو بہو پسند کی ہے آپ کو وہ بہت اچھی لگے گی چھوٹا سا متول گھرانہ ہے ہمیں تو لڑکی کے سوا کچھ بھی نہیں چاہئے

کسی جلدی سے سب کچھ بھول گئے یہ لوگ اور میں چاہ کر بھی نہیں بھلا سکا

عاصمہ بیگم کو تیمور صاحب سے باتوں میں مگن دیکھ کر نقاش نے سوچا کیا میں کسی اور کیساتھ خوش رہ پاؤں گا نہیں بلکہ رہنے کی کوشش کر سکوں گا

لڑکی والوں کی رضا مندی لے کر تیمور والوں نے شادی کی تیاریاں شروع کر دیں تھیں دلہن کی سب چیزیں تو پہلے سے ہی تیار تھیں باقی ضرورت کا کام تیمور صاحب خود ہی کر رہے تھے نقاش نے بھی ان کا ہاتھ بٹھانے کی ضرورت محسوس نہ کی وہ خود کو ایک لڑکی تصور کر رہا تھا جو اپنے ماں باپ کی خوشی کے لیے قربان ہو رہی تھی

خدا خدا کر کے شادی کا دن بھی آگیا گولڈن شیر وانی میں اپنے مفرد نقش اور ساحر پر سنائی کے ساتھ وہ کوئی یونانی دیوتا لگ رہا تھا آنکھوں پر چھائی بیگم کی اور چہرے پر سچے پتھر لے تاثرات کے ساتھ کوئی اسے دیکھ کر یہی کہہ سکتا تھا کہ اس کی شادی مرضی سے نہیں بلکہ گن پوائنٹ پر کی جا رہی ہے

ٹاج ناے پرسائن کرتے وقت دوسرا نام دیکھ کر اس کا ہاتھ ایک لمحے کے لیے رک سا گیا مگر اس

مذاق اڑانا اس کا رشتے سے انکار کرنا سب خواب لگ رہا تھا محبت کرنے کی سزا ملی تھی یا یکطرفہ محبت کی وہ تو بالکل بھی نہیں سوچنا چاہتا تھا جتنا اس کے بارے میں سوچتا پرانے زخم پھر سے ہرے ہونے لگتے تھے

جنا میں نے تمہارے لیے یہ لڑکیا دیکھی ہیں جو پسند ہو تا دو عاصمہ بیگم نے چند تصاویر اس کے سامنے رکھیں

مجھے شادی نہیں کرنی جب وہ نہیں تو کوئی بھی نہیں آپ کیوں یہ سب کر کے میرا دل دکھا رہی ہیں اس نے دیکھے بغیر ہی تصویریں صوفے پر پت پٹ دیں اور کیوں اس کے لیے خود کو روگ لگائے بیٹھے ہو جب اسے تمہاری پروا نہیں تو بھول جاؤ اس کو کیوں سراب کے پیچھے بھاگ رہے ہو

بھاگ کہاں رہا ہوں میں تو سراب کے پیچھے بھاگ بھاگ کر تھک چکا ہوں تکی داماد ہو چکا ہوں اس کے سیاست مجھے لہجے سے عاصمہ بیگم کا دل کٹ کر رہ گیا

اسی لیے تو کہہ رہی ہوں کہ شادی کر لو تو نئی زندگی میں مشغول ہو کر سب کچھ بھول جاؤ گے اگر تمہاری ان لڑکیوں میں کوئی پسند نہیں تو کوئی بات نہیں ناہید کے محلے دار ہیں بہت ہی اچھی لڑکی ہے پڑھی لکھی ہے اور سلیقہ شعار ہونے کے ساتھ ساتھ بہت پیاری بھی ہے مجھے ناہید نے سب تفصیل سے بتایا ہے میں خود جا کر لڑکی دیکھ کر آؤں گی دیکھو بیٹا مجھے مایوس مت کرنا مجھ سے اب یہ سب برداشت نہیں ہو رہا۔ وہ رقت زدہ لہجے میں کہتے ہوئے رو پڑی تو نقاش نے ان کے ہاتھ تھام کر چہرے پر ہنس دیا جیسے آپ کی مرضی آپ کریں مگر پلیز یہ آنسو پونچھ لیں

عاصمہ بیگم اپنے فرما بردار بننے کو دیکھنے لگیں جس کی خوشی کے لیے وہ ہر ہلکا سا دعا گو تھیں

جولائی 2014

جولائی 2014

Digest.pk

کر آپ کے ساتھ چل رہی ہوں کہ موقع ہی نہ ملا
دل کو زبان دینے کا تو پھر انکار کیسے کرتی وہ بھی جب
ماموں کی عزت کا سوال تھا یہ سب تو ممانی کی ہی
سازش تھی مگر چھوڑیں اس بات کو جو گزر گیا سو گزر گیا
جو کل آئے گا وہ صرف ہمارا ہے وہ ایک جذب سے
بول رہی تھی چلو اس بہانے یہ حقیقت تو کھلی کہ تم بھی
مجھ سے پیار کرتی ہو وہ اس کے رعنائی ہاتھ تمام کر
سرشاری سے بولا۔ اس میں بہانے کی کیا بات ہے جو
میرا ہے وہ میرا ہے اور اس کا اظہار میں پوری دنیا کے
سامنے کر سکتی ہوں۔ اتنی ہمت ہے تم میں وہ اسے
چھیڑتے ہوئے بولا۔

ہمت پہلے نہیں تھی مگر اب آپ کی ہمراہی بہت
باہمت ہوں ایک احساس سا سرشار کر رہا تھا کہ کوئی تو
ہے جو میرا ہے جو میرا اعتماد میرا بھروسہ ہے اس کی
ہمراہی میں جو دکھ بھی ملے خوشی سے سہ لوں گی
بشرطیکہ وہ ہمیشہ ساتھ رہے تو پر دو گے میرا ساتھ تمام
زندگی تمام عمر پر لکھ رہی۔

اس نے امید کا دامن تمام کر نقاش کے سامنے
بہتیلی پھیلا دی جو اب اس نے فریال کا نازک سا ہاتھ
اپنے مضبوط ہاتھوں میں لے کر ایک تحفظ کا احساس
دلا یا اور اس کے کانوں میں مدھم سی سرگوشی کی اب تو
میری دنیا تمہارے ہی ساتھ ہے تمہارے ہی ساتھ
زندگی کے ہر نقش میں رنگ بھرنے ہیں میں تو پہلے بھی
تمہارا تھا اب بھی تمہارا ہوں اور تمام عمر تمہارا ہی
راہوں کا نقاش نے فریال کو رنگ پہناتے ہوئے دل
ہی دل میں سجدہ شکر بجالایا تھا اور اس کریم کا شکر ادا کیا
جس نے اسے خالی ہاتھ نہیں رکھا تھا زندگی کی ہر خوشی
سے ہمکنار کیا تھا اور اب کسی چیز کی چاہ باقی نہیں رہی
تھی۔

قارئین کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے
ضرور آگاہ کیجئے گا۔

نے جلدی سے سائن کر دیئے اور کسی اور کو زندگی کا
ہمسفر بنالیا آدمی رات گزر جانے کے بعد جب شادی
کا ہنگامہ تھا تو اس نے کلائی پر بندھی گھڑی پر نگاہ ڈالی
جو رات کے ساڑھے بارہ بج رہی تھی وہ تھکے قدموں
کے ساتھ کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا کہ عاصمہ بیگم کی
آواز کے ساتھ چونک پڑا۔ آپ ابھی تک جاگ رہی
ہیں ہاں تمہارا انتظار کر رہی تھی بیٹا میری تو دعا ہے کہ
پوری زندگی خوش رہو زندگی کا ہر پل ہر لمحہ تمہارے
لیے خوشیوں کا پیغام بن کر آئے بیٹا تم اپنی بیوی کو تھک
دینا مجھے بتا ہے کہ تم نے ابھی تک کچھ بھی نہیں لیا ہوگا
پھر وہ آہستگی سے کمرے کی جانب بڑھ گیا اور دروازہ
کھولا تو دلہیز پر ہی کھڑا رہ گیا پورا کمرہ گلاب اور
موتیوں سے بھرا ہوا تھا پھولوں کی مسکور کن مہک نے
ماحول کو خوشگوار بنایا ہوا تھا وہ مضطرب ہو کر ٹپٹپٹ لگا تھا
کیا ہوتا اگر اس کی جگہ وہ ہوتی تو زندگی کا سفر
کتنی خوشی اور راحت سے گزر جاتا مگر وہ یہ سب سوچ
ہی سکتا تھا

کیا اپنی شادی کے روز آپ نے پیدل مارچ کا
عہد کیا تھا؟

شرارت سے بھر پور آواز پر وہ سرنگ کی طرح
اچھلا یہ آواز تو وہ لاکھوں گردنوں میں بھی پہچان سکتا
تھا تیر کی طرح وہ اس تک پہنچا اور جلدی سے ٹھونکٹ
اٹھا دیا مگر یہ کیا سامنے وہ پرئی چہرہ اسے ٹکوتی خسن
کے ساتھ براجمان تھی نقاش پر مارے خوشی کے سکتا ہو
گیا اتن تم وہ بڑی مشکل سے بولا۔

ہاں میں یعنی فریال نقاش تو کیسا لگا میرا سر پرانز
وہ نچلا ہونٹ شرارت سے دانتوں تلے دبا کر
بولی

سر پرانز۔ میرے رشتے سے تمہارا انکار کرنا اور
پھر اپنے چچا کے گھر چلے جانا وہ ناگہمی سے بولا۔
میں نے بھی ابھی اظہار تو نہیں کیا تھا مگر جو محبت
آپ مجھ سے کرتے ہیں اس محبت میں میں بھی قدم ملا

ہم تو بس آپ سے ہیں جواب نمبر 129 جولائی 2014

Digest.pk

وہ دس روپے

تحریر۔ ملک علی رضا۔ فیصل آباد

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین آپ سب کی خدمت میں ایک ایسی کہانی ہے جو آپ کے دل کو اچھی لگے گی اور ایک سبق آموز کہانی ہے میں نے اس کا نام۔ وہ دس روپے۔ رکھا ہے
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ سعید تھا وہی طالب علم جس سے میں نے کالج میں دس روپے ادھائے تھے مجھ سے بڑا غلوں سے ملا پوچھنے پر معلوم ہو کہ اسکے ایک رشتہ دار آرے میں جن کو لینے وہ وہاں آیا تھا کالج کی سہانی یادوں کا ذکر چمڑ گیا اور اس تقریب کے حوالے سے مجھے یاد آ گئے جو میں نے اس سے ادھائے تھے میری جیب میں اس وقت صرف پانچ روپے تھے میں نے مناسب سمجھا کہ فی الحال ان دس روپے کا ذکر مناسب نہیں۔

شاید وہ بھی مردنا تقاضا نہ کر رہا تھا میں نے سوچا کہ اس کے گھر کا پتہ معلوم کر لوں تاکہ وہاں جا کر اس کو واپس کر دوں گا چنانچہ اس کے گھر کا پتہ معلوم کر لیا پھر کافی دن گزر گئے میں اسے ادھار واپس دینا پھر بھول گیا۔

ایک دن میں بازار سے گزر رہا تھا کہ کسی نے پیچھے سے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا مڑ کر دیکھا تو سعید تھا اب پھر مجھے ان دس روپوں کا خیال آیا حیرت کی بات تھی کہ میں گھر سے جو رقم لے کر آیا تھا وہ خریداری میں صرف کر دی تھی اب چند روپے باقی تھے میں اس سے گونہس گونہس کے باتیں کر رہا تھا۔

کالج میں ادنیٰ گروپ کی جانب سے کوئی تقریب تھی جس سے کچھ روز پہلے گروپ کے انچارج پروفیسر نے تمام لڑکوں سے کہا کہ وہ اپنے اپنے حصے کے چندے کی رقم جلد از جلد جمع کروادیں جو کہ دس روپے فی کس بھی چندہ وصول کرنے کے لیے ایک دن تعین کر لیا گیا۔

سب لڑکوں نے اس دن دس دس روپے جمع کروائے میرے پاس اس دن اتفاق سے کوئی پیسہ نہیں تھا اس لیے میں نے ایک ہم جماعت سعید سے ادھار لے کر جمع کرادیئے تقریب منعقد ہوئی اسی گہما گہمی میں دن گزرتے رہے یہاں تک کہ کالج کی سہانی زندگی سے رابطہ ختم ہو گیا۔

سب دوست چمڑ گئے میں بالکل بھول چکا تھا کہ میں نے کسی سے دس روپے ادھائے تھے جن کو واپس کرنے کا میں اخلاقی طور پر پابند ہوں نہ ہی اس نے بھی تقاضا کیا۔

کوئی چھوڑے قریب ایک برس بیت گیا تھا ایک دن میں ریلوے سٹیشن گیا جہاں ایک دوست کو الوداع کہتا تھا وہاں اچانک ایک ٹنڈا سا چہرہ نظر آ گیا جی ہاں

وہ دس روپے جواب عمر 130 جولائی 2014

دل میں ایک شخص سی انھی دس روپے کا نوٹ مجھ کو آج کی طرح جلا رہا تھا۔

میں واپس مڑا بازار کی گلی پر ایک پھولوں والی دکان تھی میں نے وہاں سے دس روپے کے ہار لیے اور دو بارہ سعید کے مکان پر آ گیا اس کے گھر کھرام چھا ہوا تھا جوان بیٹے کی موت نے والدین سے بڑھاپے کا سہارا چھین لیا تھا۔

لوگ آ رہے تھے ان سے تعزیت کر رہے تھے میت کو غسل دیا جا رہا تھا تھوڑی دیر میں میت کی مسبری گلی میں رکھ دی گئی میں نے قریب جا کر دیکھا سعید سفید کفن اوڑھے ابدی غنیمت سو رہا تھا۔

میں نے وہ پھولوں کے ہار اس کی میت پر رکھ دیئے اور گرفتہ دل واپس آ گیا۔

قارئین دعا کیجئے گا کہ میرے دوست کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین یہ قارئین کیسے لگی میری داستان ضرور بتائے گا آپ کی قیمتی آراء کا بے چینی سے انتظار رہے گا امید تو ہے کہ سب کو پسند آئے گی مجھے آج بھی وہ دس روپے سانپ کی طرح ڈستے ہیں مجھے یہ احساس تو ہوا ہے کہ کسی سے ادھار نہ لوں اگر لوں تو اپنے وعدے کے مطابق واپس کروں میں اپنے رب سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے یہ دس روپے معاف کر دے جو دن رات تڑپاتے ہیں۔

قطعہ

آجا میں اپنے ہاتھوں سے تجھ کو سنوار دوں
تجھ پر جو انھیں گی بری نظریں اتار دوں
تو سوچ بھی نہ پائے گی میرے تصورات کو
سمندر کے قطروں سے بھی زیادہ تجھ کو پیار دوں
ریاض احمد

مگر دل ہی دل میں شرمندہ دور رہا تھا۔

سعید نے مجھے اس کے گھر آنے کا وعدہ یا د دلایا میں نے عنقریب اس کے گھر آنے کا وعدہ کر لیا جب بھی اس سے ملاقات ہوتی شوخی میں میری قسمت میری جیب میں دس روپے بھی نہ ہوتے تھے۔

ایک دن وہ مجھے بازار میں مل گیا وہ جلدی میں تھا اس نے مجھے بتایا کہ اسے یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا ہے جاتے جاتے اس نے پھر مجھے یاد دلایا کہ میں نے اس کے گھر آنے کا وعدہ پورا نہیں کیا اس ملاقات کے چند روز بعد ہی ایک شب میں گھر میں لینا دیڈ یون رہا تھا یونیورسٹی میگزین کا پروگرام آرہا تھا طلبہ اپنی نگارشات سنارہے تھے اب سعید اپنا افسانہ دس روپے آپ کے سامنے پیش کریں گے آواز میرے کانوں میں گرائی میں نے وہ آواز فوراً پہچان لی یہ وہی سعید تھا جس سے میں نے دس روپے ادھار لیے تھے وہ اپنا افسانہ سنارہا تھا اور میں خود کو زمین میں گڑتا محسوس کر رہا تھا۔

اس نے افسانے میں انہیں دس روپیوں کا موضوع بنایا تھا جو اس نے مجھے ادھار دیئے تھے اس نے ان تمام ملاقاتوں کا اس میں ذکر کیا جو میری اور اس کی کالج چھوڑنے کے بعد ہوئی تھیں میں افسانہ سنتا جاتا اور خود کو مجرم محسوس کرتا جاتا تھا میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ سعید ان دس روپیوں کو بھول چکا ہوگا مگر آج افسانہ دیکھ کر مجھے حقیقتوں کا احساس ہو رہا تھا۔

میں نے پکا ارادہ کر لیا کہ صبح سب سے پہلا کام دس روپیوں کا کروں گا اگلے روز میں تیزی سے گھر سے نکلا سعید کے گھر کی راہ لی جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اس کے گھر کے سامنے دری پر بیٹھے تھے۔

پوچھنے پر معلوم ہوا کہ رات کو سکوتر پر ریڈ پوشیشن سے گھر آتے وقت سعید کی موٹر سائیکل ایک ٹرک سے ٹکرائی اس حادثے میں وہ اپنی جان کو بیٹھا میرے

میرا مان ٹوٹ جاتا ہے

تحریر: مس افشاں لاہور

شعبہ بھائی۔ اسلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین شازم کے ساتھ کیا ہوا کسی زندگی ملی اسے وہ تو اپنی زندگی بھی اپنی مرضی سے نہیں جی سکتا ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھنے کے بعد اسے ماموں کے گھر میں رہنا اور ان کا حق بچا کچا کھا کر جوان ہونا بہت ہی مہنگا بڑا کاش کہ اس کے ماں باپ ہوتے اور وہ اس گھٹ گھٹ کر جینے والی زندگی سے بچ جاتا اس کا پیار اسے مل جاتا اور اس کی ہر خواہش پوری ہوتی اب اسے ماموں کے احسانوں کا بدلہ اتارنے میں پوری زندگی اپنی خواہشوں کو اپنی رائے سے دیکھنا پڑا اس کا کوئی بھی اپنا نہیں ہے اگر ماں باپ پالیں تو ان کا اپنی اولاد پر کوئی احسان نہیں ہوتا مگر کسی اور کو کون اپنا بنا کر پالتا ہے خدا کسی کو کسی کا محتاج نہ کرے میں نے اس کہانی کا نام میرا مان ٹوٹ جاتا ہے رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اور وہ جواب عرض کی پائی کو نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائرز ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

بچپن سے باپ کی شفقت چمن گلی اور دوھیال والوں نے دونوں ماں بیٹے کو گھر سے نکال دیا اور جائیداد پہ خود قبضہ کر لیا ایسے مشکل وقت میں ماموں جان نے سہارا دیا شازم کی ماں سارا دن کام کرتی رہتی تاکہ بھائی کو بوجھ نہ لگے ماموں جان کی کرم لوازی تھی کہ انہوں نے بھی شازم اور اپنے بچے میں فرق نہیں سمجھا تھا۔

عادل اپنے سب بہن بھائیوں میں بڑا تھا اور سمجھدار بھی دوسرے بہن بھائیوں طرح اس نے بھی اپنے باپ کے شازم پہ کئے جانے والے احسانوں کا ذکر نہیں کیا تھا اکثر و بیشتر وہ اپنے بہن بھائیوں کو شازم کے ساتھ بد سلوکی کرنے سے ڈانٹ دیتا تھا جس سے شازم کا مان بڑھ جاتا۔
جب تک شازم کی ماں زندہ رہتی شازم کو کبھی یہ

میرے ہاتھوں کی لکیروں میں یہ عیب چھپا ہے محسن میں جس شخص کو چھو لو وہ میرا نہیں رہتا مجھے لگتا ہے محسن نقوی نے یہ شعر میرے انسان ہی لیے لکھا ہو پتہ نہیں کیا ہے جس کو بھی اپنا سمجھتا ہوں وہی ڈس لیتا ہے۔

یاد لیکن ہر چیز قربان کی دلاؤ پڑ نہ ملی تو میں مر جاؤں گا شازم نے عادل بھائی کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا عادل اور شازم دونوں کزن ہیں اور ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔

شازم اپنی ہر بات اپنے ماموں زاد کزن سے شہیر کرتا تھا کیوں کہ اسے عادل بھائی پہ اندھا اعتماد تھا اور عادل ہی آخری کرن تھی جو ہیلپ کر سکتا تھا شازم کی کیوں کہ شازم اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنے ماموں کے ہاں ہی رہتا تھا۔

میرا مان ٹوٹ جاتا ہے 132 جنوری 2014



نہیں ہوا تھا کہ وہ کسی کے کلاؤں پر ہل رہا ہے لیکن جب ماں کی متا چھن گئی تو پھر احساس ہوا کہ زندگی کیا ہے اور ماں کے ہوتے ہوئے زندگی کیا تھی۔

شازم کی ماں اس کے لیے سامان تھیں ایسا سایہ جس نے دکھوں غموں محرمیوں کی شازم کو ہوانہ لگنے دی بہت برے وقت یہ چھوڑا ماں نے لیکن کس کا دل کرتا ہے اپنی اولاد کے لوگوں کے طعنوں اور باتوں کے لیے چھوڑے یہ تو مکافات عمل ہے جو پایا ہے اسے جاتا ہے کوئی پہلے تو کوئی بعد میں چند روز سال کی عمر میں ماں بھی تنہا شازم کو چھوڑ گئی کہتے ہیں کہ خدا اپنے بندے کو اتنی ہی تکلیف دیتا ہے جتنی اس میں برداشت ہوتی ہے۔

شازم اکثر خدا سے گلہ کرتا رہتا تھا کہ یا اللہ شازم کا اتنا ہی بڑا جگر ہے جو تم نے اتنے غم دے دیئے۔ نہ باپ رہا نہ ماں اور نہ ہی کوئی بہن بھائی اور چائیداد میسر کے بعد جس کالج میں عادل پڑھتا تھا ماموں نے اسی کالج میں شازم کا ایڈمشن کروایا ممانی جان کو برا تو بہت لگا لیکن ماموں کے سامنے زیادہ بحث بھی نہ کر سکی لیکن شازم کو ہر وقت سنا رہتی تھی ایسی نازک چوائشن ہوئی کہ کالج کے اخراجات بڑھ گئے تو شازم نے کالج چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تو عدیل نے ہمت بڑھائی کہ شازم یا کالج نہ چھوڑنا ایسا کرو پارٹ ٹائم جاب کر لو شازم نے عادل بھائی کی بات مان لی عادل نے اپنے ایک دوست کے میڈیکل سنور میں شازم کو جاب دلا دی۔

یوں شازم کو ماموں جان کے آگے ہر چیز کے لیے ہاتھ نہ پھیلا کر پڑنا عادل کی سپورٹ سے شازم نے بی ایس سی کپیٹ کر لی جن دنوں شازم نے بی ایس سی کا امتحان دینا تھا انہی دنوں عادل کی بہن نمرہ کے رشتے کے لیے گھر میں لوگ آتے جاتے تھے۔ جو بھی آتا نمرہ کو اس کی سانولی دھمت کی وجہ سے

رجسٹر کر دیتا نمرہ پورے خاندان میں ہی ایسی تھی جبکہ اس کے دونوں بھائی بے حد خوبصورت تھے شازم بھی اسی گھر کا فرد تھا لہذا وہ یہ سب صورت حال سے آشنا تھا لیکن لڑکا ہونے کی وجہ سے اسے گھر کی ایسی باتوں میں کوئی خاص دلچسپی نہ تھی ایسی باتوں میں لڑکیوں کو دلچسپی ہوتی ہے۔

ممانی جان بہت پریشان رہتی تھی یہ تو میں جانتا تھا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ ممانی جان میرے ساتھ کیوں پیار سے پیش آرہی تھی اس کیوجہ میں جاننے سے قاصر رہا مجھے اس سے کیا سروکار تھا مجھے تو سکون ہو گیا تھا کہ آج کل ممانی جان کی چلی کئی نہیں سننا پڑتی کہتے ہیں ٹاپ بھی وہی بچے کرتے ہیں جن کو کوئی گھریلو پریشانی نہ ہو ہر طرح سے سکون کی ہوا چلتی ہو اور غریب کے بچے نے ٹاپ کیا کرنا ہے دماغ سوچوں سے خالی ہوگا تو کچھ دماغ میں سمائے گا ناں اچھے ہوئے ذہن نے کیا ٹاپ کرنا۔

ممانی نے پیار سے بات کرنا شروع کی تو میں پچھلی باتیں بھول گیا اور سکون سے ہپروں کی تیاری میں لگ گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں نے اپنے پورے کالج میں تھرو پوزیشن حاصل کی آج کل میں بالکل فری تھا میڈیکل سنور سے میں کافی حد تک سیٹل ہو گیا تھا سیلری بھی پچیس ہزار ہو گئی شہر کا بہت بڑا میڈیکل سنور تھا پر فارمنس نہیں پہ مجھے میڈیکل سنور کا انچارج بنایا گیا۔

اسی میڈیکل سے ایک لڑکی اکثر ویسٹرن ڈانکری طرف سے ری کمیڈ کئے ہوئے شیمپو اور مسابن کے لیے آتی تھی کیا کمال کی لڑکی تھی وہ جب بھی آتی میرے دل کے تار ہلا کر رکھ دیتی تھی دل کی دھڑک بے ترتیب ہی ہو جاتی اس ماہ جیس کے چہرے سے نظر ہفتی ہی نہیں تھی میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف کھینچا جا رہا تھا۔

اب میں اکثر دعائیں کرتا کہ دو ماہ جیس جلدی

دلائی 2014

Digest.pk

میرا مان نوٹ جلتا ہے

جلا کے راکھ کر گئی صبح کہا ہے حسن والوں سے اللہ بچائے

کوئی دل میں لیے ارمان چلا گیا
کوئی کھوئے ہوئے اوسان چلا گیا
حسن والوں سے کہہ دو نہ نکلیں باہر
دیکھنے والوں کا ایمان چلا گیا
مست نظروں سے اللہ بچائے
ماہ جمالوں سے اللہ بچائے
ہر بلا سر پہ آجائے لیکن
حسن والوں سے اللہ بچائے
ان کی معصومیت پہ نہ جانا
ان کے دھوکے میں ہرگز نہ آنا
لوٹ لیتے ہیں یہ مسکرا کے
ان کی چالوں سے اللہ بچائے

اُف کیا حسن تھا انتہا بھی حسن کی اسے دیکھ کر کوئی
بھی فدا ہو سکتا تھا میں تو پھر حسن پرست تھا حسن میری
کنز وری تھی مجھے حسین لوگ بہت پسند تھے میرا شمار
ہی ایسا ہے پائی سز - حوت - پائی سز - والے صبح
معنوں میں حسن کی قدر کرتے ہیں بس اب مجھ سے
مزید صبر نہیں ہو رہا مجھے گرین سٹکل تو مل ہی گیا ہے
اب جب وہ دوبارہ آئی تو میں نے اپنا کارڈ دیا اور اس
کا نام بھی پوچھ لیا جی میرا نام دلاؤیز ہے سچ میں دلاؤیز
ہیں آپ میں نے زیر لب کہا - جی آپ نے کیا کہا
- نہیں میں نے کچھ نہیں کہا تو وہ مسکرا دی اور میرا کارڈ
لے لیا شام کو بار بار میری نظر موہاٹل کی سکرین پہ جاتی
لیکن نظریں ہر بار ماہوں لوٹ آئی رات گزرنی مگر کال
نہ آئی اگلے دن پھر وہی سلسلہ رہا پورا دن انتظار کرتے
گزر گیا مگر وہ نہ آئی رات پھر وہی حال تھا بار بار
سکرین دیکھتا ہر انجان نمبر کو بڑے پیار سے دیکھتا
دیتا لیکن بے شوق آخر کار رات گیا وہ بچے ایک انجان
نمبر سے کال آئی میں نے کال انینڈ کی تو میری تو
مارے خوشی کے باجیس ہی کھل گئیں جب اس نے کہا

چکر لگایا کرے اب میں پروڈکٹ کے سلسلے میں بات
بھی کر لیتا تھا اور وہ بھی ہنس ہنس کے اب مجھ سے
بات کرتی تھی۔

اور ایک دن تو اس نے بات ہی بڑی عجیب سی
کی کہ شازم جی ہم آپ پہ اندھا اعتماد کرتے ہیں دیکھ
لیجئے گا ہمیں دھوکہ نہ دیجئے گا۔

میں اس کی اس بات پر چونک گیا آج اس نے
پہلی بار میرا نام لیا تھا آج جب اپنا نام اس کے منہ
سے سنا تو یہ احساس ہوا کہ رکھنے والے نے کتنا
خوبصورت نام رکھا ہے۔

شازم کہنے والے کے کہنے میں ہی اتنا اثر تھا
شیریں لہجہ کمال تھا کہ شازم نام دنیا کا سب سے
خوبصورت نام لگنے لگا حالانکہ یہ نام ہر وقت میرے
کونیک بکارتے رہتے ہیں کہ شازم بھائی یہ دیں
شازم بھائی وہ دیں شازم بھائی یہ میڈلین دیں شاید
یہی وجہ تھی کہ اس ماہ جبیں کو بھی آسانی سے میرے نام
کا پتہ چل گیا تھا۔

جب اس نے یہ بات کی کہ شازم جی ہم آپ پر
اندھا اعتماد کرتے ہیں دیکھ لیجئے گا دھوکہ نہ دیجئے گا تو
میں انکشت بند اپنی پٹنی آنکھوں سے اسے دیکھتا ہی
رہ گیا کہ اس نے بات کیا کی ہے میرا منہ کھلے کا کھلا ہی
رہ گیا تو وہ مسکرا کر بولی اے صاحب کہاں کھو گئے میں
ان پروڈکٹ کی بات کر رہی ہوں کہ آپ کے سنور
سے ایک نمبر چیز ملی ہے اس لیے آنکھیں بند کر آپ
کے سنور سے چیزیں لے جاتے ہیں۔

ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ جی جی آپ نے ٹھیک کہا
- اسی طرح سلسلہ چلتا رہا دو معنی باتیں ہوتی رہیں
ایک دن اس نے مجھے کہا شازم جی آپ بہت ظالم
ہیں - اتنا خفا خفا سا لہجہ تھا میں اس کے تیر سمجھ گیا کیا
کہنا چاہتی ہے۔

لیکن مشرقی لڑکی ہونے کی وجہ سے کہہ نہیں
پارہی اس کی اس بات پہ میں مسکرا دیا۔ یاد کیا حسن تھا

جولائی 2014

135

Digest.pk

انکچھاتے ہوئے کہا۔

جی بھائی وہ اصل میں میرے میڈیکل سٹور پہ آتی تھی بلکہ ابھی تک آتی ہے بہت خوبصورت لڑکی ہے آپ بھی اسے دیکھیں مگر تو بس دیکھتے ہی رہ جاتیں گے عادیل بھائی میری اس بات پہ کھل کھلا کے ہنس دیتے یہ ناممکن ہے کہ میں کسی لڑکی کو دیکھوں اور دیکھتا ہی رہ جاؤں ایم جی سل یا ریا شازم پھر قہقہہ لگا کر ہنس دیا اچھا بتاؤ کب ملواریے ہو اس حسینہ سے۔ جی عادیل بھائی جب آپ کہیں گے میں آپ کو ملوا دوں گا میں سچ کہہ رہا ہوں عادیل بھائی۔

دل لاؤیز سچ دل لاؤیز ہی ہے یا ریا دل لاؤیز تو ہمارا شازم بھی کسی ہیرو سے کم نہیں ہے عادیل بھائی اگر آپ کو دل لاؤیز پسند آگئی تو پلیز ماموں ممانی کو میرے رشتے کے لیے منالینے گا۔

دائے ناٹ یا رلیکن تو پہلے مجھے تو ملواریے بھائی جب آپ کے نام ہوگا تو میں آپ سے ملوادیوں گا یا ر شازم نام کو چھوڑ نام تو کبھی بھی نہیں ملتا لیکن اپنوں کے لیے نام نکالنا پڑتا ہے تو یا کر صبح ہی ملوادیے کس نام ملوادیے گا کس جگہ۔

جی بھائی آواری ہوٹل میں بلا لوں گا

دن۔ صبح تین بجے کا نام ٹھیک۔

صبح نہیں تین بجے دوپہر کا نام ٹھیک ہے۔

چلو ٹھیک ہے کنفرم ہو گیا۔

میں نے فوراً دل لاؤیز کو کال کی کہ دل آویز میں صبح تمہیں اپنے بڑے بھائی سے ملوادیوں گا ان کو پسند آگئی تو سمجھو رشتہ پکا پھر جٹ منگنی اور پٹ بیاہ ہوگا۔ اور ان کو تم پسند نہ آؤ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کیوں کہ میری پسند ہے ہی زبردست کہ کوئی رجسٹر کر ہی نہیں سکتا دل لاؤیز بہت خوش تھی کہ چلو یہ چوری چھپے بات کرنے اور ملنے ملانے کا چکر تو ختم ہو منگنی یا شادی ہو جائے تو پھر محبوب کا بر ملا ذکر کرنے کا لائنس مل جاتا ہے۔

ہم دونوں بہت خوش تھے ہمیں ہماری خوشیاں

دل لاؤیز بات کر رہی ہوں دل لاؤیز میں نے فرسٹ نام ہی یوں بات کی جیسے صدیوں سے جانتا ہوں اس ماہ جنہیں سے یوں کالز کا سلسلہ رہا مجھے ایس الگ رہا تھا کہ مجھے تو کسی غم نے چھو ہی نہیں جیسے میں دنیا کا سب سے لگی بندہ ہوں میرے منہ سے بار بار خدا کا شکر نکل رہا تھا مجھے جب زیادہ خوشی ہوئی ہے تو میرے دل میں کہ خدا مجھ سے بڑی محبت کرتا ہے وہ مجھے دکھ دیتا ہی نہیں میں پرانے سب دکھ بھول جاتا ہوں اور اس کے بعد میرے ذہن میں آتا ہے کہ اللہ تیرا شکر ہے میں پاکستان میں رہتا ہوں یہاں تو بڑی آزادی ہے بہت سکون ہے کوئی ٹینشن نہیں ہے کوئی روک ٹوک نہیں ہے ہمارے ملک میں۔ میں اپنے غموں کی طرح پاکستان کو درپیش مسائل کو بھی بھول جاتا ہوں میں اور دل لاؤیز بہت ہی خوش تھے عادیل بھائی مجھے دیکھ کر بہت ہی خوش ہوتے تھے کہ شازم اب اپنی زندگی سے مطمئن ہو گیا ہے تقریباً یوں کرتے کرتے ایک سال کا عرصہ بیت گیا میں نے ایم ایس سی میں ایڈمیشن لے لیا عادیل بھائی ایم بی اے کر رہے تھے ان کا لاسٹ ایئر چل رہا تھا انہیں مجھ پہ پہلے ہی شک تھا کہ آخر ایک دن انہوں نے میری چوری پکڑ لی انہوں نے مجھے فون پہ باتیں کرتے ہوئے سن لیا تو مجھ سے کہا۔

ہوں تو شازم صاحب کی زندگی میں بہار آنے کی وجہ یہ محترمہ ہے۔ ارے شازم صاحب ہمیں بھی تو ملوادیے اپنی محبوبہ سے ارے عادیل بھائی ایسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہے ہیں اچھا شازم صاحب وہ کیا ہے جو میں نہیں سوچ رہا بس جلدی سے بتاؤ میری بھائی کا نام میں نے آنکھیں اچکاتے ہوئے اور تاک سکڑ کہ منہ کہ عجیب ایک سپریشن دیئے عادیل بھائی میری نیت بھانپ گئے تھے وال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے بتا دے یا بڑا بھائی ہونے کے ناطے لگاؤں ایک چپت میں نے ہاتھ گردن کے نیچے رکھتے ہوئے

جولائی 2014

جواب 436

Digest.pk

ملنے والی تھیں۔

بھائی پہ زور ڈالنا شروع کر دیا کہ عادیل بھائی چائیں
ناں میرا رشتہ لے کر دلاویز کے گھر عادیل بھائی روز
ٹال دیتے اچھا آج جاؤں گا اچھا پہلے امی سے تو بات
کر لوں امی مانتی بھی ہیں یا نہیں ڈنٹ وری میرے
پارہم ضرور جائیں گے دلاویز کے گھر رشتہ لے کر بور
دلاویز اسی گھر میں دلہن بن کر آئے گی۔

عادیل بھائی کے منہ سے یہ الفاظ سن کر میں
خوش ہو جانا اور دلاویز بھی خفا خفا سی رہنے لگی تھی صبح
سے بات بھی نہیں کرتی تھی اس کے دل میں یہی آتا
ہوگا کہ شازم شاید جھوٹ بولتا ہے یہ شاید مجھ سے ناٹم
پاس کر رہا ہے شادی کہیں پہ ہی کروائے گا کوئی بھی
لڑکی ہو اس کے ذہن میں یہی بات آتی ہے جب کوئی
لڑکا لارے لگائے جائے کہ اسے گھر والوں سے آج
بات کروں گا کل کروں گا میرے گھر والے نہیں مانتے
یا میری مجبوری ہے بھلے لڑکا بی بی کہہ رہا ہو مگر لڑکی
کے دل میں ایک ہی بات آتی ہے مرد ذات ہے
دھوکہ دے دے گا۔

مردوں کی یہ بھی تو پراہل ہے پہلے کسی سے
بات کر کے کہہ کرے جاتے ہیں اس کی گلی کے چکر لگا لگا
کے جوتیاں کھس جاتی ہیں اور جب وہ معصوم ذات
اس فرحی ابن آدم کی باتوں میں آ جاتی ہے جیسے ہم
محبت کا نام دیتے ہیں اس موذی مرض میں مبتلا ہو
جاتی تو آخر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ اپنا دین
ایمان اسے سمجھ نہ سکتی ہے تو پھر کیا ہوتا ہے اسے محبت
کے بدلے محبت مل جاتی ہے۔

ارے نہیں یہ آپ نے کیسے سوچ لیا پھر اسے یہ
سننے کو ملتا ہے تم اتنی اچھی ہوئی تو میرے ساتھ ہی فری
ہوتی میں تو کسی شریف خاندان کی لڑکی سے شادی
کروں گا۔

اچھا پھر ان دعا بازوں کے ساتھ پتہ ہے کیا ہوتا
ہے اپنی محبوبہ جو انہیں کی ہوتی ہے اسے بد بخت ٹھکرا
دیتے ہیں اور پھر کسی اور کی محبوبہ سے شادی کر لیتے

اگلے دن ہم دونوں کزن ہوٹل میں پہنچ گئے اور
دلاویز کا انتظار کرنے لگے آخر وہ زہرا جیسی آہی گئیں
کیا زبردست ڈریسنگ کی تھی وہی سوٹ پہنا تھا جو
دلاویز کی سالگرہ پہ اسے دلایا تھا ریڈ چوڑی پا جیگر
سکین فرائک ریڈ دوپٹہ کسی حور کی طرح لگ رہی تھی
میں نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹا کر عادیل
بھائی کی طرف دیکھا جو کہ کھوچکے تھے ان کے حسن کو
دیکھ کر۔ دلاویز کو دیکھ کر یہ گانا منہ سے نکلا۔

تو نے ماری انٹریاں رہے

دل پہ بھی گھنٹیاں رہے

میں نے عادیل بھائی کو دیکھ کر مسکرایا اور ہلکا سا
سر ہلایا کہ کوئی حال نہیں عادیل بھائی کا بھی میں نے
عادیل بھائی کے سامنے چٹکی بھائی کہ عادیل بھائی
آنکھیں تو جھپک لیں میں نے کہا تھا نہ کہ آپ دیکھیں
گے تو دیکھتے ہی رہ جائیں گے وہی ہوا نہ عادیل بھائی
خاموش ہی رہے۔

میں نے کھانے کا آڈر دیا عادیل بھائی تو جیسے
اپنے حواس کھو بیٹھے تھے میرے بارے میں تو بات کر
ہی نہیں رہے تھے یہی سادھارن کر دیا میں نے
دلاویز کا پھر عادیل بھائی نے گھر کے بارے میں بتایا
اور اپنی تعلیم کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ
شازم میرا کزن ہے بہت اچھا لڑکا ہے بچپن میں ہی
یتیم ہو گیا تو ہم نے پالا ہے ہمارے ہی گھر میں رہتا
ہے اور ہمیں ہی اس کی شادی کرنا ہے۔

مجھے عادیل بھائی کا یوں اپنے بارے میں
تعارف کر دانا اچھا نہ لگا شازم میرا کزن کہنے کے
بھائے یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ شازم میرا بھائی ہے مجھے
یتیم بھی کہتے تو کیا تھا لیکن شاید وہ دلاویز کو سب کچھ
سچ بتانا چاہتے تھے تاکہ بعد میں دلاویز کوئی اعتراض
نہ کرے ہم لوگوں کی ملاقات بہت اچھی رہی بھائی کو
بھی دلاویز بہت اچھی لگی اس دن سے میں عادیل

میرا مان ٹوٹ جاتا ہے

2014

137

سے جب میں نے دیکھا کہ ہی لڑکی یہاں سے ہٹے والی نہیں تو میں خود ہی اٹھ کر باہر جانے میں اپنی عافیت سمجھی مجھے اس کی اس حرکت پر بہت غصہ آ رہا تھا کیسے اتنے بھدے ہونٹوں پہ لپ اسٹک لگائے آنکھوں میں کا جل لگائے میرے پاس چلی آئی تھی سچ کہتے ہیں جو بندہ خوبصورت نہیں ہوتا وہ شوقین بہت ہوتا ہے۔

ایسے ہی ہماری مہارانی صاحبہ ہر وقت سچ سنور کر گھر میں یوں شہلکی رہتی تھی میں نے تو کبھی اسے منہ ہی نہیں لگایا تھا کام مطلب سے بلاتا تھا اور وائز اس کی طرف دیکھنا بھی مناسب نہیں سمجھتا تھا کہتے ہیں کہ شکل اچھی نہ ہو تو بندہ کام ہی اچھے کر لے تو بندہ اچھا لگنے لگتا ہے لیکن یہاں تو کھانا ہی خالی تھا۔

میں نے یوں ہی پوچھا کہ نمروہ آپ کی گھر والے کہاں ہیں تو وہ بتانے لگی وہ شازم صاحب وہ عادل بھائی نے امی کو کسی لڑکی کے بارے میں بتایا تھا کافی دنوں سے ضد کر رہا تھا کہ دیکھتے گا امی جان آپ کو پسند آئے گی تو امی نے کہا کہ چلو دیکھ آتے ہیں۔

امی تو انگوٹھی بھی لے گئی ہیں عادل بھائی نے لا کر دی تھی کہتے تھے کہ امی آپ نور انگوٹھی کی انگوٹھی پہنا دیجئے گا آپ کو دلآویز پسند آئے گی میرے تو مارے خوشی کے گال لال ہو گئے۔ آئی لو یو۔ عادل بھائی آپ تو واقعی گریٹ ہیں۔

میں نمروہ کے منہ سے یہ خبر سن کر بہت ہی خوش ہوا اب تو مجھے نمروہ کی شکل بھی اچھی لگنے لگی میں ہنس ہنس کے نمروہ آپنی سے باتیں کرنے لگا لیکن نمروہ نے یہ محسوس ہی نہ ہونے دیا کہ دلآویز اور میرے انصاف کے بارے میں جانتی ہے مجھے لگتا ہے کہ عادل بھائی نے میرے اور دلآویز کے بارے میں گھر میں کسی کو نہیں بتایا میں نے بھی نمروہ آپنی کو کچھ نہ بتایا اور اس کی فضول باتیں بھی ہنس ہنس کے سننا رہا میری نظریں تو باہر ہی جمی ہوئیں تھیں کہ کب ممانی جان آئیں اور خوشخبری

ہیں ظاہری بات ہے آپ کی ٹھکرائی ہوئی لڑکی کسی سے تو شادی کرتی ہے ناں اس طرح آپ کی محبوبہ کسی اور کے پاس اور کسی اور کی چاہت آپ کو مل جاتی ہے خیر اصل بات کی طرف آتے ہیں۔

دلآویز اور میری اب بات بات پہ بحث چھڑ جاتی جس کے نتیجے میں ہم دو دو تین تین دن تک بات نہ کرتے آج بھی ایسا ہی ہوا میں بہت خفا تھا عادل بھائی میرے کمرے میں آئے تو میں نے عادل بھائی کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا۔ ہر چیز کھودی مجھے دکھ نہیں ہوا لیکن اگر دلآویز مجھے نہ ملی تو میں مرجاؤں گا عادل بھائی خاموشی سے کمرے سے نکل گئے اور مجھے کچھ نہ کہا میں جانتا تھا ممانی جان غصے کی بہت تیز ہیں اسی لیے عادل بھائی کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی ممانی جان سے بات کرنے کی مجھے اپنی ماں بہت یاد آ رہی تھیں کاش میری ماں زندہ ہوئی تو مجھے ان کی منتیں نہ کرنا پڑتیں جب چھوٹا ہوتا تھا تو ماں کہتیں تھیں کہ بناو دعا کرو خدا کسی کو کسی کا محتاج نہ کرے تب مجھے اتنی عقل نہیں تھی اور میں سچ بتاؤں میں نے کبھی یہ دعا بھ نہیں کی تھی کیوں کہ مجھے لفظ محتاجی کا پتہ ہی نہیں تھا اب سمجھ آئی کہ محتاجی کیا ہوتی ہے سچ میں خدا کبھی کسی کو کسی کا محتاج نہ کرے۔

عادل بھائی روز نال دیتے تھے کہ آج جائیں گے کل جائیں گے اب تو میں نے کہنا ہی چھوڑ دیا تھا دلآویز کو بھی اب صفائیاں پیش نہیں کرتا تھا ایک دن جب شام کو میں کام سے تھکا ہارا گھر آیا تو گھر میں صرف نمروہ تھی باقی گھر والے کہیں گئے تھے میں چپ چاپ اپنے کمرے میں آ گیا اور میں اپنے پاؤں کو جوتے کی قید سے چھوڑا رہا تھا کہ نمروہ چلی آئی میں کچھ گھبرا سا گیا وہ بڑے کوفیڈ نہیں سے میرے پاس آ کے بیٹھ گئی میں نے نظریں چرا لیں جوان لڑکی تھی اچھا نہیں لگتا جوان لڑکی کا یوں کسی لڑکے کے کمرے میں آ کے بیٹھنا میں پریشان ہو گیا اس کی اس حرکت

جولائی 2014

Digest.pk

میرا مان ٹوٹے جاتا ہے۔

دیکھا وہ ہلکا سا سر ہلا کر مسکرا دیتے مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میرے ساتھ یہ کیا نیم ہو رہی ہے۔

مجھے عادل بھائی سے یہ امید نہ تھی کہ عادل بھائی میرے ساتھ ایسا کر پس گئے عادل بھائی ہی تو میرے محسن تھے لیکن میرے محسن نے میرے ساتھ کیا کیا ٹھیک ہی کہا ہے محسن نفوی نے۔

عمر گزری ہے تلاش محسن میں اے محسن عمر بیت گئی پر محسن کو کوئی محسن نہ ملا

مجھے عادل بھائی بہت مان تھا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرا بھائی میرا عادل بھائی میرے ساتھ ایسا کرے گا۔

یہ لفظ میرا بھی کیا چیز سے میرا بھائی میرا بھائی میرا دوست میرا کزن کہتے ہیں لیکن میرا کہہ کر بھی ہم اپنا نہیں سمجھتے کسی کو۔ عادل بھائی تو مجھے کہتے تھے کہ شازم تم مسکراتے بہت اچھے لگتے ہو پھر میرے بھائی نے میری مسکرات کیوں چھین لی بھلا کوئی بھائی اپنے بھائی کے ساتھ ایسا کرتا ہے میں کتنا مان کرنا تھا اپنے عادل بھائی پر مجھے سب نے دھوکہ دیا مگر عادل بھائی مجھے دھوکہ دیں گے یہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا میرے بھائی نے میرا دل نہیں میرا مان توڑا تھا کیوں کہ دل نہیں ٹوٹا اگر دل ایک بار ٹوٹ جائے تو دوبارہ نہیں جڑتا یہ مان ہی تو ہوتا ہے جو بات بات یہ ٹوٹ جاتا ہے میرے بھائی نے بھی میرا مان توڑ دیا تھا مجھے اپنے بھائی پر بہت مان تھا۔

عجب حادثہ احباب ہے محدود میں محسن قدم قدم پر میرا مان ٹوٹ جاتا ہے مجھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے کسی نے میرے سروں تلے سے زمین کھینچ لی ہو کسی نے سب مان توڑ دیئے ہو میرے ارمانوں کا خون کر دیا ہو کوئی آرزو ہی نہ رہی تھی کچھ منہ سے نکل ہی نہیں رہا تھا۔ شکوہ کرنا میری عادت نہ تھی جسے ایک بار اچھا کہہ دیا وہ بھلا برا کیسے ہو سکتا ہے ضرور تو نہیں ہم

مٹائیں۔ آخر ممانی جان اور عادل بھائی اور ماموں جان اور شرجیل گاڑی سے اگلے ممانی جان کے ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ تھا۔

میں نے جب ان کی گاڑی کی آواز سنی تو میں بھاگ کر باہر گیا عادل بھائی کو میں نے زور سے پک کیا عادل بھائی ہلکا سا مسکرائے ماموں بھی مسکرائے ملے ہم سب ٹی وی لاؤنچ میں بیٹھ گئے نمبرہ نے پلیٹ میں مٹھائی ڈالی اور سب کا منہ میٹھا کر دیا۔

میں نے دس گلا پکڑا اور عادل بھائی کے منہ میں ڈال دیا ماموں جس دینے اور کہا کہ عادل واقعی شازم کی پسند تو بہت زبردست ہے میں ماموں کی بات پر شرمایا تو بھی شازم ہمیں تمہاری پسند بہت ہی اچھی لگی یاد کرے گا عادل تمہیں ساری عمر واقعی تم نے عادل کے لیے بہت اچھا سوچا بھی لڑکی والوں کو تو شادی کی بہت جلدی ہے لڑکی کی ماں بیمار ہے اور وہ جلدی شادی کرنا چاہتے ہیں۔

میں نے کہا کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں میں کچھ کنفیوز سا ہو گیا ماموں کی بات سن کر ماموں کیا کہہ رہے ہیں کہ میں نے عادل کے لیے بہت اچھا سوچا میں اس شیش و شیش میں تھا کہ ماموں نے کیا کہہ دیا ہے شازم بیٹا میں چاہتا ہوں کہ عادل کی شادی کیسا تھا ساتھ نمبرہ کی شادی کے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں میں نے کہا جی ماموں آپ نے ٹھیک سوچا لیکن مجھے ماموں کی بات کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ماموں کیا کہہ رہے ہیں۔

بیٹا میں نے تمہیں پڑھایا لکھایا اپنے بچوں میں اور تم میں کوئی فرق نہیں سمجھا تو بیٹا مجھے امید ہے کہ تم میرا مان نہیں توڑو گے۔

بیٹا ہم نے تمہارے کہنے پہ دلاؤیز اور عادل کا رشتہ طے کر دیا ہے۔ میں تو حیران ہی رہ گیا کہ ماموں نے یہ کیا کہہ دیا ہے میں نے عادل بھائی کی طرف

سب خوش ہو گئے ممانی جان نے زندگی میں پہلی بار میرا ہاتھ چومنا تھا۔

میں خاموشی سے وہاں سے اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا اور جی بھر کے رویا آج دکھ ہی اٹھتا تھا دلاؤ پر تکتی بے وفائی اس نے محبت کی نہیں دولت کی قدر کی مجھے بہت رونا آ رہا تھا میں ٹوٹ کر رویا۔

اس لیے ٹوٹ کر رویا ہوں میں اکثر محسن کچھ تو دل کھول کے جینے کا قرینہ آئے میں رو رہا تھا کہ عادل بھائی ٹوک کر کے میرے کمرے میں داخل ہوئے کمرے کی لائٹ آف تھی میں نے منہ پہ تکیہ رکھا ہوا تھا سونے کا بہانہ کیا عادل بھائی نے لائٹ آن کی اور میرے پاس آ کر بیٹھ گئے۔

کچھ دیر خاموشی ہی بیٹھے رہے پھر خاموشی کا قتل توڑا شازم بس کرو بے وفاؤں کے لیے آنسو نہیں بہاتے میں خاموش ہی رہا عادل بھائی نے تکیہ ہٹایا اور مسکرا کے تکیے کی طرف دیکھا اور بولے کیا بچپنا ہے شازم دیکھو تکیہ گھبرا کر دیا آنسوؤں سے لڑکیوں کی طرح رو رہے ہوا ٹھو شازم اور میری بات سنو دیکھو جب میں نے دلاؤ پر کو یہ بتایا کہ تم ہمارے بھائی نہیں ہو تو اس کی نیت تب ہی بدل گئی میں نے تمہارے سہل نمبر سے اس کا نمبر لیا اس سے بات کی تو یار وہ پہلی بار ہی مجھ سے فری ہو گئی اور بولی کہ میں تو بھی کہ شازم بہت امیر لڑکا ہوگا مجھے محبت نہیں تھی شازم سے میں نے کہا کہ اچھا لڑکا ہے چلو اس سے ہی شادی کر لوں گی لیکن میں ایک ایسے لڑکے سے شادی نہیں کر سکتی جس کے پاس رہنے کے لیے اپنی چھت بھی نہ ہو۔

تو یار میں نے سوچا کہ شازم سے جب اسے محبت ہی نہیں تو کیوں نہ میں اس سے شادی کر لوں یار مجھے دیکھتے ہی وہ لڑکی بھاگتی تھی کچھ فون کالز سے ہم لوگ اتنا فرینک ہو گئے کہ تمہارا سوچا ہی نہیں تمہیں یہ سب اس لیے بتایا کہ تم سارا الزام مجھے ہی نہ دے دو

کسی کو بے وفائی کے بدلے میں بے وفائی ہی دیں پھر اس میں اور ہم میں کیا فرق رہے گا۔

میں نے عادل بھائی سے کچھ بھی نہ کہا میں اٹھ کر اپنے کمرے میں جانے لگا ماموں جان کہتے بیٹا بیٹھو میری بات سنو بیٹا میں چاہتا ہوں کہ تمہاری شادی نمبرہ سے کر دوں۔

جی ماموں جان یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں میں نے کبھی نمبرہ آپ کی بارے میں ایسا نہیں سوچا تو بیٹا اچھی بات ہے ناں سوچنا بھی نہیں چاہئے تھا۔

بیٹا پلیز انکار مت کرنا میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں پلیز میری لالچ رکھ لو ارے ماموں جان پلیز آپ مجھے شرمندہ مت کریں میں نے ماموں جان کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھ دیئے پلیز ماموں جان میری نمبرہ آپ سے شادی۔۔۔ میں اس سے پہلے کہ کچھ کہتا عادل بھائی بول پڑے دیکھو شازم جب کسی کو یہ چلے گا کہ تمہارا کوئی گھریا رینک بیلنس نہیں ہے تو کسی نے بھی تمہیں اپنی بیٹی کا ہاتھ نہیں دینا تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تمہارے بات مان جاؤ ہم تمہارے اپنے ہیں ہم تمہارا کبھی بھی برا نہیں سوچیں گے۔

ممانی جان بولیں ساری عمر ہمارے ہی ٹکڑوں ہی پلٹا رہا ہے آج اتنا سا کام ماموں نے کہہ دیا تو کیسے دونوں جواب دے دیا بیٹا پلیز مان جاؤ مجھے تم پر بہت مان ہے مجھے امید ہے میرا مان نہیں توڑو گے۔

کس نے ہم سے لہو کا خراج پھر مانگا جس نے ابھی تو سوئے تھے مقتل کو سر فرو کر کے

میں نے دل میں سوچا کہ مجھے مان ہی نہیں تھا کسی پہ خیر ماموں جان کے مجھ پہ احسان ہی بہت تھے انہوں نے مجھے کبھی نہیں ڈانٹا تھا میری ہر ضرورت پوری کی تھی میں نے ماموں جان سے کہہ دیا ماموں جان جیسے آپ مناسب سمجھیں ویسے ہی کریں میری کیا مجال جو میں آپ کا کیا نہ مانوں میرے اس فیصلے پہ

جولائی 2014

Digest.pk

شادی کر کے علیحدہ گھر میں رہنے لگے عادیل بھائی
اور دلآویز اپنے گھر میں خوش تھے نرہ بھی خوش تھی لیکن
میں۔۔۔ میری خوشی کا کیا۔۔۔ میری خوشی کا کیا۔۔۔ کچھ
لوگ بنتے ہی دوسروں خوشیوں کے لیے ہیں ان کی
اپنی کوئی زندگی نہیں ہوتی وہ کسی کے لیے جیتے ہیں
ایسے ہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا بس خدا کبھی کسی کو کسی
کا محتاج نہ کرے یہ احسانوں کے بوجھ سے بڑھ کر کوئی
بوجھ نہیں ہوتا بس سانس پوری کرتا ہے کر رہے ہیں
میں نے بھی بھی شادی کے بعد دلآویز کو نہیں بلایا بس
دل میں ہی دفن کر لیا اور لگتا ہے ساری زندگی ماموں
کے احسان اتارنے میں گزار جائے گی۔۔۔

ہر پھول کی قسمت میں کہاں شب عروس
کچھ پھول کھلتے ہی مزاروں کے لیے ہیں

شکوہ نہیں کسی سے کسی سے گلہ نہیں
نصیب میں نہیں تھا جو ہم کو ملا نہیں
قارئین کیسی لگی میری کہانی اپنی قیمتی آراء سے
ضرور نوازے گا

غزل

اس کڑی دھوپ میں جلتے ہوئے پاؤں کی طرح
تم کسی اور کے آگن میں ہو چھاؤں کی طرح
تم تو واقف ہو میرے جذبات کی سچائی ہے
پھر کیوں خاموش ہو پتھر کے خداؤں کی طرح
میں تو خوشبو کی طرح ساتھ رہی ہوں تیرے
تم بھگتے رہے بے چین ہواؤں کی طرح
وہ جو برباد ہوئے دی بدنام ہوئے ہیں
تم تو محسوس رہے اپنی اداؤں کی طرح
غم تو یہ ہے کہ ہمیں کوئی خوشی رہا نہیں
زندگی کاٹ رہے ہیں سزاؤں کی طرح
(آغا پتول، چکوال)

جولائی 2014

مجھ سے زیادہ قصور دلآویز کا ہے میں آنکھیں بند کئے
ساری باتیں سننا رہا کتنی بے وفا تھی یہ لڑکی عادیل اپنی
صفا کی بیان کر کے چلا گیا۔

عادیل بھی اس کی حسن اداؤں اور چہرے کا
دہانہ ہو گیا تھا مجھے بہت دکھ ہوا کہ دلآویز کتنی بے وفا
لنگی میں نے تو سنا تھا کہ عورت بے وفا نہیں ہوتی تو کیا
دلآویز عورت ذات نہیں۔

وہ اکثر مجھ سے کہتی تھی

وفا ہے ذات عورت کی

مگر جو مرد ہوتے ہیں

بہت بے درد ہوتے ہیں

کسی بھڑکی صورت میں

گل کی خوشبو لوٹ جاتی ہے

سنوٹم کو قسم میری

روایت توڑ دینا تم نے تنہا چھوڑ کر جانا

نہ یہ دل توڑ کر جانا

مگر پھر یوں ہوا اک دن

مجھے انجان راستے پر اکیلا چھوڑ کر اس نے

محبت چھوڑ دی اس نے وفا ہے ذات عورت کی

روایت توڑ دی اس نے محبت چھوڑ دی اس نے

میں کافی دن باتم کرتا رہا اپنی محبت کا پھر دل تھا

سنجھل گیا تمام آرزوئیں ختم ہو گئیں۔

ماموں جان نے اپنے احسانوں کا اتنا بڑا بدلہ

مانگ لیا تھا میں جو اتنا حسن پرست تھا ایک ایسی لڑکی

سے شادی کر رہا تھا جسے میں دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا

تھا اب وہ ہمیشہ کے لیے میرے گلے پڑ گئی تھی میں

چپ کر کے بغیر گلہ شکوہ کئے یہ کڑوا گھونٹ پی گیا لیکن

مجھے یہ پراہم تھا کہ ایک ہی گھر میں کیسے رہیں گے شکر

سے عادیل بھائی نے یہ کہہ دیا کہ شازم اور نرہ کو

علیحدہ گھر لے دیں۔

ماموں کو بھی عادیل بھائی کی یہ بات اچھی لگی

ماموں جان نے ہمیں علیحدہ گھر لے دیا نرہ اور میں

میرا مان لوٹ جا رہا ہے

جولائی 2014

Digest.pk

تیری جدائی مار لٹی پر دیسی

تحریر۔ ایم یقوب ڈیرہ غازی خاں

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں ادارہ جواب عرض کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میری کہانیوں کو جگہ دے کر مجھے شکریہ کا موقع دیا اور
قارئین کا شکور گزار ہوں کہ وہ میری کہانی کو پسند کرتے ہیں اور میری حاصہ افزائی کرتے ہیں آج پھر ایک
کہانی کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں امید ہے آپ کو پسند آئے گی میں نے اس کہانی کا
نام۔ تیری جدائی مار لٹی پر دیسی۔ رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخ ذمہ دار نہیں
ہوگا۔

میں نے اس کے ساتھ مشقت کرتی جس سے ہوشیار
بہر ہوئی رہی تھی برس کی عمر میں مجھے ایک سکول میں
داخل کروایا گیا میں چھوٹے بہن بھائیوں کو
سنجھانے میں ان کا ساتھ دیتی پر انہی کی چنگی تو ہم
دادا جان کی وفات پر اپنے گاؤں گئے تو سب
اصرار کرنے لگے کہ تم لوگ واپس آ جاؤ اپنے
بھائیوں کی خوشی پر ابونے واپس کا فیصلہ کر لیا تو ہم
ایک بار پھر اپنے گاؤں آ گئے مکان نہیں تھا کسی کی
حوتی میں عارضی طور پر مقیم رہے پھر نئی جگہ خرید کر
اپنا گھر آباد کیا۔

یہاں چاروں طرف ریت کے ٹیلے تھے جو
دو دو کلومیٹر تک پھیلے ہوئے تھے میرے چاچاؤں
نے جہاں زمین خریدی تھی وہاں سے تین کلومیٹر
میری نانا امی اور نانا رہتے تھے۔

جہاں زمین خریدی گئی وہاں کے لوگوں سے
اتنی واقفیت نہ تھی مگر جلد ہی وہاں آس پاس کے
گھروں سے واقفیت ہو گئی جو ہماری طرح پنجابی
تھے ان کے گھروں کی عورتیں بہت اچھی تھیں میں
عالم شباب میں قدم رکھ چکی تھی مجھے سکول سے گھر

نام آسید ہے میرے دو بھائی اور ایک
میرا بہن ہے ہمارا ایک غریب گھرانے سے
تھا میرے ابو کا ایک گروہ کام نہیں کرتا تھا۔
مگر پھر بھی وہ اولاد کی خاطر محنت مشقت
کرتے رہتے تھے میرے پیدا ہونے پہ نہ میرے
والدین خوش تھے نہ ہی ابو کے بھائی نہیں اور دادی
دادا کے چہرے بھی میری پیدائش پر مرجھا گئے
تھے۔

میرے دادا کی زرعی زمین تھی جب اس
جائیداد کی تقسیم کا مرحلہ آیا تو جھگڑے شروع ہو گئے
پھوپھو اپنا حق مانگ رہی تھی اور بھائی اپنا اور دادا
جان نے اس جھگڑے کو یوں ختم کیا جائیداد
فروخت کر دی اور رقم کسی کو زیادہ اور کسی کو کم دے
کر اپنی جان بخشی کر وائی ہم وہاں رہتے تھے
جب زمین نہ رہی تو مجبوراً ہمیں ہی گاؤں چھوڑنا
پڑا اور ہم امی کے مینے گاؤں آ گئے۔

ہمیں اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے جدائی
ہو گئی میری عمر اس وقت تین سال تھی ابو یہاں
زمینداروں کے کھیتوں میں مزدوری کرتے امی بھی

جدائی 2014

جواب 42

تیری جدائی مار لٹی پر دیسی

Digest.pk



Digest.pk

دوسرے کو دیکھتے رہے پھر اس نے خاموشی توڑی اور بولا یہاں محمد حسین ہے میں نے کہا میں ہوں میں تو جیسے بت ہی تھی پھر کہتا میں نے کچھ پوچھا ہے آپ سے میرے ابو کا نام محمد حسین تھا اتنے میں ابو آگئے۔

پوچھا کون ہے جی میں نے کہا پتہ نہیں کوئی آپ کو بلا رہا ہے ابو نے کہا اچھا میں دیکھتا ہوں پھر میں اندر چلی گئی مجھے اک مل میں ہی کیا ہو گیا تھا اس کے سامنے میں اس کو کیوں دیکھ رہی تھی اس نے میری روح قابض کیوں کر لی تھی ایک منٹ میں مجھے کیا ہو گیا اس وقت میرے ماتھے پر پسینہ چھوٹ رہا تھا چھوڑی دیر بعد ابو اسی شہزادے کو اندر لے آئے میں نے اپنے ہاتھوں سے کسی کا گلاس اسے دیا دیتے وقت میری آنکھیں چار ہوئیں دل سے دل طے اس وقت مجھے اپنے ماں باپ کا خیال نہ تھا نہ پتہ چلا کہ ابو نے کیا کہا ہے کہ جی مہمان کو کسی کا گلاس دو یہ عنصر ہے میرے بہت پرانے دوست مظہر حسین کا بیٹا ہے پھر میں جا کر دوسرے کاموں میں لگ گئی ابو نے کہا جی تم اور تمہاری ماں اس کے ساتھ جاؤ کھیتوں میں تمباکو کاشت کرنا ہے ان کے ساتھ ٹھوڑا سا کام کرو آؤ اور پھر میں اور امی اس کے ساتھ چلی گئیں۔

میرا دل چاہتا تھا کہ پوچھی وہ قدم بقدیم میرے ساتھ چلے زندگی کا سفر ختم نہ ہو اور نہ بھی شام آئے نہ بھی رات ہو اور ہمارے عہد و عیال ہوں کہیں وعدے ہوں ہمیں کوئی غم نہ آئے میں چلتے چلتے اسی شہزادے کے بارے میں سوچتی رہی ٹھوڑی دیر بعد ہم اپنے کام میں مصروف ہو گئے لیکن میرا وہم و گماں میری روح و دل جان پہ عنصر ہی چھایا ہوا تھا اور وہ بھی کبھی نظریں اٹھا کر دیکھ لیتا تھا جب میں دیکھتی تو وہ کام میں مگن ہو جاتا پوچھی دن کا ایک بج گیا وہ تمباکو کی بنیری ٹھیک کر رہا تھا جو

بٹھالیا گیا یہاں آکر بھی امی ابو کے ساتھ کھیتوں میں مزدوری کرتے میں بھی ان کے ساتھ جایا کر لی تھی۔

کچھ دنوں بعد ہی ابو نے بتایا کہ ہمارے ساتھ والی زمین کسی نے ٹھیکے پر لے لی ہے وہ ہمارے دور کے رشتہ دار ہیں دو بھائی اور ایک ان کا بھانجا ہے عنصر میں تعجب میں پڑ گئی کے یہ لوگ کیسے ہیں دور سے دیکھتی رہتی جو سارا دن کام کرتے رہتے ان دنوں کاشت تمباکو کی کاشت کا نام تھا۔

ہمیں یہاں آئے ہوئے تین سے چار ماہ ہوئے تھے پھر ہمارا آنا جانا لگا رہا ہم بھی اپنا کام کرتے اور وہ بھی کرتے رہتے میں اکثر انہیں دور سے دیکھتی رہتی تھی۔

پھر اسی طرح ان میں جو لڑکا تھا وہ بھی ہمیں دور سے دیکھنے لگا اور پھر ایک دوسرے کو دور سے ہی دیکھنے لگے پھر ہم گھنٹوں بھر ایک دوسرے کو دیکھتے تھے دور سے شکل و صورت تو دیکھائی نہ دیتی تھی مگر یہ لازمی ہوتا ہے وہ لڑکا مجھے اور میں اسے دیکھتے رہتے ہم میں ایک کشش تھی جو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔

وہ اکثر سکول کے یونیفارم میں ہوتا تھا چار دن ہی گزرے تھے ایک دن ہمارے گھر کے دروازے پر دستک ہوئی میں دیکھنے گئی جب میں دیکھا تو میرے ہوش و حواس کم ہوئے اور میرا ذہن آف ہو گیا جیسے کسی نے میرے دل میرے ہوش زبردستی مجھ سے چھین لیے ہوں وہی یونیفارم میں ملبوس خود بصورت میرے خوابوں کا شہزادہ میری زندگی کا مالک میرے سامنے کھڑا تھا میں تو چند منٹ پہلے ہی اپنا سب کچھ اسی کے نام کر چکی تھی وہی ہی تو تھا نہ سے بھی بولنے کی ہمت جا چکی تھی وہ بھی چپ تھا دنوں آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ایک

جولائی 2014

Digest.pk

جواب نمبر 144

تیری جدائی مار گئی چودا

اولاد کو کبھی پریشان نہیں دیکھ سکتی اولاد جیسے بھی ہے
قدری مالا لاق نافرمان ہو مگر ماں اپنے سانبان میں
چھپا لیتی ہے امی نے میری خوشیوں کے لیے دعا کی
مجھے کل کا انتظار تھارات سوچوں وسواسوں میں گزر
گئی دل میں سوچتی کہ وہ میرا ہو جائے میں نے خود
کو جواب دیا وہ تیرا تو ہے تیرے ہی لئے بنا ہے خدا
نے اسے تیرے لیے ہی تو میں پر بھیجا ہے تیرا ہے
تیرا ہی رہے گا۔

اتنے میں اذان ہو گئی میں نے اٹھ کر وضو کیا
نماز پڑھی اور اللہ سے اپنے محبوب کو مانگا آج میری
زندگی اور موت کا سوال ہے اسے پروردگار میری
لاج رکھ لے تو بڑا مہربان ہے میری آنکھیں برس
پڑیں آج میرے آنکھوں نے کسی کے لیے بغاوت
کر لی پھر امی کو جگایا کہ اٹھو کام پہ جانا ہے مجھے تو
کسی کا انتظار تھا تا کہ میرا شہزادہ نظر آئے اور
آنکھوں کی پیاس بجھے پھر دل سے دل ملے آنکھوں
میں آنکھیں ڈال کر ساری زندگی گزر جائے کاش
ایسا ہوتا پھر کام کا ٹائم ہوا میں اور میری امی چل
پڑیں کچھ ہی دیر میں ہم وہاں پہنچ گئیں۔

غضر اور اس کے ساتھ اس کے دو ماموں
موجود تھے میں نے سب کو سلام کیا امی نے بھی
کیوں کہ ہم ایک دوسرے کے بہت قریب آجیے
تھے کوئی ڈر خوف نہ تھا کیوں کہ ہماری بہت پرانی
واقفیت تھی اور دشمنی بھی جو سب دشمنی کو بھول چکے
تھے پھر آہستہ آہستہ سب ملنے لگے کام شروع ہو گیا
وہ کبھی مجھے دیکھتا میں تو اس پر ہی نظریں جمائے تھی
پھر مجھے موقع مل گیا میں پھر اس کے پاس گئی اور
آہستگی سے پوچھا مجھے میری بات کا جواب دو اس
نے کہا میں بھی تم سے پیار کرتا ہوں میں بھی ساری
رات تیری یاد میں سوئیں۔ کا میرا دل کہیں دل نہیں
لگا تھا ہر وقت تمہاری ضرورت محسوس ہوتی اگر
ساری زندگی ساتھ نبھاؤ تو میں تمہارا ساتھ دیتا ہوں

زمیں پر بھری پڑی تھی۔
میں موقع کی تلاش میں تھی آخر مجھے موقع مل
ہی گیا اس کے پاس جانے کا میں اس کے پاس
جا کر بیٹھ گئی باقی سب لوگ گھور گھور کے دیکھ رہے
تھے میں ڈر رہی تھی کہ کیا کہوں آخر میں نے ہمت کر
کہ کہا غضر ایک بات پوچھوں۔

اس نے کہا جی پوچھیں اس کا پول جواب دینا
ایک بار تو دل گھائل ہو گیا میں۔۔۔ میں، میں ہکائی
ہوئی وہ غضر۔ جی کیا ہوا پہلے تو آپ ٹھیک تھیں یہ
اچانک۔۔۔ میں کانپ رہی تھی میرا چہرہ سرخ
ہو گیا تھا پھر میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ آئی لو یو۔
پھر اس نے کہا میں نے سنا نہیں ذرا اونچا بولو اس
وقت میں نے ہاتھ چھوڑ دیا کہ باقی لوگ شک نہ
کریں۔

پھر میں نے کہا کہ۔ آئی لو یو۔ اس بار اس
نے من کر کہا کہ یہ کیا ہوتا ہے آپ نے مجھے گالی تو
نہیں دی میں نے کہا کہ نہیں میں تم سے پیار کرتی
ہوں اور کر رہی ہوں گی۔

غضر نے یہ بتاؤ یہ لو یو کیا ہوتا ہے وہ جان
بوجھ کر بے وقوف بنا رہا تھا پھر وہ بولا کہ سوچ کر
بتاؤں گا کل اس نے وقت مانگا تھا وہ جانتا تھا پھر
شام کے چار بج گئے سب لوگ اپنے اپنے گھروں
میں جانے لگے میرا دل کر رہا تھا کہ یونہی اس کو
دیکھتی رہوں بھی رات نہ ہو پھر سب سے اجازت
مانگی اور غضر سے اس نے الوداع کرتے ہوئے
مسکرا دیا تھا ہم پر قیامت سے زیادہ ارمان لگا دیا
تھا۔

کاش وہ یوں آج الوداع نہ کرتا پھر سب
اپنے گھروں کو چلے گئے شام کو پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا
نہ کھانے کو دل کرتا نہ سونے کو کرتا میری امی میری
ذات سے واقف تھی اس نے سب کچھ دیکھ لیا تھا تو
میں نے بھی امی کو سب کچھ بتا دیا تھا کیوں کہ ماں اپنی

ورنہ ابھی وقت ہے ہم چل جائیں میری جان میں تم سے وعدہ کرتی ہوں ساری زندگی تمہاری غلام بن کر رہوں گی ایک بار میرے ساتھ قدم بدم چلو۔۔

چلو چلیں آج اک نئی منزل کا رستہ دیکھیں یقیناً شاید ہم بھی ایک ہو جائیں کسی کے نام زندگی کر کے پھر اس نے وعدہ کیا ان کا کام اب مکمل ہو چکا تھا کام کرتے کرتے چھ دن گزر چکے تھے۔

ہم نے ایک دوسرے سے ملنے کا وعدہ کیا پھر وقت اپنی ڈگر پر چلتا رہا اس کے بنا ایک مہینہ بھی رہنا مشکل ہو گیا تھا پھر اس کی یاد بہت ستانی کوئی ایسا موقع ملتا تو میں اسے دیکھتی ہر روز گھر کی دہلیز پر اس کا انتظار کرتی کاش کوئی ایسا قاصد اس کا کوئی پیغام دے خیر و خبر دے دو دن بعد اس کی خوشبو میرے سینے سے ٹکرائی پورے جسم کو معطر کر گئی جس کا انتظار تھا ہوا آیا ہوا تھا میں معمول کے مطابق گھر کی دہلیز پر بیٹھی اس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ آیا اور آتے ہی کہا مجھے پانی کا گلاس چائے میں نے کہا کہ میں قربان ہو جاؤں تیری خاطر مر جاؤں اتنے دن کہاں تھے۔

اس نے کہا گھر میں کچھ کام تھے اس لیے نہیں آسکا سو ری میری جان۔ ناں بابا ناں اس میں سو ری کی کیا بات ہے تڑپتے دل کو کچھ سکون ملا ترسی آنکھوں کی پیاس بجھی پھر میں نے کہا کہ یہ دوری ہم سے برداشت نہیں ہوتی تم اس کا کوئی حل نکالو ہو کچھ سوچنے لگا محبت ایسے بھی ہو چکی ہے وہ بھی چاہتا تھا کہ ہم ایک ہو جائیں لیکن کوئی ایسا حل نہیں مل رہا تھا میں نے کہا کہ اس کا ایک حل ہے کہتا وہ کیا میں نے کہا کہ اپنے والدین کو بھیج دو ہمارے گھر رشتے کے لیے عنصر نے کہا اگر تمہارے گھر والے انکار کر دیں گے پھر میرے والدین کی بے عزتی ہو جائے گی اب کچھ نہیں ہو گا میں اپنی امی سے بات

کروں گی میری امی کو ہماری محبت کا پتہ ہے سب ہے میں تمہارے کہنے پر اپنے والدین کو تمہارے گھر بھیجتا ہوں آگے تمہارا کام ہے پھر دو دن کے بعد عنصر کے گھر والے آگئے میں نے ان کے لیے چائے بنائی ایسے میں عورتیں جب ملتی ہیں تو کہاں سے کہاں نکل جاتی ہیں رشتے ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ دور کے رشتہ دار جو بچپن میں اکٹھے کھیلتے تھے۔

میری امی اور عنصر کی امی ایسے ملیں جیسے پانی میں چینی ملتی ہے خیر سارا دن باتوں باتوں میں گزرا پھر عنصر کی امی مجھے بار بار دیکھتی رہی عنصر کی امی نے میری امی سے رشتے کی بات کی تو میری امی نے کہا میری طرف سے ہاں ہے لیکن اس کا باپ گھر میں نہیں ہے میں کل آسے کے ابو سے بات کروں گی پھر تین دن بعد پتا کر لینا۔

پھر عنصر کی امی چلی گئی میرے لیے سو سو سے چھوڑ گئی پھر وہ تین دن گزرنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے میں نے امی کی منت کی پاؤں پکڑے اور کہا کہ اگر آپ لوگوں نے ہاں نہیں کی تو میں نہ ہر پل لوں گئی مر جاؤں گی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پھر امی نے مجھے بہت تسلیاں دیں میں خدا کے حضور دعا میں کر کے روئی رہتی اپنے پیار کے لیے شاید وہ رونا میرے کسی کام نہ آیا۔

پھر میرے ابو نے اپنا فیصلہ سنایا جب میرے کانوں میں ابو کی آوازوں میں امی کی زبانی سنا تو مجھے یقین ہی نہیں ہوا میرے ہوش و حواس کج ہو گئے زمین گھومتی ہوئی محسوس ہونے لگی اور آسمان میرے سر پر گرتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ ابھی زمین پہنے گی اور میں اس کے اندر زندہ دفن ہو جاؤں گی اب کرب کا قہر میری روح دل و جان دماغ کز چٹ کر گیا میرے ابو نے کہا عنصر کے گھر والوں کو انکار کر دو میں نے آسے کا رشتہ اپنے ابو کے سوتیلے کزن سے طے کیا ہے۔

جولائی 2014

جواب بخش 146

تیری جدائی مار گئی تیری

Digest.pk

فریادی مہاراجی احسان مندر ہوں گی۔
اب میں کسی اور سے پیار کرتی ہوں اور اس
کی نیوی بننا چاہتی ہوں پھر وہ رونا ہوا واپس چلا گیا
اور ایک ہفتے بعد میری شادی کی تاریخ طے ہوئی
ٹھیک پندرہ دن بعد میری شادی بھی اس نے اپنے
گہرے دوست شہباز کو بتایا اس نے اسے بہت
روکا پھر یونہی پندرہ دن گزر گئے پتہ ہی نہیں چلا پھر
میری مہندی کی رسم ہوئی جو ایک ہفتے بعد میرے
سسرال کی ڈھول کی تاپ پر میری پرواز بھی میں
آئے دن وقت کے ساتھ سوچو چار میں مگن رہتی
اب ہو گیا جو ہو گیا پھر شام سے رات ہو گئی میرے
سسرال والے مہندی کی رسم ادا کر کے واپس جا
چکے تھے۔

پھر آہستہ آہستہ سب سونے چلے گئے مجھے آج
کسی کے نام کی مہندی لگ چکی تھی میں کمرے میں
بیٹھی مہندی کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی کہ اچانک
دیوار سے کسی کے غپ لگانے کی آواز آئی میں سمجھی
کہ کوئی ملی وغیرہ ہوگی میرے کمرے کا دروازہ کھلا
تھا جہاں سے باہر والا پاگل لڑکا بھی دیکھ سکتا تھا پھر
میں اپنے ہوش میں مگن بیٹھی تھی میرے گہروالے
چاچو وغیرہ سب سوچکے تھے جو خزانے لے رہے
تھے مجھے باہر سے آتا ہوا ایک شخص دکھائی دیا میں
نے پوچھا کون میرے پوچھنے سے پہلے وہ میرے
کمرے میں آچکا تھا۔

اور منہ کو رومال سے چھپایا ہوا تھا میرے
قریب آتے ہی اس نے اپنا نقاب اتار دیا وہ غصہ
تھا اس کے ہاتھ میں چاکو تھا اس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا
تھا اس میں خون بھی بہہ رہا تھا اس نے کٹے ہوئے
ہاتھ سے میرے ہاتھ کو پکڑا اور چاکو سے اجمل کے
نام کی مہندی اتار دی اور اپنے بہتے ہوئے خون
سے میرے ہاتھ رنگ دیئے اور کہا کہ تو میری نہ سہی
کسی اور کی بھی نہیں ہونے دوگا۔

اس کا نام اس کا وہ نام تھا جس سے سادی لڑکا
چاہتا تھا اس کی ایک بہن تھی جو میری اچھی دوست
تھی وہ مجھے طرح طرح کی باتیں اپنے بھائی سے
دوستی کرنے کی کرتی جس میں وہ کافی حد تک
کامیاب ہو گئی شہباز جو ہمارا بڑا بڑا دوست تھا وہ غصہ کا
بہت گہرا دوست تھا اور اجمل کا واقف تھا شہباز
اجمل اور غصہ یہ تینوں آپس میں بہت گہرے
دوست تھے پھر ہر روز اجمل کی بہن میرے لیے گھر
والوں سے چوری مٹھائی لے آتی تھی مجھے پتہ نہیں
کیا ہو گیا تھا۔

چند ہی دنوں بعد غصہ کا خیال رکھنے یا پوچھنے کا
بھی دل نہ کرتا میں ہر روز اجمل کی ہوتی جا رہی تھی
پتہ نہیں وہ مٹھائی بڑھی ہوئی ہوئی یا پھر کوئی تحویز
وغیرہ ان دنوں اجمل کو میرا اور غصہ کا پتہ چل چکا تھا
تو وہ خدا کا جوڑا تھا جو میں اجمل کے حصے میں آئی
تھی۔

پھر غصہ نے ہم سے ملنے کیلئے کہا میں نے
اتکار کر دیا کہ میں نہیں مل سکتی اور آج کے بعد میرا
نام بھی نہ لینا اب میں کسی اور کی ہونے والی بیوی
ہوں۔ غصہ نے کہا یہ کیا بات ہوئی پہلے تم نے ہی
میرے ساتھ جینے مرنے کے وعدے کئے تھے تمہیں کھائیں
ہیں کیا میرے پیار کو بھول گئی ہیں۔

میں نے کہا کہ بھول جاؤ انہیں میرا اتنا ہی کہنا
تھا کہ غصہ کی آنکھوں میں ٹپ ٹپ کرتے ہوئے
آنسوؤں کی لڑی بہنے لگی جو اس کے رخساروں کو
چھوتے ہوئے میرے قدموں میں آ رہے تھے
شاید اس وقت میں اس کی چاہت پر اپنی جان
نچاؤ کر دیتی اب میں بہت سنبھلے رجم بن چکی
تھی یہ محبت کی آگ میں نے خود ہی لگا لی تھی جواب
اس سے بچ نکلنے کی کوشش کر رہی تھی پھر میں نے کہا
کہ میری مائو مجھے بھول جاؤ میں تمہارے پاؤں
پکڑتی ہوں ہم پر آخری احسان کر دو میں سادی

جولائی 2014

جواب نمبر 147

اتھیری جدائی مار گئی ہونگی

Digest.pk

مجھے آج پتہ چلا کہ واقعی غصہ مجھے بہت پیار
کرتا تھا جو میں اسے کھوجتی تھی۔

پھر اس کا مارنا معمول بن گیا غصہ کے دوست
شہباز سے کبھی کبھی بات ہو جاتی تھی میں اس کو سب
حال دیتی رہتی جب اس کو پتہ چلا کہ میرے رہنے
سے کوئی مار کھاتا ہے تو غصہ فوراً کراچی چلا گیا
میرے شوہر کا پہلے جیسا حال تھا اکثر غصہ کے نام
سے مارتا رہتا تھا اور شہباز غصہ کو فون پہ حال احوال
دیتا رہتا تھا میرا کبھی دل کرتا کہ اب غصہ ہی میرا
واحد تھا جو میرا درد میری مجبوری جانتا تھا آج چار
سال گزر گئے اب میرے شوہر کو غصہ کے جانے
کے بعد مجھے یہ ترس آیا مار پیٹ لم ہوئی حالات
معمول پر آگئے مگر اب صرف غصہ کا انتظار ہے مجھے
اس کی محبت پر یقین ہے وہ میری بات مانے گا۔

اب ہر وقت اس کی یاد ستاتی ہے اس پیار کی
قسم ایک بار واپس آ جائے مجھے تیری جدائی مار گئی
ہے پردیسی میں بہت بے چین ہوں میری روح کا
سکون ہے آج اتنے سال ہو گئے ہیں تجھے میری یاد
نہیں آتی اگر پڑھ رہے ہو تو پلیز شہباز سے رابطہ
کرو۔۔

قارئین یہ تھی میرے دوست کی کہانی آپ
سے درخواست ہے کہ غصہ کی واپسی کے لیے دعا
کریں۔

میں کہاں تک پہنچا ہوں اپنی قیمتی رائے سے
آگاہ کرنا۔

غزل

کتاب آگاہیں شراب آگاہیں
یہی تو ہیں لاجواب آگاہیں
انہیں میں الفت انہیں میں نفرت
ثواب آگاہیں یا عذاب آگاہیں
کبھی نظر میں بلا کی شوخی

پھر وہ چلا گیا اسے پیار کرنے پر میں نے ہی
مجبور کیا تھا اور اب شادی کسی اور سے کر رہی تھی پھر
دن گرتے گئے اور میرا جدائی کا وقت قریب آتا گیا
ایک دن ایسا آیا کہ جس دن میری ڈولی اٹھنی تھی
پھر غصہ کا پیغام آیا کہ بے وفا دھوکا باز میں تمہیں
پورے گاؤں میں بدنام کروں گا تم اب تماشہ دیکھنا
یوں وقت کے ساتھ میری شادی ہو گئی میں نے
ایک خط لکھا جس کی تحریر یہ ہے شاید میں نہ کھیتی
میری مجبوری تھی۔ مائی ڈیئر غصہ۔

اسلام علیکم غصہ ہاں میں نے کبھی تم سے
جھوٹ بولا تھا واقعی طور پر مجھے تیری محبت کا یقین ہو
گیا تھا اس دن جب تم نے مجھے اپنے خون کی
مہندی لگائی تھی میں اب شادی کر چکی ہوں آپ
کے لیے میرے دل میں بہت جگہ ہے سمندر کی
گہرائی سے بھی زیادہ اور میں آپ سے درخواست
کرتی ہوں کہ جو مجھے مل گیا ہے وہ بھی بے حد پیار
کرتا ہے میری روح میری آرزو میری تمنا میرا
شوہر ہے تمہارا پیار دفن ہوتا جا رہا ہے پلیز مجھے
بھول جاؤ اور میں اپنی چادر بھیج رہی ہوں ایسا سمجھنا
کہ میں تیرے قدموں میں ڈال رہی ہوں پلیز میرا
گھر تباہ مت کرنا آپ کی نہ ہونے والی۔۔

پھر کچھ دن ہی گزرے تھے کہ میرا شوہر پہلے
بہت جتنا تھا اب بدل گیا تھا۔

بات بات پر غصہ کرنا چھوٹی چھوٹی بات کو بڑا
کرنا اس کا معمول بن گیا تھا تو میں بھول گئی کہ میں
نے ایک خط اور چادر شہباز کو دی تو وہ دے آیا تھا
شادی کو دو ماہ ہی گزرے تھے ایک دن غصہ میرے
گھر کے پاس سے گزرا تو میرا شوہر گھر آتے ہی
برس پڑا تیرا عاشق غصہ آیا تھا تجھے دیکھنے چل اس کو
دیدار کروا میں نے کہا کہ میرا کوئی چکر نہیں سب
بکواس ہے اس نے مجھے اتنا مارا کہ مار مار کے میرا
برا حال کر دیا۔

جولائی 2014

148

Digest.pk

ہے وہ اپنا پھر کیوں یوں سا رہا ہے
اسے کہہ دو کہ نہیں رہ سکتے بن اس کے
کیوں ہمیں وہ جیتے جی مار رہا ہے
وہ جانتا ہے کہ اس کے بن نہیں ہے گزارا
پھر کیوں وہ مجھے ہمیشہ کی طرح آزما رہا ہے
اب تو ہر طرف سے ہی ہار بیٹھی ہوں
کیوں وہ محبت میں بھی ہرا رہا ہے
خدا بھی جانتا ہے مانگا ہے ہر گھڑی اسے ہی
پھر بھی وہ کیوں اٹی چال چلا رہا ہے
میرے ساتھ خوش نہیں رہ سکتا خدا جانتا ہے
پھر کیوں وہ مجھ سے ہی بار بار پوچھ رہا ہے
محبت بھی کرتا ہے مجھے وہ مجھ سے بھی زیادہ
پھر وہ کیوں مجھے میری سوچ بدلنے پر مجبور کر رہا ہے
جی نہیں سکتی میں تو رہ وہ بھی نہیں سکتا چاند
پھر کیوں وہ مجھے ہماری ہی محبت میں آزما رہا ہے
(انتم ندیرے چاند، دہاڑی)

بھی بھپاتی ہیں راز دل کے
کسی نے دیکھی ہیں کتبیل جیسی
کسی نے پائی سیراب آنکھیں
وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے
حضور آنکھیں مٹنگو جناب آنکھیں
عجب تھا مٹنگو کا عالم
سوال کوئی جواب آنکھیں
مست مست بے مثال آنکھیں
مصور کا کمال آنکھیں
شراب نے حرام کر دی
مگر کیوں رکھی حلال آنکھیں
ہزاروں ان پہ قتل ہوئے ہیں
خدا کے بندے سنبھال آنکھیں
منظور اکبر تبسم

غزل

آج پھر کوئی ٹوٹ کے یاد آ رہا ہے

صحت اور طاقت حاصل کرنے کیلئے توجہ کریں

اگر آپ یا آپ کا کوئی عزیز کسی بھی بیماری میں مبتلا ہے تو اس کے علاج کیلئے ہم سے رابطہ کریں نیز مردوں اور عورتوں کے پوشیدہ امراض کا خصوصی علاج بھی کیا جاتا ہے۔
ہمارے ماہرانہ مشورے اور علاج کے لیے کامیاب اور خوشگوار زندگی بسر کریں
خط لکھیں یا موبائل پر مشورہ کریں

ڈاکٹر زاہد جاوید F-22 و ہاڑی 0314-6462580

تیری جدائی مارچ 2014
Digest.pk

محبت رنگ بدلتی ہے

تحریر۔ سیدہ جیہا عباس۔ مرالی چکوال

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
پیار بھی انسان کو کہاں سے کہاں تک لے جاتا ہے پیارا گر سچا ہو تو کبھی بھی ہار نہیں سکتا مگر جیسا پیار پیار نہیں
ہوتی ہوتی ہے اور اس ہوس میں آج جانے کتنے لوگ ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں یہ کہانی بھی ایسی ہی
ہے کہ جس سے بھی پیار کیا وہ ہی بدل گیا مگر حقیقی پیار تو وہ ہی کرتا ہے جو زندگی بھر کا سا بھی ہوتا ہے میں نے
اس کہانی کا نام۔ محبت رنگ بدلتی ہے۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی
ادارہ جواب عرض کی پاپسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹرز مددگار نہیں
ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اپنے ایک دوست کے ساتھ ایک ٹریفک حادثے میں
ہم سے چھڑ گیا اس صدمے نے ہمیں تو ڈر کر رکھ دیا۔
بھیا اور ابو کو ایسی چپ لگی پھر نہ ٹوٹی۔ لکسی اور
قہقہوں کی جگہ اب سسکیوں اور آہوں نے لے لی
۔ دروہام پر خاموشی اور سنانے کے سائے اس قدر
گہرے تھے اور حوصلوں کے بند یوں ٹوٹے کہ زندگی
کا تصور ہی ختم ہو گیا بس کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہم
روبوٹ بن گئے پھر اچانک میری ماویس زندگی میں
ایک امید کی کرن نے اٹھرائی لی وہ بہار کا موسم تھا ایک
دن صبح میرے نمبر پر ایک نئے نمبر سے کال آئی
میں چونکہ آفس جا رہی تھی تو نئے نمبر سے کال آنا
باعث حیرت کی بات نہ تھی میں نے کال پک کی تو
سلام کی خوبصورت آواز میری سماعتوں سے ٹکرائی اس
آواز میں کچھ ایسا سحر تھا کہ میں کئی لمحوں تک ساکت سی
کھری رہ گئی۔۔۔

ہیلو۔۔۔ میرے فون سے مسلسل پکارے
جانے کی آوازیں مجھے دنیا میں واپس لائیں۔

میرا نام شہنشاہ احمد ہے اور بہن بھائیوں
میں دوسرے نمبر پر ہوں مڈل گھرانے سے
تعلق ہے بچپن سے جوانی تک صرف اور صرف
مشکلات و مسائل میں گھرے پایا اپنے آپ کو اور اپنی
فیملی کو مگر مجھے آج بھی زندگی کے وہ چند سال یاد ہیں
جب ہم سب بہن بھائی اپنے والدین کے ساتھ تھے
ہر طرف سکون تھا۔

ماں باپ نے موسموں گرم سرد سے بچا کے رکھا
ہوا تھا مگر کہتے ہیں۔۔۔ ما۔ کہ بخت اور موسم ڈھلنے میں
وقت نہیں لگتا ہماری خوشیوں کو بھی نظر لگ گئی بڑے
بھائی اور بہن کی شادی کر دی۔ امی اور ابو پر سکون تھے
کہ چلو سب اچھا ہو رہا ہے بھائی اور بہن کے گھر اللہ
نے اپنی رحمت بھیجی ہماری خوشیاں اور بڑھ گئیں میں
اور چھوٹا بھائی ہر وقت ایجاب سے کھیتے اس کے ناز
اٹھاتے آپس میں مستی مذاق لڑائی جھگڑا کرتے چھ
سال بیت گئے کہ اچانک وہ ہوا جس کا کسی کو گمان تک
نہ تھا یعنی میری جان میرا دوست میرا محبوب بھائی

محبت رنگ بدلتی ہے

جولائی 2014

جواب نمبر 150

محبت رنگ بدلتی ہے



جب تمہیں محبت ہوگی تب پوچھیں گے تم سے
عالیہ جو اپنے کزن سے بے پناہ محبت کرتی تھی اس
نے محبت کی صفائی میں کچھ کہنا چاہا لیکن میں اسے
ہمیشہ کی طرح ٹوک دیتی۔

عالیہ تم بھول رہی ہو وہ تمہارا نامحرم ہے اور پھر
اسے کوئی دلچسپی بھی نہیں ہے تم میں۔ تم کیوں اپنے
والدین اور بھائیوں کو دکھ دیتی ہو۔

مگر جانے کیوں وہ کبھی بھی مجھ سے متفق نہیں
ہوتی تھی ہمیشہ خفا ہو کر چلی جاتی تھی اور آج مجھے عالیہ
کی وہی بات یاد آ رہی تھی۔ میں ایک اجنبی کی کال
کے لیے تڑپ رہی تھی۔

مگر ایک ہفتے کے طویل اور بے قرار انتظار کے
بعد بھی اس کی جانب سے کوئی کال یا ایس ایم ایس نہ
آیا تو ایک رات دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں نے
ایک ایس ایم ایس کیا۔

اے شخص اب خلوص کے رشتے نہ کر تلاش

دنیا نے بے ثبات میں یہ نام کوئی نہیں
دھڑکتے دل کے ہاتھوں یہ ایس ایم ایس بھیج
کر بہت بے چینی سے اس کے جواب کا انتظار کرنے
لگی مگر اس کی جانب سے کوئی اسپانس نہ آیا دل بے حد
اداس ہو گیا۔

دن کا کھانا کھانا شام کی چائے پی ڈیز بھی امی
کے بے حد اصرار پر دو چار نوالے سے ناکند نہ کر پائی
آخر اللہ نے میری سن لی اور رات نو بجے جیسے ہی میں
اپنے کمرے میں آئی اس کا ایس ایم ایس آ گیا۔

امبر کی طرح ہے وہ یوں نہ چھو سکوں لیکن
ہاتھ جب بھی پھیلائے آگیا دعاؤں میں
یہ شعر پڑھ کر بے اختیار میرے چہرے پر
مسکان ٹھہر گئی۔

تو جناب کو ہماری طرح شعر و شاعری سے بھرے
شغف ہے۔ واہ۔۔۔

میں نے ایک ایس ایم ایس کیا کہ کس بھیج دیا۔

کیا کوئی ہے جو ہماری آواز سن رہا ہو پلیز بات
کریں وہی خوبصورت آواز میرے کانوں تک آئی۔
بچ۔۔۔ جی آپ۔۔۔ آپ کون۔؟ میں نے بڑی
مشکل سے جملہ نکل کیا۔۔۔

جی میں عالیان بات کر رہا ہوں پلیز میری اسد
صاحب سے بات کروادیں۔

یہ اسد صاحب کا نمبر نہیں ہے آپ نے غلط نمبر
ڈائل کیا ہے مسٹر۔۔۔ اب کے بار میں نے کچھ غلطی سے
جواب دیا۔

اوہو۔ ایم سوری میڈم آپ غصہ کیوں کرتی ہیں
غلطی میری ہے معاف کر دیں۔۔۔ اس نے بہت ہی
شائستہ لہجے میں معذرت کی۔ جواباً بے اختیار میرے
چہرے پر مسکراہٹ رقصاں ہو گئی۔ اس اوکے آئندہ
خیال رکھنا۔۔۔

اوکے میڈم میں خیال کروں گا بہت شکریہ اللہ
حافظ۔ اس نے کال ڈراپ کر دی۔

میں کئی پل یونہی فون کان سے لگائے بیٹھی رہی
دل کو عجیب سی بے قراری نے آن گھیرا من چاہ رہا تھا
کہ وہ مجھ سے بات کرے اس کی آواز بھی ہی اتنی
پیاری تھی میں ان لڑکیوں میں سے نہ تھی جو لڑکوں پر
دولت اور حسن کی وجہ سے مرتی ہیں۔

نہ۔۔۔ ہی مجھے محبت پر یقین تھا میرے نزدیک
محبت دنیا کا سب سے فضول کام تھا جہاں پاکیزہ محبت
اور چاہت میرا خاتمہ تھی وہیں آج کی لڑکیوں اور لڑکوں
کی فرینڈ شپ ہمیشہ میری تنقید اور ہٹ لسٹ میں
ہوتے دوستوں کزنز کا کچ فیلو سب سے ہی کہتی کہ
سب سے یہی کہتی کہ یا ر محبت محبت کچھ نہیں ہوتی
سب بکواس ہوتا ہے۔

کیسی محبت کیسی چاہت کیسا عشق کہ لڑکیاں
والدین کے چومیں پچیس سالہ محبت اور شفقت کو پس
پشت ڈال کر چار دن کے وعدوں اور انجان فرد کی
خاطر سب کچھ کر رہی ہیں۔

کسی کے طرف سے بڑھ کر نہ کر مہر دو کا ہرگز
کہ اس بے جا شرافت سے بڑا نقصان ہوتا ہے
اس کا جواب آیا۔۔۔

پاتے ہیں کچھ گلاب چٹانوں میں پرورش
آتی ہے پتھروں سے بھی خوشبو کبھی کبھی
اب میں جواب دینے کا سوچ ہی رہی تھی کہ
اس کا نمبر میری سکرین پر جھگڑانے لگا میں نے کچھ
جھجکتے ہوئے کال پک کی کچھ دیر تو ہم دونوں میں
سے کوئی نہ بولا پھر اس نے سلام کیا تو میں نے
دھیرے سے جواب دیا۔۔۔

میڈم کیسی ہیں کیسے یاد کیا ہم غریبوں کو وہی
انداز وہی آواز جس نے گزشتہ ایک ہفتے سے میری
نیند اڑا رکھی تھی میرے بے قرار دل کو قرار آنے لگا میں
ٹھیک ہوا اور پلیز آپ مجھے میڈم مت کہا کریں۔ میں
نے درخواست کی۔۔۔

اچھا تو پھر کیا کہوں جی۔؟ وہ اسی سنجیدہ سے
لہجے میں بولا۔

میرا نام شہیناز ہے سب پیار سے مجھے گڑیا اور
شانی کہتے ہیں ہم تین بہن بھائی ہیں ایک بھائی فوت
ہو چکا ہے میری تعلیم ایم اے ہے اور میں نے کمپیوٹر
عربی ہسک اور تجویذ کے علاوہ کشیدہ کاری کا کورس بھی
کیا ہے آج کل ایک انٹرنیشنل کمپنی میں جاب کر رہی
ہوں میں نے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے
پتا نہیں کیوں مجھے اس پر اعتبار سنا آنے لگا تھا۔ اوہ
گر بیٹ یعنی آپ ماشاء اللہ پڑھی لکھی اور میچور لڑکی
ہیں اس نے کہا۔۔۔

آخر کو میں نے پوچھ ہی لیا آپ نے اپنے
بارے میں کچھ نہیں بتایا۔

میرا نام زریاب احمد ہے میں پنڈی سے تعلق
رکھتا ہوں ایم اے کر چکا ہوں اور اب آپ ہی
کے شہر میں میرا بزنس ہے میری پوری فیملی پنڈی میں
ہے۔۔۔ آپ کتنا عرصہ یہاں پر ہیں میں اس کی آواز

محبت رنگ بنی ہے

سننے کے لیے بات کو بڑھا رہی تھی۔۔۔

جی میں دس یا بارہ سال سے یہاں ہوں
جمہرات کو گھر چلا جاتا ہوں جمعہ کا دن گزار کر ہفتے کی
صبح واپس آ جاتا ہوں۔ اب سو بھی جاؤ صبح فجر کے لیے
اٹتی نہیں ہوائی جان کی آواز سننے ہی میں نے اللہ
حافظ کہہ کر فون بند کر دیا۔

میں بے حد خوش تھی کہ ایک طمانیت کا احساس
رگ و پے میں سرایت کرنا محسوس ہو رہا تھا پھر میں اس
کے بارے میں سوچتے سوچتے جانے کب نیند کی
آغوش میں چلی گئی اگلی صبح میرے لیے ایک نئی صبح تھی
بھائی کی موت کے بعد پہلی بار دل میں نئی امنگ نئے
جذبات اور احساسات نے سراٹھایا۔

تیار ہو کر آفس کے لیے نکلنے وقت میں اسے گڈ
مورنگ کا میسج کرنا نہیں بھولی تھی اس نے بھی جواب
خوبصورت دعا سینڈ کی تھی۔

دن بہت ہی اچھا گزارا کام کے ساتھ ساتھ اس
کے خیالوں میں بھی کھوئے کھوئے شام ہو گئی
ذہان میں جن کے ستم پر خاموش رہتی ہیں
دلوں میں ان کے خلاف احتجاج ہوتے ہیں
برانہ مان کے بولے ہیں تلخ لہجے میں
ہم ایسے لوگ ذرا بد مزاج ہوتے ہیں
اس کی جانب سے ایک خوبصورت شعر پڑھ کر
میں نے بھی نائپ کیا۔

بادل جو گر جتے ہیں وہ برسائیں کرتے
فحش بھی حساس کا چرچا نہیں کرتے
آنکھوں میں بسا لیتے ہیں روئے ہوئے منظر
جاتے ہوئے لوگوں کو پکارا نہیں کرتے

میں نو بجے آپ کو کال کروں گا اس کا پیغام پڑھ
کر میں جلدی جلدی اپنا کام مکمل کرنے لگی پھر
پورے نو بجے اس کی کال آگئی کافی دیر ہم ادھر ادھر کی
باتیں کرتے رہے بہت دل چاہ رہا تھا کہ اس کو حال
دل سنا دوں مگر تاجنہ نے کیوں نہ ہو پائی بس امید

جولائی 2014

جواب میں 54

Digest.pk

میں بولادیکھو شانی یہ محبت کچھ نہیں ہوتی میں بھی کالج اور یونیورسٹی میں لڑکیوں کے ساتھ پڑھا مگر کبھی ان فضول باتوں پر دھیان نہیں دیا نہ ہمیں کسی سے محبت ہوئی نہ کسی کو ہم سے ہوئی۔۔۔

محبت کی نہیں جانی ہو جاتی ہے بس مجھے بھی ہوئی ہے محبت میں نے تقریباً رو دینے والے انداز میں کہا۔ اس نے مجھے بہت سمجھایا مگر میں نہ سمجھی میرا اصرار بڑھتا گیا جب دل بہت بے قرار ہوتا تو اس کے آفس چلی جاتی میری محبت بربادی کا دن وہ تھا جب اس نے مجھے بتایا کہ وہ شادی شدہ اور چار بچوں کا باپ بھی ہے۔

اس لیے وہ محبت کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتا اس دن میں گھر آ کر بہت روئی جب بھی جو بھی مجھے پسند ہو مجھے ملنے سے پہلے ہی چھین کیوں جاتا ہے دو دن بخار میں تڑپتی رہی ڈاکٹر نے کہا ٹینشن ہے۔ امی ابو پوچھ پوچھ کر تھک گئے مگر میں کیا بتاتی میرا دل تو بہاروں کے موسم میں اجڑ چکا تھا دو دن وہ مجھے کال کرتا رہا مگر میں انور کوئی رہی۔ دن رات چھپ چھپ کر آنسو بہاتی رہی۔

تیسرے دن اس کا پیغام ملا پلیز شانی مجھ سے بات کرو میں مشکل میں ہوں میں ساری ناراضگی سارے دکھ بھول کر اس سے بات کرنے پر راضی ہو گئی محبوب جو تھا میرا پھر جو اس نے کہا سن کر مجھے اپنی سماعتوں پر کئی گھنٹے بھروسہ نہ ہوا

شانی میں بھی آپ کے بتا نہیں رہے سکتا میں بھی آپ سے بے پناہ محبت کرتا ہوں مگر کیا کرتا شادی شدہ ہوں چار بچوں کا باپ ہوں پورے خاندان کی امیدوں کا مرکز ہوں پھر عمر میں دس سال تم سے بڑا ہوں یہ ساری باتیں مجھے ہر بار اقرار کرنے سے روک لیتی ہیں میری بیوی شکی حراج ہے ویسے بھی میرا جینا حرام کئے رہتی ہے۔

میں گھر اور بچوں سے دور صرف اس

کے دیپ جلائے اس سے جنرل ٹاپس پر پات چیت ہوتی رہی شروع شروع میں میں اس کو وہ مجھے ایسے ایسے مذاق کرتے کہ ہنس ہنس کر میرا حال ہوتا اور وہ چپ چاپ میری ہنسی سنتے۔ سنو تم ہنستی بہت خوبصورت ہو ہمیشہ ہنستی رہا کرو۔ اچھا جی یہ کس نے کہا میں نے شرارت سے کہا۔ ہم نے بقلم مسٹر ذریاب احمد نے بھی اسی لہجے میں کہا تو ہم دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

اب ہمیں فون پر بات کرتے ایک ماہ ہو چکا تھا ایک دن مجھے آفس ورک کی وجہ سے اس ایریا میں جانا پڑا جہاں ذریاب کا آفس تھا میں نے اسے فون پر کہا کہ میں سی این جی کے سامنے ساجد کے گھر آئی ہوں اس نے مجھے فوراً کال کی اور کہا کہ چائے پلائے بغیر نہیں جانے دوں گا۔ سو اس کے بے حد اصرار پر میں مان گئی۔ اور اپریل میں ہماری پہلی ملاقات ذریاب کے آفس میں ہوئی۔ وہ بہت شرف النفس تھا گڈ لکنگ چائے بسکٹ وغیرہ کے بعد وہ مجھے اپنی گاڑی میں ڈراپ کرنے میرے آفس تک آئے میں بے حد خوش تھی اپنے خوابوں کے شہزادے کو اپنے سامنے بٹھا کر دیکھا اور اس سے باتیں کیں اب میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ذریاب کو سب کچھ سچ سچ بتا دوں گی، پھر رات میں نے اسے سب کچھ بتا دیا۔

ذریاب آپ میری زندگی میں آنے والے پہلے مرد ہو جس پر میں نے اعتبار کیا ہے آپ جانتے ہو مجھے لڑکوں کی محبت پر کبھی یقین نہیں تھا مگر نجانے کب کیسے آپ میرے دل میں سما گئے ہو اور چند ہی ماہ میں آپ سے یوں شناسائی ہوئی لگتا ہے کہ جیسے برسوں سے آپ کو جانتی ہوں دل بے اختیار آپ کے نام پر دھڑکتا ہے آپ کی کال دیکھ کر لیوں کو ایک نرم و گداز سی مسکان چھوٹنے لگتی ہے آپ سب سے الگ ہو بے مثال ہو۔ آئی لو یو۔ سوچو ذریاب۔

میری بات سن کر وہ کافی ٹھہرے ہوئے لہجے

2014

154

محبت رنگ بدلتی ہے

Digest.pk

دعا کی وہ نہ ملا شاید وہ میرا نصیب ہی نہ تھا۔ میں نے اپنے دن رات اپنے شوہر کے نام کر دیئے ہیں اس نے مجھ پر اعتبار کیا مجھے پیار دیا مان دیا چادر اور چادر یواری کا تحفظ دیا عزت دی تو میں کیوں نہ اس کی عزت کروں۔ کیوں نہ دوں اسے چاہت محبت اور پاں محبت بھی شاید ہو ہی جائے۔

قارئین آپ میرے حق میں دعا کریں کہ میں اسے بھول کر صرف اور صرف اپنے شوہر سے محبت کروں اور ذریعہ اب بھی صرف اور صرف اپنے بیوی اور بچوں کا ہو کر رہے کیوں کہ اس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ کسی گلی عزیز بہنوں اور بھائیوں میری پہلی کاوش امید ہے آپ ضرور مجھے دوبارہ انٹری کا موقع دیں گے آپ کی قیمتی آراء کی منتظر ہوں۔

گلاب آ نکھیں شراب آ نکھیں
یہی تو ہیں لاجواب آ نکھیں
انہیں میں الفت انہیں نہیں غرت
ثواب آ نکھیں یا عذاب آ نکھیں
کبھی نظر میں بلا کی شوخی
کبھی سراپا حجاب آ نکھیں
کبھی چھپائی ہیں راز دل کے
کبھی ہیں دل کی کتاب آ نکھیں
کسی نے دیکھی ہیں سبیل جیسی
کسی نے پائی سیراب آ نکھیں
وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے
حضور آ نکھیں یا جناب آ نکھیں
عجب تھا گفتگو کا عالم
سوال کوئی جواب آ نکھیں
یہ مست مست بے مثال آ نکھیں
یہ مصور کا کمال آ نکھیں
شراب رب نے حرام کر دی
مگر کیوں حلال آ نکھیں

کے رویے کی وجہ سے ہوں بہت عرصے بعد مجھے کسی سے بات کر کے سکون ملا ہے۔ زندگی زندگی گلنے لگی ہے شانی تم بہت ٹکس ہو۔ آئی لو یو۔ پلیز مجھے مت چھوڑنا یونہی ایک بے نام سے چپے بندھن میں بندھ کر میرا ساتھ دینا اور نہ میں اجڑ جاؤں گا۔

اس کے اقرار پر دل کی کلی پھر سے کھل گئی اب ہم تقریباً روزانہ ملنے لگے وہ میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر مجھے سامنے بٹھا کر دیکھا کرتا میری ہر فرمائش پوری کرتا اسے میری ہی فکر رہتی ایسے زندگی کے خوبصورت لمحے کتنی جلدی گزر جاتے ہیں اور اپنے پیچھے بس یادوں کی راکھ چھوڑ جاتے ہیں۔

ہمارے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا میرے گھر میں میری شادی کا ذکر چلا تو میں نے ذریعہ اب سے بات کی تو اس نے کہا کہ اگر وہ اچھے لوگ ہیں تو تمہیں شادی کر لینی چاہئے کیوں کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ کیا میں اس کے بناتی پاؤں گی۔

پورا پورا دن اور پوری پوری رات جاگ جاگ کر جس سے احوال دل کیا کرتی میں نے روتے ہوئے کہا۔ پلیز مجھے اپنے سے جدامت کریں میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی پلیز۔ مگر نبانے اس کے من میں کیا سہائی اس نے بار بار مجھے کہا کہ شادی کر لو آخر تھک کر ایک دن مجھ سے کہا کہ اگر مجھ سے محبت کرتی ہو تو میری بات مان جاؤ بس اس دن تمھارے ہارے مسافر کی طرح میں نے اپنے دل کا خون کر دیا اور ماں باپ کے فیصلے کو قبول کر لیا میری شادی بہت سنجیدگی اور خاموشی سے ہوئی کیوں کہ میں یہ چاہتی تھی میرے شوہر مجھ سے بے حد پیار کرتے تھے۔

آج بھی ذریعہ اب میرے لیے روتا ہے تڑپتا ہے اور اسے مجھے کھودینے کا بچھتاوا ہے وہ وقت کے بے وقام گھوڑے کو اپنی طرف موڑنا چاہتا ہے مگر اب وقت گزر چکا ہے فیصلہ ہو گیا ہے ایک پیار کرنے والا دل مر چکا ہے میں نے اسے لوٹ کر چاہا اس کیوں نہ فرمایا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریج
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرٹک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریج
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

لمبی جدائی

تحریر: آصف جاوید زاہد۔ 03046552827

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ پہلی ہی ملاقات سے محبت ہوئی اور پھر ایک دوسرے سے وعدے قسمیں کئے مگر کیا تھا پہلی بار ملنا اور پہلی ہی بار بچھڑ جانا شاید وہ بچھڑنا پہلا اور آخری تھا جو آج تک ملاقات نہیں ہوئی ایسی ہی یہ کہانی آپ کی خدمت میں لے کر آیا ہوں جس کا نام۔ لمبی جدائی۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اپنی دوائے سے ضرورت نوازے گا

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راسخ ذمہ دار نہیں ہوگا۔

معاشرے کی برائیوں کو لوگوں کے سامنے لائے تاکہ لوگ دھوکے سے بچ سکیں اگر ایک انسان نے بھی میری ان باتوں سے کچھ سیکھ لیا تو میرا یہ لکھنے کا مقصد پورا ہوگا سوری قارئین بہت ناظم لیا آپ کا اب آئیے اصل کہانی کی طرف یہ میرے ایک دوست کی کہانی ہے آئیے اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

چھ بہن بھائیوں سے میرا نمبر پہلا ہے ماں باپ کا خواب کہ بیٹا پڑھ لکھ کر وکیل بنے گا خدا کا دیا سب کچھ تھا گاؤں میں بہت عزت تھی میں آٹھویں کلاس میں پڑھتا تھا ہمارے ایک رشتہ دار کی شادی تھی ابو کے کزن نے مہندی سجا کے لے کر جانا تھا لہذا ہمیں بھی مہندی پر جانے کو کہا گیا۔ میں اور میری والدہ صاحبہ بھی مہندی میں شریک ہوئے مہندی شادی والے گھر پہنچی میں بھی دوستوں کے ساتھ بلاگلا کرتا ہوا ساتھ تھا کافی دیر ہم دوست ڈھول پر گھومر کھیلنے رہے اب مہندی لگانے کی رسم شروع ہوئی دسمبر کی رات گیارہ بجے

زندگی کا مقصد انجوائے کرنا نہیں ہے زندگی کا ایک مقصد ہے اللہ نے انسان کو کس مقصد کے لیے بھیجا ہے کہ وہ اس دنیا میں آئے اور انجوائے منٹ کر کے چلا جائے جو انسان رسول پاک ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلا اور انسانیت کی بھلائی کی گواہی اس نے زندگی کا مقصد پورا کر لیا اور جو لوگ زندگی کو انجوائے منٹ کا نام دے کر گزاردیتے ہیں یاد رکھیں کہ ایک دن اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے۔

جس طرح زندگی کا ایک مقصد ہے اسی طرح جواب عرض کا بھی ایک مقصد ہے وہ مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو زندگی کے خلیب و فراز سے آگاہ کرنا جو برائیاں معاشرے میں ہو رہی ہیں ان کو قارئین کے سامنے لانا تاکہ قارئین ان سے سبق سیکھ سکیں میری قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ہر سنواری کو محض دل بہلانے یا ناظم پاس کرنے کے لیے نہ پڑھیں بلکہ ایک سبق حاصل کریں ہر راسخ کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ قلم کی مضامین سے

لمبی جدائی 166 جولائی 2014 Digest.pk



Digest.pk

پتہ تب چلا جب صبح کے نو بجے امی نے اٹھایا کہ بیٹا شادی پہ بھی جانا ہے جلدی اٹھو مجھے کہا گیا کہ تم بارات کے ساتھ چلے جاؤ میں بہت خوش ہوا کہ اپنے خوابوں کی شہزادی کو خوب دیکھوں گا۔

جب وہاں پہنچا تو وہ مجھے نظر آگئی میں نے اپنی آنٹی سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے آنٹی نے بتایا کہ جاوید شہر سے مہمان آئے ہوئے ہیں اس کا نام عائشہ ہے اور ساتویں کلاس میں پڑتی ہے اور تھوڑی دیر بعد میری اس سے بات ہوگئی میں نے اظہارے محبت کر دیا اس نے بھی کہا کہ مجھے بھی تم پہلی نظر میں ہی اچھے لگے تھے میں بہت خوش ہوا۔

بارات بڑی دھوم دھام سے دلہن کے گھر پہنچی لیکن میں اپنی محبوبہ کو ہی دیکھتا رہا مجھے پھر بات کرنے کا موقع مل گیا ہم دونوں کافی دیر ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے ایک دوسرے سے بہت وعدے کئے میں نے صاف کہہ دیا کہ اگر شادی کروں گا تو تم سے اس نے بھی کہا کہ جاوید میری جان میں بھی تم سے ہی شادی کروں گی ورنہ ساری عمر شادی نہیں کروں گی پھر اس نے کہا کہ اپنا نمبر مجھے دے دو کل ہم نے واپس جانا ہے اور میں تم سے بہت جلد رابطہ کروں گی۔

اگلے دن میں نے اسے ایک گفٹ دیا اور اس دل کے ساتھ اور اس وعدے کے ساتھ کہ بہت جلد ہم دوبارہ رابطہ کریں گے پھر میں نے اسے رخصت کر دیا اور اس کے بعد میری ہر رات ایسے گزری کہ جیسے کوئی پرندہ اپنے محبوب سے چھڑ جاتا ہے اور وہ پرندہ رات کے پچھلے پہر چاندنی رات اور جھمکاتے تاروں کے ساتھ بہت تنہا ہو اور بہت اونچا اپنے محبوب کو ڈھونڈتا ہوا اپنی پرواز کو بیٹھتا ہو بالکل ایسا ہی میرے ساتھ ہوا میرے سب خواب چکنا چور ہو گئے میں جیسے موزی مرضی جتلا ہو گیا۔

کا نام میری آنکھیں ایک حینہ سے جا کر ٹکرائیں دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہو گیا جو میں نے کبھی زندگی میں سوچا بھی نہ تھا صرف ایک بار آنکھیں ملانے سے مجھے محبت ہوگئی۔

اور اتنی شدت سے ہوئی کہ میں اپنا آپ بھول گیا جب میں نے اس سے نظریں ملایں تو خود کو اس کی طرف کھینچتا ہوا محسوس کیا۔

میرے ابو کے کزن کی شادی تھی ابو لوگ وہاں تھے اور ہمیں بھی کہا گیا تھا کہ آپ لوگ بھی وہاں آ جانا جب تک مہندی کی رسم ادا ہوتی رہی میں اس پری چہرے میں گم رہا میں نے سوچا کہ کاش وقت یہی پر رک جائے اور میں اس حسین چہرے کو دیکھتا رہوں لیکن یہ تو میری سوچ تھی وقت تو ایک سیکنڈ بھی نہیں رکتا اور بے لگام گھوڑے کی طرح بھاگ رہا ہے۔

سب کو کھانا پیش کیا گیا لیکن میری تو بھوک جیسے ختم ہو چکی تھی خواہش تو صرف اسے دیکھتے رہنے کی جب امی کے ساتھ دوسری شادی پہنچا تو جیسے گھوکھلا ہو چکا تھا بالکل ایسے جیسے کسی پرندے کے گھونسلے سے عقاب اس کے بچے لے جائے اور اس گھونسلے کو کھوکھلا کر دے اسی طرح اس حسین چہرے نے میرے سینے سے دل ہی نکال لیا سب نے مجھے کہا کہ آؤ ڈھونڈ کر گھومر کھیلیں لیکن میرا دل نہیں چاہ رہا تھا وہ طرح طرح کی روشنائی مجھے اچھی نہیں لگ رہی تھی اور اس ہجوم میں بھی میں تنہا تھا وہاں سے گھر آ گیا اور اس کے خیالوں میں کھو گیا۔

وہ کون ہے کہاں رہتی ہے اس کا نام کیا ہے اسی خیالوں میں گم تھا کہ یہ شعر یاد آ گیا۔
کتنی عجب ہے میرے اندر کی تنہائی جاوید
ہزاروں اپنے ہیں مگر یاد تم ہی آتے ہو
پتا نہیں کب خند کی دیوی مہربان ہوگئی اور

سکراؤں کے رستے پہ جسے لگا کر چلا گیا
 لانا تھا جن سے جن کے میرے لیے وہ پھول
 اب کانٹے میرے رستے میں بچھا کر چلا گیا
 وہ بچ کر میری وفاؤں کو سر عام
 فیروں میں اپنی قیمت بڑھا کر چلا گیا
 اس کے گھر میں دیں گے چراغوں کو جگر کا خون
 میری زندگی کے چراغ بچھا کر چلا گیا
 سوچا تھا سائیں گے اسے داستانِ دل
 وہ میری ہی زندگی کا افسانہ بنا کر چلا گیا
 (کشور کرن، چٹوکی)

غزل

بدنِ محسن سے چور ہے
 پرِ نیندِ ہم سے دور ہے
 اس کا خیال ساتھ ہے
 بڑی اداس رات ہے
 ہوا و غم کا زور ہے
 سمندروں کا شور ہے
 جدائیوں کی بات ہے
 بڑی اداس رات ہے
 ہر نظر شراب ہے
 اس کے لئے کا خواب ہے
 یہ کون سا عذاب ہے
 بڑی اداس رات ہے
 مجھے دلوں کی یاد ہے
 تھکا تھکا سا چاند ہے
 بڑی اداس دیکھی سی بات ہے
 بڑی اداس رات ہے

آج آٹھ سال گزر گئے ہیں میں آج بھی
 عائشہ کا انتظار کر رہا ہوں وہ لمبی جدائی دے گئی ہے
 اس کی یاد آئی جب بھی اس کی یاد نے میرے دل
 پروار کیا میں نے نشے کا سہارا لیکر اس کو بھگانے کی
 ناکام کوشش کی میں نے کھانا پینا گھر بار سب کچھ
 چھوڑ دیا لیکن بھائی آصف جاوید کی بھرپور
 کوششوں کے بعد اب اپنی معمول کی زندگی گزار
 رہا ہوں۔

اور بھائی آصف کے کہنے پر نشہ بھی چھوڑ دیا
 ہے اور اپنا علاج کر رہا ہوں گھر والے کہتے ہیں
 شادی کر لو لیکن میں آج بھی اس کا انتظار کر رہا
 ہوں۔ قارئینِ کرام یہ بھی میرے دوست کی کہانی
 میرے دوست کو میرے سیل فون پر مشورہ ضرور
 دینا وہ شادی کرے یا پھر عائشہ کا انتظار کرے
 انتظار رہے گا اللہ حافظ۔

دنیا کیا جانے میری محبت کی
 داستان کو خیانت
 ہم تو ان کو بھی دعا دیتے ہیں جو
 ہمارے نام سے نفرت کرتے ہیں
 (خیانت علی۔ کوٹلی)

غزل

آیا تھا زندگی میں وہ آ کر چلا گیا
 وہ شخص میرا آشیاں گرا کر چلا گیا
 کہتا تھا خوشیاں بچ کر خریدوں گا تیرے غم
 مگر بھر کا غم میری زندگی کو لگا کر چلا گیا
 کبھی جو لگتا تھا ہواؤں میں میرا نام
 اب اپنے دل سے میرا نقش مٹا کر چلا گیا
 دنیا کی رونقوں میں کبھی جو ہمسر رہا

جولائی 2014

Digest.pk

لمبی جدائی

دیوانگی کہاں جا کے ٹھہری

تحریر۔ منظور اکبر تبسم۔ 03453487779

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
آپ کی دیکھی ٹکری میں دیوانگی کہاں جا کے ٹھہری لے کر قارئین کی نظر کر رہا ہوں پہلے کی تحریریں شائع کر کے حوصلہ افزائی کا بہت شکر یہ امید ہے یہ تحریر بھی شائع کر کے شکر یہ کاموقع فراہم کریں گے یہ بندہ ناچیز ہر وقت آپ کو خصوصاً آپ کی تحیم کے لیے دعا گو ہے میری طرف سے تمام دوستوں کو سلام
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا داراستر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

اصلیت کا منہ دیکھنے پر انسان غموں کی آگ میں سلنے پر مجبور ہو جاتا ہے وہ اندہی اندھ توٹ کر جہاں سے بے خبر اپنی سوچ میں گم سم رہتا ہے اس کے سامنے پیار محبت کی قدر قیمت بالکل قسم ہو جاتی ہے۔
پھر کوئی اس کے سامنے پیار محبت کی جتنی بھی قربانی دے دے اس کو اعتبار ہی نہیں آتا میری یہ کہانی بھی ایسی ہی حالت کی ٹھکرالی ہوئی لڑکی کی کہانی ہے جس نے ایک آستین کے ساتھ پراندہا اعتماد کیا اور اپنی اور اپنے خاندان کی پروا کئے بغیر اس کے ساتھ قدم ملانے پر تیار ہوئی۔

جب اس کو پتہ چلا کہ وہ تو جسمانی و ہوس کا قائل ہے تو اس لڑکی نے اپنی عزت بچا کر اپنی محبت کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا آج خود کو دنیا کی کامیاب لڑکی اس لیے سمجھتی ہے کہ اپنی عزت بچالی مگر بعض لوگوں کی نظر میں بدنامی کا خوف بھی اپنے دل میں لیے جیتی ہے۔۔۔ آئیے کہانی اس کی زبانی سنتے ہیں۔

قارئین میرا نام مصدف ہے میں نے ایک متوسط گھرانے میں آنکھ کھولی جب ہوش سنبھالا تو

سے کہنا بہت اداس ہوں تیرے جانے سے ہو سکے تو لوٹ آنا کسی بہانے سے نہ لاکھ فحاشی ہم سے مگر ایک بار دیکھ تو کسی کوئی نوٹ گیا ہے تیرے جانیے انسان جب بنا سوچے سمجھے کوئی قدم اٹھاتا ہے کام ہونے پہ انتہائی عاوم ہوتا ہے اس وقت اس کی آنکھوں میں آنسو اور غموں کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا اس کو ترپاتا ہے وہ اپنی غلطی پہ اتنا شرمندہ ہوتا ہے کہ اس کے دل میں حسرت پیدا ہوتی ہے ابھی اس بے اعتماد دنیا سے ناطہ توڑ کر اس جہاں کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر ابدی نیند سو جاؤں۔

اس کا اعتبار اس حد تک اٹھ جاتا ہے کہ اس کے گھر والے بھی اسکو نہ ہر گتے ہیں۔

زندگی میں ایسے انسانوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے جو ظاہری طور پر معصوم نظر آتے ہیں مگر باطن ایک ہر یا ناگ بن کے ڈستار ہوتا ہے دور حاضر میں انسان دو تین بول بولنے والوں پہ اتنا اندھا اعتماد کر بیٹھتا ہے کہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر اس پہ لٹا دیتا ہے لیکن

دیوانگی کہاں جا کے ٹھہری
2000 جولائی Digest.pk



Digest.pk

اپنے آپ کو ایک ہنسی ہنسی فیملی میں پایا مگر میرے ابو اچھائی سخت طبیعت کے مالک تھے۔ مجھ سے پہلے ہمارے خاندان کی کوئی بھی لڑکی سکول نہیں جاتی تھی مگر مجھے پڑھنے کا بہت ہی شوق تھا جب بچوں کو بستہ اٹھا کر جاتے دیکھتی تو دل میں ایک حسرت ہی پیدا ہوتی کہ میں بھی سکول جاؤں اس حسرت کی تکمیل کے لیے میں نے ضد کی تو حسرت پوری ہو گئی قرعہ پرائمری سکول میں داخل کروادیا گیا ہمارے خاندان میں لڑکیوں کو جاب وغیرہ نہیں کرنے دیتے تھے اس لیے پڑھائی کو زیادہ ترجیح نہیں دیتے مگر میں نے تمام رسم و رواج کو توڑ دیا۔

خود اور دوسروں کے اندر شعور کو پیدا کرنا میرا مشن تھا پرائمری پاس کرنے کے بعد ہائی سکول میں داخلہ لیا اور میٹرک اچھے نمبروں سے پاس کر کے اپنے آپ کو ایک کامیاب لڑکی مان لیا مگر میرا دل گے بھی پڑھنا چاہتا تھا پھر والدوں نے کہا کہ گھر پر تیاری کرو اور پرائیویٹ امتحان دینا اس لیے گھر میں کتابیں اٹھائے بیٹھی تھی۔

میرے بڑے بھائی کی شادی ہوئی تو وہ اپنی بیوی کو لے کر اسلام آباد چلے گئے میرے بھائی کی وہاں اپنی جاب تھی میرے دل میں حسرت پیدا ہوئی کہ میں بھی اسلام آباد کے دیدہ زیب مقامات کی سیر کروں سو ہم اپنے بھائی کے پاس چلے گئے وہاں کے مقامات کی خوب سیر کی جن کے مناظر آج بھی میری نگاہوں میں گھومتے ہیں ہم وہاں تقریباً چھیس دن رہے اس کے بعد گھر کی طرف لوٹے بھائی نے ہمیں اسلام آباد سے بٹھا دیا اپنے شہر اترنے کے بعد ہمیں اپنے گاؤں کی بس نظر آئی تو اس میں سوار ہو گئے میرے ساتھ میری آنٹی بھی تھی اس بس میں ایکی بھی تھا جب ہم بس سے اترنے لگے تو اس نے میرے ہاتھ میں اپنا نمبر پکڑا دیا میرا دل دھڑکنے شروع ہو گیا بدل نے تو چاہا کہ نمبر بھینک دو مگر فطرت کے

ہاتھوں مجبور ہو کر نہ بھینکا۔ میری آنٹی اس کو جانتی تھی مگر آزمانہ تو میں نے بھی تھا ہمیشہ پہلی بار نہیں آزمایا جاتا وقت کے ساتھ ساتھ اصلیت سامنے آتی ہے۔

یوں تو میرے ظلوں کی قیمت کچھ نہ تھی مگر کچھ لوگ نا آشنا تھے جو دولت پہ مر گئے مین نے شام کے وقت عادات اسے کال کر دی یوں ہماری باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہماری اکثر بات ایس ایس ایس پر ہی ہوتی تھی ہم رات کو کال پر بات کرتے تھے۔

وہ شکل و صورت سے بہت خوب صورت تھا اس کے گھر کا فاصلہ آدھے گھنٹے کا تھا ہماری قوم کا تھا وہ اپنے ابو سے ناراض ہو کر اپنی پھوپھو کے گھر رہتا تھا اس نے زمین بچ دی تھی۔

میں نے اس سے پوچھا کہ اس کی پہلے بھی کوئی دوست ہے تو کہتا کہ ہاں ایک تازہ تھی ملتان کی مگر اب نہیں ہے وہ اپنی دوست سے ہر وقت گپ شب لگاتا ان سے رشتہ نہ ہو سکا مگر حسن پرست اب جسم پرست بن گیا اس نے اپنے خاندان کے بارے میں مجھے سب کچھ بتایا ہوا تھا۔

ایک ایسی تمامہ گھر سے سامنے سے گزرا کیوں کہ ہمارا گھر روڑ کے بالکل ساتھ ہے یعنی روڑ سامنے سے گزرتا تھا میں نے اسے دیکھا تو کہنے لگا آپ کے گھائی ہوٹ مجھے بہت پسند ہیں مجھے اس بات سے اس کی اصلیت سامنے آنے کا دوسواں پیدا ہو گیا مگر پیار کے ہاتھوں مجبور کر چپ رہ گئی وہ اپنے دوستوں کو میرے بارے میں بتانے لگا وہ نئے نئے نمبروں سے کالیں کرتا کہتا کہ میرے دوست کا نمبر ہے ہماری محبت کا اکثر لوگوں کو پتا چل گیا تھا۔

مجھ سے بچ کر گناہ ہو جاؤ گے
سودا گروں کے ہاتھوں نیلام ہو جاؤ گے
تیرا ہر اک سے ملتا مجھے اچھا نہیں ملتا

ہر اس سے سوئے ہو عام ہو چاؤ لے

ایک دن ایکی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے پہلے کسی لڑکے سے دوستی کی تھی تو میں نے بتایا کہ جب میں سکول جاتی تھی تو ایک لڑکا بائیک پر بہت تنگ کرتا تھا اس کے راستے میں سے میں اور میری دوست گزرتی تھی تو وہ اس راستے میں بائیک لے آتا میری دوست کے ساتھ اس کی دوستی ہو گئی اور وہ بالکل فون پر اس سے بات کرنے لگی وہ بالکل فون میں چارج کر دیتی تھی کیوں کہ ان کے ہاں لائٹ نہ تھی میں نے ایکی کو سچ بتا دیا مگر وہ کہتا کہ آپ بھی ساتھ شامل تھی لیکن ایسا بالکل نہ تھا میں نے اپنے آپ کو بھی بنا سکی کوئی کٹر نہ چھوڑی مگر وہ اپنی ضد پہ قائم رہا وہ لڑکا تھا اس کے دل میں کھوٹ تھی تو بہانے بنانا شروع ہو گیا اس نے مجھ سے غلط رویہ سے بات کرنا شروع کر دی اور وہ جان بوجھ کر اکثر مجھ سے ناراض رہتا تھا۔

پھر مجھے کسی نے اس کے دوستوں کا نمبر دیا تو معلوم ہوا کہ وہ کسی کزن کے ساتھ رہتا ہے وہاں اسکی کوئی دوست رہتی تھی وہ تو ایسا غلیظ تھا کہ اس نے اپنے دوست کی بہن سے دوستی کر لی میں بھی اتنی پاگل ہو گئی تھی کہ سب جان کر بھی اسے کال کرتی اب گھنٹوں کال ہونے کے بجائے منٹوں پہ آگئی تھی میری کال سے ڈسٹرب ہوتا تو مصروف کر دیتا اس کا نمبر اکثر مصروف ہی رہتا۔

میں اندر ہی اندر جلتی رہتی میری نیندیں حرام ہو گئی تھیں

میری ساتھی میری تنہائی ہے
اس اجنبی سے میری کتنی شناسائی ہے
کتنی شدت سے چاہتی ہوں اسے میں
یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ہر جاتی ہے
اس کے گھر والوں کو پتہ چل گیا کہ ایکی کا
میرے ساتھ تعلق ہے کیوں کہ میں خود اس کی پھوپھو
سے بات کرتی تھی اس کے بھائیوں سے بھی بات کی

دیوانگی کہاں جا کے پھوڑی

مردہ کہتے کہ وہ بہت برا لڑکا ہے اس کو چھو نہ دے
بدنام ہونا چاہتی ہو مگر میں تو اس کی دیوانی ہو چکی تھی
میں ایکی سے پوچھتی کہ تمہاری کتنی دوست ہیں تو کہتا
مجھ سے قسم لے لو میری کوئی بھی دوست نہیں ہے ایک
دن ایکی نے قرآن پر ہاتھ رکھ دیا کہ میں صرف تیرا
ہوں محرم کا مہینہ تھا اس نے گلہ کی قسم کھالی کہ میں تیرا
ہوں میرے دل میں کسی کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے
میں اس قدر اس کی دیوانی ہو گئی تھی واپس لوٹ کر آنا
مشکل ہو گیا تھا نہ تو میرا عاشق تھا نہ اسے مجھ سے محبت
تھی بس میں ہی دل کے ہاتھوں مجبور تھی انسان انسان
کو ملتا ہے تو کچھ خاص ہوتا ہے جس کی نظر کا طلسم
انسان کی زندگی کو بدل دیتا ہے میرے ساتھ بھی ایسا
ہی ہوا وہ تو خود غرض انسان تھا وہ تو اپنا فائدہ جانتا تھا
آج تک اس نے مجھے کوئی گفٹ نہ دیا گفٹ تو دور کی
بات اس نے کال بھی نہ کی تھی میں خود اسے کال کیا
کرتی تھی صرف ایک سال تک وہ میرے ساتھ ٹھیک
رہا اس کے بعد اس کے بعد وہ بدل گیا اس وقت مجھے
بھی لگتا تھا کہ وہ صرف میرا ہی ہے مگر جب میرا اندر ہا تو
وہ اپنی غلطیوں پر نادم ہونے کے بجائے بوجھتا چلا گیا
اس کے ہر جگہ دوست تھے اب تو اس کا نمبر چوبیس
گھنٹے مصروف رہتا میں کال کرتی تو کہتا کہ کام بھی
کرنے ہیں اور صرف پانچ منٹ بات کرتا اور بند کر
دیتا میں جب اسے بار بار کال کرتی تو کہتا کہ تیرے
لیے مصروف ہوں میں اسے ہزاروں کالوں کا لوڈ کروا کے
تنگ کرتی کیوں کہ میرے پاس پیسوں کی کمی نہ تھی وہ
اکثر میری کال لو کے کر کے رکھ دیتا اور بھی اپنے
دوستوں کو موبائل تھا دیتا اس نے میری زندگی تباہ کر
کے رکھ دی تھی مجھے لوگوں کی نظروں میں تباہ بردار کر
بدنام کر رکھا دیا تھا مجھے حد سے زیادہ محبت اور جنون ہو
گیا تھا۔

کبھی لوگ تو کبھی اچھے نہیں رہتے
جن سے بچ سیکھا ہو وہ بچے نہیں رہتے

جولائی 2014

جولائی 2014

Digest.pk

کیے بغیر سب کچھ کرتی رہی میں نے اسے ہزاروں کارڈ کروائے مگر آج تک اس کی کال نہ آئی کیسی بے وقوف تھی میں جو اسکی عادتوں پر پروہ ڈالتی رہی اپنے اندر کو دیمک کی طرح چنوا کے بے بسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئی۔

محبت اور چاہت کی شناسائی دے گیا
بڑی دردناک ہم کو تنہائی دے گیا
اس شخص کے نام سے تجھیں بھی روٹھیں
جو ہم سے چھڑ کو داغ جدائی دے گیا
ایمی اور میری ایک مشترکہ دوست تھی ایک دن
ایمی نے مجھ سے روپے مانگے تو میرے پاس نہیں تھے
میں نے اپنی دوست کو اپنے گولڈ ناپس اور دو موہا بل
دے دیئے میں اس کے پر بدنام ہو گئی سوچا کہ اپنی
محبت کو پتی ہر چیز دے کر پاؤں مگر اس سٹنڈل کی
فطرت بدلنا میرے بس کی بات نہ تھی اب سوائے
رسوائیوں کے میرے پاس کچھ نہ تھا ہماری مشترکہ
دوست نے حد کر دی ہماری ساری باتیں اس کی کزن
کو بتا دیں اس نے میرا نمبر ایمی کے کزن کو دے
دیا میں نے ایمی کو سب بتایا تو ایمی نے اس کی خوب
بے عزتی کی لیکن وہ اپنی عادتوں سے باز نہ آئی مجھ میرا
بھائی اسلام آیا تو تھا تو میں ایمی کو خود بلا کر ملتی تھی میری
کزن کے گھر ٹیبل لگی ہوئی تھی ارا سے اور فلمیں مجھے
پسند تھیں دنیا کی نگاہ میں میں بے شک بدنام ہو گئی تھی
مگر ایمی کو جسمانی پیاس بجھانے کی طرف کبھی مائل نہ
کیا تھا نہ ہی میں ایس کبھی کر سکتی تھی میں اس سے کچی
محبت کرتی تھی جو کہ میں اپنی چاہت پانہیں سکتی تھی میں
اب اتنا ٹوٹ چکی تھی کہ میری حالت کو دیکھ کر سب
پریشان رہتے ایک دفعہ میں گھر کے سامنے کھڑی تھی
کہ وہ گزرا اور کہتا کہ جانا ہے میں نے کہا کہاں
جا رہے ہو کہتا کہ کہیں بھی نہیں اس کے ہاتھ میں ایک
رومال تھا میں نے چھیننا چاہا مگر اسے نے نہ دیا میں
سوچتی کہ اس کی کوئی نشانی ہی رہ جائے میرے پاس

کیوں ایسا ہے کہ اعتبار کی ٹوٹی ہوئی دلیز پر
جو بہت سی اپنے ہوں وہ اپنے نہیں رہتے
جب میں ایمی کو بہت زیادہ تنگ کرتی تو جج بول
دیتا کہ میں نے صرف ملتان کی نازش سے محبت کی
میں ایک دن میری ماموں زاد بیاہ ہو گئی تو میں ہسپتال
میں گئی میں نے اسے بتایا کہ مجھے ملنا داپسی پر میں نے
اس کے لیے اسپتال پر فیم لیا اور دوسرے تحائف بھی
مگر جب گاڑی میں آئی تو خالی تھی میں نے سب کچھ
اسے دے دیا ایک دفعہ میں اسائنمنٹ کے لیے شہر گئی
تو سکول کے تیسرے گیٹ پر ایمی سے میری پانچ
منٹ کی ملاقات ہوئی میں اسے کوئی بھی کام کہتی وہ نہ
کرتا مجھے بہت محسوس ہوتا مگر میں عشق کی آگ میں
جل رہی تھی مجھے ایمی کے سوا کوئی نظر نہیں آتا تھا۔
یہ عشق نہیں آسان بس اتنا سمجھ لیجئے

آگ کا دریا ہے اور ذوب کے جانا ہے
ایک دن ایک خبر میرے اوپر آسمان بن کر گری
ایمی نے مل کی ملازم لڑکی سے شادی کر لی میں اب
بالکل ٹوٹ چکی تھی مجھے زمانے بھر سے نفرت ہو گئی تھی
مجھے اب خود سے انہمیں ہی ہوتی کس آگ میں کو دگنی
ہوں جہاں مجھے صرف جھلسا ہے ایمی نے اس لڑکی کو
چھوڑ دیا اور اس لڑکی سے اس کے بھائی نے شادی کر
لی وہ آج بھی گھر بسا رہے ہیں مجھے اس کا وہ اچھا رویہ
بھی یاد آتا ہے جب وہ مرزا کول بوتل پسند کرتا تو میں
اپنی ہمراز لڑکیوں کے ہاتھ اسے بوتلیں بھجواتی میں
اسے بہت زیادہ چیزیں گفٹ کرتی تھی مگر وہ سب
اپنے دوستوں کو دے دیتا میں اپنے پاس کارڈ رکھتی
رہتا کہ اسے جب بھی ضرورت ہو میں اسے دے دوں
لیکن افسوس اس بات کا کہ وہ میرے کارڈ سے اپنی
دوستوں کو کال کرتا کیا کی تھی اسے میری محبت میں جو
وہ اور لڑکیوں سے بات کرتا تھا میں اکثر اوقات رو کر
گزارتی تھی وہ مجھے جواب دے دیتا میں تم سے محبت
نہیں کرتا مگر اب مجھ پر کیا کر سکتی تھی میں انجام کی پرواہ

جولائی 2014

Digest.pk

دیوانگی کہاں کے پتھر کی

لیکن جب آن ہوتا تو مصروف ہو جاتا جب سب کو پتہ چل گیا تو میں نے بھی چھپانا مناسب نہ سمجھا اور اس کی پھوپھو کو کہا کہ ایسی کو کچھ سمجھائے میری محبت ہارتی تھی کئی جب میں تنگ کرتی تو وہ نمبر ہلاک کروا دیتا میں نے تین ہزار کی دس سمیٹیں لیں اور نمبر بدل بدل کر کال کرتی مگر جب وہ میری آواز سنتا تو کال کاٹ کر ہلاک کروا دیتا میں نے دس سمیٹیں چنچ کیں مگر سب ہلاک کروا دیں سب میرے پاس پڑی ہیں۔

تم کیوں بنے تھے دل کا سہارا جواب دو
اب کہاں ہے وہ پیار تمہارا جواب دو
کس کو مارتھا اپنی وفاؤں پہ ہر گھڑی
کس نے کیا وفا سے کنارہ جواب دو
ہم تو سہ نہ تھیں گے جدائی کا غم
یہ قول تھا میرا تمہارا جواب دو
اک طرف زندگی اک طرف موت ہے
اب کس کی طرف کرو گے اشارہ جواب دو
میری زندگی کو روک بنا کر اسے پتا نہیں کیا ملتا
میں معاشرے میں بدنامی کا داغ اپنے چہرے پر
لگائے اس کی راہوں میں بیٹھی اس کی راہ تھی رہتی تھی
مگر وہ بے وفا معصوم لڑکیوں سے اپنی ہمسائی پیاس
بجھا کر راتوں کو سکون حاصل کرتا تھا۔
مجھے آج بھی وہ سردی کی رات یاد ہے جب
میں اور میرا بھائی بھی کمرے میں تھا ابو بھی گھر میں تھے
میں نے اس کو کال کی تو بھائی کو پتہ چل گیا بھائی نے
پوچھا کس کو کال کر رہی تھی جب بھائی نے موبائل
چیک کیا تو اسے پتہ چلا کہ ایسی کو کال کر رہی تھی ابو نے
پوچھا تو میں نے سچ سچ بتا دیا۔

مجھے گھر میں ایک سال تک پابند کر دیا گیا سب
رشتہ دار چھوڑ گئے ایسی کی یاد۔ وہ وہ کرسیاں مگر میں
اب تھک بارگتی تھی میرے پاس اب کچھ نہ رہا تھا جس
سے ایسا میرا بن جاتا میرا ایک کزن جو کہ ایم اے کر

مگر اس نے نہ دیا میں جہاں کہیں بھی جاتی تو اسے بتا
دیتی تھی مگر وہ میری محبت کا قیدی نہ بن سکا وہ جیسا
چاہتا تھا میں نے خود کو ویسا ہی بنا لیا تھا مگر میں جیسا
چاہتی تھی اسے ویسا نہ بنا سکی کاش وہ اپنی عادتیں بدل
مگر میری زندگی کا حصہ بن جاتا مگر قدرت کو منظور نہ تھا
ہم ہی نہیں محبت کے قائل تصور تمہارا کوئی نہیں
تن کی پوجاری ہے ساری دنیا حق کی پوجاری
کوئی نہیں

ایک دن دن غلطی سے ایسی کی کال آئی تو میرا
فون ویٹنگ پر تھا کہ اس نے کہا کس سے بات کر رہی
تھی میں نے کہا اپنی دوست سے کہتا نہیں تم کسی لڑکے
سے بات کر رہی تھی مگر میں لاکھ سفائی دی وہ کسی طرح
نہ مانا تو میں نے طاہرہ کا نمبر دے دیا کہ اس سے خود
پوچھ لے اس نے مجھے چھوڑا اور اس سے دوستی کوئی وہ
اس سے ملاقاتیں کرتا اور اسے فون کرتا حالانکہ وہ
اپڑھ تھی۔

وہ مجھ سے جھوٹ ہی بولتا اور اسے سب کچھ سچ
ہی جاتا طاہرہ ہماری ملازم بھی تھی میں اسے پوچھتی تو
وہ قسم کھاتی کہتی کہ وہ میرا بھائی ہے اور اسے گفٹ بھی
بھیجتی تھی اس نے اسے موبائل گفٹ میں دیا میں نے
غصے سے اس کی سم توڑ ڈالی اور ایسی سے کہا کہ اب وہ
اسے فون نہ کرے اب وہ مجھے کال نہ کرے اگر میں کرتی
تو رسی نہ کرتا اسے کون سی میری خواہش تھی اسے تو دل
لگی بھی نہ تھی۔

میں نے طاہرہ کی بہن سے کہا کہ اسے روکو
اسے کال نہ کرے مگر وہ کون سی میرا لحاظ کرنے والی تھی
وہ ویسے ہی رہی مجھے بہت ہی غصہ آتا کہ کہیں میری
محبت کی جگہ نہ بدل جائے وہ چار پانچ گھنٹے دن رات
میں اسے کال کرتا تو میں بہت ہی روتی تھی وہ ڈسٹرب
ہو کر کہتا کہ بات مان جاؤ میں کہتی کہ تم اچھا نہیں
کرتے میں آپ کی بات کیوں مانوں وہ تھوڑی دیر
کے لیے نمبر آف کر دیتا۔

جولائی 2014

Digest.pk

دیوانگی کہاں چلے گی

میں جلتی ہوئی حالات کی تخیوں اور بے وفا کی وفا یاد کرتی صدف کی زندگی کی گئی آپ جیتی۔

جاتے جاتے یہی کہوں گا کہ پتہ نہیں مصمص صدف جیسی کتنی لڑکیاں اپنا سب کچھ ایسے ہی جسمانی پیاس بھانے کے قائل انسانوں پر لٹا دیتی ہیں۔

آج کل تو دور انتہائی سمجھدار ہے اگر کوئی ایک دو بار آپ کے ساتھ ستم کرتا ہے تو آپ اسے چھوڑ کر اپنے خاندان کی آبرو کو بچاؤ۔

قارئین جو لڑکے راہ چلتی لڑکیوں کو اپنا نمبر تھماتے ہیں وہ بھی وفادار نہیں ہوتے ان کا مقصد صرف دھوکہ بازی ہوتی ہے خوبصورت بائیک پر خوبصورت لباس زیب تن کئے ہوئے انسانوں میں وفا کی جھلک نظر نہیں آتی گاڑیوں کی سیٹوں کے پیچھے لکھے ہوئے موبائل نمبر پر کال کر کے بھی اپنا جیون بٹا بہت کریں۔

آج کل معاشرے میں جینا انتہائی مشکل ہو گیا ہے کسی کی زبان سے نکلی ہوئی ہمارے خلاف بات ہم کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔

قارئین آج بھی وقت ہے سنبھل جاؤ ان ظالم صفت دندوں سے اپنی عزت بچاؤ تاکہ اگلے جہاں میں ہمیں رسوائی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔

صدف کے ساتھ بھی بے وفائی کی انتہا کرنے والے آخر میں انجام ہم سب اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے پتہ نہیں وہ کتنی لڑکیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا چکا ہے اور بھی بنائے گا۔

آپ کو میری یہ تحریر کیسی لگی اپنی آراؤں سے ضرور آواز دیئے گا۔

آخر میں بھائی ملک ندیم عباس ڈھکو۔ رانا باہر علی ناز لاہور۔ مہر عابد علی، دھنگیر یار۔ ریاض حسین تبسم چوہان۔ ان سب کو چاہتوں بھرا سلام اور یہ غزل ان کے نام

رہا تھا وہ مجھ سے انتہا کی محبت کرتا تھا۔

میرا نام اپنے ہاتھ پر لکھ کر مجھے دکھاتا مگر میں اس سے محبت نہیں کرتی تھی وہ مجھے اپنا سب کچھ سمجھتا تھا جبکہ میں نے تو اپنی کوسب کچھ سمجھا تھا اگر میں اسے محبت کرتی تو اپنی مجھے چھوڑ دیتا میں اس کے دل میں نفرت پیدا کرنا نہیں چاہتی تھی۔

یہ میرا وہ تھا کہ اپنی بھی مجھ سے محبت کرتا میں بس خود سے ہی کہتی کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے شاید میرے کزن کی آپ ہیں میری زندگی کو اور بھی مشکل کر گئی تھیں میرا کزن اپنی کو ملتا تھا میں سب رشتہ داروں کو ٹھکرا کر اپنی کو اپنا بناتی رہی۔

ہم اپنے کزنوں کے ساتھ رشتہ کرتے ہیں میرے دو کزن تھے ایک سے میرا رشتہ ہونا تھا مگر وہ بھی میں نے انکار کر دیا آج میں تنہائی کی زندگی گزار رہی ہوں۔

انسان پلٹ کر آتا ہے سوری کرتا ہے مگر وہ مستدل مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ گیا تھا میرے کی قدر خواہری کو ہوتی ہے ہر جگہ اب بھی کی یاد ہی آتی ہے اب دل ہی نہیں کرتا کہ کسی سے دوستی محبت یا شادی کروں میرے دل میں اب سوائے دکھوں کے کچھ بھی نہیں ہے بزرگوں کے قول ہیں جو تمہیں دکھ دے اسے چھوڑ دو اور جسے چھوڑ دو اسے بھی دکھ نہ دو۔

کچھ سوچ کر میں اپنا دل چھوڑا کیوں کر وہ اتنی ہی کرے گا وفا جتنی اس کی اوقات تھی

قارئین میں آج آپ پر یہ فیصلہ چھوڑتی ہوں جس نے کبھی پلٹ کر بھی میری طرف نہیں دیکھا -- یہ پیغام پہنچے -- اس مگر کے ہر رندی کو۔۔ وادی محبت سے لوٹ کر جب کوئی آثار ہے۔۔ پیار جیسے جرم کی عمر بھرتا۔۔ اپنی روح چھوڑ کر۔۔ خواب مگر سے بس جسم ساتھ لاتا ہے۔۔ اے رنگ برنگ خوبیوں کے دیس جانے والو۔۔ یہ پیغام پہنچے۔۔

قارئین یہ بھی دیکھیں زندگی کی ملکہ ہر شاہ تنہائی

دیوانگی کہاں جا کے میری جاسوس 66 غزل

جولائی 2014

گلاب آنکھیں شراب آنکھیں
 یہی تو ہیں لا جواب آنکھیں
 انہیں میں الفت انہیں میں نفرت
 ثواب آنکھیں یا عذاب آنکھیں
 کبھی نظر میں بلا کی شوخی
 کبھی سراپہ حجاب آنکھیں
 کبھی چھپائی ہیں راز دل کے
 کبھی ہیں دل کی کتاب آنکھیں
 کسی نے دیکھی ہیں جھیل جیسی
 کسی نے پائی سیراب آنکھیں
 وہ آئے تو لوگ مجھ سے بولے
 حضور آنکھیں یا جناب آنکھیں
 عجب تھا گفتگو کا عالم
 سوال کوئی جواب آنکھیں
 یہ مست مست بے مثال آنکھیں
 یہ مصور کا کمال آنکھیں
 شراب دہ نے حرام کر دی
 مگر کیوں رکھی حلال آنکھیں
 ہزاروں ان پہ تل ہوئے ہیں
 خدا کے بندے سنبھال آنکھیں

نظم

بہار آئی مگر کیوں نہ تم آئے
 آنا تھا جس کو مگر کیوں نہ آئے
 سوچتے ہیں اب ہم
 کس آنے والے تم کیوں نہ آئے
 انتظار کرتے ہیں جن کا ہر پہل
 ہم کو یوں تڑپانے والے کیوں نہ آئے
 تنہائی کا عادی کر دیا
 انہوں سے بھی بیگانہ کر دیا
 مجھے ہوں پاگل کر دینے والے کیوں نہ آئے
 اگر آنا نہیں تھا تم کو
 کیوں جاتے ہوئے داپسی کا اشارہ کر گئے تم
 دیکھو آج بھی ہم تیرا انتظار کرتے ہیں
 ان انتظار کے لمحوں کو ختم کرنے والے تم کیوں نہ آئے
 میں ہوں ادھورا بہت تمہارے بنا
 مجھے ادھورا کر کے جانے والے تم کیوں نہ آئے
 جلدی سے آ کر مجھے مکمل کر دو
 میں ہوں اداس بہت اسے میری جان
 مجھے جلدی سے آ کر اداس سے تبسم کر دو

غزل

یہاں ہل ہل چلتا پڑتا ہے
 ہر رنگ میں ڈھلتا پڑتا ہے
 ہر موڑ پہ ٹھوکر کھکتی ہے
 ہر حال میں چلتا پڑتا ہے
 ہر دل کو سمجھنے کے لیے خود سے لڑتا پڑتا ہے
 کبھی کبھی خود کو کھوتا پڑتا ہے
 کبھی چھپ چھپ کے روتا پڑتا ہے
 کبھی نیند نہ آئے پھولوں پہ
 کبھی کانٹوں پہ سوتا پڑتا ہے
 (اے دل، اے دل، مری کینٹ)

غزل

زندگی درد کے شعلوں سے ہوا دیتی ہے
 محبت انسان کو پاگل بنا دیتی ہے
 بن محبت کے کوئی جی نہیں سکتا
 نفرت بشر کو اندھ سے جلا دیتی ہے
 کیوں ڈرتے ہیں لوگ بدعاؤں سے
 بد دعا مظلوم کی آسمان ہلا دیتی ہے
 محبت تیرے بس کی بات نہیں ہے تبسم
 میدان عشق میں کانٹوں پہ بچھا دیتی ہے
 (منظور اکبر تبسم، جنگ)

جولائی 2014

جولائی 2014

دیوانی کہاں کہاں کے شہری

Digest.pk

جھوٹی محبت

تحریر۔ ندیم عباس ڈھکو۔ 03377017753

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
 سرائیک بار پھر میں آپ کی بزم میں ایک دھمی شخص کی کہانی لے کر حاضر ہوا ہوں جیسے وفاؤں کے بدلے
 میں بے وفائی ملی اس کہانی کا نام میں نے۔ جھوٹی محبت۔ رکھا ہے امید ہے آپ اس کو اپنے شمارے میں
 جگہ دیں کر مجھے ایک بار پھر شکریہ کا موقع دیں گے۔
 ۔ وارہ جواب غرض کی پائی کسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں نام و مقامات
 تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل دشمنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا راکٹر ذمہ دار نہیں
 ہوگا۔

پھوپھو کی بیٹی تھی اکثر ہمارے گھر آتی تھی میری ماں
 سے کافی پیار تھا اسے اور امی جان بھی اسے بہت پیار
 کرتی تھی۔

وہ دب بھی آتی اکثر مجھے ہی تنگ جاتی اور مجھ
 سے ذہیر ساری باتیں کرتی وہ بہت معصوم سی تھی بہت
 جھوٹی بھائی شکل والی تھی خدا نے اسے آدہ۔ کاش۔ کاش
 میں اس کی جھوٹی باتوں میں نہ آیا ہوتا تو آج اس حال
 میں نہ ہوتا ایک دن وہ ہمارے گھر آئی اس دن میں گھر
 میں اکیلا تھا وہ آئی میں نے اسے بٹھایا اور کوک لے آیا
 وہ بوتل لی کر چٹنی کئی جاتے ہوئے مجھے سیک لیٹر دے
 گئی جس کی تحریر کچھ یوں تھی

جان سے پیارے وقاص سلام محبت قبول ہو دل
 کے ہاتھو مجبور ہو کر آج میں نے قلم کا سہارا لیا ہے
 وقاص میں تمہیں بہت پیار کرتی ہوں آئی او یو۔

اگر تم نے میری محبت ٹھکرائی تو میں اپنی جان
 دے دوں گی پلیز خدا کے واسطے میری محبت کو قبول کر
 لو اب جازت چاہتی ہوں اس امید کے ساتھ مجھے
 مایوس نہیں کرو گے۔

داغ تو بہت ہیں اپنے دامن میں تمہارے لیکن
 تو نے بے وفائی کی کالگ ہمارے ماتھے پہ سجادی
 نہ جانے لوگ محبت کو کھیل کیوں سمجھتے ہیں
 نہ کیوں کسی کے خوابوں کا خون کرتے ہیں
 آخر کیوں۔ کیوں کوئی سچے دل سے کسی کی محبت کسی کی
 چاہت کی قدر نہیں کرتا خدا کا واسطے کبھی کسی کے
 دل سے نہ کھیلو کبھی کسی سے جھوٹی محبت کے دعوے نہ
 کرو آج کل جو کچھ بھی پیسے پیسے ہے تو ہر چیز
 آپ کو آسانی سے مل جاتی ہے محبت چاہت سب اگر
 آپ کے پاس پیسہ نہیں تو کوئی بھی آپ کو محبت
 چاہت نہیں دے گا جھوٹی محبت کا ڈھونگ کرنے
 والے تو بہت مل جائیں گے آج میرے پاس بہت
 پیسے ہیں اور اللہ کا دیا سب کچھ اور میں اپنی زندگی میں
 خوش رہتی ہوں مگر اکثر جب مامنی کی یادیں درکنش ملتی
 ہیں تو دل کی دیواریں بنا دیتی ہیں۔

میں نے بھی کسی کو چاہا تھا بے انتہا چاہا تھا خدا
 کے بعد اس کو ہی اپنا سب کچھ ماننا تھا لیکن وہ بے وفا
 نکلی اور ایسا زخم دیا جو آج تک بھر نہیں سکا وہ میری

جھوٹی محبت 168 جولائی 2014
 Digest.pk



Digest.pk

آیا تھا بلکہ میں اس لڑکے کے ساتھ جھگڑا اس کے بعد میری رانی سے ملاقات ہوئی تو میں نے وہ ساری بات اسے بتائی اس نے کہا کہ تمہیں مجھ پر یقین ہے نہ میں نے کہا ہاں مجھے خدا کے بعد تم پر یقین ہے تو وہ کہتی کہ تم کسی پر یقین مت کیا کرو کیوں کہ وہ سب ہماری محبت سے جلتے ہیں۔

میں نے اسے یقین دلایا کہ مجھے اس پر پورا یقین ہے اس کے بعد وہ چلی گئی ہمارے رشتہ داروں کی شادی بھی میں نے اپنے لیے بھی شاپنگ کی اور رانی کے لیے بھی ایک خوبصورت سا سوٹ خریدا اس دن ابھی تک میں نے رانی کو نہیں دیکھا تھا رات کے بارہ بجے پھوپھو ہمارے گھر آئی کہ رانی لودھر تو نہیں ہے ہم نے کہا کہ نہیں تو وہ کہنے لگی کہ آج شام سے گھر میں نہیں ہے وہ کہتی کہ میں بھی تمہارے گھر ہوگی لیکن یہ سن کر ہم سب بھی پریشان ہو گئے اور پھوپھو کیساتھ ان کے گھر گئے۔

کچھ دیر میں گاؤں کی ایک عورت جو صاحب حیثیت تھی رانی کو لے کر آگئی لودر کہا کہ یہ آج میرے بیٹے کے ساتھ بھاگ رہی تھی میں اس لیے اسے واپس لے آئی ہوں کہ میرے اور آپ کے بہت اچھے تعلقات ہیں۔

میں نہیں چاہتی کہ کسی بھی قسم کی کوئی بدخوابی ہو ہمارے درمیان یہ سن کو تو میں ایک بار چکرا سا گیا کہ یہ بھی رانی کی محبت پھر میں اپنے گھر آ گیا دل چاہ رہا تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر رولوں پوری رات جاگ کر اور روتے گزر گئی رانی کے لیے ہی سوچتا رہا رانی نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا بہت بڑا دھوکہ دیا ہے اس نے مجھے خیر صبح اٹھا اور سنی آ گیا یہاں ہر وقت رانی کی یاد ساتی ہے اس کی باتیں یاد آتی ہیں کہ کتنی بھولی لگتی تھی کتنی محسوس لگتی تھی۔

لیکن وہ اندر سے کیا تھی خیر ٹھیک دو ماہ بعد میں گاؤں گیا اور میری رانی سے کوئی ملاقات نہ ہوئی میں

خط پڑھ کر میں تو ہواؤں میں اڑنے لگا تھا کیوں کہ میں اس کے پیار میں پاگل ہوا جا رہا تھا لیکن اظہار اس کے ڈر سے نہیں کر رہا تھا کہ کہیں وہ برا نہ مان جائے یا انکار نہ کر دے خیر میں نے بھی کاغذ قلم اٹھایا اور اسے خط لکھا جس کی تحریر کچھ یوں تھی

روشنیوں کے تقدس کو تم چھوڑ مت دینا
اس پر خلوص رفاقت کو تم چھوڑ مت دینا
عہد کیا ہے تم نے ہر پل ساتھ دینے کا
گردش دوران میں تم چھوڑ مت دینا

جان سے پیارنی رانی میرا محبت سے بھر اسلام قبول ہو رانی تمہارا محبت بھرا خط ملا پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے رانی میں بھی تمہیں بہت پیار کرتا ہوں لیکن اظہار کرنے سے ڈرتا تھا کہ کہیں تم ناراض نہ ہو جاؤ رانی مجھ سے وعدہ کرو کہ تم اس محبت کے سفر میں میرا ہر پل ساتھ دو گی کبھی تنہا نہیں چھوڑو گی اور اگر ہو سکے تو آج ہمارے گھر آ جاؤ امی لوگ گھر میں نہیں ہیں اوکے جان اب اجازت چاہتا ہوں اللہ حافظ۔

خط لکھ کر میں نے ایک بچہ کو دیا کچھ سی دیر میں میری جان میرے پاس آئی ہم دونوں نے بہت سی قسمیں وعدے کئے وہ کافی دیر میرے پاس بیٹھی رہی پھر وہ اس دھیرے کیساتھ چلی گئی کہ وہ بارہ آئے گی میری قلمیں آنکھوں میں تیری تصویر ہو جائے سدا کروں تیری پوجا میری یہی تقدیر ہو جائے میرا محبوب ہے رستے میں رب سے ہے دعا میری

یہاں آنے میں عزائیل کو تاخیر ہو جائے اسی طرح ہماری ملاقاتیں ہوتی رہیں میں شہ میں جا ب کرتا تھا ہر نشتے بعد آتا اور رانی کے لیے ڈھیر ساری شاپنگ کر کے لاتا تھا۔

میری جتنی بھی تنخواہ تھی میں سب رانی پر خرچ کرتا رہا ایک دو بار مجھے کسی نے بتایا کہ رانی کے گاؤں میں اور کسی سے بھی تعلقات ہیں لیکن مجھے یقین نہیں

زلف بکھری تو سنوار دے اپنے ہاتھوں سے
ہم نے زلفوں سے آج کل کو ہٹا کے رکھا ہے
بتا نہ دینا ہوا کو میرے گھر کا پتہ۔ کرن
اک کو نے میں تیری یاد کا دیا جلا کے رکھا ہے :

قلعے

شجر کی شاخ پہ اک تازہ پھول رہنے دو
کو چہ یار کی چہرے پہ دھول رہنے دو
میں اسے ڈھونڈوں اس کے شہر میں گر گر جا کر
میرے وعدوں میں کرن میرے کچھ اصول
رہنے دو

دور رہنے کا اس سے دل میں تہیہ کر لیا
اس سے ملنے کا ہم نے سخت رویہ کر لیا
دل کے شعلوں کو جو کیا سامنے اس کے
اور بھڑکانے کے لیے اس نے ہوا کو مہیہ کر لیا

لب پہ دو لفظ گرے اور کانوں میں رس مچھول

برسوں سے جو دل میں چھپا تھا وہ افسانہ بول

گوئل سی آواز سریلی سننے کو بے تاب تھے ہم
قیمت جن کی جان تھی میری وہ اور بھی ہوا نمول

شعر

میری تمام حسرتوں کا کر کے گریباں چاک
مسرا نہیں وہ میری چھین کر ہی لے گیا کرن
کشور کرن پتو کی

دورن بعد اہل آگیا۔
ساتھ گزرے ہوئے لمحات بھلائے نہیں جاتے
میرے مہکتے ہوئے گلشن کو ویران بنا دیا
بکھتے تھے ہم جس کو زندگی کی طرح
وقت آنے پر وقاص اس نے کسی اور کو زندگی کا
ہمسفر بنا لیا

آج چھ سال ہو گئے ہیں اس بات کو لیکن میں
نے اس کی شکل تک نہیں دیکھی گھر والوں کے کہنے پر
میں نے شادی کر لی آج میرے پاس سب کچھ ہے
لوہ میں بانی زندگی میں خوش بھی ہوں۔

لیکن اکثر اس بے وفا کی یاد آتی ہے تو دغم تازہ
ہو جاتے ہیں عدم بھائی یہ تھی میری کہانی
تو قارئین یہ بھی وقاص کی کہانی جو آپ نے اس
کی زبانی سنی میں اسے لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا
ہوں ضرور بتائیے گا۔

ہم تو موجود تھے راتوں میں اجالوں کی طرح
لوگ نکلتے ہی نہیں ڈھونڈنے والوں کی طرح
دل تو کیا ہے دوح میں اتر جاتے

ہم نے چاہائی نہیں چاہنے والوں کی طرح
کوئی ملائی نہیں جس کو وفادار دیتے ہم
ہر اک نے دھوکہ دی کس کو سزا دیتے ہم
یہ ہمارا ظرف تھا خاموش رہے اور نہ
داستاں سناتے تو محفل کو رولا دیتے ہم

غزل

اک وعدہ جو تم نے نبھا کے رکھا ہے
یہ بھی بچ وہ زنجیر پائتا کے رکھا ہے
کچھ آنکھن کی دیواروں پہ ہم نے لکھ کے تیرا نام
اس آنکھن کو بھی جنت بنا کے رکھا ہے
وفا کی آس پہ تیرے در پہ آ گئے ہیں ہم
تیرے سامنے دامن پھیلا کے رکھا ہے

Digest.pk

جولائی 2014

جلد 1

جہونی بہت

محبت عذاب ماضی

۔۔۔ تحریر۔ حاجی محمد انور لانگ۔ 03457091441

شہزادہ بھائی۔

ماہ اپریل کے شمارے میں میری ایک کہانی جنت کے بدلے نصیب شائع ہوئی جس پر قارئین نے مختلف رائے دی میرے منع کرنے کے باوجود بھی خواتین اور لڑکیوں نے میرے نمبر پر رابطہ کیا سب نے کہانی کو بہت سراہا اور دی اور مجھے بہت حوصلہ ملا۔ میں نے ایک جملہ شیطان کا لکھا تھا اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا سوائے سو نیارحمت آف فیصل آباد جنہوں نے مجھے شیطان سے مخاطب کیا بہر حال وہ میرے لیے قابل احترام ہیں اندر اندر سے مجھے جان مانتی ہیں مگر میں نہیں مانتا میری کہانی پر رائے دینے والوں میں محترمہ فاطمہ جی آف ڈی جی خان کا مشکور ہوں محترم خرم صاحب آزاد کشمیر سے کرن فیصل آباد سے محترمہ مریم صاحبہ مظفر آباد سے محترمہ منورہ لاہور سے محترمہ نازیہ لاہور سے محترمہ ندیم صاحب ساہیوال سے محترمہ سعدیہ صاحبہ گوجرانوالہ سے آپ اپنی کہانی جلدی مجھے ارسال کر دیں پلیز۔ محترمہ شہانہ صاحبہ وزیر آباد سے آپ کو فون کا کٹر کرتا رہتا ہوں محترمہ شاہد صاحبہ ڈی جی خان سے محترمہ شاہد فیصل آباد سے محترمہ سو نیارحمت کراچی سے محترمہ طاہرہ صاحبہ مظفر آباد سے آپ نے لوڈ مائیک کر خاموشی اختیار کرنی رقم گئی آپ کا پتہ چل گیا۔ محترمہ متین گجرات سے بہنا آپ کہاں گم ہیں میرا فیس بک اکاؤنٹ آپ نے کھولا کچھ لکھ دیا ہوتا محترمہ منیر صاحبہ آف قصور آپ کی کہانی ابھی تک نہیں ملی۔ محترمہ رضیہ آزاد کشمیر سے بہن آپ کی خواہش پر کہانی ترتیب دے دی پڑھ کر اپنی رائے سے نوازے گا۔ کہ میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اور بھی بہت سے دوست احباب جو مجھے فون کرتے ہیں سچ سمجھتے ہیں آپ سب کا بے حد شکریہ اور عنایت میں مصروف انسان ہوں اور جواب دینے میں اگر کوتاہی ہو جائے تو غفور و کریم فرمائے گا۔ یہ کہانی عجیب حالات و واقعات میں گری ہوئی ہے۔ یہ دو تین گھروں کی باسیوں کی کہانی ہے یہ ایسی محبت میں رہی ہوئی داستان ہے جہاں زندگی بار جاتی ہے زندگی کی پرواہ نہیں رہتی دوناہب کی کہانی ہے ہندو اور مسلمان اس کے باوجود محبت مذاہب کی پرواہ نہیں کرتی اور پروان چڑھتی رہتی ہے ہمارے جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔

ماہ اپریل میں میری ایک کہانی لگی جنت کے بدلے نصیب جس میں میں نے لڑکیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ برائے کرم کسی بھی رائٹر سے رابطہ نہ کریں جو کچھ کہنا ہے ادارے کو لکھ بھیجو کیوں کہ رائٹر سے رابطہ کرنے کے بعد جو حالات پیدا ہو جاتے ہیں وہ یا تو تکلیف دہ ہوتے ہیں یا پھر دل دکھانے والے ہوتے ہیں اس کے باوجود بہت سی لڑکیوں نے مجھ سے رابطہ کیا اور

جولائی 2014

Digest.pk

محبت عذاب ماضی



Digest.pk

تک کال کرنے سے منع کر دیا کہ جب تک اس کی طرف سے کوئی مس کال یا میسج نہ آئے میں نے میسج میں لکھا کہ آپ کال بیک نہیں لکھیں گی بلکہ 6 8 7 لکھ کر سینڈ کرنا تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم خود ہو یوں میں نے وقتے وقتے سے کال کر کے اس سے کہانی لی۔

اس نے جو کہانی سنائی ہے وہ بہت ہی دلخراش ہے اور نشیب فراز میں لپٹی ہوئی ہے میرا جی چاہتا تھا کہ وہ مجھے کہانی لکھ کر دے مگر اس کے پاس ٹائم نہیں تھا اس کی کہانی سننے کے لیے مجھے اکثر گھر سے باہر نکلتا پڑتا تھا کسی سنان علاقے میں جہاں کوئی آتا جاتا نہ ہو کوئی شور شرابہ نہ ہو کبھی کبھار کہانی سننے کے دوران وہ مجھے ہولڈ پر رکھ دیتی خادمہ سے بھی کچھ کہتی بچوں کی آوازیں بھی آتی تھیں جس سے اندازہ ہوا کہ وہ واقعی ایک باپردہ اور گھریلو خاتون ہے اور کتنی مجبور ہے میں نے اس سے کہانی لکھانے کی وجہ بھی پوچھی تو اس نے جو کچھ کہا میں وہ قلم بند اس لیے نہیں کرنا چاہتا کہ آپ کو جو سسٹمز ملتا ہے وہ کہیں کم نہ ہو جائے اور یہ خاتون ایک کردار کی سیٹھی ہے اور وہ سارے حالات سے باخبر ہے اور کچھ حالات سے ناواقف وہ ابھی اسے جانتے ہیں مگر اسکی کہانی چھپنے کے بعد۔

یہ کہانی عجیب حالات و واقعات میں مری ہوئی ہے۔ یہ دو تین گھروں کی بایسیوں کی کہانی ہے یہ ایسی محبت میں رنگی ہوئی داستان ہے جہاں زندگی ہار جاتی ہے زندگی کی پرواہ نہیں رہتی دو مذاہب کی کہانی ہے ہندو اور مسلمان اس کے باوجود محبت مذاہب کی پرواہ نہیں کرتی اور پروان چڑھتی رہتی ہے جب دودل ملتے ہیں تو نہ بجلی کووندی ہے اور نہ بادل گر جتے ہیں بس چپکے سے ہو جاتی ہے وہ جذبہ جو فطرت نے عطا کیا ہے وہ سرا بھارتا ہے اور دل انجڑائیاں لیتا ہے آنکھیں بھاری ترستی ہوئی اپنے

تبصرہ بھی کیا کسی نے کہا آپ نے بہت اچھا کام کیا کسی نے کہا کہ آپ کی باتیں ہمیں بہت ہی اچھی لگی جس کی وجہ سے ہم نے آپ سے رابطہ کیا ہے کسی نے کہا کہ آپ نے لڑکیوں کی بے عزتی کی ہے کسی نے مجھے شیطان بھی کہا ہے۔

سو نیا رحمت گھیل آباد سے نے مجھے شیطان کہا ہے میں نے وضاحت کرتے ہوئے کرتے ہوئے لکھ دیا ہے رائٹر سمیت ہر انسان کے اندر ایک شیطان ہے اس سے جنگ ہے اور ہم نے شیطان کو مارتا ہے بہر حال میں ہر کسی کے ریمارکس لکھوں اور بلا وجہ ایک اضافی صلہ لگ جائے میرا لکھنے کا مقصد دل آزاری نہیں ہے۔

ایک قابل احترام بہن نے کہا کہ آپ نے جو لکھا ہے میں اسی کی وجہ سے مجبور ہو کر آپ سے رابطہ کر رہی ہوں میں پردہ دار لڑکی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ آپ ہمیشہ تعمیری لکھیں گے اور یوں ان سے مجھے اک کہانی حاصل ہوئی ہے انہوں نے یہ کہانی کسی اور رائٹر کو سنانا چاہی اس نے کہا کہ یہ تمہاری کہانی نہیں لگتی یہ تو کوئی فلمی کہانی لگتی ہے جس وجہ سے اس قابل احترام بہن نے مجھ سے رابطہ کیا مگر رابطہ کرنے میں ہمیں بہت سے مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑا اس کے میاں گورنمنٹ ملازم ہیں اور ان کی موبائل میں زد و گد اور ٹیلی نار کی سم ایکنٹ ہیں مگر جب میں کال کرتا تو دونوں نمبر مصروف لگتے کال کنٹیکٹ نہ ہوتی جبکہ نمبر مصروف نہ تھے اس کے میاں نے کوئی فنکشن موبائل پر لگا رکھا تھا تب میں نے ایک میسج کیا اور نیچے اپنا نام انور لکھ دیا اور وہ میسج اس کے میاں نے پڑھ لیا اور یوں میری اور اس قابل احترام بہن کی بات ہوئی تب بہن نے بتایا کہ میں آپ سے بات اس وقت کروں گی جب میرے میاں ڈیوٹی پر ہوں گے اور مجھے اس وقت

جو شاید ان کی فیملی سے قریبی تعلق ہوتا ہے شادی کی دھینگا منشی اور ہلڑ بازی عروج پر چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے صبا اور نینا میں ایک محفل بھانے کا وقت مل جاتا ہے۔ جب صبا نے نینا کو ساحل کے بارے میں بتایا تو نینا کے اندر ایک سرسراہٹ جنم لیتی ہے اور اسے ایک خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ ساحل سے بھی بات کرے گی اور اسے دیکھے گی نینا نے صبا سے اور بھی پیار و محبت کی تفصیل معلوم کی کہ وہ ایک دوسرے کو کس حد تک چاہتے ہیں۔

نینا کی ابھی تک کسی لڑکے سے دوستی نہ ہوتی تھی اور نہ ہی اس نے کسی کا انتخاب کیا تھا کوئل بھی نینا کے ساتھ ساتھ رہی کیونکہ نینا اس روز بہت ہی پیاری و سندر لگ رہی تھی اور اسی وجہ سے صبا بھی نینا سے دوستی کر بیٹھتی ہے۔ شادی کی رسومات ختم ہوئیں کئی بار لباس بدلے اور جاتے جاتے نینا نے صبا سے ایک فرمائش کر دی کہ یار مجھے اپنا محبوب دکھاؤ تو سہمی کہ وہ کیسا ہے جو لوگ محبت کرتے ہیں یا محبت کی جستجو کرتے ہیں وہ ایسی فرمائش کرتے ہیں اب صبا غر سے پھولی نہ سائی اور کہا کہ میں ساحل کو دکھاتی ہوں صبا نے ساحل کو فون کیا اور اسے بلایا اور کہا۔

تم ایک بار ملنے آ جاؤ ساحل کو محبوب بلائے اور ساحل نہ جائے بھلا یہ ناممکن تھا ساحل آ گیا اور یوں ان کی ایک ملاقات ہو گئی صبا نے ساحل کو بتایا کہ یہ میری دوست نینا ہے ساحل نے ایک نظر نینا پر ڈالی اور ایک نظر صبا پر ڈالی تو دل اور آنکھوں نے اپنے اپنے ترازو میں دونوں کو رکھ دیا اور جیسے سارے سونے کی پہچان کرنے کے لیے کسوٹی پر رکھ کر سونے کی اصلیت جانچتا ہے بلکہ اسی طرح ساحل کی آنکھوں نے جانچ لیا اور نینا نے اس کے سینے میں دھڑکتے دل پر کاری ضرب لگا دی اور ساحل کے دل میں عیوض ہو گئی۔

محبوب کا دیدار کرتی ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کہاں سے شروع کروں اور جو میں نے تمہید باندھی ہے وہ اس لیے ہے کہ آپ اس کہانی کو پڑھیں تو آپ کو آسانی ہو کہانی پڑھنے کی اور مجھے آسانی ہو کہانی لکھنے کی

ایک شہر میں ایک گھرانہ ہندو بتا تھا اس گھرانے میں ایک لڑکا جس کا نام ساحل تھا وہ وہی پیدا ہوا اور جوان ہوا ہندو لوگ مسلمانوں سے میل جول تو رکھتے ہیں مگر ایک دوسرے کو زیر استعمال چیزیں استعمال نہیں کرتے اگر ہندو مذہب کی کوئی چیز مسلمان استعمال کر لے تو وہ بلیا کا تصور کرتے ہیں اور اسے پھینک دیتے ہیں قطعی استعمال نہیں کرتے مگر اس کے باوجود پھر بھی انہوں نے ہو جانی ہے۔

نینا ایک مسلمان گھرانے کی ایک نہایت خوبصورت لڑکی ہے جس کا خاندان شہر میں رہائش پذیر ہے نینا کے کچھ رشتہ دار اس شہر میں آباد تھے۔ نینا کے کتنے بہن بھائی ہیں میں اس بحث میں نہیں جاتا بلا وجہ کرداروں کو کہانی میں ٹھونسا نہیں چاہتا نینا ایک روز اپنے رشتہ داروں کی شادی میں گئی شادی کی گہیا گہی میں اس کی ملاقات ایک صبا نامی لڑکی سے ہوئی ہے جو اس شادی میں شریک تھی آپ کو پتا ہے کہ لڑکیاں اس شادی میں تب جاتی ہیں جب بن ٹھن کر خوب زیب تن کیا ہوتا کہ دیکھنے والا دھنگ رو جائے اور اپنا دل تمام کر جھکتے جائیں ایسی ہی عادت لڑکیوں میں بھی ہوتی ہے کہ فلاں نے کیا کمال کا ڈریس پہنا ہے صبا بھی خوب بن سنور کر آئی تھی اور یوں صبا اور نینا کی ملاقات ہوتی ہے اور ان میں دوستی ہو جاتی ہے ہاتوں ہاتوں میں نینا نے صبا کو بتایا کہ اس کی دوستی ایک ہندو لڑکے ساحل سے ہے جو اس سے محبت کرتا ہے۔ ایک اور لڑکی کوئل وہ بھی نینا کے سہیلی بن جاتی ہے۔

جولائی 2014

Digest.pk

محبت عذاب مانجھ

مشہوری کا ایک لاگو آتا تھا ایک ہی قمیض میں لڑکی اور لڑکے کا جسم چھپا ہوتا تھا اور اسی کو سامنے رکھ کر گفت و شنید ہوتی تھی بس یہی مثال خینا اور ساحل کی تھی رفتہ رفتہ ان کی محبت اپنی معراج کو جا پہنچی ابھی تک دونوں کے خاندانوں میں ان کے پار کے قصے یا کہانیاں زیرِ عام نہیں ہوئے تھے مگر ہر محبت چھپ نہیں سکتی کتنے دن چھپے گی صبا کو جب علم ہوا کہ میری محبت پر خینا نے ڈاکہ ڈال دیا ہے اور ساحل کو اس نے چھین لیا ہے تب صبا خینا کے خلاف ہوئی جب کوئی کسی کی محبت پیار چھین لیتا ہے تو بدلہ لینے کے لیے آخری قدم تک لوٹ چلے جاتے ہیں صبا نے ساحل سے پوچھا۔

تم مجھ سے اب دور دور رہتے ہو آخر اس کی وجہ۔ ایک دوبار ساحل نے کچھ نہ بتایا چپ رہا مگر جب صبا نے مجبور کیا کیونکہ صبا کا قانون ساحل اٹینڈ نہیں کرتا تھا کال کاٹ دیتا تھا وغیرہ وغیرہ صبا نے اپنی برداری میں خینا کو بدنام کرنا شروع کر دیا روز کوئی نہ کوئی بات اڑا دیتی بات آخر پھیلنے پھیلنے خینا کے والدین تک جا پہنچی انہوں نے خینا سے پوچھا۔ صبا نے ایسی باتیں کی ہیں جو ہمارے لیے بدنامی کا باعث ہیں اور وہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے پتاؤ اصلیت کیا ہے اس روز خینا نے کہا۔

ایسی کوئی بات نہیں اور والدین کو مطمئن کر دیا۔ والدین پھر بھی اولاد پر بہت اعتبار کرتے ہیں اور درگزر کرتے جاتے ہیں اولاد پر بلا وجہ شک بھی نہیں کرنا چاہیے جب تک کوئی شخوص ثبوت سامنے نہ آجائے۔

ساحل کا ایک دوست جس کا نام دانیال تھا وہ دونوں کا ہم راز تھا خینا کی پہلی ایک روز دوسرے شہر اپنے رشتہ داروں سے ملنے گئی ہوئی تھی اور چھ روز قیام کیا اسی دوران خینا کو ساحل کو ملنے اور رابطہ کرنے میں آسانی پہنچا ہوئی کوئل جو خینا کی بہترین

کتنی بد نصیب صبا تھی کہ جس نہیں کا سہارا اس کے پاس تھا کلہاڑی اس پر چل گئی اور صبا دھڑام سے نیچے گر گئی صبا کو اندازہ ہی نہ ہوا کہ میں نے یہ کیا کر دیا اپنی پہلی کی خواہش پوری کرنے کے لیے جو قدم اٹھا یا وہ قدم تو اتنا چھپے چلا گیا جہاں دوبارہ شاید صبا کو پھر کتنے سال اور لگیں گے۔ خینا نے صبا سے ساحل کا موبائل نمبر لے لیا۔ اور اپنے دل کے نہاں خانوں میں بانک پرس میں چھپا دیا خینا شادی سے فارغ ہونے کے بعد واپس اپنے گھر چلی گئی۔ خینا کے پاس بھی ایک موبائل تھا چوری چوری استعمال کرتی تھی یہ چوری چوری موبائل لڑکیاں کہاں چھپاتی ہیں جہاں پرواہیشن کا پتہ آسانی سے چل جاتا ہے بس وہی موبائل کی جگہ تھی بے شک آپ بھی اپنی محبوبہ سے پوچھ لینا کہ تم موبائل کہاں چھپاتی ہو میں زیادہ تفصیل نہیں بتاتا البتہ اتنا بتاتا ہوں کہ وہ نہایت محفوظ جگہ ہے خینا وہی سے موبائل نکالتی اور ساحل کو فون کر دیتی دعا سلام تو ہوتی تھی تعارف بھی ہو چکا تھا یوں روز روز کے رابطوں نے پیار و محبت پیدا کر دی اور دونوں میں پیار ہو گیا۔ انہوں نے عہد و پیمان بھی کر لیے کہ ان کے پیار میں مذاہب کبھی آڑے نہیں آئیں گے۔ ساحل نے خینا سے کہا۔

ہمیں تم سے پیار کتنا یہ ہم نہیں جانتے مگر جی نہیں سکتے تمہارے بنا تمہارے بنا اس کے جواب میں خینا نے ساحل سے کہا۔ تم بن صدیوں سے یہی ہیں راتیں صدیوں سے لیے ہوئے دن آجاؤ لوٹ کر تم یہ دل کہہ رہا ہے

چند جملے ان کے درمیان حقیقت کا روپ دھار گئے اور وہ دو جسم اور ایک روح میں ڈھل گئے کیسا وہ کیف و سرور کا منظر ہوتا ہے جب یہ نوبت آ جاتی ہے ہم بھی کبھی کبھار کہتے تھے تو کیا موبائل کی

پابندی کی وجہ سے کمزور ہو جائے گی مگر جو لوگ سچی محبت کرتے ہیں انہیں مذہب کی کوئی رکاوٹ نظر نہیں آتی نینا نے بھی کہہ دیا کہ اب میں واپس جانے والی نہیں مجھے اپنے پیار کو پانے کے لیے ہر قربانی ادا کرنے میں کوئی بھی ہچکچاہٹ نہیں ہوگی ابھی ساحل یہ سن پایا تھا کہ نینا نے دھمکی دی کہ وہ خود کو ختم بھی کر سکتی ہے اگر ساحل سے چھڑنے کا وقت آیا تو ساحل نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔

نہیں یار ایسا نہیں کرتا بہر حال ساحل نے اپنے والدین کو بار بار التجا کی کہ وہ نینا کے گھر جائیں اور رشتہ مانگیں مگر وہ لوگ نہ جاسکے۔

ایک روز ساحل خود نینا کے گھر چلا گیا اور اس کے پاپا سے بات کی اور نینا کا ہاتھ مانگا اور ساتھ ساتھ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

میں نینا کو پانے کے لیے مسلمان بھی ہو جاؤں گا مجھے اپنے مذہب میں شمار کر لو اور نینا کو مجھے دے دو کبھی کبھی عاشق لوگ کتنے بہادر ہو جاتے ہیں جو انجام کی پرواہ کئے بغیر کود جاتے ہیں ساحل نے اپنا حال دل کہہ دیا پھر کیا ہو نینا کے بھائیوں نے دھکے مار مار کر گھر سے نکال دیا اور بہت بے عزتی کی اور دوبارہ ایسی خواہش رکھنے پر برے انجام کے نتیجہ سے بھی آگاہ کر دیا۔ ساحل ایک بار سے اور لئے ہوئے جواری کی طرح گھر لوٹ آیا۔

ساحل کے واپس چلے جانے کے بعد نینا کے ابو نے اسے بہت مارا اور تھوکی کہ تو مسلمان ہونے کے باوجود ایک ہندو سے شادی کرنا چاہتی ہے نینا نے جواب میں کہا۔

اس میں کوئی برائی ہے میں تو ہندو نہیں ہو رہی پھر کیوں میری جان کے دشمن بن رہے ہو میں نے کوئی جرم نہیں کیا پیار کیا ہے اور پاکیزہ پیار۔ میں

سبیل تھی ساحل سے ملنے چلی گئی کوئل نے نینا کو ساحل کے پاس بھیج دیا اور خود ایک جگہ انتظار کرنے لگی نینا ساحل سے ملی اور اس نے ساحل سے کہا۔

تم اپنے گھر والوں کو میرے گھر بھیجو رشتہ کے لیے کیونکہ میں اب تمہارے بنا نہیں رہ سکتی مجھے اپنی زندگی اور حوری ملتی ہے کیونکہ میرا وجود تمہارے بنا بوجھل لگتا ہے ساحل نے کہا۔

میں بھی خود اسی آگ میں جل رہا ہوں اور اگر تمہارے والدین نے میرے والدین کو نہ مانی تو پھر تمہارے اوپر پابندیاں لگ جائیں گی اور یوں ہم ملنے سے بھی رہ جائیں گے نینا نے رورور کر ساحل کو واسطے دیئے کہ ہم یہاں تھوڑے دنوں کے لیے آئے ہیں پھر واپس گاؤں چلے جائیں گے لہذا تم جتنا جلدی ہو سکتے والدین کو کہو۔ ساحل نے اپنے ماں باپ سے اپنی محبت کا ذکر کیا تو وہ لوگ سچ پا ہو گئے کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ایک مسلمان لڑکی سے تمہاری شادی کر دیں یہ بھی سچی ایسا نہیں ہو سکتا ہم اقلیت میں ہیں اس طرح ہماری مسلمانوں میں دشمنی بن جائے گی اور ہمارا جینا دو بھر ہو جائے گا۔ لہذا بھگوان کے لیے تم ہمارے حال پر ترس کھاؤ اور یہ خواہش دبا دو مگر ساحل نے کہا۔

میں نینا کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں اسے ہر حال میں پاؤں گا اور صبر صابری بھی نینا اور ساحل کی ٹوہ میں لگی رہتی اور مل مل کی خبر پھیلا دیتی مگر نینا کو ابھی صبا کی چالوں کا علم نہیں تھا وہ تو اپنے محبوب کے قرب میں روز بروز نہال ہوتی چلی گئی۔

ایک روز ملاقات میں ساحل نے کہا نینا میں تو ہندو ہوں اور تم مسلمان ہو کیا ہمارا ملاپ ہو سکتا ہے ساحل نے اسی انداز میں بات کی جیسے وہ نینا پر شک کر رہا ہو کہ نینا پیچھے ہٹ جائے گی یا مذہب کی

محبت عذاب مانسی

کس نے کیا مگر نینا نے کچھ بھی نہ بتایا۔ اور گم سم بیٹھی رہی اس حرکت پر نینا کے والدین نینا کے بارے میں سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے فون پر تو نینا اور ساحل کے رابطے تھے ساحل نے جب نینا کی یہ کیفیت دیکھی تو اس نے نینا سے کہا کہ میں تمہیں جیسے بھی ہو لے چلتا ہوں چاہے انجام کچھ بھی ہو ساحل نے دوستوں اور متعلق والوں سے پچاس ہزار اکٹھے کئے کہ وہ اپنا اور نینا کا پاسپورٹ بنوا کر انڈیا چلے جائیں اور وہاں اپنی رسومات کے مطابق شادی کر لیں جب ساحل نے سارا انتظام کر لیا تو اس نے نینا سے کہا کہ وہ فلاں جگہ آ جائے میں تمہیں اس گم سم سے کہیں دور لے جاتا ہوں نینا گھر والوں سے چوری چوری اپنا ضروری سامان پیک کیا اور چپکے سے گھر کو چھوڑ دیا ساری خاندانی رسم و رواج اور عزت کو روندھ کر اپنے محبوب کی طرف نکل گئی اور اس جگہ جا پہنچی جہاں پر ساحل نے آنے کو کہا تھا ساحل کے کچھ دوست بھی وہاں اکٹھے تھے ساحل نے منگل سوتر نینا کو پہنایا اور ماتھے پر سندور ایک انگلی سے ثبت کر دیا۔ نینا نے ساحل کے گلے میں بارڈالا اور وہاں پر چند تصاویر بھی دوستوں نے اتاریں قاعدے اور قانون سے ہٹ کر یہ شادی کی رسم ادا ہو گئی۔

ادھر نینا کے بھاگ جانے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی اور پولیس کو رپورٹ پہنچی گئی ساحل کی سیکورٹی کو ایک دوست لیک کرنا رہتا تھا جو صابک معلومات پہنچاتا تھا صابک کو بھی اطلاع ہو گئی کہ پولیس ساحل پر چھاپا مارنے چلی گئی ہے اس کے دوست نے ساحل کو خبر دی کہ تمہارے اوپر پولیس کا چھاپا پڑنے والا ہے پولیس نے جگہ کو گھیرے میں لے لیا ہے مگر ساحل بھاگ گیا اور نینا اسی لباس میں پکڑی گئی منگل سوتر گلے میں لٹک

اپنے پیار کے بدلے ایک انسان کو مسلمان بنانے میں پیش پیش ہوں نینا کے ابو نے اس جواب کو گستاخی تصور کیا اور پھٹروں کی بارش کر دی اور نینا بے حال ہو کر گر گئی۔ ایک بھائی نے بڑھ کر ابو کو ایک طرف کیا اور نینا کو اپنی بانہوں میں لے لیا اور کہا کہ اب چھوڑو حالات کے ساتھ ٹھیک ہو جائیگا کوئی بھاگ کر چلی تو نہیں گئی۔

یہ دلخراش واقعہ کی اطلاع صابک کو بھی ہو گئی اور اس نے خوب اس بات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور اپنے محبوب سے بدلہ لینے کی کوئی اور ترکیب سوچنے لگی کہ جس سے ساحل کے دل میں نینا کے لیے نفرت پیدا ہو جائے۔ اور وہ ادھر کا رخ چھوڑ دے اس دوران نینا نے خواب آور گولیاں بھی گلے سے نیچے اتار دیں اور اپنی زندگی کا خاتمہ بھی کرنا چاہا مگر بروقت علم ہو جانے پر اس کی جان بچ گئی۔ اب نینا کی محبت روز بروز بڑھتی چلی گئی جیسے روزہ دار کی پیاس انطاری کے وقت تک پہنچنے میں بڑھتی جاتی ہے۔

ایک روز ساحل اور نینا کی ملاقات ہوئی نینا نے ساحل کو کہا کہ اب مجھ سے نہیں رہا جاتا پلیز مجھے بھگا کر لے جاؤ جہاں تم لے جانا چاہتے ہو مجھے اب کسی کی پروا نہیں ساحل نے کہا نینا اس طرح تمہارے خاندان پر ان کی عزت پر حرف آئے گا میں کیوں ایسا کروں ابھی ہم ایک دوبار اور کوشش کریں گے مگر نینا بغیر رہی اور اس نے بلیڈ نکال کر اپنے ہاتھوں کی سیس کاٹ ڈالیں اور اپنے جسم پر چھ بلیڈ چلا دیا۔ اور خون بنے لگ یہ دیکھ کر ساحل گھبرا گیا۔ اور اس نے اپنے دوست دانیال کو فون کر کے بلایا اور نینا کو ایک کلینک لے کر گئے اور اس کی فیسٹ ایڈ کروائی۔

نینا جب گھر پہنچی تو یہ حالت دیکھ کر گھروالے گھبرا گئے اور پوچھنے لگے کہ کیا ہوا کیوں ایسا ہوا

جولائی 2014

Digest.pk

محبت عذاب ماضی

کے ستم سے چلے جاتے ہیں نینا بھی مار کھا کھا کر
کنڈن بن گئی تھی اور وہ اپنے محبوب کی یاد دل میں
بسائے اس سے ملنے کی آس پر زندہ تھی جب نینا کے
سسرال والوں نے دیکھا کہ نینا تو اس شادی پر
سمجھوتا نہیں کرنے والی تو کھسر پھسر کرنے لگے
تعویذ تو نے پر لگ گئے مگر نینا پر کوئی اثر نہ ہوا اس کی
ضد بڑھتی چلی گئی اس کی امیدیں دم توڑنے کی
 بجائے اور پختہ ہوتی چلی گئیں۔

جب ملی ہوگی اسے میرے حالات کی خبر
جاناں

اس نے آہستہ سے دروازے کو ضرور
تھما ہوا

ادھر ساحل کو آخر پہنچ چلا گیا کہ نینا نے شادی
کر لی ہے اسے کیا پتہ تھا کہ نینا نے کس حال میں
شادی کی ہے وہ وہاں خوش ہے یا کہ ابھی تک پھٹلی
کی طرح تڑپ رہی ہے بن پانی کے پھٹلی جیسے تڑپتی
ہے وہی حال نینا کا تھا مگر ساحل بے خبر تھا۔ اسے
پولیس کے چھاپے والی فلم بھی دماغ پر چل رہی تھی
وہ سوچتا رہا کہ کیسے پولیس وہاں تک پہنچی۔

ادھر صبا نے ساحل کو فون کر کے بتایا کہ تم نے
مجھے نینا کی خاطر چوڑ دیا اور نینا نے تمہیں چھوڑ دیا
اور تمہارا مقدر کدھر گیا تم نے نینا کی خاطر مجھ سے
بے وفائی کی اور نینا نے تمہارے ساتھ بے وفائی
کی حالات کی ستم ظریفی کہیے کہ ساحل کے دل
میں نینا کے لیے نفرت پیدا ہو گئی اور اسے دل سے
بھلانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

محبت زندگی بدل دیتی ہے صاحب
اگر مل جائے تو بھی نہ ملے تو بھی
مگر دونوں کی زندگی بدل گئی محبت پاتے
پاتے اور وہ بھی نہ مل سکی ادھر نینا کے رویہ پر
سسرال والوں نے خوب مارا چٹا نینا کے دیور اندر
آئے اور انہوں نے بالوں سے پکڑ کر بہت مارا

رہا تھا اور سندور ہاتھ پر لگا ہوا تھا گھر والوں کی
عزت خاک میں مل گئی۔

ادھر صبا نے یہ خبر اڑادی کہ نینا پر پانچ چھ
لڑکوں نے بلا دیکار کیا ہے اور نینا بے ہوش ہو کر گر گئی
تھی سارے لوگ پولیس کے چھاپے پڑنے پر بھاگ
گئے نینا کے بھائیوں نے پولیس کی مدد سے ہسپتال
میں نینا کا میڈیکل چیک اپ کروایا تاکہ پتہ چل
سکے کہ کہیں نینا پر زیادتی تو نہیں ہوئی میڈیکل
رپورٹ ملنے پر واضح ہو گیا کہ نینا بالکل پاکیزہ
اور کنواری ہے اور اس پر کوئی زبردستی یا بلا دیکار نہیں
ہوا ہے۔ میڈیکل رپورٹ میں بے گناہی ثابت
ہو گئی اور یوں ساحل پر چہ سے بچ گیا اور کچھ عرصہ
غائب رہا ساحل کے والدین کو بہت ہی برا بھلا
کہا گیا محلے میں طرح طرح کی افواہیں گردش
کرنے لگی کہ ساحل کو پولیس پکڑ کر لے گئی ہے
اور چھ ماہ جیل ہو گئی ہے مگر جرم ثابت نہ ہونے پر
ساحل کے گھر والے مطمئن ہو گئے۔

نینا کو واپس گھرایا گیا اور برادری میں ایک
مکنوار سے لڑکے سے شادی کر دی گئی مگر نینا نے
سسرال والوں کو صاف صاف کہہ دیا
یہ مجھے شوہر قبول نہیں ہے میں اس کی منکوحہ
نہیں ہوں میں تو ساحل کی بیوی ہوں میں نے مسئلہ
سوتر پہنا ہوا ہے۔

رات کو جب اس کا شوہر کمرے میں آیا تو
اس نے نینا کو چھوٹا چاہا مگر نینا نے فوراً اپنا دفاع
کرتے ہوئے کہا۔

دور ہو جاؤ مجھ سے مجھے ہاتھ مت لگانا اگر تم
نے مجھے ہاتھ لگایا تو میں تمہاری جان لے لوں گی
ایسی دھمکی دی تو وہ کارگر ثابت ہوئی اور پندرہ دن
تک نینا نے اپنے شوہر کو ہاتھ نہ لگانے دیا اور
بدستور کنواری رہی حیرانگی ہوئی ہے ایسی محبت پر جو
لوگ ایک دوسرے کو ٹوٹ کر چاہتے ہیں اور دنیا

جواب مجھے تیری ضرورت نہیں ہے تم نے ایک بار شادی کر لی بس آپ تو میرے قابل نہیں تو پلید ہے گندی ہے۔ مگر نینا نے بار بار قسمیں کھائیں بھگوان اور خدا کے واسطے دیئے کہ تیری نینا اب بھی پاکیزہ ہے کنواری ہے تیرے واسطے اپنے ساحل کے واسطے پلیز آ جاؤ میں ایک بار پھر تمہارے لیے منتظر ہوں مگر ساحل نے کوئی اعتبار نہ کیا اور بہت کچھ کہتا گیا۔ اور نینا بے ہوش ہو کر گر گئی۔ اس کی کزن نے اٹھایا پانی دیا اور وجہ پوچھی مگر نینا پیسے سے شرابور کم سم پڑی آنکھیں کھولے جیسے توڑے میں کوئی چلا جاتا ہے کیفیت بن گئی کزن نے سہارا دیا اور سب کو بتایا کہ یہ حال ہے اس کا خدا را اس کی زندگی کو مت برباد کرو اسے ساحل کے ساتھ جانے دو۔ مگر اب دیر ہو چکی تھی ساحل نینا کی زندگی سے نکل گیا اس نے شادی کر لی ایک لڑکی خوشی سے اور وہ یہ شہر چھوڑ کر اپنے شہر چلا گیا۔ جب نینا کے والدین کو علم ہو گیا کہ ساحل نے شادی کر لی ہے اور وہ اپنی زندگی میں بہت خوش ہے تب ان کو قدرے سکون ملا۔ نینا کو بتایا گیا کہ ساحل نے ایک لڑکی۔ خوشی سے شادی کر لی ہے اور وہ کہیں دور نکل گیا ہے۔ تب نینا نے کہا کہ اب میرا رشتہ کر داب میں ہوش میں آگئی ہوں مجھے پتہ چلا ہے کہ یہ محبت کواں ہے دھوکہ ہے فریب ہے۔

بے وفائی تو یہاں سب ہی کرتے ہیں ساحل آپ تو سمجھدار تھے کچھ تو نیا کرتے خیر نینا ساحل سے مایوس ہو گئی اس نے خود دوسری شادی کی آفر والدین کو پیش کر دی اندر اس کے والدین نے ایک جگہ پڑھا لکھا بندہ تلاش کر کے اس سے شادی کر دی نینا اب اس موجودہ شوہر سے خوش ہے پچھلی زندگی کو بھول چکی ہے۔ عذاب ماضی سہ سہ کر اب ہوش ملا ہے کہتی ہے

ناک منہ سے خون بہنے لگا پانی کا گھاس تک نہ پینے دیا نینا بس چار پائی پر پڑی رہتی نینا نے خواب آور کافی تعداد میں گولیاں کھالیں اور بے ہوشی کی حالت میں اسے اٹھا کر ہسپتال لے گئے مگر موت بارگئی اور زندگی ایک بار پھر جیت گئی خدا جانے ساحل نے کیا کیا ہو گا وہ تو نینا کو بے وفامان بیٹھا تھا اور بہت افسوس کرتا رہتا کہ نینا نے بے وفائی کی حد کر دی۔ جب ایسے حالات ایک موڑ پر آ جاتے ہیں تو بدگمانیاں پیدا ہوتے دیر نہیں لگتی۔ سارے وعدے قسمیں ایک خواب نکلتے ہیں اور وہ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کو بھی گناہ سمجھتے ہیں مگر دل کے نہاں خانوں میں محبت کی چمکاڑی ٹٹماتی رہتی ہے وہ سمجھ نہیں سکتی۔

آخر کار پانچ چھ ماہ بعد نینا کو طلاق ہو گئی اور وہ اپنے میکے کے گھر آگئی وہ آکر اس نے اپنے محبوب کی سالگرہ چودہ اگست منائی ایک کاٹا منٹائی تقسیم کی لوگوں نے سمجھا کہ طلاق پانے کے بعد اس نے خوشی اور جشن منایا ہے مگر اس کے اندر کی کیفیت کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ نینا نے اپنے محبوب کی سالگرہ کا اہتمام کیا تھا مگر ساحل کو یہ خبر نہ ہوئی کہ اس کی محبوبہ طلاق پانے کے باوجود بھی اس کی سالگرہ منا رہی ہے۔

ہماری بھی جدائی کامل وہ پوچھے اگر تو کہنا ہوش بس اتنا ہے کہ تم کو یاد کرتے ہیں چونکہ نینا کے پاس رابطہ کے لیے موبائل چھین گیا تھا اور وہ ساحل سے رابطہ نہیں کر سکتی تھی آخر ایک روز اس کی کزن نے موبائل نینا کے ماتھے پر دیا تو اس نے ساحل سے رابطہ کیا ساحل نے اجنبی نمبر جانکر کال اینڈ کی ورنہ وہ نینا کی کال سمجھ کر بھی بھی اینڈ نہ کرتا۔ نینا نے اپنا حال دل سنا ڈالا اور بتایا کہ اسے کوئی اور شخص اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ سوائے ساحل کے ساحل نے جوابا کہا۔

جو گزر گیا سو گزر گیا
 وہ غزل کی اک کتاب تھی
 وہ گلشن میں اک گلاب تھی
 ذرا دیر کا کوئی خواب تھا
 جو گزر گیا سو اداس دھوپ
 سمیٹ کر کہاں واہیوں میں اتر گیا
 اسے اب نا دے میرے دل کی سدا
 سو گزر گیا یہ سفر بھی کتنا تادیل تھا
 یوں وقت کتنا قاتل ہے
 کہاں لوٹ کر کوئی آئے گا
 جو گزر گیا سو گزر گیا
 (عبدالرحیم لاسی، آدم پیر)

غزل

میں سر شام چراغوں کو بجھا لیتا ہوں
 ساتھ اپنے تیری یادوں کو بھی سلا لیتا ہوں
 بند آنکھوں میں تنہائی کا تصور لے کر
 صرف خیالوں میں تمہیں دہن بنا لیتا ہوں
 بند کمرے میں رات کے اس پہر میں لینا
 میں تاروں سے تیری بچ سجا لیتا ہوں
 تو میرے ساتھ ہو چاہے خیالوں میں سہی
 ایسے لمحات میں دنیا کو بھلا لیتا ہوں
 میں گناہ گار اپنی بخشش کے لیے
 نام پہ تیرے غیروں کی دعا لیتا ہوں
 رات کی تنہائی میں دیکھتے نہ تجھے کوئی اور میرے سوا
 تمہیں دل نہا خانوں میں چھپا لیتا ہوں
 جب ہو جائے احساس تمنا میں اکیلا ہوں
 عائشہ پھر رو رو کے اشکوں میں مزا لیتا ہوں
 (سید عارف شاہ، جہلم شہر)

میں راہ بگلوں کی تیری ہمیشہ میرے چاند
 اگر کبھی میری یاد آئے تو بتا
 (انعم نذیر چاند، وہاڑی)

میں تو ایک سراب کے پیچھے بھاگتی رہی اپنی زندگی
 برباد کرتی رہی والدین کی عزت کو تار تار کیا شکر
 ہے کہ میرے رب نے مجھے پاکیزہ رکھا۔ پاک
 صاف جیسے ایک مشرقی دوشیزہ ہوتی ہے فصل
 زندگی تو مجھے اب ملی ہے میں نے بہت گناہ کئے
 ہیں میں اپنے رب سے معافی مانگوں کی اپنے
 مجازی خدا سے معافی مانگوں کی۔ اور میں اپنے
 خاندان والدین کو کبھی دوبارہ اذیت سے دوچار
 نہیں کروں گی۔

یاد ماضی عذاب ہے یارب

اب تمہیں لے مجھ سے حافظ میرا

جس تو سدا سے مجھے کہانی ملی ان کی یہ خواہش
 ہے کہ خینا تو کہاں ہے کتنے بال ہو گئے تیرا ات پتہ
 نہیں پلینا تو اگر یہ کہانی پڑھے تو رابطہ کرے اس
 نمبر پر یا کوئل کے نمبر پر ہم بہت منتظر ہیں تیرا حال
 جاننے کے لیے کاش یہ کہانی کے چھپنے سے ہمیں
 اپنی خینا کا ات پتہ معلوم ہو جائے۔

غزل

وہ روٹھ جاتا ہے اکثر شکوہ کے بغیر
 ہم بھی تو سہہ لیتے ہیں شکایت کے بغیر
 ہم سوچتے رہے محبت بے لوٹ ہوتی ہے
 یہ یونگی ہو جاتی ہے عنایت کے بغیر
 تو کتنا نادان ہے اتنا تو سوچ لے
 جنت کب ملتی ہے عبادت کے بغیر
 قصور ان کا نہیں تصور ہمارا ہے وسم
 ہم نے بھی محبت کی ان کی اجازت لیے بغیر
 (وسیم اینڈ ابرام احمد، گکومتی)

غزل

نہ گلہ کیا نہ فغا ہوا
 یہی راستے میں جدا ہوا
 تا وہ بے وفا نہا میں بے وفا

جولائی 2014

جواب غزل 181

محبت عذاب ماضی

Digest.pk

پیار کی جیت

-- تحریر: نزاکت علی رسول پورہ 03427815193

قارئین میں پہلی بار ایک کہانی آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا ہوں یہ کہانی میری اپنی آپ جیتی ہے جس میں میرا ہم سفر مجھے مل نہ پایا اور ہم جدائی کی آگ میں جلی رہے ہیں وہ الگ میں الگ تڑپ رہے ہیں خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم دونوں کو ہمیشہ کے لیے ملا دے پھر ہم کبھی بھی جدا نہ ہوں مگر میں نے اس کہانی کا نام پیار کی جیت رکھا ہے امید ہے آپ میری حوصلہ افزائی کریں گے ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں

جب سولہ سال کی عمر کا ہوا تو میں نے میں میٹرک پاس کر لی آگے نہ بڑھ سکا میں گھر کے کام کاج میں حصہ لینے لگا۔ اپنے ابو اور بھائی کے ساتھ کھیتی باڑی کرنی شروع کر دی۔ اسی طرح کام چلتا رہا اور میرا پیارا اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا وہ میری قریبی رشتہ دار ہے لیکن میں اس کا نام شیئر نہیں کر سکتا۔ وہ بھی مجھے چاہتی ہے لیکن کچھ لوگوں کو ہماری محبت کا پتہ چل گیا جس کی وجہ سے ہم میں رکاوٹیں چل رہی ہیں لیکن ہم دونوں ایک دوسرے کی سانس سے سانس لیتے ہیں ہماری محبت پانچ سالوں سے چل رہی ہے میری جان کی بہن کو بھی پتہ ہے۔ لیکن وہ بھی راضی ہے اس کی امی بھی خوش ہے لیکن کچھ لوگ ہمارا رشتہ ہونے میں خوش نہیں ہیں ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ وعدے کئے ہیں۔ ایک بار وہ ہمارے گاؤں آئی میں سکول سے آیا تو پتہ چلا کہ تمہاری امی آئی ہے میں دل میں بہت ہی خوش ہوا کہ میں اپنے محبت کا اظہار کروں گا۔ شام کو میں نے ایک لیٹر لکھا اور اس کو دے دیا

اس نے لکھا کہ میں تو پہلے ہی تمہیں پیار کرتی ہوں آئی لو جو جان من میں آپ کی ہوں۔ اور آپ میرے ہیں اور میں آپ کی ہی رہوں گی میں نے اس کے ہاتھ چوم کر۔ آئی۔ لو۔ یو۔ کہا اور یہ شعر سنایا۔

تپش سورج کی ہوتی ہے اور جلتا زمیں کو پڑتا ہے قصور آنکھوں کا ہوتا ہے تڑپنا دل کو پڑتا ہے پھر اس نے یہ شعر مجھے سنایا

پتہ نہیں کیوں تیری وفا پاتا یقین ہے اے این ورنہ حسن والے تو خود سے بھی وفا نہیں کرتے آخر کار رات کے آٹھ بج گئے ہم نے ایک دوسرے کو جانے کی اجازت دے دی۔ وہ اپنے کمرے میں چلی گئی لیکن خدا کی قسم ہم نے ابھی تک کوئی بھی غلطی نہیں کی جس سے ہمارا پیار برباد ہو جائے۔ وہ کہتی ہے کہ میں آپ کی امانت ہوں امانت میں خیانت نہیں ہو سکتی۔ قارئین کرام کہانی میری زندگی میں ابھی تک چل رہی ہے۔

جولائی 2014

جواب نمبر 182

پیار کی جیت

Digest.pk

میرے لیے کئی بار رشتے آئے لیکن میں نے اپنے ماں باپ کو اور بھائیوں بہنوں کو کہہ دیا ہے کہ میں نے ابھی تک یہاں کہیں بھی شادی نہیں کرنی تو وہ چپ ہو جاتے ہیں۔

لیکن میری امی خود ہی کہتی ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کی شادی جلدی سے کروا دو لیکن میں اپنی ایس کی یادوں میں کھویا رہتا ہوں۔

کبھی کبھی موبائل پر ایس ایم ایس سے بات ہو جاتی ہے لیکن کبھی فون پر بھی ہو جاتی ہے لیکن میں اس کی یاد میں ہی رہتا ہوں۔

یہ غزل میں نے اس کی یاد میں ہی لکھی ہے

کبھی ملے تو اسے یہ کہنا

بہت نفرت گرا رہی ہوں

میں اپنے وعدے سے بھرا رہی ہوں

وہ اپنے وعدے سے بھر گیا ہوں

میں اپنے وعدے سے بھرا رہی ہوں

کہیں ملے تو اسے کہنا

ندول میں کوئی ملال رکھے

ہمیشہ اپنا خیال رکھے

وہ اپنے سارے غم مجھ کو دیدے

تمام خوشیوں کو ایس سنبھال رکھے

یہ غزل مکمل ہوتے ہی اس نے مجھے ایس ایم ایس کیا کہ جان میں تم سے ایک بات کہنا چاہتی ہوں میں تم کو بتاؤں گی۔

پھر آپ مان جائیں گے کیا بتاؤں جان تم اپنی امی اور ابو کو میرا رشتہ لینے بھیجنا۔

میں نے کہا کہ اچھا بھیج دوں گا لیکن تم اپنے امی ابو کو متا لینا پر اس کا ابو تو تین ماہ سے فوت ہو گیا ہے میں نے امی اور ابو کو کہا تھا۔

انہوں نے کہا اچھا ملے جائیں گے آپ کی خوشی میں ہماری خوشی سے میں بہت خوش ہوں اور اپنی جان کو ایس ایم ایس کیا اور کہا کہ میرے امی ابو نے کہا ہے دو

دن کے اندر اندر جائیں گے۔

لیکن میں تو انتظار میں ہوں کہ پتہ نہیں کون سا وہ دن ہو جس دن مجھے کوئی خوش خبری ملے کہ میرا رشتہ میری جان سے ہو گیا ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ میرے لیے دعا کرنا کہ میری شادی اسی سے ہو جائے۔

میں ریاض بھائی کا شکر گزار ہوں کہ مجھے بھی تھوڑی سی جگہ رسالے میں ملی میری یہ پہلی کہانی ہے امید کرتا ہوں کہ سب کو پسند آئے گی اپنی رائے سے ضرور نوازے گا شدت اسے انتظار رہے گا

دخموں بھائی نہیں جسم کا کوئی کونہ

ہم رہیں نہ رہیں ہم پرست دوائے کوئی

کچھ قارئین کو سلام پیش کرتا ہوں

آپ کی کشور کرن کو سلام، شا فرام ملکوال کو محبتوں بھرا سلام، عاشق حسین ساجد کو محبتوں بھرا سلام، حکیم ایم جاوید حکیم چوہدری کو محبتوں بھرا سلام، کرن کو محبتوں بھرا سلام، شازبہ جاوید شازی کو محبتوں بھرا سلام، مس افشاں کو محبتوں بھرا سلام، ناہید کو محبتوں بھرا سلام، زرارہ زکیہ مان والہ کو محبتوں بھرا سلام، اسے آرا حیلہ کو محبتوں بھرا سلام قبول ہو

ہمیں اپنی محبت یہ ہے اتنا تو یقین یارو اگر ہم مر بھی جائیں تو وہ کسی کا نہیں ہوگا

۱۔ ایسی چڑھی ہے ہماری دیدار کی دل کہیں لگتا نہیں ایسی اکھ مستانی میرے پار کی کبھی آنسو نہیں چھتے نہ کرکوش چھانے کی یہ آنسو جیت جائیں گے تیرے لیے ہر خوشی زمانے کی

وہ پڑھتا کسی کا جس پر تھا آشیانہ

ہم ہیں آوارہ چھٹی اپنا نہیں لھکانہ

..... ریاض احمد لاہور

جولائی 2014

Digest.pk

جواب نمبر 83

پیار کی جگہ

سب کچھ کھودیا

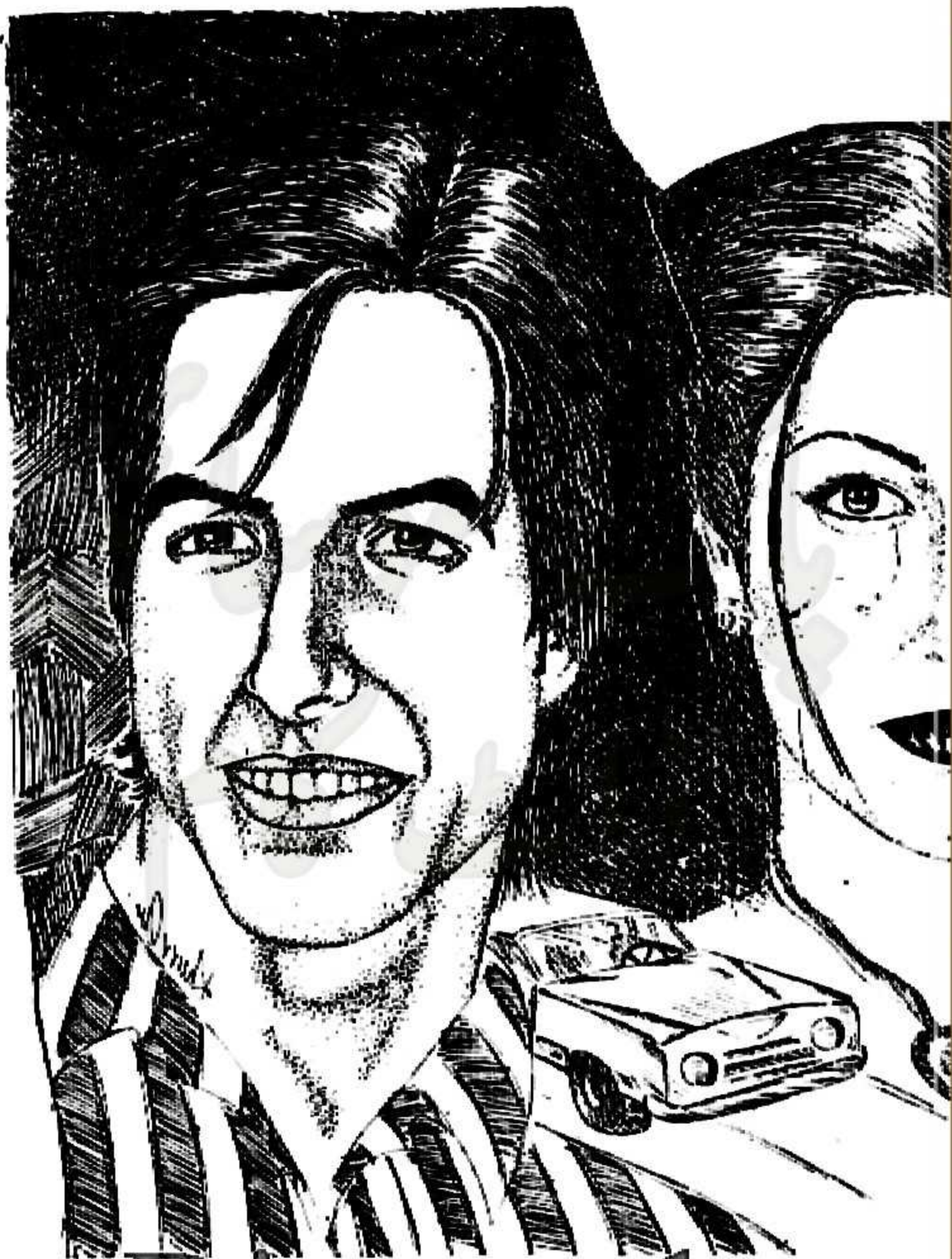
تحریر۔ ڈاکٹر سدرہ معین آباد

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
 پہلی ہی ملاقات سے محبت ہوئی اور پھر ایک دوسرے سے وعدے قسمیں اور پھر وہ کچھ ہوا جو میں سوچ بھی
 نہ سکتی تھی دل ایک محصور اور بھولی بھالی لڑکی نے اپنا سب کچھ پر باد کر لیا مگر اسے سکون نہ ملا ایک ماں باپ
 کے رشتے کو بھی ایک ساحل کے لیے کھودیا اور پھر ساحل بھی اس کا نہ بنا وہ بھی بے وفا نکلا۔ میں نے اس
 کہانی کا نام۔ سب کچھ کھودیا۔ رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی اپنی رائے سے ضرورت نوازے گا
 ادارہ جواب عرض کی پائی کسی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام
 تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت بخش اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا دائرہ ذمہ دار نہیں
 ہوگا۔

دل بیٹا اٹھ جاؤ تاہم دیکھو دن کے بارہ بج رہے
 ہیں آج ہم نے بازار بھی جانا ہے۔
 ہوں۔۔۔ ماما کی سے سونے دیں ناں ہفتہ میں
 یہی تو ایک دن آتا ہے مجھے نہیں جانا کہیں بھی آپ
 جائیں۔
 ٹھیک ہے بیٹا میں جا رہی ہوں ناشتہ کر لینا۔
 امی کے جانے کے ایک گھنٹہ بعد وہ اٹھی فریش ہو کے
 ناشتہ کیا۔
 قارئین کرام میں بتاتی چلوں میں نے بہت
 کھاتے پیتے گھرانے میں آنکھ کھولی اپنے والدین کی
 لاڈلی بیٹی اپنے کروڑ پتی باپ کی اکلوتی وارث میں جو
 بھی اپنے والدین سے کہتی میری فرمائش پوری کرتے
 مجھے اپنے والدین سے بہت پیار تھا ہم لوگ بہت
 اچھی زندگی گزار رہے تھے۔
 میرے پاپا کی خواہش تھی کہ میں ڈاکٹر بنوں
 میں ان دنوں ایف اے کی تیاری کر رہی تھی اور بہت
 دل لگا کر پڑھ رہی تھی ہمارے پیپروں میں دو دن باقی
 تھے خوب دل لگا کر تیاری کی اور پیپر دے دیئے۔ میں

اپنے والدین کی خواہش پوری کرنا چاہتی تھی۔
 مجھے خشق و محبت سے سخت نفرت تھی اگر کوئی
 اپنے پیار کی ستوری سنا تا تو ممکن ہونے کے بجائے
 اس کا مذاق اڑاتی میں بہت فحش زندگی گزار رہی
 تھی لیکن میری خوشیاں تو عارضی تھیں۔۔۔ مائے۔ میں
 نے 12th کے امتحان دیئے اور فری ہو کر گھر بیٹھ گئی
 ان دنوں میرے ماموں کی بیٹی کی شادی تھی اسلام
 آباد میں بہت خوش تھی کیوں کہ میں پورے دس سال
 کے بعد ماموں کے گھر جا رہی تھی۔
 ہم نے خوب شاپنگ کی اپنے لیے اور اپنی کزنز
 کے لیے اگلی صبح ہم اسلام آباد پہنچے یہاں آکر مجھے
 بہت اچھا لگ رہا تھا میں اپنے ماموں لوگوں سے ملی
 اور بہت خوش تھی آج مہندی تھی ہر کوئی تیار یوں میں
 مصروف تھی۔
 میری کزن جس کی شادی تھی کہتی کہ دل تم تو
 بہت بڑی ہو گئی ہو اور سب سے بڑھ کر خوبصورت
 میں ہوئی کہ تم بھی کسی سے کم نہیں ہو پھر میرا کزن جو ہر
 وقت مذاق کرتا رہتا جیسے پیار سے شو کہتے۔

سب کچھ کھودیا . 134 جولائی 2014 Digest.pk



Digest.pk

پکڑ لیا اور بولا میں گھبرا گئی کہنے لگا دل میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

میں تم سے پیار کرتا ہوں میں چونک گئی یہ میرا نام کیسے جانتا ہے میرے ہاتھ پر پسنے آنے لگے گھبرو نہیں میں تمہیں کچھ نہیں کہتا جب سے تمہیں دیکھا ہے نہون کو چہن آتا ہے نہ راتوں کو خیند آتی ہے پلیز میری محبت کو مت ٹھکرانہ میں مر جاؤں گا۔

میں سوچ رہا تھا کہ تم سے اظہار کروں دل تم میرے من میں سا گئی ہو ساری رات خیند نہیں آتی میں پتھر کی بنی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

اچانک میرا کزن شوآ آیا میں جلدی سے بھاگ کر اپنی کزن کے پاس جا کر بیٹھ گئی وہ بولی دل کیا ہوا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ ہاں بس سر میں درد ہے پھر میرے ذہن میں ساحل کی باتیں گھومنے لگیں دیکھنے میں ساحل بھی بہت خوبصورت تھا میرے دل میں بھی ساحل کے لیے جگہ بنتی جا رہی تھی۔

پھر میری کزن کو رخصت کیا گیا ہم ایک دوسرے کو چود نظروں سے دیکھ لیتے پھر ساحل نے ایک بچے کے ہاتھ ایک کاغذ کا ٹکڑا بھیجا میں نے کھول کر دیکھا اس میں لکھا تھا آج رات دس بجے میں چھت پر تمہارا انتظار کروں گا اگر تم نہ آئی تو میں خود کشی کر لوں گا۔

میں یہ بڑھ کر پریشان ہو گئی اور سوچنے لگی کہ اب کیا کروں اگر نہ گئی تو ساحل خود کشی کر لے گا پتہ نہیں میں ساحل کے بارے میں اتنا کیوں سوچ رہی تھی کب مجھے ساحل سے پیار ہو گیا تھا میں اپنے آپ سے سوال کرنے لگی نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گی مجھے ساحل کے پاس جانا ہوگا جب میں نے نام دیکھا تو رات کے دس بج چکے تھے میں جلدی سے اٹھی اور میز چیموں کی جانب چلتے گئی اور چھت پر چلی گئی جب وہاں گئی تو ساحل پہلے سے ہی میرا انتظار کر رہا تھا ساحل جلدی سے میری طرف دیکھ کر بولا دل مجھے

وہ بھی میری خوبصورتی کی تعریف کر رہا تھا میں مسکرا دی مہندی کی تقریب بھی ہر سو خوشی کا سماں تھا سب لوگ تیار ہو کر ہال میں جا چکے تھے۔

میں ابھی کمرے میں تیار ہو رہی تھی کہ اچانک میرا کزن شوآ آیا اور بولا دل ابھی تم تیار نہیں ہوئی ہو جلدی آؤ سب لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں اوکے بابا آپ چلو میں ابھی تیار ہو کر آتی ہوں پھر میں نے ہلکا لائٹ پنک ٹھکر کا ڈریس پہنا اور ہلکی سی جیولری اور تیار ہو کر میز چیموں سے نیچے اتر رہی تھی کہ سب کی نظریں مجھ پر تھیں۔

میرا کزن میرے پاس آیا اور بولا کہ دل تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو ایسا لگتا ہے جیسے آسمان سے بری اتر آئی ہو دل آج ضرور تم کسی کا دل نکالو گی میں ہنسی۔۔۔ ہو۔۔۔ بس کرو۔ شو میں پھر اپنی کزن کے پاس پہنچ گئی۔

سب لوگ ڈانس کر رہے تھے اور میں بڑی دلچسپی سے سب کو دیکھ رہی تھی میری کزن کو مہندی لگائی سب کو کھانا کھلایا گیا۔

ایک اجنبی چہرہ مجھے بڑی غور سے دیکھ رہا تھا میری جب بھی نظر پڑتی تو وہ لڑکا مجھے پہلے ہی دیکھ رہا ہوتا اور مسکرا رہا ہوتا مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے اپنی کزن سے پوچھا کہ وہ لڑکا کون ہے وہ بولی کہ وہ میرا کزن ہے ساحل ہے اپنے ماں باپ کا اکلوتا وارث پھر رات گئے تک ٹنکشن ہوا اور تقریباً دو بجے تک تقریب ختم ہوئی اور سب سونے کی تیاری کرنے لگے میں اپنی کزن کے ساتھ سو گئی۔

اگلی صبح بارات آئی تھی صبح دس بجے بارات آئی اور پھر وہی لڑکا کمرے میں آتا اور مسکرا کے چلا جاتا ایک دم شور ہوا کہ بارات آگئی بارات آگئی سب لوگ باراتوں کو دیکھ کہنے کے لیے محلے میں کمرے سے باہر آئی تو اچانک وہی لڑکا سامنے آ گیا میں کمرے میں اکیلے تھی جلدی سے کمرے میں آیا اور میرا بازو

جولائی 2014

Digest.pk

تمہارا انتظار کر رہا ہوں جلدی آؤ میں جلدی سے تیار ہوئی اور ساحل کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ گئی۔

آج موسم بہت پیارا تھا ہر طرف بادل چھائے ہوئے تھے پھر زور کی بارش شروع ہو گئی ساحل نے میرا ہاتھ پکڑ کے کہا دل مجھے بارش بہت پسند ہے۔

کہو کالی گھٹاؤں سے ذرا جھوم کے پرے کسی کے چہرے پہ زلف نکھری اچھی لگتی ہے ابھی ہم باتیں کر رہے تھے ایک لڑکی آئی اور ساحل سے بولی ڈارلنگ آؤ بارش انجوائے کریں پھر ساحل اس لڑکی کے ساتھ بارش میں نہانے لگے۔

مجھے بہت غصہ آیا اور میں بہت پریشان بھی ہوئی اور پھر میں گاڑی میں بیٹھی اور گھر چلی آئی کمرے میں لیٹ کر بہت روئی کہ ساحل نے ایک بار بھی نہ سوچا کہ دل کے دل پہ کیا گزرے گی میں ساری رات روئی رہی مگر بہت تیز بخار بھی ہو گیا تھا ممانی کمرے میں آئیں میرے ماتھے پہ ہاتھ لگا کر کہا کہ دل تمہیں تو بہت بخار ہے۔

میں نے کہا نہیں بس سر میں درد سے صبح ساحل آیا اور کہنے لگا کہ دل تمہیں کل کیا ہو گیا تھا کیوں چلی آئی تھی گھر دل یار تم اس لڑکی کی وجہ پریشان ہو یا روو میرے کانچ کی لڑکی ہے اور تمہیں برداشت کرنا پڑے گا کیوں کہ میری بہت سی دوستیں ہیں اور پھر تم کہہ بھی سکتی تھی کہ ساحل میں تم سے پیار کرتی ہوں میرے علاوہ کوئی تم سے بات کرے میں نہیں چاہتی کہ تم کسی کے ساتھ گھومو وہ بولتا رہا میں اس کے آگے روئی رہی ساحل نے ایک بار بھی مجھے چپ نہ کروایا میں نے کہا ساحل میں تمہارا پیار ہوں پھر ساحل نے سواری کی میں نے بھی معاف کر دیا۔

پھر ہم گھومنے چلے گئے کیوں کہ میں ساحل سے پیار کرتی تھی میں اس سے غصہ کسے رکھ سکتی تھی۔ ہزاروں بھی روٹھے تو منائیں گے تجھے نگر دیکھ عبت میں شالچا کوئی دو سہانہ ہو

یقین تھا تم ضرور آؤ گی میری محبت کا جواب محبت سے دو گی میں تمہارے بغیر اب نہیں رہ سکتا مجھے دل میں چھپا لو مجھے اپنے سے دور نہ کرنا ساحل بولتا رہا میں چپ چاپ سنی رہی۔

اس کی آنکھوں میں اپنے لیے پیار نظر آیا دل میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں پلیز دل میں تمہارے پیار میں پاگل ہو گیا ہوں پلیز دل تم بھی کچھ بولو نہ مجھے ساحل کی باتیں سن خوشی ہو رہی تھی کہ مجھے بھی کوئی سچے دل سے چاہنے والا ہے۔

پھر میں نے بھی ساحل سے اظہار محبت کر دیا ہم بہت خوش تھے پھر ہم نے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائیں ہمیشہ ایک ہونے کے وعدے کئے پھر ساحل نے میرے ہاتھوں پہ کس کی۔

اُف ہونرم لیوں کو میرے ہاتھوں کو چوم کر کہنا ہو گئی ضد پوری کوئی دیکھ نہ لے اب تو جانے دو پھر تقریباً رات دو بجے میں نے ساحل سے اجازت مانگی اور واپس کمرے میں لیٹ گئی بہت کوشش کی سونے کی لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی میں اپنے دل میں ساحل کے سنے سنانے لگی نا جانے کس پہر نیند نے مجھے اپنی آنکھوں میں لے لیا صبح ہوئی ناشتے کے بعد ممانی لوگوں سے اجازت مانگی ممانی بولی کہ آپ لوگ چلے جائیں دل کو یہاں ہی رہنے دیں ممانے کہا ٹھیک ہے بھابی مگر دل سے تو پوچھ لیں ممانی نے مجھ سے پوچھا مگر میری تو خوشی کی کوئی انتہا ہی نہیں تھی پھر ممانی لوگ چلے گئے۔

میں نے یہاں بہت انجوائے کیا ہر روز ساحل کے ساتھ گھومتی صبح شام باتیں کرتی اب ساحل کے بغیر میں ایک منٹ بھی نہیں رہ سکتی تھی میرے دل میں ساحل کے لئے بہت پیار تھا یہاں تک کہ کھانے پینے کا بھی ہوش نہ تھا راتوں کو نیند نہیں آتی تھی ٹھیک لگتے ہیں عشق اندھا ہوتا ہے میں بھی ساحل کے پیار میں پاگل ہو چکی تھی ساحل کی کال آئی بیلو میں پارک میں

اور ماما میں بہت تھکی ہوئی ہوں پھر میں اپنے کمرے میں آگئی اور پھر ساحل کو کال ملائی۔

ہیلو کیسے ہو ساحل۔ جی میں ٹھیک ہوں تم ریلوے اسٹیشن چھوڑنے کیوں نہیں آئے تھے۔ وہ تھوڑا سا کام تھا اس لیے نہیں آئے۔ کاتھا پھر ہم ساری رات باتیں کرتے رہے اسی طرح ہماری بات فون پہ ہو جاتی تھی۔

میں ساحل کے عشق میں اس حد تک چلی گئی تھی کہ واپس آنے کا کوئی راستہ نہ تھا دن رات ساحل کے پیار میں سو جاتی رہتی کھانے پینے کا بھی ہوش نہ رہتا میں ہر روز ساحل سے کہتی کہ پلیز ساحل تم اپنے گھر والوں کو بھیجو پروہ کبہ کمرال دیتا کہ ابھی بہت نام پڑا ہے اور دل بھی میں نے پڑھنا ہے ساحل بہت بدل گیا تھا اور میرا بچہ چھانی میں دل نہیں لگتا تھا۔

ہر لفظ میں تیرا کس بسا ہے
اک چاند سا چہرہ مجھے بڑھنے نہیں دیتا
ماما نے مجھے لاد اس دیکھ کر کئی بار پوچھا کہ بیٹی کیا بات ہے کیوں چپ رہتی ہو میں ادھر ادھر کی باتیں کر کے ٹال دیتی تھی۔

اب ساحل کی بہت کم کال آتی تھی ہر وقت نمبر دینگ پر ہوتا میں پوچھتی تو کہتا کہ دوست کی کال تھی پھر چھوٹی چھوٹی باتوں پر مجھ سے تھکرتا ہماری محبت کو تین سال ہو گئے تھے مگر اس کے گھر والے نہیں آئے تھے بلکہ ساحل مجھ سے بات بھی بہت کم کرتا تھا۔

ایک دن ہمارے گھر میری شادی کی بات چلی شادی میرے تایا کے بیٹا احسن سے کرنا چاہتے تھے میں بہت زیادہ پریشان تھی پھر میں نے ساحل کو بتایا مگر اس نے سنی ان سنی کر دی شاید اسے مجھ سے محبت نہیں تھی۔

پھر ایک دن ساحل کی کال آئی کہتا کہ میں نے گھر والوں سے بات کی ہے مگر وہ نہیں مان رہے اور ساتھ ہی کال بند کر دی اور پھر میں بہت روئی پھر ماما

پھر ہم سارا دن گھومتے رہے رات کے کھانے کے بعد ساحل نے اجازت مانگی تو ممانی بولیں ساحل بیٹا دیکھ رات بہت ہو گئی ہے تم آج ادھر ہی رہ جاؤ ساحل ٹھہر گیا رات گئے تک ہم باتیں کرتے رہے پھر ممانی جان اپنے کمرے میں سونے کے لیے چلی گئیں اور شو بھائی بھی اپنے کمرے میں چلا گیا میں بھی اپنے کمرے میں چلی آئی۔

میں کمرے میں آئی ہی تھی کہ ساحل بھی میرے پیچھے ہی چلا آیا اور کہنے لگا مجھے بھی اپنے کمرے میں سونے کی اجازت دے دو میرے لاکھ منع کرنے پر بھی وہ نہ گیا پتہ نہیں اس کے ذہن میں کیا شیطان آگیا تھا آج ہم ایک چھت کے نیچے ایک ہی بستر پر ساری رات نہ ساحل خود سوا نہ ہی مجھے سونے دیا۔

آخر ہم چار کی ساری حدیں پار کر گئے صبح ہوئی تو میں کسی سے آنکھیں نہیں ملا رہی تھی پھر میں ساحل سے کہا کہ ساحل اب ہم ایک دوسرے کے بہت ہی قریب ہو چکے ہیں تم ایسا کرو اپنے گھر والوں کو میرے گھر رشتہ لینے بھیجو ساحل بولا کہ ٹھیک ہے پھر میری چھٹیا ختم ہو گئیں اور میں نے کل واپس جانا تھا میں نے ساحل کو بھی بتایا لیکن اس کے آج تیور بدلے لگ رہے تھے۔

میں ساحل سے دور نہیں جانا چاہتی تھی مگر ساحل کو کوئی پرواہ نہ تھی نہ جانے ساحل ایسا روہ کیوں کر رہا تھا میں نے ساحل سے کہا کہ مجھے روکو گے نہیں تو کہتا نہیں یا تمہیں جانا ہو گا اور دیکھنا میں کتنی جلدی تمہیں دلہن بنا کولاؤں گا۔

بھرتہ آئیں آنکھیں تو اک بات کہوں جان
اب تم سے بچھڑنے کا امکان بہت ہے
پھر وہ دن بھی آگیا جب مجھے ساحل سے دور جانا پڑا سب لوگ مجھے اسٹیشن پہ بیٹھانے آئے تھے مگر ساحل نہ آیا بہت میسر نہ گئے مگر اس کا کوئی بھی جواب نہیں آیا پھر میں لاہور آگئی ماما۔ پاپا سے ملی کھانا کھایا

جولائی 2014

Digest.pk

سب کچھ ٹھوڑا

ہوں ہاں ساحل میں تیار ہوں پھر میں اٹھ کر اپنے ماما۔ پاپا کے کمرے میں آئی جو بہت گہری نیند سوئے ہوئے تھے میں ان کو دیکھ کر بہت روتی اور پھر میں گھر سے باہر نکل آئی اور ساحل کے پاس آئی اگلی صبح ہم اسلام آباد پہنچ گئے۔

ہم نے ایک ہوٹل میں ناشتہ کیا اور تھوڑی دیر بعد ہم ساحل کے گھر پہنچ گئے جب گھر داخل ہوئے تو اس کے گھر والوں نے مجھے دیکھ کر اس سے بولے کہ ساحل لے جاؤ اسے جو اپنے ماں باپ کی نہ بن سکی وہ تمہاری کیا بنے گی اگر تم اسے نہیں چھوڑ سکتے تو تمہاری آنے والی سل بھی ایسے ہی کرے گی ہم تمہیں اپنی جائیداد کے الگ کر دیں گے اور تم ہمارا مرا ہوا منہ دیکھو گے ساحل کو اور مجھے دھکے دے کر باہر نکال دیا میں روتی رہی۔

ساحل مجھے لے کر ایک کرائے کے مکان میں آگیا ہمیں ایک ہفتہ ہو گیا تھا مگر میں ساحل کے ساتھ بغیر نکاح کے رہ رہی تھی اور پھر ساحل بھی مجھ سے ٹھیک طرح سے بات نہیں کرتا تھا پھر ایک دن ساحل باہر کچھ سامان لینے گیا ایک لڑکی آئی اس کے ہاتھ میں لفافہ تھا دل یہ آپ کے نام ہے۔

جی میرے نام ہاں ساحل بھائی نے بھیجا ہے لیکن ساحل تو ابھی باہر گیا ہے لڑکی لفافہ دے کر چلی گئی میں نے اسے کھولا تو ایک لیٹر نکلا میں نے اسے پڑھنا شروع کیا جس پر لکھا تھا۔

پہلو دل مجھے معاف کر دینا میں نے تیرا دل توڑا ہے میں تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جا رہا ہوں دل میں اپنے والدین کو نہیں چھوڑ سکتا میں ہی تو ان کا سہارا ہوں ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا تم اپنے گھر واپس لوٹ جاؤ اور اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا آپ کا مجرم ساحل۔

میں یہ سب پڑھ کر بہت روتی اپنے آپ کو مارنے لگی نہیں ساحل نہیں تمہارے ساتھ نہیں کر

نے مجھے روتے ہوئے دیکھ لیا تھا میں نے ماما سے کچھ نہ چھپا سکی ماما کو سب کچھ بتایا ماما بولیں کہ بیٹی دل اگر ساحل کے گھر والے آئیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے میں بہت خوش ہوئی۔

میں نے ساحل سے بات اور کہا کہ میرے گھر والے مان گئے ہیں لیکن آج ساحل مجھ سے وہ کہہ گیا جو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی اس نے کہا ساحل جہاں تمہارے گھر والے نہیں وہاں رشتہ کر لو میں تم سے شادی نہیں کر سکتا میں یہ سن کر رونے لگی کہ پھر کیوں مجھے اپنے قریب کیا تھا جب دھوکہ دینا تھا کیا تمہیں مجھ سے پیار نہیں ہے کیوں میری زندگی برباد کر کے رکھ دی ہے لیکن ساحل فون بند کر چکا تھا۔

میں روتی رہی پھر کافی دن ساحل کا فون نہ آیا پھر میرے والدین نے میرا رشتہ تہہ کر دیا میری منگنی کر دی میں ساحل سے کہتی کہ ساحل پلیز مجھے مت چھوڑو میں تیرے بغیر مر جاؤں گی پھر ایک رات ایسی بھی آئی کہ جو مجھ سے میری ساری خوشیاں چھین کر لے گئی ساحل کی کال آئی اور کہا کہ دل میں آج رات بارہ بجے تمہیں لینے آؤں گا ہم کورٹ میرج کر لیں گے میں نے کہا کہ ایسے کیسے ہو سکتا ہے۔

دیکھو دل اگر تم نہ آئی تو میں کو دکشی کر لوں گا اور اگلی صبح تم میرا مرا ہوا منہ دیکھو گی اپنے گھر کے سامنے اور ساتھ ہی کال بند کر دی۔

میں یہ سن کر رونے لگی اے خدا تم نے مجھے کس مشکل میں ڈال دیا ہے یا مجھے کس بات کی سزا مل رہی ہے میں کیا کروں کہاں جاؤں ایک طرف میرے ماں باپ ہیں اور دوسری طرف میرا پیار میں اپنے والدین کو بھی نہیں چھوڑ سکتی اور ساحل کے بغیر بھی نہیں رہ سکتی بہت سوچنے کے بعد میں نے ساحل کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا رات بارہ بجے ساحل کی کال آئی بولو دل تیار ہو گیا۔

میں تمہارے گھر کے سامنے تمہارا انتظار کر رہا

والدین سے معافی مانگ لینا وہ ضرور تمہیں معاف کر دیں گے پھر ساری رات میری روتے ہوئے گزر گئی صبح ہوئی تو بابا جی نے مجھے اسٹیشن سے نکلنے کے لئے کہا اٹھایا اور واپس چلے گئے میں سارے راستے سوچتی رہی کہ پتہ نہیں میرے والدین مجھے معاف کر دیں گے یا نہیں جب میں گھر کی طرف بڑھی تو میرے محلے کے لوگ میرے گھر کے پاس جمع تھے اور رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔

میں نے جلدی سے سب سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے جب میں اندر گئی تو کفن میں چھپے چہرے ایک سے کپڑا اٹھایا تو میرے پاپا تھے دوسرے سے اٹھایا تو میری ماما تھیں۔

میں کبھی ماما کا چہرہ چوتی ہوں اور کبھی پاپا کا میں زور زور سے چیخ رہی تھی میں تو پاگل ہو گئی تھی ماما پلیز مجھے معاف کر دیں پاپا مجھے اکیلا چھوڑ کر مت جائیں مجھے اتنی بڑی سزا نہ دیں پاپا اٹھو آپ کے بغیر میرا کوئی نہیں ہے آپ کی اکلوتی لاڈلی بیٹی آپ کے پاس ہمیشہ کے لیے آگئی ہے آنکھیں کھولیں اے اللہ یہ میرے ساتھ کیا ہو گیا ہے ماما۔ پاپا آپ لوگ میری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتے تھے آج میں رو رہی ہوں مجھے گلے سے لگائیں میں بہت ٹوٹ چکی ہوں پاپا جس کے لیے میں آپ لوگوں کو چھوڑ کر گئی تھی اس نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے میں کبھی ماما کے منہ چومتی اور کبھی پاپا کے ہر پاپا مجھے کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ پھر میرے ماما۔ پاپا مجھ سے ہمیشہ کے لیے دور چلے گئے۔

اور لوگ انہیں منوں منی کے نیچے دبا کر آگئے میں روتی رہتی سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے میں گھر میں اکیلی رہ گئی۔

پھر میرے تایا جان نے میرا رشتہ اپنے بیٹے اسد کے لیے لے لیا اور شادی ہو گئی میں اسد کا بہت خیال رکھتی اسد بھی مجھے پیارا تھا لیکن میری ساس

سکتے تھے تم مجھے اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتے ساحل میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی تم نے میرے ارمانوں کا گلا گھونٹ دیا تم میری خواہشوں کے قاتل ہو تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے اگر تمہیں مجھ سے محبت تھی تو کیوں مجھے گھر سے قدم اٹھانے پر مجبور کیا کس منہ سے واپس جاؤں گی میں بھی تو اپنا گھریا والدین سب کچھ چھوڑ کر آئی تھی تم بے وفا ہو تم نے ساتھ بیٹھنے مرنے کی قسمیں کھائیں تمہیں کہاں گیا تیرا وہ پیارا تم صرف میرے جسم کے پیار سے تھے تم مطلبی تھے کاش میں تم پہ اتنا اعتبار نہ کر لی کاش میں اپنے گھر سے یہ قدم نہ اٹھاتی۔

میں روتی چلاتی اس گھر سے باہر نکل آئی میری تو دنیا اجڑ چکی تھی اتنے بڑے شہر کی سڑکوں پہ آگئی بھوک سے نڈھال تھی گرتی اور بھی خود کو سنبھالتی پاگلوں جیسا حال ہو گیا تھا بال بکھرے ہوئے تھے اور ایک جگہ فٹ پاتھ پہ آکر بیٹھ گئی مجھے میرے والدین بہت یاد آ رہے تھے میں مسلسل رونے جاری تھی دبیر کی سخت سردی سے جان نکل رہی رہی تھی پیروں میں جوتا بھی نہ تھا میں نے خود کشی کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور دریا کے کنارے کھڑی ہو گئی۔

میں جیسے ہی دریا میں چھلانگ لگانے لگی ایک بابا نے پیچھے سے میرا ہاتھ پکڑ لیا بیٹا یہ کیا کر رہی ہو بابا چھوڑ دو مجھے جانے دوسرے دو مجھے ایسی زندگی سے تو مرنا ہی اچھا ہے میں رونے جا رہی تھی کہ بابا نے میرے سر پہ ہاتھ رکھا اور کہا چلو میرے ساتھ میرے گھر بابا نے مجھے اپنے بارے میں بتایا میں اس کے ساتھ چلی گئی اس نے کھانا دیا پھر میں نے بابا کو اپنی داستان سنائی اور گڑ گڑا کہ روتی بابا اس دنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہے۔

بزرگ بابا نے میرے سر پہ ہاتھ رکھا اور مجھے واپس گھر جانے کو کہا نہیں بابا جی میں گھر کیسے جاؤں اپنے والدین کو کیا منہ دکھاؤں گی نہیں بیٹا اپنے

قارئین یہ قسمی دل کی کہانی کیسی لگی آپ کو اپنی رائے سے ضرور نوازے گا۔

آخر میں قارئین کے لیے جوڑ کیا اپنے گھر سے غلط قدم اٹھاتی ہیں ان کو میرا پیغام ہے کہ خدا را ایسا نہ کریں کہیں وہ نہ ہو کہ محسوم دل کی طرح روتی رہے اور اپنے والدین کے مقدس رشتے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھودیں۔

آخر میں جواب عرض کی پوری فیم کو سلام انشاء اللہ آئندہ بھی اک نئی کاوش کے ساتھ حاضر ہوں گی آپ کی دعاؤں کی طلبگار۔

پچھڑ کے مجھ سے میرے حبیب روٹھ جانا تو لوٹ آنا

ان وادیوں کی پہاڑ راتیں نہ کاٹ پانا تو لوٹ آنا

کون منائے گا تجھے اس پرانے دیس میں میرے سوا

یونہی کسی سے لڑائی جھگڑے میں روٹھ جانا تو لوٹ آنا.....

کبھی دل کی گہرائیوں سے چاہ کر تو دیکھو تیرے رستے کی دھول نہ بن جائیں تو کہنا

اس وقت کی دلیر پہ سونا کے نصیب
اس سکتے کے عالم میں رونا کے نصیب
انجم دل آئینوں کی طرح ٹوٹ جاتے ہیں
تینہ کو آنکھوں میں سونا کے نصیب
محمد خان انجم

تمہیں ہر وقت وہ گزرا زمانہ یاد آئے گا
نہ ہوں گے ہم تو ہنسنا ہنسا یا د آئے گا
پرانے جب کرتے گا کوئی تم سے بچا نہ ملے کے
تمہیں، اک اک اپنا ہاتھ آئے گا

میرے ساتھ بہت برا سلوک کرتی مجھے ہر چھوٹی چھوٹی باتوں پر طعنے دیتی مجھ سے لو کرائی جیسا سلوک کرتی سارا دن کام کرواتی سب کا بچا ہوا کھانا رات کو دیتی میں یہ ظلم برداشت کر لیتی ہوں کبھی اسد سے گلہ نہیں کیا میں ہر روز اپنے والدین کی تصویر کو دیکھ کر روتی رہتی ہوں کیوں کہ میرے پاس ساحل کی بے وفاگی ہے دن رات ستاتی ہے جس انسان کے لیے میں نے اپنا آپ تیار کیا اپنے والدین کو چھوڑا اس نے مجھے دھوکہ دیا آج سوچتی ہوں کہ کاش مجھے ساحل سے پیار نہ ہوتا میں اس کے لیے اپنے گھر سے یہ قدم نہ اٹھاتی جب یہ سوچتی ہوں تو آنسوؤں موتیوں کی شکل میں گرتے ہیں کاش میں اپنے آنے والے وقت کے بارے میں سوچ لیتی۔

آج پورے دو سال ہو گئے ہیں مجھے ساس اور نند کے طعنے سنتے ہوئے میرے لیے دعا کریں کہ خدا میری خوشیاں مجھے نصیب کرے۔

(۱) اے عشق تو نے تو رولا کے رکھ دیا
پوچھ میرے بچپن سے کتنی لاڈلی تھی میں۔

(۲) ہوا تو مجھے بھی کچھ نہیں
تھوڑے سے ارمان ٹوٹے ہیں
تھوڑے سے خواب بکھرے ہیں
تھوڑے سے لوگ پچھڑے ہیں
ہوا تو مجھے کچھ نہیں

تھوڑی سی نیندیں اڑ گئی ہیں
تھوڑی سی خوشیاں چھن گئی ہیں
تھوڑا سا بچپن گنوا یا ہے
ہوا تو مجھے کچھ نہیں

بس اپنا آپ گنوا یا ہے
آنکھوں کو بردتا سکھایا ہے
محبت کا سل پایا ہے
ہوا تو مجھے کچھ نہیں
کسی اپنے نے رولا یا ہے

زہر

تحریر: محمد خان انجم۔ 0347.6373135

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں ایک ایسی داستان آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں جیسے پڑھ کر آپ کی روح تک کانپ جائے گی ایک تلخ حقیقت کہانی جس کا نام میں نے۔ زہر۔ رکھا ہے۔ امید ہے سب کے دل میں اتر جائے گی اور اس پر عمل کر ایسی برائیاں جن سے ہماری نوجوان نسل کی زندگی تباہ و برباد ہو رہی ہے ان کو روک لو اور ان کو ایک نئی زندگی دو تاکہ وہ بھی اس دنیوی دنیا میں اپنی اچھائی پیش کر سکیں
ادارہ جواب عرض کی یا ایسی کوئی نظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹرز مددگار نہیں ہوگا۔

اپنے پیاروں کا دکھ اپنے سینے میں دفن کر کے خود بھی مٹی کی آغوش میں ہمیشہ کے لیے دفن ہو گئے۔

ہے کوئی میرے سوالوں کا جواب دینے والا
خدا را مجھے بتائیے یہ زہر کس انسان سوچ کر تخلیق کر دیا
ہے۔ جواب عرض کے اوراق کو بغور مطالعہ کرنے والوں کروڑوں قارئین میں سے کون بولے گا کوئی نہیں کوئی نہیں مجھے اس قاتل زہر کا سوراخ چاہئے یہ زہر کدھر سے آتا ہے کیوں آتا ہے کیسے آتا ہے ہمارے قائد کے خیالوں کی رنگوں میں کون یہ زہر اتارتا ہے اور کیوں اتارتا ہے۔

کچھ تو بولو یا رو کچھ تو کہو چند ماہ پہلے اپنے گاؤں سے کسی کام کے سلسلے میں لدھے والے دیہات پور جانا پڑا اکثر ہی شہر کا چکر لگتا تھا میرا چونکہ الیکٹرونکس کا کام ہے سامان وغیرہ لینے کیلئے دوسرے تیسرے دن شہر جانا پڑتا ہے مجھے اس دن میرا مطلوبہ سامان دیہات پور سے منسلک کام میں نے کوچ کے ذریعے اوکاڑہ شہر روانہ ہو گیا کیوں کہ وہ ہمارا ضلع ہے اور کافی بڑا ہے مین ملتان روڈ اب واقع کافی ترقی کر چکا تھا۔

کو انسانی ڈھانچے میں ریڑ کی ہڈی کی تخلیق حیثیت حاصل ہے۔

دنیا کی پیڑائز ہو گئی ہے لیکن ریوٹ انسان کے ہاتھ میں ہی ہے۔
ضرورت ایجاد اور تخلیق کی ماں ہے تو واقع ہی ہے لیکن بعض ضرورتیں ہم نے ایسی مرتب کر ڈالی ہیں جو اس چاروں کی زندگی کو چار گھنٹوں میں تبدیل کر دیتی ہیں انسان خود رب کائنات کی اہول الفضل و اعلیٰ اور پاکیزہ تخلیق ہے۔

مگر انسوس صدا انسوس آج کا انسان بے راہ روی کا اتنا گردیدہ و چکا ہے کہ ہم ایسے سوچ بھی نہیں سکتے کہ ہم ایک مہذب معاشرے کا قیام بھی عمل میں لائیں گے انسانی خون کا ایک قطرہ کروڑوں اربوں روپے سے بھی بالاتر ہے لیکن واہ رے انسان تم نے اس خون میں وہ زہر اٹھیل دیا ہے جس نے اس خون کا ہر کوڑی کے بھاؤ سے بھی کم تر کر ڈالا ہے اے اشرف المخلوقات میرا قلم رد و کرتم سے سوال کر رہا ہے میری نم آنکھیں ان باؤں کے تخت جگر دیکھ رہی ہے جو

جولائی 2014

Digest.pk

زہر



ہیں اب تو ہا انہیں بھی بازار میں بھیک مانگنے بھیجے لگا ہے اس کو پتے ہوئے پندرہ سال ہو گئے ہیں اب وہ چل پھر نہیں سکتا اس لیے وہ گھر میں ہی رہتا ہے۔

کیا تم یہ زہر چھوڑ نہیں سکتے۔ نہیں باؤ جی اب تو ایک گھنٹہ بڑی نہ ملے تو بدن نوشتا ہے کیا تم کو اپنی چھوٹی بہنوں کا بھی ذرا خیال نہیں آتا جب وہ بڑی ہوگی تو ان کا مستقبل کیا ہوگا آج کل لوگ قابل بھروسہ نہیں رہے کیا تمہاری غیرت گوارہ کر لے گی جب وہ بچیاں جوان ہو کر مانگیں گی۔

باؤ جی یہ بھی پتہ ہے لیکن اس عادت نے مجھے بالکل ناکارہ کر دیا ہے اب میں کوئی اور کام نہیں کر سکتا اچھا تم ایسا کرو مجھے اپنے باپ کے پاس لے چلو میں اسے کہوں گا کہ جاکو کو کوئی کام سیکھنے دو میں تمہارا علاج بھی کرواؤں گا تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے اور یہ زہر بھی پینا چھوڑ دو گے۔ ناں بابا۔ ناں۔ ابا مجھے بہت مارے گا اور تمکو بھی برا بھلا کہے گا۔

نہیں جکو یار مجھے تم اپنے گھر لے چلو تمہارا ابا کچھ بھی نہیں کہے گا میں اس کو سنجال لوں گا وہ خوف زدہ ہوا لیکن میں نے کہا یہ دیکھو میں پاس کتنے ہزاروں روپے کے نوٹ ہیں میں سب تمہارے ہا کو دوں گا۔

میں نے لالچ دیا تا کہ وہ کھل کر پاؤڈر خریدے اور جی بھر کے چیتا رہے اور تم کو میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا اتھے کپڑے لے کر دوں گا اور یہی اپنے والا الیکٹرونکس کا کام بھی سکھاؤں گا پیسوں کے لالچ میں آ کر وہ مجھے اپنے گھر لے جانے پر رضامند ہو گیا بس شاپ سے نہر کا پل تقریباً دو کلو میٹر تھا میں نے اسے آتور کٹے میں بٹھایا تو لوگ مجھے عجیب و غریب نظروں سے دیکھنے لگے۔

لیکن میں کسی کی بھی پروا نہ کئے بغیر جکو کے گھر کی طرف بڑھ رہا تھا ہم نے ریلوے لائن کا پھاٹک کراس کیا تو لائن کے ساتھ ساتھ چلنے لگے تھوڑی دور

بہیں لاہور ریٹ پر ہمارا سامان با آسانی مل جاتا ہے سردی شدید تھی میں اوکاڑہ شاپ پہ اترا رکش میں بیٹھنے ہی والا تھا کہ ایک تقریباً پچیس سالہ لڑکا جوان لاشی پر چلتے ہوئے میرے سامنے آ کر روکا۔

اللہ کے نام پر دے جا بابو۔ اللہ تیرے سارے کام آسان کر دے گا میں نے سر سے لیکر پاؤں تک اس کا بخور جائزہ لیا اس کے باقی جسم کی نسبت اس کے ہونٹوں کا رنگ عجیب تھا جیسے بھابھری کے نشان ہوتے ہیں ابھی وہ ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا کہ قریب سے ایک اور لڑکا گزرا اور اپنی آواز میں بولا باؤ جی یہ پیتا ہے اس کو کچھ مت دیجئے گا۔

کیا پیتا ہے۔ میں نے اس سے سوال کر ڈالا باؤ جی پاؤڈر باؤ جی بیرون اور اب تو یہ شیشہ بھی پینے لگا ہے مجھے قدر غصہ بھی آیا لیکن میں نے بڑے حوصلے کیساتھ اس مانگنے والے کو ایک سائیڈ پر بلایا اس سے کچھ پوچھا شروع کر دیا۔

تمہارا نام کیا ہے۔ وہ حیرت سے مجھے دیکھے جا رہا تھا اپنا نام بتاؤ شاباش میں تم کو بہت سارے پیسے دوں گا اچانک اس کے لبوں نے حرکت کی۔ جکو۔ یہ کیا نام ہوا پورا نام بتاؤ۔ جکیر۔ یعنی جہانگیر ادھر شہر میں ہی رہتے ہو۔ ہاں۔۔۔ کون سی جگہ گھر ہے تمہارا۔ وہ نہر والی پل ہے ناں ادھر ہی رہتا ہوں کیوں پیتے ہو یہ زہر۔ باؤ جی یاروں بلیوں دوستوں نے لگا دیا تھا۔ کتنے بہن بھائی ہو۔ ماں باپ کیا کرتے ہیں وہ جی ماں تو مر چکی ہے اور میں اکیلا ہی ہوں چھوٹی چار بہنیں ہیں اور باپ بھی چیتا ہے میں سارا دن مانگتا ہوں کوئی دس روپے دیتا ہے کوئی پانچ اور کوئی زیادہ بھی دیتا ہے۔

جب کھانے کا ٹائم ہوتا ہے مختلف ہوٹلوں سے بچا کچا کھانا لے جاتا ہوں وہی کھا لیتے ہیں۔ اور تمہاری بہنیں کیا کرتی ہیں جی وہ ابھی چھوٹی ہیں ایک بارہ سال کی ہے اور کوئی آٹھ سات اور پانچ سال کی

مجھے ایک جھونپڑی سی نظر آئی جس طرح عام خانہ بدوش کی رہائش ہوتی ہے ہم دونو چلتے چلتے جھونپڑی کے پاس پہنچ چکے تھے۔

جس میں نے اس جھونپڑی کا جائزہ لیا تو اندر ایک یورہا شخص جو بڈیوں کا ڈھانچا زیادہ اور انسان کم نظر آتا تھا مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا اس کے ہونٹ بھی جگو کی طرح تھے شاید یہ زہری ایسا ہے اس نے بڑی مشکل سے لبوں کو حرکت دی جگو یہ باؤ کون ہے اور ادھر کس طرح آیا ہے۔

اسلام علیکم بابا جی۔۔۔ والیکم اسلام۔ کون ہے تو میں جگو کا دوست ہوں دوست۔ ہاں دوست۔ کیا تو بھی پیتا ہے۔ نہیں۔۔۔ پھر ادھر کیا لینے آیا ہے۔ میں اسے پہچانا چاہتا ہوں بابا جی۔ ناں۔۔۔ ناں۔۔۔ ناں۔۔۔ ناں۔۔۔ باؤ جی اسے اور مجھے ایک گھنٹہ پڑی نہ ملے تو ہم تڑپ تڑپ کر مرجائیں گے جا تو اپنا راستہ ٹاپ۔ اور اسے دھندہ کرنے دے جا۔۔۔ جا۔۔۔ جا۔۔۔ اتنے میں دو بچیاں بھی اسی جھونپڑی میں آگئیں ننگے پاؤں مٹی سے گندے الجھے بال اور کسی سے مانگ کر ذیبتن کیے ہوئے کپڑے جو ان کے جسم کو آدھا ڈھانپ رہے تھے۔

ابلی دل اور اہل قلم ان بچیوں کی حالت دیکھ کر تڑپ تو جائیں گے مگر ان کا باپ کسی وحشی دہندے کی طرح ان کو ڈانٹنے لگا حرام زاد یو آج پھر خالی ہاتھ آگئیں تو کیا سارا شہر آج بھوک ہی سو گیا تھا جو تمہارے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔

دونوں بچیاں ڈر اور خوف کے ماحول میں گئیں ان کی آواز نہیں نکل رہی تھی اتنی شدید سردی میں ٹھنڈی دونوں بچیاں ظالم باپ کے انسانیت سوز رویے صرف رونہ سکیں میرے اندر کے انسان نے جیسے سر۔۔۔ پاؤں تک جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا میرا دل چاہتا تھا کہ جگو کو بھی اور ان ننھی کیوں کو بھی اس سنگدل انسان سے خرید کر لے جاؤں چاہے مجھے اپنا آپ بھی

فروخت کرنا پڑے۔ بابا جی یہ تو قلم ہے ان کا کیا قصور اگر ان کو خیرات وغیرہ نہیں ملی تو یہ لو ہزار کا نوٹ اور جگو جا کر ہوٹل سے کھانا لے کر آؤ اور میں نے آگے بڑھ کر دونوں بچیوں کے سر پر پیار دیا تو وہ دونوں دھاڑیں مار مار کر رونے لگیں۔

بیت حوا کی یہ ننھی کوئلیں مجھے اپنی بہنوں جیسی لگ رہی تھیں نا جانے دوسری دونوں کہاں تھیں۔

وقت کے بہتے ہوئے ظالم دھارے نے انہیں ماں کی مست سے پہلے ہی دور کر دیا تھا ورنہ شاید آج ان کا یہ حال نہ ہوتا بڑی بڑی روح فرسا داستانیں جنم لیتی ہیں دیکھی بھی اور ان کو قلم بند بھی کیا لیکن آج مجھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے میں بھی جگو اور ان دونوں بچیوں کا قوی مجرم ہوں ہم تو اس قوم کے ہیرو تھے ہماری رگوں میں بھی نسل آدم کا لہو تھا مگر آج ہم خود ہی اپنے ہاتھوں سے اس خون میں یہ زہر مار رہے ہیں کہیں پڑیوں کی صورت تو کہیں انجکشن میں ڈال کر اپنی رگوں میں پیوست کر رہے ہیں۔

کیوں آخر کیوں۔ میری آنکھیں برسنے لگیں نجانے کتنی ہی دیر میں وہاں کھڑا اپنے ضمیر کو ملامت کرتا رہا چانک مجھے جگو نے آواز دی کہ باؤ جی آ جاؤ آپ بھی کھانا کھا لو وہ شاید آج کتنے دنوں بعد کتنے سالوں بعد ایسا کھانا دیکھ رہا تھا۔

نہیں یار جگو تم لوگ کھا لو تمہیں سخت بھوک لگی ہوئی ہے اور اپنی بہنوں کو بھی اور اپنے باپ کو بھی دو۔

اے رزاق اپنے رزق کی تقسیم دیکھ لے

تھپک کے ماں نے لال کو بھوک سلا دیا

وہ بوڑھا مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا اچانک بولا چل اوے بابو اپنی راہ پکڑ۔ ان کو ہزاروں کے نوٹ نہ دکھا ورنہ یہ دھند انہیں کریں گے تو کتنے ہزار ہم کو دے سکتا ہے۔

بابا جی تم سب لوگ میرے ساتھ چلو میں تم سب کا خرچہ اٹھاؤں گا میرے پاس اللہ کا واسطہ ہے کچھ

اب مان جائے گا بالانکہ اس دن مجھے کوئی اور کام نہیں تھا صرف ان لوگوں کی خاطر اسٹیشن چار ہاتھ جب میں رکشے سے نہر کے پاس اترا تو پیدل ہی خیمے کی طرف جانے لگا میری نظر دور دور تک گئی لیکن مجھے خیمہ نظر نہ آیا میں شدید پریشانی کے عالم میں اس مطلوبہ جگہ پر پہنچا لیکن وہاں خیمے کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔

تھوڑا آگے چلا تو دو لڑکے کوڑے کے ڈھیر سے کھراچن رہے تھے ان سے پوچھا کہ کچھ دن پہلے یہاں ایک خیمہ تھا ان لوگوں کا کچھ پتہ ہے وہ کدھر گئے ہیں۔

باؤ جی وہ جو جگہ کو خیمہ تھا۔ اس کی بات کر رہے ہو۔ ہاں ہاں وہی جگہ جگہ کا خیمہ باؤ جی آج سے دس دن پہلے جگہ کا باپ زیادہ پینے کی وجہ سے مر گیا تھا اس کے بعد جگہ اور اس کی بہنوں کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ لوگ کدھر ہیں۔

اومانی گارڈ۔ میرے سارے خواب ٹوٹ گئے پھر میں نے سارا دن پورے اوکاڑہ شہر کی خاک چھان ماری مگر مجھے جگہ نہ مل سکا شام کو ماپوس اپنے گاؤں لوٹ آیا ایک بار پھر میری اور نصیر کی جنگ شروع ہو گئی کبھی سوچتا میں مزید اس کے باپ کی منت سماجت کر لیتا اس دن تو اس کی جو زندگی تھی وہی تھی جگہ اور ان معصوم بچیوں کا تو کچھ بین جاتا۔

اب جگہ کا پتہ نہیں کیا حال ہوگا سوچتا اگر اس دن میں اسے اپنا ایڈریس دے آتا تو ہو سکتا تھا جگہ باپ مرنے کے بعد سیدھا میرے پاس آ جاتا بہر حال اب کیا ہو سکتا تھا میں نے تو اپنا فرض نبھانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ان کی لوگوں کی قسمت۔ شہر شہر جا کر جگہ کو تلاش کرتا رہا کہ کبھی نہ کبھی کہیں نہ کہیں تو ضرور ملے گا مجھے فسوس اس بات کا ہے کہ ہم کب بدلیں گے کیوں کہ خدا بھی اس قوم کی حالت بدلتا ہے جو قوم اپنی تقدیر خود بدلتا چاہتی ہے۔

خدا بھی اس قوم کی حالت کو نہیں بدلتا ۔

میں جگہ کو اپنا شمار دو بناؤں گا بلکہ اپنا چھوٹا بھائی بنا کر رکھوں گا لیکن ان معصوم کلیوں کو مت رولو جو ان جہان جگہ ابھی تو یہ سب چھوڑ دے گا لیکن پانچ دس سال اور پیتا رہا تو تمہاری طرح یہ بھی چار پانی پر بیٹھ جائے گا آج اس کے سدھرنے کے دن ابھی پانی ہیں میں اسے عزت دوں گا نام دوں گا یہ کل کو جگہ نہیں رہے گا بلکہ الیکٹرونکس کے نام سے جانا جائے گا یہ اپنی بہنوں کی شادیاں بھی کرے گا نہ بد دعا میں لو ان چھوٹی چھوٹی بچیوں کی۔ بابا جی۔ ماں۔ باؤ۔ ناں۔ تم ہمارا دھندا خراب کرو گے کوئی کسی کو نہیں کھلاتا ہمیں نہیں چاہیں تمہارے دس ہزار جا چلا جا۔

اچھا جگہ تم میرے ساتھ جاؤ گے جگہ نے ایک نظر اپنے ظالم باپ پر ماری اور سہم سا گیا مجھے کوئی جواب نہ دے۔ کا مان جاؤ بابا جی اور تم سب لوگ میرے ساتھ چلو۔ اچھا باؤ تم ابھی جاؤ میں ادھر ہی ہوں میری باقی دو بیٹیاں آتی ہیں تو میں ان سے بھی پوچھوں گا اگر سب کا مشورہ ہوا تو ہم سب تیرے ساتھ ضرور جائیں گے۔

میرا نصیر تو مطمئن نہیں تھا لیکن اس امید پر کہ شاید میری اتنی سی ہمت ان معصوم کلیوں کا مستقبل سنوار دے میں نے آخری نظر سب پر ڈالی جگہ سے ہاتھ ملایا اور ان دونوں بچیوں کے سر پر پیار دیا اور وہاں سے اس امید کے ساتھ لوٹ کر شہر اپنا سامان لینے کے بعد گھر چلا گیا۔

کچھ دن میں نے دوبارہ ادھر آؤں گا تو یہ سب لوگ میرے ساتھ جانے پر تیار ہو جائیں گے جگہ کی آنکھوں میں میں نے کافی امید دیکھی تھی وہ میرے ساتھ آنا چاہتا تھا لیکن باپ کا فیصلہ کرنے پر رک گیا میں شام کو اپنا سامان لے کر اپنے گاؤں واپس آ گیا کام میں کچھ زیادہ ہی بڑی رہا۔

دو ہفتے بعد مجھے یاد آیا تو میں ان لوگوں کا معلوم کرنے اوکاڑہ چلا گیا مجھے بڑی امید تھی کہ جگہ کا باپ

PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

کے سامنے زبان سے اظہار کرنا
صرف لفظوں کو ضائع کرنا ہے
.....ملک علی رضا

محبت
بھولی بسری یادوں کو ہم پھر سے
یاد کرنے لگے ہیں
فونی ہوئی راہوں پہ ہم پھر سے
چلنے لگے ہیں
تیرے ملنے کی خوشی میں جان
جاں
گرتے گرتے سنہلنے لگے ہیں
زندگی بوجھ ٹکنے لگی تیرے سین
دیکھ تیرے پیار میں ہم مرنے
لگے ہیں
کرتے ہیں تم سے اقرار محبت
محبت ہاں محبت تم سے کرنے لگے
ہیں

.....عابدہ رانی گوجرانوالہ
اقوال ذریں
ہم تم میں سے بہت وہ ہے جس
سے اس بات کا اطمینان ہو کہ وہ
برائی نہیں کرے گا
ہم اعمال کا اعتبار نیتوں کے
مطابق ہوتا ہے
ہم تمہارے اعمال ہی تمہارے
حاکم ہیں

ہم جو اللہ اور اس کے رسول پر
ایمان رکھتا ہوں اس سے کہہ دو کہ

اسی وقت لاش ایک بڑی سی
ایسبولٹس میں آگئی سردار انس کر
بولا
لوہو سو، کنی لی عراے مرحوم دی
.....شاہد اقبال چٹوکی

لڑکیوں کے ٹاپ جھوٹ
اے مجھے تم سے بہت قی محبت ہے
(جھوٹی)

۲۔ تم میری زندگی کی پہلی اور آخری
پسند ہو
(استغفار)

۳۔ موبائل فون سائیلٹ پر تھا جانی
(توبہ لڑکی کا فون وہ بھی سٹیلٹ پر
۴۔ ہماری شادی ضرور ہوگی
(خواب میں)

۵۔ تمہارے والدین میرے
والدین ہیں جان
(شادی سے پہلے)

۶۔ اگر تم نے مجھے سے شادی نہ کی
تو میں کنواری ہی بیٹھی رہوں گی
(ایک باونک)
۷۔ اگر تم نہ ملے تو میں مرجاؤں گی
(کسی اور پر)

.....امداد علی عرف ندیم عباس

جو تمہاری خاموشی سے تمہاری
تکلیف کا اندازہ نہ کر سکے اس

اچھی باتیں
☆ سب سے زیادہ عقل مند وہ
فحش ہے جو اچھی طرح اپنی بات
کو ثابت کر سکے
☆ علم ایک ایسی چیز ہے جو کبھی
بڑھی نہیں ہوتی
☆ دل ایک آئینہ ہے اگر وہ برائی
سے پاک ہے تو اس میں خدا نظر
آتا ہے
☆ ماں باپ کی طرف سے
دیکھنا بھی ایک عبادت ہے
☆ غم اور انسان جڑواں پیدا
ہوتے ہیں
☆ کسی کا دل نہ دکھا تو بھی دل
رکھتا ہے
☆ کسی کو نصیحت نہ کر کیوں کہ بے
وقوف سنتا نہیں اور عقل مند کو اس
کی ضرورت نہیں ہے
☆ جوانی کے دھوکے پہ ناچا کیوں
کہ بوڑھا ہونے سے پہلے بھی کئی
جوان گزر چکے ہیں
☆ آخرت کا کام آج کر دنیا کا
کام کل
.....محمد اعجاز احمد محسن
لطیفہ

سردار کا پڑوسی مرد یا سردار ان کے
گھر گیا اور پوچھا لاش آگنی اتفاقاً

جلال عرض 198
Digest.pk

گلدستہ

پڑوسی کی تکریم کیا کرے
ہم جو شخص دولت کے جتنا قریب
ہوتا ہے اللہ اس سے اتنا ہی دور ہو
جاتا ہے

..... برینا محمود قریشی

لطیفہ
ایک آدمی ک کو رخ پڑھتا تھا ایک
دن اس کا گزر کسی قبرستان سے ہوا
اچانک اسے قبر سے ٹھوکر لگی تو
کہنے لگا مجھے کیا قبر تھی کہ یہاں
خبریں ہی خبریں ہیں

..... ایم عمر فاروق چانڈیو

بے زبان لفظ

کچھ لفظ ہیں بے مذاں سے
کچھ راستے ہیں اتجان سے
کچھ دھڑکنیں ہیں بے چین کی
کچھ خیالات ہیں عجیب سے کچھ
انجھنیں ہیں دل کی کچھ جھگڑے

ہیں نصیب کے
کچھ ریشمیں ہیں تم سے
کچھ شکوے ہیں تقدیر سے
کچھ اپنوں نے زخم دیئے
کچھ تقدیر بھی تھے غریب سے
کچھ تیری محبت ہم کو لے بیٹھی
کچھ ہم بھی ٹھہرے بد نصیب سے
..... عابدہ رانی گوجرانوالہ

اچھی بات

ایک آدمی نے ٹوٹے ہوئے پھول
سے پوچھا کہ جب تمہیں توڑا گیا
تو تمہیں دکھ نہ ہوا تھا پھول نے
ایک خوبصورت جواب دیا جب

میں نے توڑنے والے کی خوشی
دیکھی تو میں اپنا دکھ بھول گیا

..... محمد آصف دکھی

اچھی باتیں

ہم اپنا کردار عظیم بنان چاہتے ہو
تو پہلے اپنا اخلاق اچھا بناؤ
ہم اگر آپ برف کی طرح صاف
شفاف ہو تو بھی تہمت سے نہیں
بچ سکتے

ہم اسان کی عقل پر کوئی چیز بیٹھ
جائے آسانی سے نہیں اترتی

محمد آصف دکھی

.....
ایک سردار اپنے بیمار بھائی کو مار رہا
تھا کسی نے پوچھا کیوں مار رہے ہو
اس نے کہا اگر یہ دوائی نہ کھائے تو
اسے مار کے کھانا

..... محمد آصف دکھی

28 مئی کو شب معراج 16 جون کو
شب برات 1 جولائی کو رمضان
سے 2 اگست کو عید الفطر ہے اور
16 اکتوبر کو عید اشنی ہے آپ سب کو
مبار ہو اللہ سے دعا ہے کہ یہ
خوشیوں کے دن سب کو نصیب
فرمائے آمین، یاد رکھنا سب سے
پہلے میں نے دس کیا ہے آپ
سب کو..... شاہد اقبال چوکی

غزل

اکثر چوٹ کھاتی ہے محبت

مسکراتی ہے

اپنا گھر لٹاتی ہے محبت

مسکراتی ہے
زمانے کی اذیت سے اگر دو

چار ہوں بھی تو

محبت مٹھاتی ہے محبت

مسکراتی ہے

اپنی بے وفائی کا اثر تم بھی
ذرا دیکھو

محبت بڑھتی جاتی ہے محبت

مسکراتی ہے

کبھی ہنسنا کبھی رونا کبھی پانا
کبھی کھونا

کیا کیا رنگ دیکھاتی ہے

محبت مسکراتی ہے

کبھی مسکان ہونٹوں کی

کبھی تحریر آنکھوں کی

جب بھی یاد آتی ہے محبت

مسکراتی ہے

درد و غم کی طغیانی شہر و دل

میں ہے لیکن

پر دکھ کو چھپاتی ہے محبت

مسکراتی ہے

دسمبر کی بارش اور بخ بستہ

ہواؤں میں

من میرا جلاتی ہے محبت

مسکراتی ہے

کبھی دیکھی جو بھولے سے

تیری تصویر بچپن کی

غم جہراں بڑھاتی ہے محبت

مسکراتی ہے

سیدہ جیا

عباس - مرالی تالہ کنگ

Digest.pk

جوانی 199

گلدستہ

عابدہ رانی کی ڈائری

آنسو پلوں کا بندھن توڑ کر
ٹٹکے تو بے تاب ہیں دل بے
اختیار ہو رہا ہے سانسیں بھی
سی ہیں زندگی جینے کا مقصد ختم ہوتا
جا رہا ہے راستہ بہت دشوار ہے
منزل کا گھنٹوں دور دور تک نام و
نشان نہیں پاؤں لڑکھڑاہے ہیں
اندرا اندھیاں چل رہی ہیں زندگی
میں تیرا ساتھ تھا تو ہر سو رونگٹا بھی ہر
طرف بہا رہی سب کچھ اچھا لگتا تھا
کوئی بھی دکھ نہیں تھا۔ لیکن جب
سے تم گئے ہو تو سب کچھ ختم ہو گیا
ہر سوا داسی سی چھائی ہوئی ہے ہر
چیز بے رونق ہوئی ہے تم تو شاید
بھولے سے بھی مجھے یاد نہ کرو لیکن
تم کیا جانو کہ کوئی تیرے بن کتنا
اداس ہے تیری آواز سے مجھے کتنا
پیار تھا ایک ایک پل گن کر گزارتی
تھی لگتا ایسے تھا جیسے تیرے بن
کبھی بھی جی نہیں پاؤں گی تیرا اتنا
پیار اتنی جلدی ختم ہو گیا بہت جلد
ٹکال دیا مجھے اپنے دل سے شاید تم
تو بھول بھی چکے ہو کتنی بڑی غلطی
کی ہے میں نے تم پر اختیار کیا تم
سے پیار کیا اس میں میرا بھی کوئی
قصور نہیں تھا پیار تو خود بخود
ہو جاتا ہے شاید جو حسرت تھی وہ

پوری ہو گئی تھی اتنا چاہنے والا جو مل
گیا تھا لیکن پھر پچھڑ بھی گیا ہمیشہ
کے لیے مجھے اکیلا چھوڑ گیا۔ ان
ظالموں کے پاس۔

زندگی میں انسان کیا کیا
کھوتا ہے اور کیا کیا پاتا ہے اس
بات کا اندازہ بہت آگے جا کر
ہو جاتا ہے میں اپنے قیمتی رشتوں
کو کھونے کے ڈر سے ان کے ہر
حکم پرست تسلیم ختم کرتے رہی
لیکن آج پہلے کئے گئے فیصلے پر
پچھتا رہی ہوں کہ میں نے اپنی
زندگی داؤ پر لگا دی میں نے قیم
بچوں کو ماں کا پیار دینے کی فرض
سے اپنی زندگی کا مقصد ہی کھو دیا
آج تک سب کچھ پاس ہے لیکن
جو جا رہا تھا جو نہ مل سکا اس کی آرزو
اس کی خواہش بھی دل سے آج
تک نہیں مٹ سکی شاید وہ بھی مٹ
جاتی اگر ان کی طرف سے توجہ اپنا
ہونے کا احساس اپنی قربانی کا
صلہ مل جاتا تو شاید آج اس سوڑ
پر نہ ہوتی لیکن آج کل کون ماننا
ہے قربانیوں کو کون جانتا ہے کسی
کے ارمانوں کو کیوں نہیں کوئی کسی
کے بارے میں سوچتا میرا یہ لکھا
لکھانا بھی میری شاعری کرنا بھی
ان لوگوں کو برا لگتا ہے کیوں نہیں

یہ سوچتے آخر میری بھی تو کوئی
زندگی ہے مجھے بھی اپنی مرضی سے
گزارنے کا پورا حق ہے
کیوں نہیں یہ لوگ سوچتے۔

عابدہ رانی گوجرانوالہ

آصف رحیمی کی ڈائری

بہت تکلیف دہی ہے جب
کوئی اپنا دکھ دیتا ہے مجھے تو سب
نے ڈسا ہے کس کس کا نام لوں
بس زبان پر قفل لگائے پھرتا ہوں
چھوٹی چھوٹی بات پر آنسو نکل
آتے ہیں دل زخمی ہو گیا ہے کہ
چھوٹی سے چھوٹی بات بھی دل کو
زخمی کر دیتی ہے میرے آنسو مجھ
سے یہ شکایت کرتے ہیں کہ یار
ہمیں بنا دستک دئے کیوں بلاتے
ہو ان کو یہ کیسے بتاؤں کہ یہ دل
اب کوئی دکھ سننے کے قابل نہیں رہا
یہ دنیا بھی کیسی دنیا ہے۔ بھائی
بھائی کے خون کا پیاسا بن گیا ہے
جائیداد کے لیے ایک دوسرے کے
ایسے دشمن بن گئے ہیں جیسے اپنی
ماں کی ایک ہی کھوکھ سے نہ جہنم لیا
ہو ویسے میں دل خون کے آنسو
روتا ہے جب میں ولقعات
سنتا ہوں جسم کا نبھتا ہے کہ ان
لوگوں نے دنیا کو گمراہ سمجھ رکھا ہے
انہیں قیامت نظر نہیں آتی ہے یہ

جولائی 2014

جواب 2011

میری زندگی کی ڈائری

Digest.pk

بات نہیں کرنا چاہتی پھر میں ٹوٹے ہوئے دل سے واپس آ گیا میری دعا ہے جہاں رہو خوش رہو آمین

عافیہ علی کی ڈائری

آئی ایس۔ مجھے محسوس لوگ بہت پسند ہیں تم بھی بہت محسوس ہو اس لیے میں تم سے حد سے زیادہ پیار کرتی ہوں مگر آئی ایس مجھے تمہاری خاموشی سے بہت ڈر لگتا ہے میں تمہیں ہر بار لیٹر لکھتی ہوں مگر تم جواب دینا بھی گوارہ نہیں کرتی میں ہر بار لکھتے ہوئے سوچتی ہوں کہ تم جواب دو گی یا نہیں کیا بات تم کو اچھی لگے گی میں ہر بار یہ سوچتی ہوں کہ تم دو دن بعد ہی میرے لیٹر کا جواب دو گی مگر سوچ سوچ ہی رہ جاتی ہے آئی ایس مجھے بہت دکھ ہوا کہ تم نے ایک لفظ بھی نہیں لکھا کاش تم یہ ہی کر دیتی کہ عافی اللہ باجی سجد یہ کو صبر دے آمین۔ دوست ہو نہیں ہوتا جو خوشی میں شامل ہو بلکہ دوست ہوئے جو غموں میں بھی شامل ہو آئی ایس کوئی میں تو دشمن بھی شامل ہو جاتے ہیں مگر غموں میں ہی دوستوں اور دشمن کی پہچان ہوتی ہے آئی اسی تم دونوں نے کیوں کیا یہ سب میرے ساتھ کاش تم ایک لفظ ہی کہہ دیتی کاش کاش۔

کے لیے آ رہا تھا اور آپ نے کہا تھا کہ آپ میرے کزن ہو میں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے لیکن میں نے یہ کہا تھا کہ میں آپ کو کیسے پہچان پاؤں گا تو آپ نے کہا تھا کہ میں سفید ٹکڑے کے یونیفارم میں ہوگی اور ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ میرے دائیں بازو کی کلائی میں سفید رنگ کی داغ ہوگی اور میں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے یعنی آپ نے مجھے اپنی پہچان کروائی میں سب سمجھ گیا میں نے بھی بتایا کہ میں بلیک سوٹ میں ہوں پھر میں آپ کے بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ گیا اور میں نے آپ کو ایس ایم ایس کیا اور نے کہا میں نیچے آرہی ہوں جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے اسے پہچان لیا تھا کیوں کہ اس کے ہاتھ میں داغ تھی پھر مجھے روم میں لے گئی آدھے گھنٹے کی ملاقات ہوئی کوئڈرنگ پیا میں اپنے آپ کو دنیا کا سب سے خوش قسمت انسان سمجھ رہا تھا پھر نجانے آپ کو کیا ہوا آپ اچانک بدل گئی میرا تصور کیا تھا میں نے کیا غلطی کی تھی جو مجھے اس طرح چھوڑ دیا اس کے بعد آپ نے مجھ سے رابطہ ہی ختم کر لیا پھر دو ہی ملاقات ہوئی جب اس کی ایمر جنسی ڈھولی تھی میں نے پوچھا کہ میڈیکل کے کون سے دو ڈے ہوتے ہیں اس نے کہا پتہ نہیں میں تم سے

لوگ دولت کو ہی اپنا خدا مان بیٹھے ہیں میں ہاتھ جوڑ کر اپیل کرتا ہوں ان دوستوں سے جو دولت کے لیے جان کی بازی لگا دیتے ہیں نہ ماں کا خیال رکھتے ہیں اور نہ باپ کا احترام کرتے ہیں جنہوں نے کتنی شفقت سے ان کو پال پوس کر بڑا کیا بھائی کا احترام کریں جس نے ایک ہی کوکھ سے جنم لیا ہے بچپن میں ایک ساتھ کھیلے ہیں میں تو اپنی زندگی سے ویسے ہی خفا ہوں بس رب سے یہی دعا کرتا ہوں کہ میری وجہ سے کسی کا دل نہ ٹوٹے کیونکہ سانس کی دوڑی کا کوئی پتہ نہیں کہ کب کٹ جائے امید ہے کہ میری باتوں پر عمل کریں گے۔

محمد آصف دہی شجاع آباد

مقتضود بلوچ کی ڈائری

میری زندگی کے نہ جانے کس موز پر میری اس سے ملاقات ہوئی تھی پتہ ہی نہیں اس نے مجھ سے کیا جادو کیا تھا کہ میں اس کے عشق میں چور چور ہو گیا لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ اس نے مجھے چھوڑ کیوں دیا آخر میاں تصور ہی کیا تھا میری کون سی خطا تھی بس میری یہی غلطی تھی کہ میں نے اس سے دوستی کی تھی کتنی خوبصورت وہ شام تھی جب میں اس کے فٹ بائم ملنے

جولائی 2014

جواب 2014

میری زندگی کی ڈائری

Digest.pk

PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

اپنوں میں رہ کر کچھ ایسے
دُخم کھائے
کہ ہمیں تو اب اپنی ذات
سے ڈر لگتا ہے
محمد وقاص مان فورٹ عباس

سیدہ حبیب کی ڈائری

مجھے آج بھی یاد ہے آسمان پر
گہرے بادل چھائے ہوئے تھے
تو تم نے مجھے گلے لگا کر کہا تھا
جب میں تمہیں ملتی ہوں تو تیری
جھیل سی گہری آنکھیں اور تیرے
دامن میں چپ جانے کو میرا دل
مچلتا ہے میں نے کہا کہ وقت کا
پہرہ ایک ساتھ نہیں گھومتا تو
میرے دل میں اتر گئی ہے تو نے
بہت وعدے اور قسمیں کھائیں
تھیں اور میں تو تیری ہی زبن بولتا
تھا کیوں کہ میرا اور تیرا پہلا پیار
تھا میں بھی دنیا سے بے خبر تھا
تیرے سانگ ہی چلتا رہا لیکن تو
بے وفا نکل تو نے میری گردن پر
دار کیا میں سب کچھ بھول گیا مجھے
بڑی گہری چوٹ لگی میں بہت روتا
ہوں تو بے وفا ہے تو نے میرے
ارمانوں کا کون کیا ہے تجھے
میرے پیار کی قدر نہیں کرنی آئی
بے وقاصنگ دل بے رحم اب میں
بھی تجھے بھول جاؤں گا
محمد ہاشم دووا قلندر، اوٹھل بسیلہ

پلیز یونہی حسین احساس بن کر
میرے ساتھ ساتھ رہنا کیوں کہ
جس دن آپ کے ساتھ کا احساس
مر گیا اس دن جیا مر جائے گی
میری زندگی کو نیا موڑ دے کر چھوڑ
مت جانا آپ کے تصور کے بنا
اب تو سانس لینا بھی دشوار ہو گیا
ہے میری پیاس ہے وہ بجھتی ہی نہیں
مگر آس ہے کہ ٹوٹی ہی نہیں ہے
مجھے کسی کی خاطر چھوڑ کر مت جانا
مجھے معلوم ہے کہ آپ کے دل
میں میرے لئے بہت پیار ہے مگر
اصل پیار شاید کسی اور کے لیے
ہے جو بھی ہو میری زندگی ہو میری
جان ہو میری خوشی ہو آپ کی
خاطر میں نے سب کچھ داؤ پر لگایا
ہے پلیز میرا ساتھ دینا

سیدہ جہا عباس - مرالی

محمد وقاص کی ڈائری

بات دن کی نہیں مجھے رات
سے ڈر لگتا ہے گھر کچا ہے مجھ
برسات سے ڈر لگتا ہے اسی نے
تخفے میں دیئے مجھے خون کے آنسو
مجھے اب آس کی ہر سوغات سے
ڈر لگتا ہے
چھوڑ پیار کی باتیں کی باتیں
کوئی اور بات مگر اب تو پیار کی ہر
بات سے ڈر لگتا ہے میری خاطر وہ
کہیں بدنام نہ ہو جائے
اس لئے اس کی ہر ملاقات
سے ڈر لگتا ہے

یہ محبت بھی بڑی عجیب چیز
ہے اس کو حاصل کرنے کے لیے
انسان اپنی جان تک بھی داؤ پر لگا
دیتا ہے یہ محبت انسان سے وہ کام
کروائی ہے جو کبھی انسان نے
سوچے بھی نہ ہوں میرے بچان میں
تمہیں بہت یاد کرتا ہوں یاد بھی
کیوں نہ کروں میں تم سے پیار جو
کرتا ہوں اگر میں تم سے اس وقت
اپنی محبت کا اظہار کر دیتا تو آج
یوں تنہا نہ ہوتا آج خودکشی کرنے
پر مجبور ہوں جب بھی دل اداس
ہوتا ہے اپنی ڈائری سے باتیں
کرتا ہوں کیوں کہ یہی وہ سہارا
ہے جس سے میں دل کی بات کرتا
ہوں میری ہم راہ ہے نہ اس لیے
میری دعا ہے کہ تو سدا خوش رہے
آمین۔ آخر میں اپنی پیاری سی
بہن کو سلام آئی مس یو مائی سسٹر
ایم ظہیر عباس جتڈا ٹک

سیدہ حبیب کی ڈائری

میری زندگی کا ورق جان
جی آپ کے نام ہے آپ جانتے
ہو میں نے کس قدر ٹوٹ کر آپ
سے پیار کیا ہے میں نے زندگی
میں بڑے دکھ سہے ہیں حالات
زمانے کے ستم مجھ پر ٹوٹ کر
بر سے اور پھر آپ میری زندگی
میں بہار بن کر آئے بس ایک ہی
ملاقات پر دل زندگی آپ پر وار
دیئے سب کچھ آپ کے نام کر دیا

مختصر اشتہارات

میری عرض ہے اپنے استاد سے کہ وہ مجھے ملے لاہور نہیں آتے..... استاد خالد جی تصور میری درخواست ہے منظور اکبر اور حافظ شفیق سے کہ وہ دوبارہ جواب عرض کی نگری میں لوٹ آئیں ان کا بہت شکریہ

..... قمر عباس کشمیر مسکراہٹ روح کا دوزخ کھول دیتا ہے روتی ہوئی عورت اور مٹتے ہوئے مرد پر بھی بھروسہ نہ کرو خواہ صورت چہروں پر نہ جاؤ کیوں کہ خواہ صورت چہرے اکثر دل کے کالے ہوتے ہیں..... شاہد اقبال خلک کے کے نام

اسے کہنا مجھے خواب سے بیدار مت کرنا فراق و ہجر کے دن رات کو دشوار مت کرنا زمانہ تو زمانہ ہے سے گلہ کیسہ شاہد زمانہ آنکھ میں رکھنا حدوں کو پار مت کرنا..... شاہد اقبال خلک کسی بھی لڑکی کی عزت کو مت اچھا لو ورنہ کل کو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہو سکتا ہے میں جن کی بات کر رہا ہوں وہ سمجھ گئے ہونگے..... سمیرا ارمان سنگم

این کے نام

محببت بھی کیا چیز ہوتی ہے جب ہو جاتی ہے تو زندگی خوش گوار گزرتی ہے جب محبت جدا ہوتی ہے تو زندگی غم میں گزرتی ہے..... سردار خان مستولی اتنے دنوں سوچا نے نہیں آیا جلتی ہوئی آگ کو بجھانے نہیں آیا کہتا تھا ساتھ جنس کے ساتھ مریں گے اب روٹھ گئی ہوں تو منانے نہیں آیا

..... مس فوزیہ کنول کلشن پور قارئین کے جان عرصہ دراز سے ایک عرض پیش کی تھی وہ بھی پوری نہیں ہوئی اللہ جانے کب پوری ہوگی محمد صفدر دیکھی گلستان کالونی کراچی

..... وہ اکثر مجھ سے کہا کرتا تھا زندگی تیرے نام کر نجانے زندگی میرے نام کر کے خود کس کا ہو گیا..... ندیم عباس ڈھکو

ایس کے نام

یہ سچ ہے کہ ایس تم بے وفا نہیں ہو سو چو جو یاسین آغاز ہی تیرے نام سے کرتا تھا اس کا اب کیا ہوگا تم تو چلی گئی کسی غیر کی بانہوں میں..... محمد یاسین ماہو آنہ

میری تنہائی کو دور کئے والے مجھ

سے جھوٹے وعدے کرنے والے مجھے چند دن کی خوشیاں دے کر ہمیشہ کے لیے غم دینے والے مجھے چھوٹی سی عمر میں برباد کر دیا آج مجھے خود سے نفرت ہو گئی ہے منظور اکبر تبسم

..... اے دک تجھ کو رونا ہے تو جی بھر کے رولے اس دنیا میں بھکو کوئی ویرانہ نہ ملے گا

..... اشفاق دیکھی ڈوکوند ایم تنہا کہاں غم ہو گئی ہو میں تم سے دور ضرور ہوں مگر دل سے دور نہیں ہوں اگر محبت کرتا ہو تو دل سے یاد رکھنا میں بہت جلد آ جاؤں امیری گول مٹول جانے من تیرا عباس..... لہداد علی عرف ندیم عباس تنہا

ایف زید کے نام

ایف میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کرتا ہوں تم میری زندگی ہو میری جان ہو

..... محمد زبیر شاہد ملتان پنجاب ایس کے نام

جان میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور کرتا ہی رہوں گا

..... محمد غنی انک

آمنہ کے نام

بے بسی کا وقت آچکا ہے

جولائی 2014

جواب 2014

مختصر اشتہارات

Digest.pk

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

میل لے جواب عرض

کہوں پڑھنا شروع کیا

جواب عرض میری کرل
فریڈ کو بہت پسند تھا تو اس کی وجہ
سے مجھے بھی پڑھنا پڑا اس نے
اپنے ساتھ ساتھ میرے دل میں
جواب عرض کی جگہ بھی بنا ہی لی
دونوں کو لویو

..... تبسم یونس لاہور
میری منچر اکثر پڑھتی تھیں
میں موقع کی تلاش میں رہتی
کیوں کہ مجھے جواب عرض کے
شعر پڑھنے کا بہت شوق تھا جب
منچر کا اس ٹائم کے بعد آفس جانی
تو میں ایک کونے میں بیٹھ کر پڑھتی
تھی اکثر مجھے اس کی وجہ سے مار
بھی پڑتی تھی میں نے سکول چھوڑ
دیا مگر جواب عرض سے دوستی کر لی
..... رمشا جبار خان نوال

ایک دن میں نے کپیوٹر آن
کیا تو میرے دوست نے ای میل
کیا ہوا تھا میں نے کھولا تو جواب
عرض کے بارے میں بہت کچھ تھا
میں نے فوراً بازار جا کر خرید اور
اب میں اپنے دوستوں کو بطور
گفٹ کرتا ہوں اور میرے پاس
لائن لگی ہوئی ہے

..... رؤف مشتاق لاہور
میرے دکھ جواب عرض
کے علاوہ یہ کسی نے نہیں سنے اب

سے میں نے اسے اپنا محبوب بنالیا
ہے آئی لویو جواب عرض

..... سونیا کراچی
میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب مجھے آپ کی نے
بطور گفٹ پیش کیا اور اس دن سے
مجھے اس سے پیار ہوا ہے اب تو ہر
وقت میرے ہاتھ میں جواب
عرض ہی رہتا ہے

..... محمد ناظم یاسین کراچی
میں نے جواب عرض سے
تب دوستی کی جب میں لاہور سے
کوئٹہ جا رہا تھا تو لمبے سفر کی وجہ
سے میں نے ٹائم پاس کرنے کے
لیے خریدہ اس میں میرے ماموں
نام تھا سو مجھے بہت خوشی ہوئی اب
میں ہر ماہ ہی خریدتا ہوں

..... یزین ظفر سرریاب کوئٹہ
میں نے بھی اپنے دکھ ظہیر
کرنے کے لیے جواب عرض
کا سپارالیا تو مجھے اس آگیا اب
یہ مجھے کبھی پریشان نہیں ہونے دیتا
..... ارشاد چھانکا مانگا

میرا بدم میرا دوست میرا
ساتھی میرا پیار میرا پیار میرا ہم راز
میرا سب کچھ جواب عرض آئی لویو
آل ٹائم جواب عرض
..... خاور خلیل پتوکی

میں نے جواب عرض تب پڑھنا
شروع کیا جب میں سارا دن روتی
رہتی تھی تو میں نے جواب عرض کا
سپارالیا اس لیے مجھے اس سے پیار
ہو گیا ہے اب میں ہوں اور میرا
جواب عرض ہے میں نے کبھی بھی خود
کو تنہا نہیں سمجھا دنیا کے ہر دکھ میں کر
سہہ لیتی ہوں کیوں کہ جواب عرض
من لیتا ہے اس نے مجھے حالات کا
مقابلہ کرنا سکھا دیا ہے
..... بدقیار یاض

میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرے
بھائی رشتہ دار چھوڑ گئے تو میں نے
جواب عرض کا سپارالیا اور ہر ماہ
اپنا ہر دکھ اسی کو سناتی ہوں

..... روینہ تاز لاہور
میں نے جواب عرض اس
وقت پڑھنا شروع کیا جب میں
جون کے مہینے میں اتنا بزدل و گزار
نہیں پاتی تھی تو سوچا کہ کوئی ایسا
ناول ہو جس کو پڑھنے سے میرا دل
خوش ہو جائے تو میں نے جواب
عرض پڑھنا شروع کر دیا

..... عیسیٰ پتوکی
میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب میرا محبوب مجھے
سے ہمیشہ کے لیے دور چلا گیا تب

میں نے جواب عرض کیوں پڑھنا
2014 جولائی
Digest.pk

میں کسی کے آگے کیوں روؤں
جب جواب عرض نے میرے
دکھوں کو ہلکا کر دیا ہے تو پھر یہ ہی
ہو نہ میرا بہترین دوست

.....راشدہ چوکی
مجھے جواب عرض پڑھنے کا
جنون اس وقت ہوا جب میں کالج
میں بیٹھا بہت ہی بوریت محسوس کر
رہا تھا اس وقت ایک لڑکی ایسے
جواب عرض میں مصروف تھی کہ
اسے کسی کی کوئی بھی خبر نہ تھی میں
نے اس سے لیکر پڑھا تو اچھا
لگا تب سے میں جواب عرض کا
دیوانہ ہوں

.....محسن رضا لاہور
میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرا
پیارا چھوڑ گیا تھا اور مجھے اس کی یاد
کم کرنے کے لیے کسی ایسی چیز کی
ضرورت تھی کہ جو مجھے اس کی یاد
سے غافل کر دے تو میں نے
جواب عرض کا سہارا لے لیا

.....جور پی پری
میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب میں سارا دن
اپنے ڈیرے پر بیٹھ بیٹھ کر تنگ
آگیا تھا ایک دن شہر جا کر خریدہ
اور پڑھنا شروع کر دیا تب سے
میں ہوں اور میرا دوست جواب
عرض ہے

.....عقلمان راولپنڈی
میں نے جواب عرض تب

میں نے جواب عرض کو پڑھنا

پڑھنا شروع کیا جب میں ایک
دوست کو ملنے گئی تو اس کے پاس
بہت سارے جواب عرض تھے
اسے دیکھ کر مجھے بھی جنون ہوا اور
تب سے آج تک کوئی ماہ ایسا نہیں
جس میں نے جواب عرض نہ خریدا
ہو

.....کوئل آزاد کشمیر
میں نے جواب عرض تب
شروع کیا جب میرا دکھ مجھے اندر
ہی اندر کھانے لگا اور ایک دن میں
نے اسے پڑھا تو دل میں اتر گیا
اور اس نے میرا ہر دکھ مجھ سے دور
کر دیا تب سے آج تک میں نے
اسے اس نے مجھے نہیں چھوڑا

.....کامران بہاولپور
جواب عرض نے مجھے ایک
ایسا سا تھی دیا کہ میں اسے کبھی بھی
نہیں چھوڑ سکتی کیوں کہ اس کی وجہ
سے تو مجھے پیار کرنے والا ایک
مسیحا ملا ہے اور اس نے ہم دونوں
کو ملایا ہے جواب عرض میری اور
میرے پیارے محبوب کی جان
ہے

.....نوزیہ شہزادی
میں نے جواب عرض تب پڑھنا
شروع کیا جب میں سارا دن روتی
رہتی تھی تو میں نے جواب عرض کا
سہارا لیا اس لیے مجھے اس سے پیار ہو
گیا ہے اب میں ہوں جواب عرض
ہے میں نے کبھی بھی خود کو تنہا نہیں
سمجھا دنیا کے ہر دکھ میں کمر بستہ رہتی

ہوں کیوں کہ جواب عرض بن لیتا ہے
اس نے مجھے حالات کا مقابلہ کرنا
سکھا دیا ہے
اقرار یا ض لاہور

.....
میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب مجھے میرے
قصبہ کی رشتہ دار چھوڑ گئے تو میں نے
جواب عرض کا سہارا لیا اور ہر ماہ
اپنا ہر دکھ اسی کو سناتی ہوں
عاصمہ پروین۔ لاہور

.....
میں نے جواب عرض اس
وقت پڑھنا شروع کیا جب میں
جون کے مہینے میں اتنا بزدل و کمزور
نہیں پاتی تھی تو سوچا کہ کوئی ایسا
ناول ہو جس کو پڑھنے سے میرا دل
خوش ہو جائے تو میں نے جواب
عرض پڑھنا شروع کر دیا۔

.....مس ارسلان لاہور
میں نے جواب عرض تب
پڑھنا شروع کیا جب میرا محبت
میں دل ٹوٹ گیا پھر مجھے دوسری
محبت جواب عرض ملی۔ اب یہ
میرے ساتھ دس سال سے محبت
نبھار رہا ہے اور جواب عرض مجھے
دھوکہ نہیں دے سکتا یہ میری سب
خوشیاں سب غم ہالیتا ہے۔ اب
میں خوش ہوں

شاہد رفیق سہو جسوکانویں۔

جواب عرض 2014
2014
Digest.pk

پندیدہ اشعار

جس دھج سے کوئی قتل میں گیا وہ
شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آتی جانی ہے اس جان
کی کوئی بات نہیں
..... محمد آفتاب شاو کوٹ
تمنا سے نہیں تباہی سے ڈرتے ہیں
پیار سے نہیں رسوائی سے ڈرتے ہیں
..... ذوالفقار
جب خوشیوں کا موسم اتنا مختصر تھا
تو میرے درد کا موسم کیوں اتنا
طویل
..... فتنہ شیر زمان - پشاور
قدم قدم پہ وفا کے ابا لے اور بھی تھے
محبتوں کے ہزار حوالے اور بھی تھے
تیری عادت پسند آگئی مجھے
ورنہ اس شہر میں دل والے اور بھی تھے
..... خلیل احمد ملک
یہ اسفا رشی تھا اس بے وفا کا تو
اے دل نادان اب منہ چھپا کے
روتا
..... عاصم شہزاد سکھیکھی
جب رات آدمی ہوتی ہے تو دنیا
مست ممکن آنکھوں میں تیری
تصویر ہوتی ہے
..... رخسار افضل سیالکوٹ
اک آنسو سب کہہ گیا دل کا حال
میں سمجھا تھا یہ ظالم بے زباں ہے

..... محمد منی غازی، انک
بے نشان منزلوں کے سفر میں نگو
گے تو جان لو گے ضیافت
محبت کے مسافر کیوں رات کو سوتا
بھول جاتے ہیں
..... ضیافت علی چوکی مونگ
وہ میری قسمت میں نہیں یہ سنا ہے
لوگوں سے
..... پھر سوچتی ہوں قسمت تو خدا لکھتا
ہے لوگ نہیں
..... ثوبہ حسین کہوٹہ
دل کے ارمان آنسوؤں میں بہہ
گئے
..... ہم وفا کر کے بھی تنہا رہ گئے
..... رانا نوید شہزاد حافظ آباد
عجب سی بات ہے عادت غضب
کی ہے اپنی
..... محبت ہو یا نفرت ہم ٹوٹ کر کرتے ہیں
..... جماد ظفر ہادی
ہم تو وہ انا پرست ہیں جو بار کے
بھی کہتے ہیں ہادی
..... وہ منزل ہی بد نصیب ہے جو ہم کو
نہ پاسکی
..... قمر اعجاز گوندل
حال جب بھی پوچھو خیریت
بتاتے ہو ہادی لگتا ہے محبت چھوڑ
دی تم نے
..... جماد ظفر ہادی گوجر

بات چھوٹی سی بھی افسانہ بنا دیتی
ہے تم کتابوں پہ میرا نام بھی لکھنا نہ کرو
..... رائے اطہر مسعود آکاش
نہ جانے کیوں اسے دل مہربان
سمجھتا
..... وہ دوست ہے تو بس اتنا کہ اجنبی
کم ہے
..... محمد صفدر کراچی
گلہ بھی ان سے ہوتا ہے شکایت
جن سے ہوتی ہے
..... جفا بھی ان سے ہوتی ہے محبت
جن سے ہوتی ہے
..... فائزہ مشتاق کراچی
مدتوں بعد اس نے پوچھا کہاں
رہتے ہو
..... میں نے کیا اپنی سوگات میں رہتا ہوں
..... بشارت علی پھول
جدھر بھی دیکھو گے تم کو نظر میں ہی
آؤں گا
..... ہمارے پیار کی خوشبو پہ اعتبار کرو
..... پرنس عبدالرحمن کچر
سب کچھ ہے میرا بس تم نہیں
میرے مقدر میں
..... کاش کچھ بھی نہ ہوتا میرا بس تم
ہوتے میرے مقدر میں
..... ندا علی عباس
اب میری وضاحت میں صداقت
نہیں

آنے کو
.....
ٹوپیہ حسین کہو نہ
جفا جو عشق میں ہوگی وہ جفا ہی نہیں
اگر ستم نہ ہو عشق میں تو کافر ہی نہیں

.....
وسیم احمد تنہا میاں پنوں
لٹ گئی سر بازار وفا کی پونجی
بک گئے ہم کسی مجبور کے زیور کی طرح

.....
ربیعہ فیصل مجید مندرو
نہیں فرصت یثیث مانو ہمیں کچھ
اور کرنے کی

.....
تیری یادیں تیری باتیں بہت
مصروف رہتی ہیں

.....
محمد افضل سایہ وال
ہم تو سمجھے تھے کہ اک زخم ہے بھر
جائے گا

.....
کیا خبر تھی رگ جان میں اتر جائے
گا

.....
مدیم عباس ساہیوال
جنت کی طلب پھر رہتی ہی نہیں
ماں کے قدموں کو جب چھو لیتا ہوں

.....
حافظ شفیق عاجز
بہت تکلیف دیتے ہیں تیرے
قصے تیری یادیں تیری باتیں

.....
فقط اتنا ہی کہنا ہے لوٹ آؤ تو اچھا
.....
ایم وکیل عامر ساہیوال
مت کرو وفا کی امید ان پھو جیسے
چہروں سے

.....
کیوں کہ پھول خوشبودار ہوتے
ہیں وفا دار نہیں

.....
سایم شہزاد پانڈوال
میری خاموشی سے تم ناراض مت
ہوا کرو اے دوست

.....
حالات سے بارے ہوئے لوگ
اکثر خاموش ہی رہتے ہیں

.....
فوجی شاہد احمد رسول ٹکر
جتنا جتنا کہ محبت دکھا دکھا کے خلوص
بہت قریب سے لوٹا ہے ہر کسی نے مجھے

.....
محمد آفتاب شاد
ہر شخص نے پیکا ہے مجھے پیاس
بجھا

.....
دلہیز پونے ہوئے ساغر کی طرح
ہوں

.....
لوئیس سہیل تنہا بلوچ
سب مجھے ہی کہتے ہیں کہ تو اے
بھول جا رانی

.....
کوئی اسے کیوں نہیں کہتا کہ وہ
مجھے یاد ہی نہ آیا کرے

.....
مدانی اسلم راولپنڈی
ہستی کو محبت میں فنا کون کرے گا
یہ فرض زمانے میں ادا کون کرے گا

.....
پاتھوں کی لکیروں کو ذرا دیکھو تو
محسن یہ دیکھ میرے ساتھ وفا کون
کرے گا

.....
ارشاد محسن پوہلہ
پھنڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی
بدل گئی

.....
اک شخص سارے شہر کو بران کر گیا
.....
بشارت علی پھول
تو بھی نہ جان سکا میرے خیالات

.....
کوسب نے ہی روند ڈالا میرے
جذبات کو

.....
دل تو دیوانہ تھا تیرے لیے لیکن تو
نے بھی چل ڈالا میرے

.....
احساسات کو

.....
عابدہ رانی گوجرانوالہ
درد غم کے افسانے بنیاں نہیں
ہوتے دکھوں کے زخم عیاں نہیں ہوتے

.....
دل زخمی ہے میرا تیرے پیار میں
خوشبو کے خزانے ہم پہ مہرباں نہیں ہوتے

.....
عابدہ رانی گوجرانوالہ
اسکرا کے جینا تو نہیں بھی آتا ہے
اے دوست

.....
کاش کوئی ہوتا میری مسکراہٹ
کے چہرے میرے درد کو سمجھنے والا

.....
آمنہ شہزادی جہانیاں
کسی نے ہم سے کہا تیری آنکھیں
بہت خوبصورت ہیں میں نے کہا

.....
کہ تیز بارش کے بعد موسم پیارا ہو
ہی جاتا ہے

.....
محمد اعجاز محسن
ہم غریب اچھے ہیں دنیا دار لوگوں
سے شاید ہم اپنے خواب ضرور

.....
توڑتے ہیں کسی کا دل نہیں
.....
شاہد اقبال، خشک
میں گرا تو لوگ بہت تھے
سوچتا ہوں کہ اٹھانے آئے تھے

.....
کتنے
.....
اشفاق دہکی
.....
قیامت سے پہلے ہم نے قیامت

جولائی 2014

Digest.pk

پسندیدہ اشعار

دیکھی
تیرا دل کے پھڑپھڑانا اور قیامت کیا
ہو
اشفاق دہلی
تم بن زندگی اور حوری ہے ایسا رشتہ
ہے تم سے الفت کا
تمہیں چاہتا تو یہ جانا جان زندگی
دوسرا نام ہے محبت کا
محمد خادم جنگ
اس کے نرم ہاتھوں سے چیزیں
پھسل جاتی ہیں یاسین
میرا دل بھی لگا ہے اس کے ہاتھ
خدا خیر کرے
محمد یاسین مہر آباد
پھڑپھڑانا ہے تو الفاظ امت و صوفی و علی
ہمارے واسطے لہجہ ہی بہت ہے
سونو گوندل، جہلم
سو پار کہا دل سے چل بھول بھی جا
اسے
ہر بار صدا آئی تم دل سے نہیں کہتے
پرس مظفر شاہ پشاور
تیری یاد میں روتا رہتا ہوں دن
رات مسلسل اتنی سادوں میں نہیں
ہوتی برسات مسلسل
حافظ شفیق کوٹلی
سب خدا سے مانگ لیا تجھے مانگتے
کے بعد اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ
میرے اس دعا کے بعد
محمد شعیب رسول
ہر کسی کی وفا کی آس چھوڑ دو حیدر
جو روٹھ سکتا ہے وہ بھول بھی سکتا
ہے

..... حافظ محمد حیدر رضالدھے والا
عید جب آئی تو سب ایک
دوسرے کے گلے ملے
جب اس کی یاد آئی تو خود ہی رو
پڑھے
..... عطاء اللہ علی آباد
دکھ درد کی سوغات ہے دنیا تیری
اشکوں بھری برسات ہے دنیا
تیری
ساجن
..... عطاء اللہ تربت
بھڑاتی تو نہ تھی شہر کے بازاروں
میں مجھے کھونے والے تو نے کچھ
دیر تو مجھے ڈھونڈا ہوتا
پرس مظفر شاہ
جب آیا تو خیال تیرا آیا آنکھیں
بند کیں تو خواب تیرا آیا
سو پار بھی خدا سے ہاتھ اٹھا کر مانگا
تو نام تیرا آیا
..... ذوالفقار
مت بہا آنسو بے قدروں کے
لیے طوفی جو قدر کرتے ہیں وہ
رونے نہیں دیتے
حکیم طفیل طوفی کویت شہر
کاش تو دیکھ سکتی مجھے رات کے
اس پہر میں کتنی دے دردی سے
تیری یاد میری خند چرا لیتی ہے
ایم ظہیر عباس انک
کچھ ظالم لوگ کہتے ہیں ذکی
وہ بے وفا ہے اس کو بھول جا
محمد ذکریا ذکی منڈا محل
اس نے پیار کا کھیل بھی نفرت
سے کھیلا ہر بار ظالم میری حسرت

سے کھیلا کیسے اس کے ہاتھوں
برباد نہ ہوتے زندگی میں پہلی بار
محبت سے
..... منظور اکبر جسم جنگ
کیوں تو اچھا لگتا ہے
وقت ملا تو سوچیں گے
..... قمر عباس کشمیر
کون کس کے ساتھ کتنا خلص ہے
وقت سب کی اوقات بتا دیتا ہے
محمد یاسین
ہمیشہ جنگ کے ملا کرتے ہیں جو
عالی ظرف ہوتے ہیں
صرائی بھی سرنگون ہو کر بھرا کرتی
ہے
محمد ہاشم دودا قلندر
کیا کشش تھی اس کی آنکھوں میں
مجھ سے میرا دل لڑ پڑا مجھے وہ شخص
چاہئے
سونو گوندل، جہلم
کن لفظوں میں بیان کروں میں
اپنے درد کو دوست سننے والے تو
بہت ہیں سمجھنے والا کوئی نہیں
ایم نعیم شانگلہ
جب وقت آیا تو وہ بک چکا تھا اے
دوست
مجھ کو امیر ہونے میں ذرا دیر ہوگئی
(آصف وصال..... بنوں)
روتے رہے تڑپتے رہے اس کی یاد
میں ایسے ہی چلتے رہے
دیوار بن کر کھڑے ہوئے اپنا ہم
بے نشان کی منزل کی طرف چلے
..... غلام جبار نوالہ

جولائی 2014

Digest.pk

پسندیدہ اشعار

شعری بیگانہ اپنے پیاروں کے نام

کیا ہے درد مگر مجھ سا گیا ہے اس
دل کے اندر اک نیا زخم سا ہے
سردار خان مستوفی

بابر مان کے نام

اقرار کر گیا بھی انکار کر گیا ہر بار
اک عذاب سے دو چار کر گیا
رستہ بدل کر بھی دیکھا مگر وہ شخص
دل میں اتر کے ساری حدیں پار
کر گیا

محمد وقاص مان

بھی سو زخم بھر جاتے ہیں لحوں
کے گزرنے پر
بھی اک زخم انسان کو پوری عمر
رلاتا ہے
علیم خفیل طوقی کویت

ای جان کے نام

کد اپنی ہر سانس تیرے نام
کرتے ہیں اپنا دل و جان تیرے
نام کرتے ہیں
تم بھی کیا یاد کرو گی ماں شاعری کی
ہر غزل تیرے نام کرتے ہیں
حسن علی شیرازی لالہ موہنی

زیبہ کے نام

ہم اپنی طرف سے کہیں چاہتے
ہیں پر مگر آپ کا کوئی بھروسہ نہیں
ہے نگاہوں میں اپنی محبت بھری

گئے نیند میں چلتے ہوئے بھی بن
تیرے ایسا اندھیرا تھا میرے اندر
یار ڈر لگا عشق کے سورج کو ٹپتے
ہوئے بھی

لیا کراچی کے نام

کوئی ابرام لگا کر تو سزدی
ہوتی پھر میری لاش سر عام جلادی
ہوتی اگر نفرت ہے تو کیوں دیا تھا
پیار اتنا پہلے ہی میری اوقات بتا
دی ہوئی

محمد اکرم لاہور

منظفر شاہ کے نام

جن کی یاد میں ہم دیوانے ہو گئے
وہ ہم سے ہی بیکانے ہو گئے
شاید انہیں تلاش ہے اب نئے
دوست کی ان کی نظروں میں ہم
پر نہ ہو گئے

برنس مظفر شاہ ویشاد

ایم کراچی کے نام

رلا لو جتنا رلا سکتے ہو ہمیں جب
تک زندہ ہیں ہم اے دوست
مجھے یقیں ہے ایک دن تم بھی
روٹھ جاؤ گے ہمیں گفن میں دیکھ کر
محمد آصف علی دہی

سردار خان مستوفی کے نام

مقدر میں لکھا ہے کہ اس دل میں

بدل منور کے نام

کاش خوشیوں کی کوئی دکان
ہوتی اس دکان کی کوئی پہچان ہوتی
تمام خوشیاں تیری جھولی میں ڈل
دیتے چاہے اس کی قیمت میری
جان ہوتی

افغان محمود کن سنی

محمد علی کے نام

ماتا تو اور بھی قسم کر گیا مجھ کو
سمیٹی تھی جس نے میری
کر چیاں محسن

محمد عرفان ملک راولپنڈی

مرید عباس کے نام

سلحا دی ہے دفائی بھی
تمہیں ظالم زمانے نے
کہ تم جو سیکھ لیتے ہو ہمیں پہ
آزماتے ہو

سید عبادت کاظمی

نادیہ پنڈی کے نام

ہمیں پتا کہ تیری محبت میں
زہر تھا لیکن تیرے پلانے میں
خلوص اتنا تھا کہ ہم ٹھکرانہ سکے

ملک بشارت مری

ایس خانپور کے نام

لڑ کھڑاتے ہوئے بھی اور
ستھپلتے ہوئے بھی اس کے در پر ہی

دولائی 2014

Digest.pk

ہے مگر آپ کا کوئی بھروسہ نہیں ہے
..... اقصیٰ علی فراز۔ کوئی

نام کے نام

آرزو یہ نہیں کہ ہم کا طوفان تل
جائے
فکر یہ ہے کہ تیرا دل نہ بدل جائے
..... ایم عاصم شاہر مینٹا

ریاض کے نام

ہم اپنی محبت کا دلاتے ہیں
یقین تم بھی تو کہو میں تیرا ہوں
یہ کون سی کا ہوتا ہے کبھی
ہاتھ پکڑ کر ملا دو

کوئی ایسا ہے

شہزادہ عالمگیر کے نام

جنت میں ہو ٹھکانہ آپ کو سدا
خوشیوں سے بھرا ہے گھرانہ آپ
کا

..... حماد ظفر مادی

کسی اپنے کے نام

لفظوں کی بناوٹ ہم کو نہیں آتی
کثرت سے یاد آتے ہو سیدھی سی
بات

..... تنزیل حنیف اللہ جوگیاں

ایم اور کفرہ کے نام

تم بالکل زندگی جیسی ہو ایم
خوبصورت بھی اور بے وفا بھی
..... خام فرید حاوید جگرہ

کسی اپنے کے نام

بے چین رہتی ہے ہر دم میری نظر
ڈھونڈتی ہے تجھے ہر جگہ ادھر ادھر

اپنے پیاروں کے نام

نظر آتے تھے ہر گھڑی تو ہی تو
دیکھتی ہوں میں جدھر بھی جدھر
..... عابدہ رانی، گو جرانوالہ

دوست کے نام

جبر لازم ہے تو پھر وصل کا وعدہ کیا
یہ خزاں رت یہ بیماروں کا لہاؤہ کیا
زخم دے کر نہ تم درد کی شدت پوچھو
دور تو دور ہے تم کیا زیادہ کیا
..... آمنہ شیرازی، جہانیاں

حماد ظفر کے نام

خدا نہ کرے آپ کو کوئی غم ملے
انہی خوشی آپ کو ہر دم ملے
جب بھی آئے کوئی بھی غم آپ کی
طرف تہا دو عا ہے کہ اس کو راستے
میں ہم ملیں
..... قمر اعجاز مہر بڑگو جگرہ

اشفاق بیٹ کے نام

زہر سے زیادہ خطرناک ہے محبت
کہ اس میں انسان مر کے جیتا ہے
..... دانا بایرانی ناترا نور

سویت اے کے نام

یہ میری دعا ہے کہ سفر کیا یہ میرے
آنسوؤں نے اثر کیا
تجھے مانگ مانگ کر تھک گئے
میرے ہونٹ بھی میرے ہاتھ بھی
..... رائے الطیر مسعود آکاش

لیس کے نام

بھولا دھکا تجھے بھی ڈرا صبر تو کرو
رنگ میں بسے ہو کچھ وقت
..... گئے

..... رانا نذر عباس منڈی بہاؤ الدین

مجید احمد جانی کے نام

بعد مرنے کے بھی اس نے نہ
چھوڑا دل جلاسا محسن
اور ساتھ والی قبر پر پھول پھینک
جاتا
..... محسن علی فرید ناؤن ساہیوال

حماد ظفر مادی کے نام

رابطے ضروری ہیں اگر لعلق رکھتے
ہو

لگا کر بھول جاتے ہو پودے سوکھ
جاتے ہیں

..... رانا نذر عباس منڈی بہاؤ الدین

اے بے وفا کے نام

گھر سے جب ہم نکلے تو دل میں
لاکھوں ارمان تھے اک طرف باغ
ہی باغ تو دوسری طرف قبرستان
تھے پاؤں جو پڑے قبروں پر تو
مردوں کے یہ بیان تھے جتنے
والے دیکھ کر چل بھی ہم بھی
تھے انسان

..... این اے کاوش ساہیوالی سرگودھ

ایس سمندری کے نام

نظریں ڈھونڈ رہی ہیں میری اس
کو ادھر ادھر ابھی کل ہی تو آیا تھا وہ
مجھے

..... شفقت علی سمندری

یا سکین کے نام

خیال تیرا ہے سانسوں جیسا
جوہر نہ آئے تو صبر نہ جاؤں

جولائی 2014

Digest.pk

.....لقمان حسن اُردو اسماعیل خان
خرم شہزاد سمیع کے نام

جو دل مہیں درد دے اس سے
پیار کرو لیکن جو دل تمہیں پیار
کرے اسے درد نہ دو کیوں کہ
ساری دنیا کے لیے تم ایک ہو اور
ایک کے لیے تم ساری دنیا ہو
خرم شہزاد سمیع

ثوبیہ حسنین کے نام

تیری غمزدہ زندگی میں خدا کرے
بہار آئے تیری بے چین روح کو
نہیں قرار آئے
تو مایوس ہے جس کے لیے زندگی
سے اچانک ہی ملنے میری دعا ہے
تیرا دلدار آئے
خاندہ رافی گوہر انوال

آمنہ کے نام

زندگ کے کسی موڑ پر خود کو تباہ مت
سمجھنا میں تیرے ساتھ ہوں مجھ کو
خود سے جدا مت سمجھنا
عمر بھر ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے
میر نے زندگی نے اگر وفات کی تا
بے وفا مت سمجھنا
میر احمد بلخی

اسحاق انجم کے نام

وہ اگر روٹھ بھی گیا تو مٹا ہوں گی
اتنا پیار ہے وہ جس سے کوئی رشتہ
بھی نہیں
نسیم سقن پور

محمد اعظم کے نام

چلو اک ہل کے لیے یہ دنیا چھوڑ
دیتے دو ہل جسے لوگ موت کہتے ہیں
حسن رضا نکانہ صاحب

اپنی ماں کے نام

اک ہستی ہے جو ماں میری جو آن
سے بھی بڑھ کر شان ہے میری
رب کرے حکم رو سجدہ کر دوں
کہ وہ کوئی اور نہیں ماں ہے میری
حسن علی لالہ بونی

اقصد علی فراز کے نام

کاش ایسی جی آئے کوئی تیرا میری
دور کھدے سر میرے سینے پہ مجھ
جگانے کے لیے
برنس مظفر شاہ پشاور

ایس سحر کے نام

پھول تمہاری یادوں کے ملتے
رہیں گے زندگی رہتی تو ملتے رہیں
گے جب بھی تمہیں میری یاد
ستائے شدت سے پھر ہم خوابوں
میں بھی تم سے ملتے رہیں گے
سیف الرحمن زخمی سا لکھنؤ

بھولی یادوں کے نام

ہوتی ہے بڑی غلام اک طرف
محبت
وہ یاد تو آتے ہیں پر یاد نہیں کرتے
مسکان سقن پور

آصف جاوید کے نام

کہنے کو تو بہت سی باتیں ہیں جاوید
مختصر لفظوں میں میری آخری

خواہش ہو تم
نسرین ساہووال
کسی اپنے کے نام

میں خود کو ہار چکا ہوں کسی کو کیا
معلوم میں اٹ چکا ہوں محبت میں
کوئی کیا
محمد اسحاق انجم سقن پور

لی لاہور کے نام

اس سے بڑھ کر میں بد نصیب نہیں
ہو سکتا تیرے شہر میں رو کر تیرا
دیدار نہیں ہو سکتا
عرفان ریاض لودھراں

موش خان کے نام

بکھر رہی ہے میری ذات اسے کہنا
ملے تو میری یہ بات میرے
حالات است کہنا
اسے کہنا کہ بن اس کے دن نہیں
کھتے سک سک کے کھتی ہے
میری ہر رات اسے کہنا
خلیل احمد ملک شیدائی شریف

دوستوں کے نام

زندگی میں اتنا نازک مت بننا کہ
کوئی پھول سمجھ کر توڑ لے
اور اتنا سخت مت بننا کہ کوئی کانٹا
سمجھ کر چھوڑ دے
ندیم عباس ڈھکوساہووال

جہاد بادی کے نام

کسی کا ساتھ مل جائے میری تقدیر
بن جائے میں بن جاؤں مصور
کوئی میری تصویر بن جائے

جولائی 2014

Digest.pk

.....فنا کارشہر زمان مشاور

جان زید کے نام

وہ جب غصہ تھا جاوید جسے سمجھ کر
بھی نہ سمجھ سکے
مجھے چاہتا بھی بہت تھا مجھے چھوڑ کر
بھی چلا گیا
.....آصف جاوید زائد سا بیوال

عاشق سحر کے نام

عمر ہو ہم نے دوستی کو زندگانی
سے نکال پھینکا تم سے مل کر
احساس ہوا اک دوست ضروری
ہے برسوں پہلے دوستی کے تعلق
نے مجھے دکھ دیا تھا فری آج تم سے
مل کر یہ رشتہ استوار کرنا چاہتی ہوں
.....ربیعہ ارشد منڈی بہاؤ الدین

منصور بلوچ کے نام

دوستی چیز نہیں ہے بتانے کی ہمیں
عادت نہیں بھاننے کی
اس لیے کم یاد کرتے ہیں آپ کو
کچھ رشتوں کو نظر لگ جاتی ہے
زمانے کی
.....محمد وصایہ پور نوالہ

ماریہ عباس کے نام

شدت تم میں تو پتھر بھی چمک
جاتے ہیں کون کسے یاد رکھتا ہے عمر
نہر تباہ وقت کے ساتھ خیالات بھی
بدل جاتے ہیں
.....امداد علی مانگا منڈی لاہور

غائب علی کے نام

وہ مجھے چھوڑ گیا تو یقین آیا

کوئی شخص ضروری نہیں سانسو کے

سوا

.....عافہ گوندل جہلم

محمد مشتاق کے نام

میں بھڑکی تنہائی آپ کو نصیب نہ ہو
کوئی بھی غم آپ کے قریب نہ ہو
رب آپ کی زندگی میں اتنی
خوشیاں بھر دے کہ آپ سے بڑھ
کر کوئی خوش نصیب نہ ہو
.....عابد علی آرزو سا ننگہ حمل

کے ملک کے نام

اپنے سوا کچھ مانا بھی ہے ہمیں آج
نیک خالدہ
سوار لے چکے ہو میرے دل کی
تلاشیاں
.....ملک ارشد قاندو آباد

نزاہت علی کے نام

دور ہو کر دل نہ دینا چپ رہ کر سزا نہ
دینا
نہ دے سکو غشی تو غم ہی سہی بس
ایک وعدہ کرو کہ زندگی میں ہم کو
بھلا نہ دینا
.....نفاقت علی نیوی موہنگ

ایم فیاض کے نام

وفا کے بدلے وفا کا مٹنا محال ہے
وفا باز سے وفا کرتا ہی کہاں سے
.....بشیر محمد بھٹی فوجی بستی

کامران شاہ کے نام

چلو اس کا کہیں تو خدا کا احسان
لیتے ہیں فرار

وہ منت سے نہیں مانا تو منت سے

مانگ لیتے ہیں

.....سیدہ امانہ علی راہوالہندی

اسین چکوال کے نام

یہ سب راستے کے ساجھی ہیں انہیں
آخر پھینکا ہے
چلو اب گھر چلیں ساغر بہت
آوارگی کر لی
.....محمد صندھو کھی کرائی

رانا عرفان کے نام

دل میں اجیر تھی اپنی آنکھوں میں
مانگے خواب
خود کو ہی دھوکہ دیا خود سے ہی
شرارت کی
.....محمد رضوان سلانوالی

صبا سحر کے نام

سالموں کے بعد رابطہ کرنا انہیں
بات نہیں
پاس رہ کر بھی رہتے دور ہو
.....نثار احمد گھوٹکی

بیس کے نام

اس دل کو تم سے پیار رہے گا تم
سے ملنے کو دل بے قرار رہے گا
تم چلے جاؤ چاہے ہم سے
کتنا ہی دور پھر بھی ان نگاہوں کو
تمہارا انتظار رہے گا

.....شاہد اقبال ٹنک

دے رہی ہیں یہ تجھے صدائیں
اک بر تو آ کے دیکھ بارش مکی یہ
بوندیں ہیں تجھے بلائیں
(ابجدہ رانا.....گوجرانوالہ)

جولائی 2014

Digest.pk

دُکھ درد ہمارے

”دُکھ درد ہمارے“ کالم کے لئے جو قارئین بھی اپنا دُکھ شائع کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے دُکھ لکھ کر ہمارا اپنے شناختی کارڈ لڑکی کا پی بھی ارسال کریں۔ ”دُکھ درد ہمارے“ کالم کے لئے جن قارئین کے شناختی کارڈ لڑکی کا پی ہمارے آئے گی ان کو ”دُکھ درد ہمارے“ کالم میں جگہ نہیں دی جائے گی۔ ایسے تمام قارئین کے آئے ہوئے خطوط ضائع کر دیتے ہیں۔ ایڈیٹر

میری زندگی کی کہانی ایک شیب و فراز کا مجموعہ ہے، کبھی خوشی تو کبھی غم۔ میرے ساتھ کچھ ایسا ہوا کہ میں ایک بہت ہی امیر ماں باپ کی بیٹی تھی۔ بچپن سے ہی ہر چیز میسر وہ کہتے ہیں کہ سونے کا بیج منہ میں لے کر پیدا ہونا ویسا ہی حساب تھا میرا۔ ماں باپ کی پہلی اولاد تھی لہذا سب سے زیادہ اڈ پیار بھی حاصل کیا۔ جب میں تین چار سال کی تھی تو اللہ نے مجھے ایک بھائی دیا۔ پھر میں بھائی کے ساتھ تھیں ہو گئی اس کو انعام اس کے ساتھ کھیلتی، اسے پیار کرتی حتیٰ کہ بھائی بھی مجھ سے بہت مانوس ہو گیا۔ پھر اچانک وقت کی آمد ہی ایسی چلی کہ ہماری تمام خوشیاں اڑا کر لے گئی۔ ہوا کچھ یوں کہ میں ابھی کوئی دس گیارہ سال کی تھی اور بھائی آٹھ نو سال کا تھا کہ ابو ایک بزنس ڈیل کے سلسلے میں بیرون ملک گئے اور وہاں اپنا کام نہ سنا کر واپس آ رہے تھے کہ راستے میں جہاز کریش ہو گیا اور اوہ ہیں پر انتقال کر گئے۔ ہم لوگ گھر میں اپنے کم کاف میں بیٹھے تھے کہ اچانک دروازے پر

دھتک ہوئی دیکھا تو کچھ لوگوں نے ایک چار پائی پر ایک لاش کو ڈالا ہوا تھا اور انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کے ابو کی لاش ہے۔ میں تو سنتے ہی بے ہوش ہو گئی۔ خیر ہوش میں آئی تو بہت سارے لوگ ہمارے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں تھے اور پھر ابو کا کفن دفن ہوا اور ساری رسومات کے بعد سب لوگ چلے گئے یوں ہماری یہ پادی کا سلسلہ شروع ہوا۔ ابو کا کاروبار ختم ہو گیا کیونکہ کوئی سنبھالنے والا نہیں تھا۔ امی نے تھوڑا وقت دیا جس سے تھوڑا بہت کاروبار چلتا رہا اور ہمارا گھر بھی چلتا رہا۔ امی نے بہت زیادہ محنت کی اور ہمیں پڑھایا لکھایا اور پھر جب شادی کا وقت آیا میری منگنی ہوئی پھر شادی کا مقررہ وقت آیا شادی ہو گئی۔ سسرال کافی اچھے کھاتے پیتے تھے اور اچھے لوگ تھے۔ میرا شوہر تو بہت اچھا اور مجھ سے بہت پیار کرتا تھا۔ شادی کے ایک سال بعد مجھے جیسا ہوا۔ بیٹا جب دو سال کا ہوا تو جڑواں بیٹیاں ہوئیں۔ بیٹیاں ابھی نو ماہ سال کی ہوئیں تھیں کہ اچانک ایک دن ٹیبل ٹون آیا۔ میں نے جب

سنا تو کوئی کہہ رہا تھا کہ یہ بشارت ملی کہ گھر بے تو نے کہانی ہاں تو اس نے کہا آپ بشارت ملی کی کیا لگتی ہیں۔ میں نے کہا میں ان کی بیوی ہوں۔ اس نے کہا آپ کے شوہر کی لاش ہسپتال میں پڑی ہے آپ آ کر وصول کر لیں۔ میری تو دنیا ہی اجڑ گئی اور میں بے ہوش ہو گئی جب مجھے ہوش آیا تو میرے سر سے پوچھا تو میں نے سب کچھ بتایا اور وہ سب بھی رونے لگے۔ روتے روتے اور بھر بھاگ کر ہسپتال پہنچے وہاں سے لاش وصول کی اور گھر آ کر کفن دفن کیا۔ کچھ عرصہ لوگوں کا آنا جانا کا رہا۔ ابھی ہم اس صدمہ سے باہر نہیں نکلے تھے کہ ایک دن پولیس اور اس نے کہا کہ آپ یہ گھر خالی کر دیں کیونکہ یہ گھر اب آپ کا نہیں رہا۔ پتہ چلا کہ ہماری فیکٹری کے منیجر نے تمام کاروبار اور تمام جائیداد اپنے نام کر دانی ہے اور یوں ہم در بدر ہو گئے اور آج تک اس خیال میں ہیں کہ کبھی روٹی مل جاتی تو کبھی بھوکے سوتے ہیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ میری مشکلات کو آسان کرے۔ (نور علیہ السلام لاہور)

جواب نمبر 210
Digest.pk

رشتے ناٹے

”رشتے ناٹے“ کالم کے لئے ہر ماہ بہت سے رشتے وصول ہوتے ہیں۔ جو خواہمیں و حضرات اپنے رشتے فوری شائع کروانا چاہیں وہ اپنے شناختی کارڈز کی فوٹو کاپی بھی ارسال کریں۔ رشتے ناٹے کالم میں اپنے رشتے شائع کرانے کے لئے اپنے خطوں کے رشتے ارسال کرتے وقت اپنے شناختی کارڈز کی فوٹو کاپی ضرور ارسال کریں۔ جن رشتوں کے ہمراہ شناختی کارڈز کی فوٹو کاپی نہیں ہوگی وہ رشتے شائع نہیں کئے جائیں گے۔ ایڈیٹر

- ☆..... مجھے ایسا رشتہ چاہئے جو مجھے اپنے پاس رکھے۔ کیونکہ میرے والدین فوت ہو چکے ہیں۔ میری عمر 30 سال ہے اور آرمی میں ہوں۔ کسی پڑھی لکھی لڑکی کا رشتہ درکار ہے جو سرکاری ملازم ہو اور رسوم و صلوٰۃ کی پابند ہو۔ (خواجہ محمد۔ مائسورہ)
- ☆..... میری عمر 22 برس ہے 6 فٹ قد، رنگ گندمی، سارے جسم اور تعلیم یافتہ ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اب شادی کروں لیکن کوئی لڑکی پسند نہیں آتی۔ میں چاہتا ہوں کہ لڑکی خوبصورت ہو، میرے جیسی باشعور ہو، عزت کرنا جانتی ہو، صرف شوہر کو محبت کرنا جانتی ہو، روپے پیسے کی بریل نہیں ہے، ساری زندگی مہارانی بن کر رہے گی، ذاتی مکان پلاٹ زرعی رقبہ گاڑی پینس سب کچھ ہے۔ نہ ملازمت کی نگر نہ پیسے کا ڈر خود مختار لڑکیاں بھی رابطہ کرتی ہیں۔ چال باز اور وقت گزار لڑکیاں زحمت نہ کریں۔ (آصف سانول)
- ☆..... میں 37 سالہ رٹنڈا ہوں
- ☆..... سرکاری ملازم ہوں، اٹھارہ ہزار تنخواہ ہے، ذات پت پٹھان۔ مجھے ایک حافظ قرآن لڑکی کا رشتہ درکار ہے جس کی عمر 30-35 سال ہو۔ بیوہ، کنواری کی کوئی قید نہیں۔ حافظ قرآن ہونا ضروری ہے۔ اپنے مکمل کوائف مع تصویروں پر ارسال کریں۔ (مسرت خان ٹھٹھی۔ خیبر پختونخوا)
- ☆..... عمر تیس سال، قد پانچ فٹ تین انچ، رنگ سانولا، تعلیم بی اے، کاروبار اپورٹ ایکسپورٹ، ذاتی کوٹھی، گاڑیاں، نوکر چاکر، روپے پیسے کی کمی نہیں۔ یہ کوائف میرے ایک بہت اچھے دوست ہیں جس کا اخلاق بہترین ہے۔ انسان دوست اور مفید طبیعت کا مالک ہے۔ اس کے لئے کسی پڑھی لکھی کم از کم ایف اے ہو، جس کا اخلاق اچھا، بڑوں کی عزت کرنا جانتی ہو اور چھوٹوں پر شفقت۔ ایسی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ والدین یا خود مختار لڑکیاں رابطہ کریں۔ (چودھری عاشق علی اعوان۔ چک 95، رب ضائع ساہیوال)
- ☆..... نہیں اپنے بھائی کے لئے ایک خوب پڑھی لکھی لڑکی کا رشتہ چاہئے۔ میرے بھائی کی عمر 27 سال ہے، رنگ گورا، قد پانچ فٹ آٹھ انچ، تعلیم بی ایس سی، سرکاری ملازم ہے، تنخواہ بائیس ہزار ماہانہ ہے۔ لڑکی کھاتے پیتے گھرانے کی ہو اور چھوٹے بڑوں کی عزت کرنا جانتی ہو اور گھر گزشتی میں دلچسپی رکھتی ہو۔ لڑکی کے والدین یا لڑکی خود رابطہ کرے۔ (ایڈیٹر فردوس۔ راولپنڈی)
- ☆..... 35 سالہ خوب پڑھی لکھی کے لئے ایک اچھے گروہ کے مالک لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکی کی تعلیم بی ایڈ اور سکول ہیڈ مسٹر نہیں ہے۔ لڑکی کی ذاتی کوٹھی بھی ہے۔ بچہ خوبصورت ہو، پڑھا لکھا کم از کم ایف اے پاس ہو۔ کوئی غیر اخلاقی عادات نہ ہوں۔ شریف اور باادب ہو۔ خواہشمند حضرات یہ والدین رابطہ کریں۔ (ایمن صادق۔ اوکاڑہ شہر)

جواب 217

Digest.pk

ملاقات



نام: م. زیارت علی
عمر: 19 سال
مشغل: سوشل ورک کرنا
پتہ: ڈاک خانہ چوکی
موبک: تحصیل و ضلع کوٹلی، آزاد کشمیر



نام: آصف جادیہ
عمر: 18 سال
مشغل: کرکٹ کھیلنا، مطالعہ کرنا
پتہ: چک نمبر 142-ب، گھڑعل فورہ، تحصیل چک بھیرہ، ضلع فیصل آباد



نام: بیاض فریب
عمر: 22 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: شیخ سائیکل ورکس، چک 9ب عبدالحکیم، تحصیل میاں پنوں، ضلع خاندوال



نام: صداقت علی
عمر: 14 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: ڈاک خانہ کوٹ مانیجی خان، تحصیل چوکی، ضلع قصور



نام: کھوکھر ندیم شوکت
عمر: 23 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: مکان نمبر 4F، محلہ مانگیرو کوہ، کالونی TNT، کوہ نور، راولپنڈی



نام: مظہر عباس تنہا
عمر: 18 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: چک 9ب عبدالحکیم، خاں آباد، تحصیل میاں پنوں، ضلع خاندوال
نام: اہمل خان
عمر:



نام: تبسم یارون
عمر: 17 سال
مشغل: سوشل ورک کرنا
پتہ: چک نمبر 355/WB، ڈاک خانہ خاص، تحصیل دنیاپور، ضلع لودھراں



نام: ایم اشفاق بٹ
عمر: 25 سال
مشغل: جواب عرض پڑھنا، فزلیس سنٹا
پتہ: پوسٹ بکس نمبر 334، آزاد دہلی



نام: بشیر سائل بھاس
عمر: 20 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا، کرکٹ کھیلنا
پتہ: مہراں ٹریڈرز، مین بازار، آباد، 110 کینٹ، تحصیل ٹیکسلا، ضلع راولپنڈی



نام: عدنان احمد
عمر: 20 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: ڈاک خانہ خاص، قلعہ والا، تحصیل و ضلع منڈی بہاؤ الدین



نام: زہد ساغر انصاری
عمر: 24 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: چوٹالہ، ڈاک خانہ خاص، تحصیل و ضلع جہلم



نام: ایمان محمود پروسی
(دینی دالے)
عمر: 22 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: بہنام کوٹلی بہرام، ڈاک خانہ میاں، تحصیل سوہاوا، ضلع جہلم



نام: غلام عباس زاہری
مشغل: 20 سال
مشغل: جواب عرض پڑھنا، فلمی دوستی کرنا
پتہ: ڈاک خانہ الیکٹرک ورکس، منڈی بہاؤ الدین



نام: محمد عامر بلوچ
عمر:
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: معرفت محمد رفیق جمالی، جبرک سائیت، ڈاک خانہ جبرک، تحصیل و ضلع لودھ



نام: ایمان محمود پروسی
(دینی دالے)
عمر: 22 سال
مشغل: فلمی دوستی کرنا
پتہ: بہنام کوٹلی بہرام، ڈاک خانہ میاں، تحصیل سوہاوا، ضلع جہلم

Digest.pk



نام: رائے حسین عباس
کمرل
عمر: 24 سال
مشغلہ: سماجی کام کرنا

پتہ: 229-C این بلاک، مازل ٹاؤن، لاہور



نام: شیر اختر
عمر: 17 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا اور پڑھنا

پتہ: لدز ڈاک خانہ سید، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات، صوبہ سندھ



نام: محمد حنیف عابد
وکی دل
عمر: 17 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا

پتہ: یارک سینٹر، ریلوے روڈ، خانپور، تحصیل خان پور، تحصیل یارخان



نام: فیض احمد صدیقی
عمر: 27 سال
مشغلہ: وی بی آر میں پڑھنا

پتہ: کوٹ سبزل، ڈاک خانہ خاص، تحصیل صادق آباد، ضلع رحیم یارخان



نام: محمد نوید قریشی
عمر: 17 سال
مشغلہ: نیلی نوک دوستی کرنا

پتہ: مہدی ٹوٹی، موضع شاد تال، تحصیل ضلع میراں شہر



نام: ایم جہاں قیس
عمر: 17 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا

پتہ: محلہ مساری، پھولنگر بھائی، تحصیل بٹکی، ضلع قصور



نام: سفیان الفت حسین
نوٹاشی
عمر: 18 سال
مشغلہ: جواب عرض پڑھنا

پتہ: مقام لدز، ڈاک خانہ سید، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات



نام: محمد عمران
عمر: 28 سال
مشغلہ: سیر و سیاحت

پتہ: برہم پور، ڈاک خانہ ہیرا گڑھ، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات



نام: سید عثمان احمد
عمر: 19 سال
مشغلہ: جواب عرض پڑھنا

پتہ: نزد سبزی منڈی، ٹھانہ کالونی، جام پور، ضلع راجن پور



نام: الحاج الفت حسین
نوٹاشی
عمر: 50 سال
مشغلہ: خدمت فنی، جواب عرض پڑھنا

پتہ: لدز، ڈاک خانہ سید، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات



نام: نسیم جاوید مخدوم
عمر: 18 سال
مشغلہ: دوستی کرنا اور شاعری کرنا

پتہ: اڈا شریف آباد، گالہ سکول تحصیل احمد پور سیال، ضلع جہنگ



نام: عمران خان
عمر: 16 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا

پتہ: گاؤں اکبر پور، ڈاک خانہ پھلورہ، تحصیل پسرور، ضلع سیالکوٹ



نام: واصف علی ادرائیس
عمر: 19 سال
مشغلہ: مصنفہ کرنا، قلمی دوستی کرنا

پتہ: سندھ ہائیڈرو پاور، بھریاروڈ



نام: محمد شہباز
عمر: 24 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا

پتہ: گاؤں شمع آباد، ڈاک خانہ گرین کوٹ، تحصیل ضلع قصور



نام: شعیب قریشی
عمر: 18 سال
مشغلہ: ایس ایم ایس کرنا، قلمی دوستی کرنا

پتہ: ڈاک خانہ کھیلہ رازیکہ، تحصیل راسو، ضلع کوہستان



نام: احسان اللہ مادل
عمر: 23 سال
مشغلہ: اپنی یادوں کی انٹری لکھنا

پتہ: گاؤں نیوٹری ماہ، ڈاک خانہ درویش، تحصیل ضلع چترال



نام: فخر امین
عمر: 18 سال
مشغلہ: جواب عرض پڑھنا اور کہانیاں لکھنا

پتہ: ڈیرہ حبیب پور، چیک نمبر 145، ایم بی



نام: محمد شمیم
عمر: 16 سال
مشغلہ: فٹ بال کھیلنا، نیلی ڈٹن اور کیپ مینوات

پتہ: گاؤں اجے، ڈاک خانہ خاص، تحصیل چوہان، ضلع قصور

Digest.pk

ملاقات



نام: جونا احمد خاں بلوچ
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
تقریریں لکھنا، مطالعہ کرنا

پتہ: چنگ نمبر 1-9919 بجولے دی
جھوک، ساہیوال



نام: خدیجہ محمد خان جونی
عمر: 29 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: معرفت محمد

دلیاس، ہاؤس نمبر 1، ہنگ نمبر 40، خور
ٹیچ مارکیٹ، G-8-2 اسلام آباد



نام: طاہرہ بان خان
عمر: 23 سال
مشغلہ: سوشل ورک
کرنا

پتہ: Post Box No. 38122
Shj, AR - 7126291



نام: محمد جنید مانی
عمر: 16 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا
جواب عرض پڑھنا

پتہ: محلہ قاضیاں، ڈاک خانہ اکبر پورہ،
ضلع نوشہرہ، چنار



نام: محمد عابد علی یوسف
عمر: 21 سال
مشغلہ: سوشل ورک
کرنا

پتہ: قائد شہید یو سنکو، ڈاک خانہ 2، نواب،
ضلع ننکانہ صاحب



نام: محمد رفیق
عمر: 20 سال
مشغلہ: میوزک سنار،
دوستی کرنا

پتہ: F-10 HMC MFS اسلام آباد



نام: سیف الرحمن تنہا
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: مہر یاسین کریانہ

سنور، وارڈ نمبر 9، محلہ اسلام آباد، شاہ
کوٹ



نام: منظور عباس
عمر: 20 سال
مشغلہ: مطالعہ کرنا، قلمی
دوستی کرنا

پتہ: گاؤں برج، ڈاک خانہ خاص،
تحصیل فتح جنگ، ضلع اوٹک



نام: ضیاء الدین مدنی
عمر: 23 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں پچول،

ڈاک خانہ رانولہ، تحصیل چن، ضلع
کوہستان



نام: بشیر چاوال
عمر:
مشغلہ: شعر و شاعری
کرنا

پتہ: ایم ای بی، پانچاں نوشلی



نام: ندیم جان گوپاٹک
عمر: 23 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا،
قلمی دوستی کرنا

پتہ: سونا پانی سی او بی، آہ روڈ، بوست محمد،
ضلع مظفر آباد



نام: ناصر علی
عمر: 35 سال
مشغلہ: قلمی دوستی، مطالعہ
کرنا، سیر سیاحت

پتہ: چنگ نمبر 1-9919 بجولے دی
جھوک، ساہیوال



نام: رانا محمود احمد
عمر:
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: چنگ نمبر 34

گ-ب، ڈاک خانہ خاص، تحصیل
جڑانوالہ، ضلع فیصل آباد



نام: محمد خورشید اجپٹی
عمر: 17 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں ماسکین،

تحصیل رز خانہ لاہور، ضلع کوہاٹ



نام: ساجد رضا
عمر: 28 سال
مشغلہ: سوشل ورک کرنا
پتہ: ساجد محمود ولد

گاؤں خان، سکس چروال، تحصیل و ضلع
جہلم



نام: فکیل احمد طاہر
عمر: 21 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: محلہ بڑی مسجد

الہ آباد، گاؤں ملتان خورو، تحصیل تلہ
مگ، ضلع پکوال



نام: سید مہر از خرائن
عمر: 18 سال
مشغلہ: میوزک سنار
پتہ: ڈاک خانہ

دولویں تحصیل نصیر آباد، ضلع مظفر آباد
آزاد کشمیر، باغی بیچور



نام: ظفر بلوچ ساموہی
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: بے توک، ضلع

نارمان، بلوچستان

Digest.pk

ملاقات



نام: نذر حسین بلوچی
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا

پتہ: چک والہ دلاورہ
ڈاک خانہ چک نمبر EB/135، تحصیل



نام: ایم شہزاد
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا

پتہ: گلشن کے ڈاک
خانہ پھول، تحصیل چوکی، ضلع قصور



نام: خالد فاروق آسی
عمر:
مشغلہ: دوستی، شاعری
پتہ: دی لائٹ پبلک
سکول، جلی پورہ، ملٹ کالونی، فیصل آباد



نام: ریاض احمد
عمر: 40 سال
مشغلہ: محبوب کی یاد
پتہ: باغبان پورہ، ملتان



نام: طاہر حسین
عمر: 23 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: مکان نمبر 88/9
جلی نمبر 59، محلہ مسلم اتحاد کالونی،

تاچندہ روڈ، خاڑی آباد، ملتان



نام: رئیس صدام حسین
عمر: 18 سال
مشغلہ: شاعری کرنا
کرکٹ کھیلنا

پتہ: رئیس برادرز سرورس شیش، ڈاک

خانہ خلی خان، ضلع گلشن، پشاور



نام: رئیس ارشد
عمر: 22 سال
مشغلہ: سوشل ورک
کرنا

پتہ: رئیس برادرز سرورس شیش، خان



نام: کلید احمد ساجن
رخسار
عمر: 22 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا

پتہ: گورنمنٹ ہائی سکول کوٹ قلات،

ضلع کیچ تربیت کمران



نام: شاہد اقبال شنگ
عمر: 22 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں سرکی خیل،
ڈاک خانہ چندری، تحصیل ضلع کرک



نام: ملک فضل ساگر
عمر: 22 سال
مشغلہ: جواب عرض
پتہ: گاؤں اچاں خود چک نمبر 13 آر
بی، تحصیل شی مندر آباد، ضلع شیخوپورہ



نام: امداد علی عرف
نوریم عباس تھا
عمر:
مشغلہ: شعر و شاعری
پتہ: ڈاک خانہ تالپی، تحصیل کٹری، ضلع

میرپورخاص



نام: سید اشفاق حسین نقوی
عمر: 25 سال
مشغلہ: سماجی کام کرنا،
قلمی دوستی کرنا

پتہ: علوی سٹریٹ، محلہ کوٹ محمد شفیع، پراٹھا

آدم پورہ روڈ، موٹا کھن آباد، گوجرانوالہ



نام: حبیب اللہ
عمر: 30 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: خلیب سینٹری
سنور، لالہ موٹی



نام: تنہا محمد مراد شادی
عمر:
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا،
جواب عرض چھٹا
پتہ: چہار ٹوٹو سنور، چٹانہ روڈ، ڈاک
خانہ دوست محمد، ضلع جعفر آباد



نام: محمد عیسیٰ سلف جاوید
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: حضرت عوامی نیوز
ایجنسی، گلشن پورہ



نام: تنویر احمد گویدل
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: حماد سینٹری سنور،
چرچ روڈ، لالہ موٹی



نام: بلال نواز
عمر: 18 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا
پتہ: وسیم جنرل سنور
نزد مکان مئی مسجد، لے والا، بکر



نام: عبدالغفار
عمر: 17 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: حماد سینٹری سنور،
چرچ روڈ، لالہ موٹی

Digest.pk

حالات



نام: محمد شفیع اللہ
مر: 28 سال
مشغل: دوستی کرنا،
جواب عرض پڑھنا

پتہ: ڈی ایس جی 298، پانوں
سندھ سڑکی، انارکلی، میرپور خاص



نام: اعظم حسین ساگر
مر: 19 سال
مشغل: قلمی دوستی کرنا،
شعر و شاعری کرنا

پتہ: چک نمبر 40MB، ڈاک خانہ 41MB،
نزد پٹھانواں، تحصیل ضلع خوشاب



نام: ارشد حفیظ
مر: 25 سال
مشغل: شعر و شاعری کرنا،
کرکٹ کھیلنا، قلمی دوستی کرنا

پتہ: غلام مصطفیٰ سیکورٹی گارڈ، پوسٹ
بکس نمبر 6875، ایلیا برکھنی، ضلع راولپنڈی



نام: ڈاکٹر محمد ایوب بوز
مر: 25 سال
مشغل: مطالعہ کرنا

پتہ: گوٹھ ذوالفقار
آباد باری شاخ، اوستا محمد، ضلع جعفر



نام: زیب ظہور احمد
مر: 19 سال
مشغل: شعر و شاعری

پتہ: نزد پاکیزہ اوپن، کوئٹہ روڈ، کوئٹہ
مینگل، نزد میر مراد جمالی، نصیر آباد



نام: عارف حسین
مر: 22 سال
مشغل: قلمی دوستی کرنا،
جواب عرض پڑھنا

پتہ: موضع مہو، تحصیل کوئٹہ
اور، ضلع مظفر آباد



نام: عدیل شہزاد شفیق
مر: 16 سال
مشغل: کرکٹ کھیلنا،
مطالعہ کرنا

پتہ: گورنمنٹ کالج منگیرو، ڈاک خانہ
خاص، ضلع بنگر



نام: عزیز زادہ قیصر بہار
مر: 23 سال
مشغل: سماجی کام کرنا

پتہ: بمقام نیل بیران، تحصیل و ضلع
خوشاب



نام: قدیر عباس دہانی
مر:
مشغل: قلمی دوستی کرنا

پتہ: ایڈ کوارٹر 116
برگینڈ، بنوں کینٹ



نام: ذوالفقار علی مستوی
مر: 18 سال
مشغل: کرکٹ کھیلنا،
پتہ: گوٹھ محمد بخش

مستوی باری شاخ، اوستا محمد، ڈاک خانہ
عزیز اللہ ساگر، باری شاخ، ضلع جعفر آباد



نام: رئیس ساجد کاش
مر: 18 سال
مشغل: قلمی دوستی کرنا،
مطالعہ کرنا

پتہ: رئیس برادر سروس شیش، خان بیلہ،
تحصیل لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان



نام: ایم اکرام الحسن
مر: 20 سال
مشغل: فوٹو دوستی

پتہ: گلی نمبر 2، عبداللہ ٹاؤن، فورٹ
جہلم



نام: عبدالغفور گل
مر: 19 سال
مشغل: شعر و شاعری

پتہ: بمقام گلزار،
ڈاک خانہ خاص، تحصیل چنڈ، ضلع ڈاک



نام: مختصر علی ملک
مر: 22 سال
مشغل: قلمی دوستی کرنا

پتہ: پوسٹ بکس نمبر
213، پاکسپ پٹارہ، حیدر آباد، سندھ



نام: ساجد عباس ساغر
مر: 18 سال
مشغل: قلمی دوستی کرنا،
جواب عرض پڑھنا

پتہ: شیخ سائیکل ورس، چک 9ب
عبدالکیم، ڈاک خانہ خالق آباد



نام: سفیر اداس موہری
مر: 23 سال
مشغل: قلمی دوستی کرنا،
سماجی کام کرنا

پتہ: گاؤں موہری، ٹیکوٹ، ڈاک خانہ
دینی، تحصیل بہک، ضلع مظفر آباد



نام: ایم ظہیر گبول
مر: 23 سال
مشغل: جواب عرض
پڑھنا

پتہ: جالب گوٹھ سید عابد، شیر کراچی،
ضلع میرپور



نام: محمد افضل چوہدری
مر: 20 سال
مشغل: سماجی کام کرنا

پتہ: ٹھم بکچہ نزد
گورنمنٹ جلی کالہ، تحصیل عینی

خیل، ضلع میانوالی
ملاقات

Digest.pk

نام: ایم ایس شوہر
عمر: 50 سال
مشغلہ: 12 سنا، قلمی
دوستی کرنا
پتہ: ایل سی ایس آفس، تربت

نام: عمران رشید
عمر: 16 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: گلزار پبلک سکول
دوبہل، تحصیل دریاخان، ضلع بھکر

نام: ملک ہاشم پڑھان
عمر: 18 سال
مشغلہ: جواب عرض
پڑھنا اور کہانی کہنا
پتہ: چک نمبر 11 ایم ایل، تحصیل
بھلووال، ضلع سرگودھا

نام: مبارک حسین آغا
عمر: 18 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: جاوید اقبال کے
ٹی ایلی مٹری سکول، وارڈ نمبر 3، غوری
محله، شہر حجاب پور سندھ

نام: ایم وسیم شہبازی
عمر: 22 سال
مشغلہ: کرکٹ کھیلنا،
قلمی دوستی کرنا
پتہ: ہاؤس نمبر 18F، ٹیل پارا،
جہانگیر روڈ، کراچی

نام: امین مراد انصاری
عمر: 40 سال
مشغلہ: جواب عرض
پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: 33 سنگل سنوری لال مارکیٹ، بیکٹر
5F نیو کراچی

ملاقات

نام: محمد حسین
عمر: 27 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: بصیرت مالک داد
ٹیلرز ہسٹر، تحصیل سوئی گیس لینڈ،
پوچستان

نام: واجد محمود ساقی
عمر: 19 سال
مشغلہ: جواب عرض
پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: گاؤں کوٹ پھاری، ڈاک خانہ کس
کندوزہ، تحصیل ضلع بھمبر، آزاد کشمیر

نام: راجہ عامر خان
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا،
جواب عرض پڑھنا
پتہ: گاؤں کوٹ پھاری، ڈاک خانہ
کندوزہ، تحصیل ضلع بھمبر

نام: جنید اقبال
عمر:
مشغلہ: شعر و شاعری،
پڑھنا، سن کرنا
پتہ: محلہ ہنگی نزد حبیب بینک، غور غشتی،
تحصیل ضلع انک

نام: بدین محمد بلوچ بھیر
عمر: 24 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا،
جواب عرض پڑھنا
پتہ: محلہ اٹھل ڈھانڈر، ضلع بولان

نام: شاہد فہد قادری
عمر: 18 سال
مشغلہ: جواب عرض
پڑھنا، قلمی دوستی کرنا
پتہ: بمقام داریل گادی، ناگپور خاص،
تحصیل ضلع دیپالپور، گلگت بلتستان

جواب عرض 22

نام: محمد انور ساگر
عمر: 24 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا،
جواب عرض پڑھنا
پتہ: محلہ لڑی آباد، ڈھانڈر، ضلع بولان،
پوچستان

نام: امجد علی کورمانہ
عمر: 26 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: بمقام گلزار پور،
ڈاک خانہ ساگھکی منڈی، ضلع حافظ آباد

نام: عبدالصمد مہر
عمر: 22 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: جلاب موٹو
سیدھا سہ، شہر کراچی، ضلع ملیر

نام: نیل احمد مہر
عمر: 20 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
پتہ: جلاب موٹو
سیدھا سہ، شہر کراچی، ضلع ملیر

نام: راجہ مختار احمد راسی
عمر: 35 سال
مشغلہ: قلمی دوستی کرنا
راجہ سیدنگ مشین
ڈیلر، ملی لال روڈ، ضلع لیہ، پنجاب
پاکستان

نام: محمد ہاشم مانا
عمر: 19 سال
مشغلہ: SMS کرنا
پتہ: چک نمبر
15/15/15 رحمان ٹاؤن، ڈاک خانہ
خاص، تحصیل سیالکوٹ، ضلع ٹانوال

Digest.pk

مجھے شکرگزار ہے

مجھے شکوہ ہے اُس بے وفا سے جس نے میرے پیا کر قدر نہ کی اور وہ کسی اور کے ساتھ اب زندگی گزار رہی ہے۔ (مطلوب حسین ہمدانی۔ لاہور)

مجھے شکوہ ہے اُن لڑکیوں سے جو دل لگا کر بے وفائی کر جاتی ہیں اور دوسرے کا دل توڑ دیتی ہیں۔ (محمد بال باری۔ رنجی حویلی)

مجھے شکوہ ہے ایس سے کہ وہ اب مجھ سے بھروسہ نہیں کرتا۔ دل کی بات دل ہی میں رکھتا ہے۔ اب بدل گیا ہے۔ (خلیل احمد ملک۔ شیدائی شریف)

مجھے شکوہ ہے اپنی دوست S سے کہ اس نے جواب غرض پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ ایس جی جواب غرض تو دہی دلوں اک سہارا ہے۔ (احمد جمی۔ کالا باغ)

مجھے شکوہ ہے ان لڑکیوں سے جو پیار میں دھوکہ دیتی ہیں۔ وہ پیار نہیں ہانپ پاس کرتی ہیں۔ (لوید اختر۔ سحر۔ کیروال)

مجھے شکوہ ہے ایسے لوگوں سے جو دل کو دل نہیں سمجھتے توڑ دیتے ہیں۔ (اشرف زخمی دل۔ نکانہ صاحب)

مجھے شکوہ ہے اُن لوگوں سے جو محبت کر کے آدھے راستے میں چھوڑ جاتے ہیں۔ کسی کے دل میں آگ

لگا کر بھول جاتے ہیں۔ (خوب۔ صدام حسین ڈاٹر۔ جدالاں)

مجھے شکوہ ہے اُن لوگوں سے جو محبت اور دوستی کو محض مذاق سمجھتے ہیں۔ ان کا احترام نہیں کرتے۔ (رنجی علی حیدر۔ خان پیلہ)

مجھے شکوہ ہے اپنے دوست سے جو کہ میرے چاچو ہیں اس نے کبھی بھی مجھے فون تک نہیں کیا۔ (بابا جان۔ کراچی)

مجھے شکوہ ہے جواب غرض سے کہ وہ ہماری تحریروں کو شائع نہیں کرتے۔ (گلشن ہار۔ تحفہ قریشی)

مجھے شکوہ ہے اپنے کزنوں سے جو ذیلی کی میٹنگ سے شرکت نہیں کرتے۔ میٹنگ کے رزلٹ کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ (خان انسر خاں۔ دنیا پور)

مجھے شکوہ ہے ان لڑکے لڑکیوں سے جو جھوٹ کا سہارا لے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور پھر مگر جاتے ہیں۔ (عصمت علی عاصی بلوچ۔ دہلی)

مجھے شکوہ ہے بے وفا R کی یادوں سے جو ہر لمحہ مجھے تڑپاتی ہیں، رلاتی ہیں ستاتی ہیں۔ (حافظ یحیٰ شفیق۔ خانیوال)

مجھے شکوہ ہے اپنی کزن S سے کہ وہ مجھ سے پیار نہیں کرتی۔ (عدنان

حیدر۔ جہلم)

مجھے شکوہ ہے اپنے آپ سے کہ دوست مجھ سے ناراض کیوں ہو جاتے ہیں۔ (محمد خورشید اجپٹی۔ بالکین)

مجھے شکوہ ہے وحید سے جس نے دہلی چاکر صرف ایک بار کال کی پھر کال نہیں کی۔ (عامر امتیاز نازی۔ کلر سیداں)

مجھے شکوہ ہے ان لوگوں سے جو دوستی کو غلط نام دیتے ہیں اور ان سے جو کسی سے دوستی نہیں کرتے ہیں۔ (شوکت علی وفا۔ مانی پورک)

مجھے شکوہ ہے زید سے جو بے وفا مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ (مہر ریاض احمد زید۔ جزاوالہ)

مجھے شکوہ ہے موجودہ جواب غرض سے کہ میں باقاعدگی سے لیٹر لکھ رہا ہوں لیکن مسلسل ردی کی نذر کیا جا رہا ہوں۔ (مجید احمد جانی۔ ملتان)

مجھے شکوہ ہے ہر اس انسان سے جو دوسروں کے دلوں کی قدر نہیں کرتے اور بڑی بے دردی کے ساتھ دل کے ٹکڑے کر کے اسے تڑپتا ہوا چھوڑ دیتے ہیں۔ (عثمان غنی انجم۔ قبول شریف)

انکار جیسا لذت اقرار میں کہاں بڑھتا ہے شوق غالب اس کے نہیں نہیں

مجھے شکوہ ہے۔ جواب غرض 224

Digest.pk

ماں سے پیار کا اظہار

- ماں کہنے کو تو بہت چھوٹا سا لفظ ہے لیکن یہ اپنے اندر محبتوں کا ایک لامحدود ذخیرہ جمع رکھتا ہے جو صرف ماں کی قدر کرنے والا ہی اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔ (عشیرہ فنی - قولہ شریف)
- ماں ہی تو جنت میری ماں ہی تو ہر خوشی ہے ماں کے بغیر زندگی کسی کام کی تو نہیں ہے جی۔ (مسٹر ایم ارشد وفاق - گوجرانوالہ)
- ماں دنیا کی عظیم ہستی ہے جس کا کوئی بدل نہیں نہ ہی کوئی اس جیسا عظیم رشتہ سے دنیا میں مگر ہم قدر نہیں کرتے ماں کی۔ خدا ارادہ قدر کیا کرو۔ (عبدالرحمن گجر - نین لاہور)
- میں اپنی ماں سے بے پناہ پیار کرتا ہوں اور میری زندگی کی خواہش ہے کہ میں اپنے باپ کو حج کروا سکوں۔ (طارق محمود مہر - ڈنگ)
- میں اپنی ماں سے بہت پیار کرتا ہوں۔ دعا ہے میری زندگی بھی ماں کو مل جائے۔ (مظہر علی بگی - نور شاہ)
- ماں تجھے سلام۔ اگر زندگی میں کامیابی چاہتے ہو تو اپنی ماں کی خدمت کرو۔ (عمران ثنا - بلوچستان)
- میری ماں میرے لئے جنت ہے آج اس کی دعاؤں سے میں اس مقام پر ہوں۔ (نظام الدین - ذریعہ مراد جمالی)
- ماں تیرے جانے کے بعد ہمیں کچھ ایسا لگتا ہے کہ ہماری دنیا ختم ہوگئی۔ ماں تم دنیا تو چھوڑ کر چلی گئی تھی مگر ہمیں روتا ہوا چھوڑ گئی تھی۔ ہماری دعا ہے کہ تم کو جنت الفردوس میں خدا کریم جگہ دے اور تمہارے سارے گناہ معاف کر دے۔ (امجد وکی کروٹانہ - لکڑپانوالہ)
- ماں جیسی ہستی دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ (داحض فضل - واہ کیٹ)
- ماں دنیا کا بہت حسین پھول ہے اے پیاری والدہ دنیا سے نہ کوئی آہانہ آدے داتیرے ہاں دل۔ (محمد ارسلان احمد)
- ماں کی دعا اور جنت کی ہوا میں کوئی فرق نہیں اگر کسی کو جنت کی ہوا چاہئے تو ماں کی دعا لے لے۔ (پرنس مظفر شاہ - پشاور)
- ماں کی محبت مستحکم ہے ماں کے پیار میں ذرا سی بھی ملاوٹ نہیں ہے ماں کی محبت بالکل پاکیزہ و شفاف ہے ماں کی چاہے جتنی اولادیں ہوں مگر ماں کی محبت کم
- نہیں ہوتی۔ (عبدالوحید ابرار - آواران)
- ماں ہی تو ہے جو اس دنیا میں ایک سچا رشتہ ہے جو بغیر الٹی کے اپنا فرض نبھاتی ہے میری ماں اللہ تعالیٰ تجھے سلامت رکھے۔ (عباس علی گجر - ٹیکہ اری)
- میں جو کچھ بھی ہوں اپنی ماں کی بدولت ہوں ماں کے بغیر یہ جی زندگی ناممکن ہے میری ماں ہی میری زندگی ہے یہ اسی کی دعا ہے۔ (مظہر عباس انجم کبیرہ)
- کوش میری ماں آج میرے پاس ہوتی اور آج میں اتنا تھکا نہ ہوتا۔ دنیا کے ظلم ستم کا شکار نہ ہوتا، میں زندہ لوگوں میں شامل ہوتا۔ (محمد قمران اعوان - ٹھٹھہ پورہ)
- ماں تیرے قدموں کے نیچے جنت ہے ماں تیرا کوئی ٹائی نہیں۔ (محمد احمد امان اللہ - پورے والہ)
- میں اپنی ماں سے بہت زیادہ پیار کرتا ہوں۔ (محمد اشرف زنگی - دل - جھنگ)
- میں اپنی ماں سے ساری دنیا سے بڑھ کر پیار کرتا ہوں۔ (نامہ عارم)
- ماں دوسری دنیا کی انمول چیز ہے ماں کی قدر کرنا کہ دوسری دنیا میں تمہاری قدر نہ ہو سکے۔

Digest.pk

کیا آپ ایک اچھے دوست ہیں؟

نہیں اس کا تو میرے دوست ہی بتا
سکتے ہیں۔ (ماجد علی اعوان ٹھیری۔
کراچی)

میں اچھا دوست ہوں اور میں کوشش
کرتا ہوں کہ میری وجہ سے میرے
دوستوں کو کوئی تکلیف نہ ہو، مجھے
اپنے دوستوں سے بہت پیار ہے۔
(انیم اسلم بروہی۔ حسن پیر پوسٹ)

میں اچھا دوست ہوں
دوست نہیں اچھا اخلاق ہوتا ہے اگر
آپ کا اخلاق اچھا ہے تو آپ کی
دوستی بھی لاجواب ہے اور لوگوں کو
صرف اخلاق سے متوجہ کیا جاسکتا
ہے۔ (عثمان علی۔ قبول شریف)

میں اچھا دوست ہوں یا
نہیں یہ تو میرے دوست ہی بتا سکتے
ہیں۔ ویسے میرا سب سے اچھا
دوست ملی ہے۔ (مطلوب حسین
یروسی۔ لاہور)

میں اچھا دوست نہیں ہوں
یعنی میں کسی کی دوستی کے قابل نہیں
ہم نے اگر کسی سے دوستی کی یا کسی
نے ہم سے کی سب دعوے
لوہو سے رہے اب وعدے
ادھو سے رہے اسی لئے ہم دوستی
کے قابل نہیں۔ (شہزاد سلطان
کیف۔ اٹکویت)

اعوان۔ شہزاد
میں اچھا دوست میں واقعی
ایک اچھا دوست ہوں اور ہم
دوست ایک دوسرے کی مدد کرتے
رہتے ہیں۔ (محمد اعجاز احمد۔
عبدالحکیم)

میں اچھا دوست میں ایک
اچھا دوست ہوں آزمانا مفت ہے۔
(سید احمد اس۔ پنجکوت)

میں اچھا دوست جی اپنی
طرف سے تو اچھا ہوں مگر پتہ نہیں
دنیا والے کیا سمجھتے ہیں ہاں میرے
کچھ دوست ہیں جو اچھی طرح بتا
سکتے ہیں کہ میں کیسا ہوں۔ (مریم
بشیر گوندل۔ گوجرہ)

میں اچھا دوست ہوں مگر تنہا
ہوں کہ مجھے زبان کے ساتھ بہت
ملے ہیں مگر دل کا ساتھ کوئی نہیں
لا۔ مجھے جھوٹے وعدے دے کر
کرنے والے لوگوں سے شدید
نفرت ہے۔ (محمد افضل اعوان۔
گوجرہ)

میں اچھا دوست ہوں اس
کی تفصیل اگر پوچھنی ہو تو میرے
دوست ساجد عباس اعوان صاحب
حافظ آباد سے پوچھ لینا کہ میں واقعی
اچھا دوست ہوں۔ (محمد ہارون قمر
اعوان بیچ اور ہزارہ)

میں اچھا دوست ہوں یا

میں اچھا دوست نہیں ہوں
کیوں کہ میرے نظریات صرف
تخلص اور دیر پا دوستی کے ہوتے ہیں
اور یہ چیز اب اس دور میں ناممکن سی
ہو گئی ہے۔ (احمد نجفی دکنی۔ کالا
بارغ)

میں اچھا دوست ان
دوستوں کے لئے جو کسی کو دکھ نہیں
دیتے کسی کی عزت خاک میں نہیں
مالتے، ہر سو خوشبودن کے شجر لگاتے
ہیں، نفرتوں کا خاتمہ اور محبتوں کا
پیغام عام کرتے ہیں۔ (مجید احمد
جانی۔ ملتان)

میں اچھا دوست ہوں لیکن
کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں دوستی کی
قدر نہیں کیونکہ جب انہیں ملے
دوست ملتے ہیں تو ہر ان کو بھول
جاتے ہیں۔ (شاہ کنول۔ چکوال)

میں اچھا دوست میں اچھا
دوست ہوں یا برا اس کا فیصلہ
میرے دوست ہی کریں گے مجھے
کوئی آزمانے کے لئے دوستی کرنا
چاہتا ہے تو دیکھ۔ (ہونا دکنی۔
بہاولپور)

میں اچھا دوست میں خود کو
اچھا نہیں کہہ سکتا جب کوئی دوسرا کسی
کو اچھا نہ ثابت کرے میرے
دوست مجھ کو ایک اچھا کہیں گے تو
میں خود کو اچھا کہوں گا۔ (محمد لقمان
کمال)

کیا آپ ایک اچھا دوست ہیں؟

Digest.pk

جواب 226

آئینہ روبرو

اپریل کا سالانہ پہلے اسلامی صفحہ پڑھا ایمان تازہ ہو گیا پھر کہانیوں کی طرف گیا جن کی کہانیاں اچھی تھیں ان کے نام یہ ہیں ویران زندگی آپنی کشور کرن، ویران گلشن ایم جاوید نسیم، چو بد رنی، تیرے انتہار میں حاسرہ انصاری لاہور، تقدیر کی جیت خرم شہزاد مغل، عشق سزا ہے ندیم عباس ڈھکو، ہائے محبت ایم عاصم شاہ کر، مجھے جواب عرض سے جنون کی حد تک محبت ہے آخر میں اپنی پیاری آپنی کشور کرن سے گزارش ہے کہ یونہی جواب عرض کے لیے لکھتی رہیں جواب عرض کے لیے دعا گو ہوں کہ جواب عرض دن دگنی رات چو گنی ترقی کرے آمین ریاض احمد صاحب میرا یہ خط ضرور شائع کرن ورنہ میرا دل ٹوٹ جائے گا۔

سیف زخمی۔ مری
ماہ اپریل کا شمارہ ملا پڑھ کر بہت خوش ہوئی کہانیاں بہت اچھی تھیں بہت سبق والی تھیں جن میں تیرے انتظار میں۔ مانوس اجنبی۔ بے خبری کا سکھ۔ صدا انوٹے دل کی۔ وہ شخص قیامت تھا۔ عشق سزا ہے۔ اور میری قربانیاں یا تیری۔ باقی کہانیاں بھی بہت ہی اچھی تھیں غزلیں بھی بہت اچھی تھیں شاعری میں آپنی کشور کرن۔ عابدہ رانی۔ عدنان خان۔ محمد نوید۔ رئیس عثمان، انیلہ غزل۔ رئیس ساجد۔ انعام علی، ظہیرین ساجد۔ رضا بلال۔ رفاقت علی۔ کی شاعری بہت ہی اچھی تھی آخر میں سب پڑنے لکھنے والوں کو سلام۔

اسلام ٹیکم۔ سب سے پہلے جواب عرض کے تمام کارٹون، اداور تمام شاف رائٹرز ایڈیٹرز اور سب پڑھنے لکھنے والوں کو سلام اللہ پاک سب کو اپنے حفظ و ایمان میں رکھے آمین۔ جواب عرض کے تین شمارے میرے سامنے میرے ہاتھ میں ہیں کچھ مصروفیات کی وجہ سے نہیں پڑھ پائی اور کچھ پڑھے بھی ہیں امید ہے سب رائٹرز نے اچھا لکھا ہوگا اور دعا ہے ہمیشہ اچھا ہی لکھتے رہیں تاکہ جواب عرض کی محفل ایسے ہی تھی رہے جواب عرض میں کچھ رائٹرز فصول میں ایک دوسرے پر تنقید کرتے ہیں جو کہ اذیت ہیں ہر رائٹر کا اپنا انداز ہے باقی جواب عرض میں صدائیں صدائیں بھائی عاشق حسین ساجد، ندیم عباس ڈھکو، سمیرا ریاض، ارمان سگم، منظور اکبر، نسیم، ایم اشفاق بٹ۔ رینا محمود قریشی، سائرہ وارم، کشور کرن، سبھی بہت اچھا کام کر رہے ہیں انہیں مبارک باد دیتی ہوں باقی بھائی شہزادہ عاکبیر میں نے اپنی کچھ غزلیں بھیجی تھیں جو کے ابھی تک شائع نہیں ہوئیں پلیز انہیں شائع کر دیں اور شکریہ کا موقع دیں اور نئے رائٹرز کو بھی جگہ دیں تاکہ جواب عرض کی خوبصورتی میں اضافہ ہو کالم ملاقات، مجھے شکوہ ہے، غم کے بعد خوشی، تو یہ کال بند کر دیں ان کی جگہ پر کوئی نیا کال شروع کریں یا کسی کریکٹرفنکار یا کسی گلوکار کا انٹرویو اور تصویر وغیرہ شامل کر لیں اور نیک تمنا میں اور جواب عرض کو دن دگنی رات چو گنی ترقی دے۔

تنزیلہ حنیف ملہ جوگیاں
اسلام ٹیکم میں جواب عرض کے تمام شاف کو سلام پیش کرتا ہوں اور بالخصوص ریاض صاحب کو اور اس کے تمام جواب عرض پڑھنے والوں کو میرا سلام قبول ہو میرا نام سیف الرحمن ہے لیکن میں تجھ سے ملنے سے پہلے ہی آپ سے مل چکا ہوں

آئینہ روبرو
جواب عرض 227
2011 جولائی

اور میری تعلیم ایف ایس سی ہے کیا بتاؤں کہ میں نے زندگی میں کون سا غم برداشت نہیں کیا میرا دل اب بالکل نوٹ چکا ہے دنیا کی بے وقافتوں کی بے رخی سے مجھے اور زندگی نظر نہیں آ رہی کیوں کہ مارچ 2010 کو جب میری ماں میرا ساتھ چھوڑ گئی تھیں اس دن سے مجھے زندگی سے بالکل ہی نفرت ہو گئی تھی میں دعا کرتا ہوں کہ میرا بھی کب جنازہ اٹھے گا لیکن یہ بھی ہے کہ جو مرنے کی جستجو کرتے ہیں اللہ ان کو اور بھی لمبی عمر دیتا ہے اس کے بعد میں نے اپنی تعلیم جاری رکھی اور اللہ کے فضل سے ایف ایس سی کلیر کی لیکن ایک بار پھر نا کام محبت نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا اور میں مرنے کا منتظر ہو گیا اور جب جنوری میں آپ کا مہنامہ پڑھا تو دل کو کچھ سکون ملا اور اب میں جواب عرض کا دل سے مطالعہ کرتا ہوں آپ سب سے دعا ہے کہ دعا کریں کہ اللہ میری زندگی سنوار دے اور مجھے ایک اچھی سی جاہ پر فائز کریں۔

لیٹر کے ساتھ نام نہیں لکھا۔ نام معلوم
قارئین کرام اسلام علیکم۔ میں آپ کو پہلی بار خط لکھ رہا ہوں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں جواب عرض بڑے شوق سے پڑھتا ہوں جواب عرض میں میری جان ہے میرا مشکل جواب عرض پڑھنا ہے اور محبت کر کے محبت کو نبھانا ہے میں آٹھ تاریخ کو جواب عرض لے کر آیا ہوں اور میں آپ کو کوچن اور ایک عدد تصویر بھیج رہا ہوں ضرور شائع کریں اگر زندگی نے وفا کی تو پھر ضرور رابطہ رہے گا۔

محمد ذیشان
اسلام علیکم۔ میں نے مئی کا جواب عرض پڑھا مجھے اس بار جلدی ہی مل گیا تھا جو میں نے تقریباً ایک ہی دن میں پڑھ لیا تھا مجھے جواب عرض کا بہت ہی شوق ہے اور اس بار تو اس کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ جڑے ہوئے ہیں بہت اچھے انداز میں تحریر کیا ہوا ہے مجھے جو سب سے اچھا لگا وہ اسلامی صفی تھا اور اس کے ساتھ آپ کی شاعر کی شاعری اچھی تھی اور کمال کی تھی اور پھر عابدہ رانی کی شاعری تو لا جواب تھی اس کے پڑھ کر ایسا لگا کہ دنیا میں ابھی ایسے لوگ بھی ہیں ان کا کیا ایک لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کتنے میان میں ہیں غزلیں بھی بہت ہی اچھی تھیں اور اس بار تو جواب عرض نے حدی کر دی کیوں کہ انتظار حسین ساتی نے جو اپنی کہانی تیرے عشق نچایا جتنا بہت ہی خوبصورت الفاظ میں بیان کی گئی اور انداز بھی بہت اچھا تھا لکھنے کا اور اس بار سب نے ہی بہت اچھا لکھا میں ایک عام سا شہری ہوں مجھے بچپن سے ہی جواب عرض پڑھنے کا بہت شوق ہے جب بچپن میں والدین کتابیں پڑھتے تھے تو میں جواب عرض شوق سے پڑھتا تھا جتنے شوق سے پڑھتا تھا اتنے ہی شوق سے سر جی آپ کو خط بھی لکھتا ہوں جو کچھ لکھتا ہوں وہ سب اپنے دل سے لکھتا ہوں اور آپ کی دل سے ہی بہت قدر کرتا ہوں میں ہر ماہ کا بے چینی سے انتظار کرتا ہوں کہ مہینہ ختم ہوا اور میں جواب عرض لوں میں ہر ماہ کے ایڈ میں بار بار پک شاپ پر جاتا ہوں پھر کہیں ملتا ہے جب تک مل نہ جائے چھین ہی نہیں آتا اور ملنے پر ایسا سکون ملتا ہے جیسے ایک مریض کو دوائی ملنے پر ایسی ہی ایک مثال اس بندے کی ہے لکھنے کو بہت کچھ ہے مگر آپ کا نوٹ دیکھ کر رک گیا ہوں کہ کم لکھا کریں مجھے کوئی غصہ نہیں کہ میں جو لکھتا ہوں وہ شائع نہیں ہوتا مگر جو لکھتا ہوں سکون محسوس ہوتا ہے میری دعا ہے جواب عرض دن دگنی و ات چو گنی ترقی کرے آمین۔

وقاص انجم جزالوالہ
جواب عرض کا شمارہ مہنامہ مئی شائع ہوا تو مجھے خبر ملی تو میں ہمیشہ جواب عرض لینے ایک تاریخ سے پانچ تک رسالہ لینے لگا ہوں لیکن آج میرے پاس کئی روپے نمبر سے کالیں تھیں میں سننے لگی تو دوسری طرف آئینہ رو بہ
جواب عرض 226
جولائی 2014

Digest.pk

نورین کی کال تھی اور اس نے مجھے مبارک باد دی اور میری لکھی ہوئی تحریر کو پسند کیا اور مجھے بتایا کہ آپ کی تحریر شائع ہوگئی ہے تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی اور نورین صاحبہ کا شکریہ کہ جس نے مجھے سب سے پہلے کال کی اس کے بعد میں فوراً وہاں سے جواب عرض لینے چلا گیا جب ارشد بک شال پر پہنچا تو میرا دوست ارشد بھی میری کہانی پڑھ رہا تھا اور اس نے مجھ سے دیکھا تو مبارکبادی میں نے اپنی لکھی ہوئی تحریر اپنی آنکھوں سے دیکھی تو مجھے بہت خوشی ہوئی اور میرا موبائل نمبر بھی تھا میں پھر اس کے بعد مجھے بے حد کافرا نے لکھیں بہت سے لوگوں نے مجھے کالز کیں اور میری حوصلہ افزائی کی ان سب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ ملک عرفان صاحب راولپنڈی۔ محمد نعیم اسلام آباد۔ نصر اللہ کھوسہ جعفر آباد۔ زینب ڈسک۔ کرن سرگودھا۔ صدف منڈی بہاوالدین۔ حافظ شفیق کھوٹی۔ ساجد حسین مظفر گڑھ۔ راشد لطیف جوڈاکنز ہیں۔ اور بہت سے لوگ ہیں جن کا میں نام لکھوں تو کئی صفحے بھر جائیں ان سب کا شکریہ جن کا میں نام نہیں لکھ سکا اور ایک نام میں ضرور لکھوں گا حاجی کھوٹی آپ کا شکریہ اور ریاض بھائی آپ کا بے حد شکریہ کہ میری تحریر کو جواب عرض کے صفحات پر سجا دیا اس خط کیساتھ میں ایک تحریر ارسال کر رہا ہوں اگر قابل سمجھو تو پھر سے عزت افزائی کیجئے گا شکریہ۔

میر احمد بلکٹی سولی گیس۔

ادارہ جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام پیش کرتا ہوں اور اس کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں اللہ اسے دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین سب سے پہلے میری حمد باری تعالیٰ اور انکس میں اور غزلیں شائع کرنے کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور جو غزلیں اور ایک کہانی جس کا نام محبت ایک پھول اور ایک تحریر اسلامی صفحے کے لیے ابھی تک شائع نہیں ہوئی پلیز ان کو بھی شائع کر دیں آپ کی مہربانی ہوگی مئی کے شمارے میں جو کہانیاں پسند آئیں ان میں آپ کی کشور کرن جو کہ آج کل جواب عرض میں چھائی ہوئی ہیں اللہ ان کی عمر دراز کرے اور یہ اتنا اچھا ہمیشہ لکھتی رہے۔ سیدہ امامہ۔ راشد لطیف ممبر سے والا۔ سحرش شاہین۔ اور ناز اذکیہ مانوالہ۔ صبیحہ فیصل آباد۔ میر احمد میر۔ دینا محمود قریشی۔ یونس ناز آزاد کشمیر۔ بلکہ سبھی کی کہانیاں اچھی تھیں میری طرف سے مبارک باد قبول ہو۔ غزلوں میں آپ کی کشور کرن بہ عابدہ رانی۔ محمد مسعود۔ دینا محمود قریشی۔ سردار خان مستوٹی۔ فوجی شاہد احمد کا انتخاب۔ محمد اسلم جاوید کی شاعری۔ بہت اچھی تھی اور آخر میں اسے آدراسیلہ کی کوئی تحریر نہ پا کر دل افسردہ سا ہو گیا آپ ہمیشہ لکھتی رہا کریں آپ کی تحریریں بہت میاں کی ہوتی ہیں برائے مہربانی مجھ سے رابطہ کریں آخر میں جواب عرض کے لیے دعا ہے کہ سدا مہکتا رہے آمین۔

بشارت علی پھول ہاجوہ

بھائی ریاض احمد صاحب اسلام علیکم سدا خوش رہیں اور اسی طرح دوسروں کی زندگی میں خوشیاں لاتے رہیں میں آپ کی اور آپ کے ادارے کی بے حد مشکور ہوں کہ آپ میری حوصلہ افزائی کرتے ہیں میں تہہ دل سے آپ کو شکریہ ادا کرتی ہوں میں نے اور بھی تحریریں بھیجی ہیں اور ہمیشہ لکھتی ہی رہوں گی اور امید کرتی ہوں کہ آپ یونہی میری حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے میں مطالعہ تو سارے میگزین کا کرتی ہوں مگر وہ پوری بار ہو رہی وہیں امید کرتی ہوں شکریہ کا موقع دیں گے۔ اس کچھ پر نس عبدالرحمن گجر۔ محمد عرفان۔ اور ان سب بہن بھائیوں کا شکریہ جنہوں نے میری کاوش پسند کی میں آپ کی امیدوں پر پورا اترنے کی پوری کوشش کروں گی اور ان کہانیوں کو سامنے لانی ہوں۔ نگفتہ ناز۔ آپ کی کشور کرن۔ مس افشاں دینا محمود قریشی۔ سحرش شاہین۔ مجھے آپ سب کی کہانیاں بہت اچھی لگتی ہیں خدا اسی طرح آپ کے قلم میں جان ڈالے رکھے میں جواب عرض کے

جوانی 2014

جواب عرض 229

آئینہ دروہرو

Digest.pk

قارئین کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں جو نئے نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں تو یہ حسین کہو کہ ساعری بھی لا جواب ہے آخر میں تمام رائٹرز کو محبت بھرا سلام دعا ہے جواب عرض اسی طرح جگمگاتا رہے اور ترقی کی منزل میں طے کرتا رہے آمین۔

سیدہ امامہ علی راوی لہندی

ماہنامہ جماب عرض اپریل کا مہینہ کہانیاں بہت اچھی تھی سب سے پہلے آپ کی کشور کرن چوکی ویران زمین کی کہانی آپ بہت اچھا لکھتی ہیں اسی طرح اسی کہانی پر بنے گا ہماری دعا میں آپ کے ساتھ ہیں اس کے بعد ویران ایم جاوید نسیم چوہدری۔ فیصل آباد۔ کی کہانی بہت اچھی تھی ہائے محبت ایم عاصم شاہرچوک متیلہ جناب آپ بہت اچھا لکھتے ہیں۔ کیسا نصیب میرا جناب رفعت محمود صاحب آپ تو استادوں کے استاد ہیں آپ کی کیا تعریف کروں۔ مانوس اجنبی سیرا ارمان سنگم فیصل آباد کی کہانی کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے آپ کی کہانی سپر ہٹ ہے آپ بہت بڑے لکھاری ہیں باقی کہانیاں درمیانے درجے کی تھیں آخر میں میری دعا ہے کہ جواب عرض کا جو پوڈ کاسٹ نے لکھا تھا وہ سدا ترقی کی مثال طے کرتا رہے اس شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

اپنی بربادیوں کا شکوہ کریں کیا ہم کسی سے۔۔۔ غیروں سے کیا شکایت انہوں نے دئے ہیں غم۔۔۔

محمد آفتاب شاد کوٹ ملک دوکوٹ

مارچ کا شمار میرے ہاتھوں میں ہے بہت جلد زینت بن گیا تمام پچھلے شماروں کی طرح اس بار بھی شمار بہت زبردست ہے کہانیوں میں آخری خواہش، بے جرم محبت عورت کی پہچان، اور اس سے زندگی، اچھی لگیں باقی تمام کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں تمام نئے قارئین اور رائٹرز کو میری طرف سے دیکھ رانی اسلم، اور حمزہ کو جواب عرض کی دیکھی تھری میں دیکھ لکھتے ہیں اگلے شمارے میں تفصیل خط کے ساتھ واپسی ہوگی تب تک اجازت دیں اللہ جانے۔

نام نہیں لکھنا معلوم

مئی کا جواب عرض ملا بہت خوشی ہوئی سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہو گیا اس رسالے کی میں جتنی بھی تعریف کروں کم ہے میرے بھی کوپن اور تحریروں شامل کرنے کا شکریہ کہانیاں سب ہی اچھی تھیں جن میں راشد۔ آپ کی کشور کرن، بحر شہر اور انتظار کی کہانیاں بہت اچھی تھیں اور باقی سب رائٹرز کو بھی سلام اور مبارک باد جواب عرض کی پوری تسلیت اور نکلنے سے کام کر رہی ہے ان سب کو میری طرف سے محبت بھرا سلام اور سلیوٹ۔

رائے اطہر مسعود آکاش

اسلام علیکم۔ میں رانا نوید شہزاد آپ کی بزم میز میں پھر حاضر ہوں جواب میرا پسندیدہ رسالہ ہے میں اسے بہت شوق سے پڑھتا ہوں جس دوست کے ذریعے میں جواب عرض میں آیا ہوں وہ مجھ سے دور ہے مگر اس کا مجھ سے کوئی رابطہ نہیں اگر وہ میرا یہ پیغام پڑھ رہا ہو تو برائے مہربانی وہ مجھ سے رابطہ کرے میرے دوست کا نام۔ راؤ برحان ذکر یہ ناؤن و باڑی کا ہے اور مجھے بھول گیا ہے اس کا کوئی بھی کزن بلال پڑھے تو مجھ سے رابطہ کرے آخر میں سب کے لبید عاگوں ہوں اجازت دیں اللہ نگہبان۔

رانا نوید شہزاد

مئی کا شمار اس وقت میرے ہاتھوں میں ہے اور میں اسے مکمل پڑھ چکا ہوں جو کہ وقت پر مل گیا تھا سب

جولائی 2014

جولائی 230

آئینہ و برد

Digest.pk

سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا ایمان تازہ ہوا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق دے آمین۔
اب آتے ہیں شاعری کی طرف تو ہر جواب عرض کی ہر دل عزیز آپنی کشور کرن۔ عابدہ رانی ریٹا محمود۔ اسلم
جادید کی شاعری بہت اچھی تھی کہانیوں کی دھجی مگری میں یوس تازہ سیدہ امامہ ریٹا محمود، آپنی کشور کرن، صبیحہ فیصل
آباد، زار از کیہ، انتظار حسین سانی، بحر ششائین کی کہانیاں اچھی تھیں میری کہانی جو ذوالفقار علی سنانول نے لکھی
تھی پڑھ کر اپنی رائے ضرور دینا باقی کالم بھی اچھے تھے آج کل آمن۔ فکشن تازہ، کرن تازہ، نظر نہیں آرہیں کیا وجہ ہے
آخر میں تمام شاف کو سلام۔

پرنس عبدالرحمن بکرمین رانجھا
ماہنامہ جواب عرض ایک شاپ سے خریدہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی پیارے دوستوں خطوط کالم شعر و شاعری
سب کال بہت اچھے ہیں ہر سلسلہ ایک سے بڑھ کر ایک ہے کچھ پرانے دوست جواب عرض کی مگری میں نظر نہیں
آرہے ان تمام سے اتھاس ہے کہ وہ دوبارہ لوٹ آئیں سب کا بری شدت سے جواب عرض اور قارئین کو انتظار
ہے اس مہنگائی کے دور میں ہم سب ہی مصروف ہیں لیکن اتنی مصروفیات میں وقت دینا کسی اردو ادب میں کسی
مردود احد کا کام ہے آپ سب بھی جہاں جہاں بھی ہو ہمیشہ ہستے رہو اور ماہنامہ جواب عرض میں پلیز واپس لوٹ
آؤ و سلام۔

ایم ولی اعوان گلزاری
سب سے پہلے جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام پیش کرتا ہوں میں معذرت خواہ ہوں کہ کافی عرصے بعد
جواب عرض میں واپسی ہوئی کچھ گھریلو برائیاں کی وجہ سے رابطہ نہ کر سکا میرے ان تمام دوستوں کا بے ح مشکور
ہوں کہ جنہوں نے مجھے بہت یاد کیا ماہ مئی کا جواب عرض ابھی مکمل پڑھا نہیں اگلے مئی میں جواب دے دوں گا
رشتے ناٹے میں نے ایک چھوٹا سا اشتہار دیا ہے جن لوگوں نے رابطہ کرنا ہوگا مجھے ایئر پوسٹ کر دیں اب
اجازت چاہتا ہوں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلامت رکھے اور لمبی عمر دے آمین۔

نام نہیں لکھا، معلوم
مئی کا جواب عرض میں نے خریدہ تو پڑھ کر بہت اچھا لگا اور جواب عرض چھوڑنے کی وہ میری ملازمت تھی
جب سے آرمی جوائن کی ہے اپنی زندگی اب اپنی نہیں رہی سب فوج کے آرڈر سے ہوتا ہے میں دوستوں کی
فرمائش پر دوبارہ جواب عرض کو جوائن کر رہا ہوں ندیم عباس ڈھکوک کی شاعری اچھی لگی اور انشاء اللہ اگلے مئی میں اپنی
شوری سینڈ کروں گا اور بھائی ریاض سے ریکویسٹ کروں گا کہ شائع کر دیں آخر میں جواب عرض کی پوری ٹیم کو
سلام اور میری پیاری اقراء میرے دل کی دھڑکن کو ڈھیروں سلام پیش کرتا ہوں۔

رانا محمد سلمان آف بہاولنگر
اسلام علیکم۔ ریاض بھائی مجھے یقین ہے آپ خیریت سے ہوں گے جی میں ایک نیا شاعر ہوں اس لیے
میں اپنی شاعری روانہ کر رہا ہوں اگر غزلیں میاری ہوں تو ضرور شائع کرنا تاکہ میں مزید لکھنے کی کوشش کروں چند
باتیں جواب عرض کے بارے میں نے جب رسالہ جواب عرض دیکھا تو اپنے ایک دوست کے پاس دیکھا
مجھے رسالہ پڑھنے کو شوق نہیں تھا مگر میں نے اپنے دوست سے پڑھنے کے لیے مانگا تو اس نے مجھے دے دیا اس
میں کہانیاں پڑھ کر میں بھی دھج ہو جاتا ہوں میں جواب عرض کے سارے عملے کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اہم ماہ میں
آپ بہت کچھ چھاپ دیتے ہیں جو ہمارے وہم و گمان میں نہیں ہوتا میں رانجھا اور شاعر اکرام کی عزت کرتا ہوں

آئینہ روبرو
جواب عرض 231
2014 لائی
Digest.pk

مجھے آتی کشور کرن کی شہلائی بہت اچھی لگتی ہے کیوں کہ ان کے ظلم میں قدرت نے کوئی جادو بھر رکھا ہے سیاحی کی جگہ پر اور باقی تمام رائٹرز اور شاعرز بھی ماشاء اللہ بہت اچھا لکھتے ہیں ان سب سے گزارش ہے اس پودے کو یونہی نکھارتے رہئے گا اس کو زیادہ سے زیادہ سے اچھی تحریر دیں یہ میرا پہلا خط ہے یعنی میں پہلی بار رائٹری دے رہا ہوں مجھے امید ہے سب لوگ مجھے دیکھ کر کہیں گے آپ سب کو چاہئے والا ہوں۔

ہاشم یعقوب خیال، منیلہ۔
آج میں میرا احمد بکٹی کی بیٹھک میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ اپنے گھر کی طرف جانے لگا میں نید دیکھا کہ میرا احمد کے ہاتھ میں رسالہ ہے میں نے اسے بلایا اور اس میں سالہ لے کر پڑھنے لگا میرا احمد میرا کرن ہے میں نے دیکھا کہ اس کی تحریر بھی ہنگی لڑکی شائع کی ہوئی تھی میں نے جب یہ سنواری پڑھی تو مجھے بھی لکھنے کا شوق پیدا ہو گیا ویسے تو میں بہت پہلے جواب عرض پر تھا تھا لیکن چند مجبور یوں کی وجہ سے کچھ عرصے کے لیے چھوڑ دیا تھا اور اب جواب عرض پڑھنے کا ہی نہیں بلکہ لکھنے کا بھی شوق پیدا ہو گیا ہے اور آج میں پہلی سنواری کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں امید ہے اسے شائع کر کے میرا حوصلہ افزائی کریں گے باقی تمام قارئین کی لکھی ہوئی تحریریں بھی بہت اچھی تھیں اس بار جواب عرض کی تمام کہانیاں اپنی مثال آپ ہیں میں میرا احمد بکٹی سے گزارش کرتا ہوں کہ اسی طرح جواب عرض میں لکھتے رہیں اور اس کے ساتھ جواب عرض کی پوری نیم کو سلام پیش کرتا ہوں اور میرا احمد سے اور تمام رائٹرز حضرات سے گزارش کرتا ہوں کہ میری بھی حوصلہ افزائی کریں واسلام۔

محمد رمضان اینڈ جان بکٹی سوئی گیس
مئی کا رسالہ ملا سرورق بہت اچھا لگا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا دل خوش ہوا اس کے بعد خطوط کے طرف گئے تو اپنا خط پا کر دل کو اور بھی خوشی ہوئی میرا خط شائع کرنے کا بہت شکر یہ اس ماہ جواب عرض میں شامل کہانیاں بہت ہی زبردست تھیں تمام کہانیاں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں تمام رائٹرز بہت اچھا لکھتے ہیں کسی بھی رائٹرز پر تنقید نہیں کر سکتا کیوں کہ وہ مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہیں آتی کشور کرن کی شاعری بہت پسند آتی غزلیں اور اشعار بھی عمدہ تھے جواب عرض کی پوری نیم کو میری طرف سے مبارک باد آخر میں دعا گو ہوں کہ خدا اس رسالے کو نظر بد سے بچائے اور دن دگنی رات چوٹی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

ایم ابو حریہ بلوچ بہاولنگر
اسلام ٹیکم امید کرتا ہوں آپ سب خیریت سے ہوں گے آپ کی دہی بزم جواب عرض میں یہ میرا پہلا خط ہے رسالے کا میں پرانا قاری ہوں لیکن پہلی بار لکھ رہا ہوں امید ہے بندہ کا خط شائع کر کے حوصلہ افزائی کریں گے اپنی منفرد کہانیاں دہی اشعار اور غزلوں کی وجہ سے یہ رسالہ پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر کونے میں پڑھا جاتا ہے دعا ہے کہ یہاں سے ترقی کرتا رہے جواب عرض کے تمام رائٹرز بہت اچھا لکھ رہے ہیں کسی بھی رائٹر پر تنقید کرنے کا کوئی حق نہیں کیوں کہ وہ ہم سے بہتر ہیں رسالے کے لیے دعا گو ہوں کہ یہ مزید ترقی کرے اور دہی لوگوں کے درد باخشاں تمام رائٹرز شاف اور قارئین کو میری طرف سے سلام۔

ابوذر غفاری بلوچ بہاولنگر
میں طویل عرصہ کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں امید ہے آپ پہلے کی طرح مجھے خوش آمدید کہیں گے اپنے پیارے دوستوں کی فرمائش پر ایک بار پھر اپنی ذات سے وابستہ محبت کی ایک دلغریب داستان حاضر خدمت ہے امید ہے آپ اس کی تمام غلطیاں دور کر کے جواب عرض میں جگہ دیں گے

آئینہ و برد
جواب نمبر 232
جولائی 2014
Digest.pk

ماہ اپریل کا شمار ہر وقت ملا ہر ایک عمر پر مفصل سے پڑھی اور پڑھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کافی دانشوروں نے بور کہانیاں لکھیں اور کچھ نے اچھی لکھیں جن کو بار بار پڑھنے کو دل کرتا ہے مثلاً ایم شاہ کی بائیں محبت۔ رفعت محمود کی کیسا نصیب میرا۔ ندیم عباس ڈھکوں کی۔ عشق سزا ہے اللہ دیتے غلطی کی میری فرمائش یا تیری اور خاص کر محمد اشرف زخمی دل کی وہ شخص قیامت تھا بہت ہی اچھی کہانیاں تھیں حاجی محمد انور لانگ صاحب آپ تو ہیں ہی کمال کے یونس ناز آپ نے بڑے عرصے بعد حاضری دی آلی کشور گرن صاحب آپ کی کہانی اچھی تھی ایم جاوید نسیم صاحب آپ کی کہانی میں پہلے کہانیوں کی طرح کشش کم ہے تھوڑی محنت کریں اقتصد علی فراز آپ صرف مطلب کے بار نکلے منظور اکبر تبسم ایک خطے کی وجہ سے آپ نے رابطہ چھوڑ دیا فنکار شیر زمان رابطہ رکھو ہم دونوں ایک ہی شہر کے ہیں جنید جانی کی طرح آدھے رستے نہ چھوڑنا شہباز آف راجن پور مجھے آپ کی دوستی پر فخر ہے آپ کے لیے میں نے کہانی لکھی ریاض حسین شاہ صاحب اور حاجی انور لانگ نے جواب عرض میں دوبارہ حاضری پر منظور ہوں راجن پور کے محمد شہباز کہانی حاضر ہے منظور اکبر تبسم۔ مجید احمد جانی۔ نثار محمد حسرت۔ دوست محمد ونو۔ عاشق حسین۔ منیر رضا۔ صدائیں صدائیں۔ اور باقی تمام دوستوں کا شکریہ جو مجھے ناچیز کو ہر وقت یاد رکھتے ہیں فنکار شیر زمان صاحب دیری گڈ ایک آپ ہی ہیں جو رسالہ پڑھتے ہیں باقی ہمارے شہر پشاور کے رہنے والوں کو کیا ہو گیا ہے جو جواب عرض نہیں پڑھتے جنید جانی پتہ نہیں کہ کدھر گیا ہے یاد واپس آ جاؤ افسوس دہلی بکری میں ہم سب آپ کے منظر ہیں آخر پر تمام دوستوں کو خلوص بھرا سلام۔

پرنس مظفر شاہ پشاور

سلام عقیدت امید سے مزاج گرامی بخیریت ہونے کے جواب عرض کا شمار لا جواب ہانٹل کے سنگ ملا اچھا میاں دی نور منظر تھا یہ ناصرف میگزین سے بلکہ اسکی محفل انجمن اور انس کچا ہے جو لا تعداد دہلی دلوں کی پڑائی بھی کرتا ہے اس میں اپنے وقت کے مایا ناز لکھاریوں کے ساتھ ساتھ نومولود اور اچھے اور ترچھے حروف لکھنے والے بھی بڑوں سے رہنمائی کرتے ہوئے آج کامیاب رائٹر بن گئے ہیں آپ لوگوں نے اپنی ٹیکراں محنتوں اسے زمیں سے اٹھا کر آسمان تک پہنچایا اور بلاشبہ یہ کامیاب اینڈیٹر اور رائٹر کی محنت ہے میں آپ کی ٹیکراں محنتوں اور لا جواب کوششوں کو داد حسین پیش کرتا ہوں اور لکھاری حضرات کی تخیلاتی اور تحریریوں کی قابل قدر اور بیش بہا سوچ اور محنتوں پر خراج عقیدت پیش کرتا ہوں میں اس قابل تو نہیں کہ اپنے ٹوٹے پھوٹے لفظوں کو سجا کر اس قیمتی صفحات کیزینت بناؤں لیکن پھر بھی آپ لوگوں کی تحریروں کی سجاوٹ شاعری کی بناوٹ لطافت اور اقوال زریں کی لیننگ یہ مہارت سے چار چاند لگا دے اس سے بڑھ کر یہ کہ دانشور اور قارئین کے علاوہ ہر ایک کی خوشنود نظر رکھتے ہوئے ان کے خطوط اینڈریس اور فون نمبر لگائے یہ بلاشبہ سراہنے کے قابل ہیں اس سے ایک دوسرے سے محبت خلوص اور انیسیت کے رشتوں کی جان لگائی ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ اور حالات کا ہر وقت پتہ چلتا ہے مدت بعد انہوں کی محفل میں حاضر ہوا ہوں تحریروں کو اور سال کر دی ہے امید ہے میری تحریروں کو میرے من پسند پرچے میں لگا کر منظور فرمائیں گے جواب عرض کی ترقی اور پورے سٹاف کے کامیابی اور کامرانی کے لیے دعا گو ہوں۔

ایم حسن نقوی قبولہ شریف

جواب عرض میں بہت پرانا قاری ہوں لیکن کچھ عرصہ مصروفیات کی وجہ سے موقع نہیں ملا باقی میں ہر ماہ جواب عروج باقاعدگی سے خریدتا ہوں اور پڑھتا ہوں اور سب کے لیے دعا گو بھی ہوں میرے دوست ایس

نولائی 2014

Digest.pk

جواب عرض 233

آئینہ رو برو

محمد یاسین از اسبوات موز بمبئی

محمد آصف علی بدکھی شجاع آباد

دو کھن اظہر سیف سلطانہ کی

2014 جی

خطبہ عرفہ 234

آکسیدوپرو

Digest.pk

مشکور ہیں اور میری کچھ چیزیں آپ کے دفتر میں ہیں پلیز انہیں ڈھونڈ کر لگائیں آپ کی بہت مہربانی ہوگی بھائی میں بہت محنت سے لکھتی ہوں پلیز ریاض بھائی میری چیزیں لگا دیں مجھے بی بی چینی سے انتظار ہے کہانیاں نامکمل پڑھی نہیں ویسے ویران زندگی آپ کی کشور کرن کی آخری حصہ بہت اچھا تھا میری طرف سے مبارک ہو اور تمام قارئین کو سلام۔

جواب عرض ہے بی بی ایسا کہ اس کی کوئی مثال نہیں صفحہ صفحہ پڑھ کر دیکھ لیا پیار و محبت کی عکاسی نظر آتی ہے یوں اپنے پیارے مسکراہٹیں نکھیرتے ہوئے قارئین کی محفل میں حاضر ہیں زندگی کی اصلاح اور ایمان کی حرارت سے مزید اسلامی صفحہ پڑھ کے ایک طرح سے خود کو پر جوش پاتے ہیں اور پھر ہمارا استفادہ کرتے ہیں۔ آپ کی کشور کرن۔ اور راشد ترین، اور زار آؤ کیہ، کی ذہنی شاعری بہت اچھی لگی میں خود بھی شاعری کرتا ہوں اور شاعری کو پسند کرتا ہوں اور پیارے ریاض بھائی نے شاعری بہت حوصلہ افزائی کرتے ہیں یہ انجانی خوشی کی بات ہے اور اپنے ادبی ذوق کو سنوارنے کے لیے اچھے موقع بھی ملتے ہیں، کہانیوں میں عاشق حسین کی ایک اور لوسنوری سے شروع ہو کر ریاض حسین رگوں میں کانٹے پڑھتے ہوئے شاز یہ جاوید کی کسک، بھی پوری ہوئی مگر نعت محمود کی زندگی کی دھوپ چھاؤں نے لور مس افشاں کی دو بول محبت کے، زندگی کو پیار محبت میں پرو دیا اور پھر میرا زمان کی یادوں کے برستے بادل نے تو یادوں میں لا کے چھوڑ دیا مگر اشفاق بت کا انتظار کرنا بھی بہت اچھا لگا ہے اسی انتظار میں منیر رضا نے کہہ دیا کہ لوگ چھوڑ دیتے ہیں زبردست مگر بھلا ہوندا ہم عباس کا جنہوں نے پیار کی جیت کرا دی سبھی رائٹر نے بہت اچھا لکھا ہے کہیں یہ دل اداس ہو تو کہیں یہ خوشیوں کے آنسو چھلکتے ہیں زندگی تو یقیناً امتحان ہے لور جواب عرض کی بے مثال تحریریں پڑھ کر لوگوں کے حالات زندگی پڑھ کر اپنی زندگیوں کو سنوارنے اور زندگی کے نشیب و فراز کو سمجھنے کا بہترین موقع ملتا ہے سب قارئین کو دل کی گہرائیوں سے سلام۔

عبدالجبار رومی۔ انصاری لاہور۔ جواب عرض ایک اچھا سالہ ہے اللہ اس کو چار چاند لگائے میرا یہ پہلا خط ہے امید ہے مجھے بھی شامل کریں گے مارچ کا جواب عرج مجھے بہت لیت ملا چلو کوئی گل نہیں مل تا گیا اس بار جواب عرض کا تمام نام نکل بہت اچھا تھا اور پھر اس میں تمام کہانیاں بھی بہت اچھی تھیں مبارکباد آئندہ بھی لکھتے رہنا راشد اور ریاض بھائی کی سنوری نظر نہیں آ رہی۔ ایم یعقوب، مژدہ الفخار علی، آصف علی، رانا وسیم اکرم، مقصود احمد، اور میرا دوست راشد لطیف صبر سے والا ان تمام دوستوں کو سلام جواب عرض کے تمام شاف کو میرا محبوب بھرا سلام۔

محمد سلیم منیو کوئٹہ کلاس والا۔ پورے شاف کو سلام عقیدت۔

اپریل کا جواب عرض پڑھ کر بہت خوش ہوا اپنی کوئی چیز نہ پا کر دل کو دکھ ہوا مگر کوئی بات نہیں اسلامی صفحے نے بہت مزہ دیا لور پھر ابھرتے ہوئے شاعروں میں آپ کی کشور کرن، عابدہ رانی، ثوبہ حسین، مس فوزیہ کنول کی شاعری پسند آئی ماں سے پیار کا اظہار۔ مجھے شکوہ ہے زندگی کی ڈائری میرا بہترین دوست، مگدستہ مختصر اشتہارات، رشتے نا طے دکھ درد ہمارے، آئینہ رو برو، سب کال اچھے ہیں اور اگر کہانیوں کی بات کی جائے تو کہانیوں میں ویران زندگی آپ کی کشور کرن کی اور تیری یاد ساتھ ہے پیاس فوزیہ کنول کی وہ شخص قیامت تھا محمد اشرف زیدی دل، وہ لڑکی کون تھی عابدہ شاہ، کیسا نصیب میرا نعت محمود، تقدیر کی جست خرم شہزاد محفل چھٹی محبت شمر

جولائی 2014

Digest.pk

آئینہ رو برو

احمد، تیرے انتقاد میں عاصمہ انصاری، خود غرض محبت محمد یونس ناز، آخر کیوں ہے وفا ماجدہ رتید، ہائے محبت ایم عاصم شاہ کر، ویران گلشن ایم جاوید نسیم چوہدری ممانو انجینی ان سب کو اتنی اچھی کہانیاں لکھتے پر مہا کہاد پیش کرتا ہوں آخر میں تمام رائٹرز کو سلام۔

محمد خادم جنگ ڈیرہ مراد جمالی

مارچ کا شمارہ ملا جیسے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی دن تین بجے مجھے رسالہ مل اور رات بارہ بجے تک میں نے پورا کا پورا پڑھ لیا اور پھر سزا کیا ملی صبح کو سر درد تھا فجر کی نماز بھی نہ پڑھ سکی غزلیں بہت ہی زبردست ہوتی ہیں نصیر رضا کی ساری کی ساری غزلیں اچھی تھیں اور کہانیاں سب کی بہت اچھی تھیں اللہ قالم سے لکھنے والے ہاتھ سلامت رکھے ایک شکایت ہے بھائی کہ ٹائٹل کوئی سادہ سا ہونا چاہئے کیوں کہ رسالہ جو دیکھی ہے اس لیے ٹائٹل بھی سادہ ہی لگایا کریں صدائ حسین صدائ کو مبارک باد گفٹ ملے کیا اور باقی بھی سب کو مبارک ہو دعا ہے جواب عرض دن دینی رات چوگنی ترقی کرے آمین۔

عافیہ گوندل جہلم

جواب عرض منی کا شمارہ ملا جو کہ میرے ہاتھوں میں ہے حرے کی بات یہ ہے کہ اس میں میرا خط تھا مگر میرا نام نامعلوم لکھا ہوا تھا یہاں تک میرا خیال ہے کہ وہ بھائی ندیم نے عباس میوالی نے نقل اٹھا کر سینڈ کر دیا ہوگا اور جو اصل تھا وہ غائب کر دیا ہوگا خیر کوئی بات نہیں مجھے تو معلوم ہے ماں میرا خط ہے کہانیوں کی طرف آتے ہیں میرا نصیب آپ کی کشور کرن کی۔ بھول سیدہ امام علی، انتقام، یونس ناز، بہت ہی پسند آئیں باقی اتنی جلدی تو نہیں پڑھ سکتے چوبیس کو شمارہ ملا اور اٹھائیس کو پڑھ لیا باقی مصباح کریم میوالی صاحبہ جلدی جلدی ہے اپنا لیٹر لکھو ورنہ میرا ہو جائے گی ان کی غزلیں بھی بہت پسند آئیں جو کہ آپ کی نادیہ کے نام تھیں سب فریڈز کو میری طرف سے سلام۔

فرخندہ جہیں بہاولپور

منی کا جواب عرض چوبیس اپریل کو ملا سب سے پہلیا سلامی صفحہ پڑھا جو کہ کچھ تو میرا ہی تھا باقی بھی بہت پسند آیا میری چیزیں بھی شکر ہے شمارہ کا حصہ تو بنی ورنہ خط کے سوا کچھ شائع ہی نہیں ہوتا آپ کی کشور کرن کا نہیں دیکھ کر نے کا بہت شکر بہت بہت شکر یہ اور ان کی ستوری میرا نصیب پر مبارکباد آپ کی جان ہم سے جواب عرض کے لیے کوئی ستوری نہیں لکھی جانی لیکن خوف ناک کے لیے ہم نے دو ستوریاں بھیج دیں ہیں مگر امید ہے جلدی لگ جائیں گی خیر ہم بھی میوالی ضدی ہیں لکھتے ہی رہیں گے، پچھتاوا ارشد لطیف۔ میرا احمد پگلی لڑکی، ایسی دولت کس کام کی اچھی کہانیاں تھیں ان کو ہماری طرف سے بہت بہت مبارک ہوا یگزام کے بعد کوئی اور ستوری لکھیں گے اب تو ہمیں ہر طرف وہی نظر آتے ہیں غزلوں میں آپ کی کشور کرن، عابدہ رانی، مصباح کریم میوالی، اور خطوط کی طرف سے کیا ہی بات ہے مانی ڈیئر سسٹر فرخندہ جہیں کی ایک شمارے میں دو خط کمال ہے لکھ مزاتب ہے کہ آپ خود لکھیں کسی سے لکھوانا الگ بات ہے تمام چٹوکی والوں کو میری طرف سے سلام۔

محمد ندیم عباس میوالی۔ چٹوکی

جون کا شمارہ مال پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ہر چیز اپنی مثال آپ ہے اسلامی صفحہ۔ ماں کی یاد میں۔ کہانیاں ابھرتے ہوئے شاعر، غزلیں نظمیں۔ شعر و شاعری۔ گلدستہ۔ ڈائریز، مختصر ملاقات، درشتے تاملے، دوکھ درد ہمارے، سب ہی اپنی جگہ پر بہت خوب صورتی سے سجائے گئے ہیں اور بہت ہی خوشی کی بات ہے کہ ایک نہیں دو دو کالم نئے لگے ہیں ایک میں نے جواب عرض کیوں پڑھنا شروع کیا اور دوسرا ماں کی یاد میں میں نے نجانے

2014 ولاتی

Digest.pk

جواب عرض 236

آئینہ رو برد

کب کا لکھ کر بھیجا ہوا تھا خدا کا شکر ہے میری دعا سنی گئی اور مجھے امید ہے کہ ایسا ہی ماں کی یاد میں ہر ماہ لکھے گا ماں سے پیار کا اظہار بہت چھوٹا کالم ہے جس کو پڑھ کر مہر نہیں آتا ماں کے بارے میں ایسی تحریر ہو جو پڑھ کر آنکھیں خود بخود ہی چٹک پڑیں اور ہوسکتا ہے کسی نافرمان کو یہ صفحہ پڑھ کر ماں کی فرمانبرداری کا احساس ہو جائے اور اس کی ماں اس پر اسی دنیا میں ہی خوش ہو جائے ادارہ والوں سے ریکوریٹ ہے کہ ماں کی یاد میں تفصیلی صفحہ چلنا رہنے دیں اور غم کے بعد خوشی ملتی ہے کالم اچھا کیا بند کر دیا اور کی جگہ میں نے جواب عرض کیوں پڑھنا شروع کیا بہت اچھا ہر کوئی اپنی رائے دے گا کہ اس کو جواب عرض سے کیسے پیار ہوا تھا اس کو کیا دکھ تھا ہر کسی کے دل کی بات جواب عرض کی زینت بنے گی تو بہنوں بھائیوں ان کالمز میں دل کھول کر حصہ لیں مجھے مت رہ جانا دل کھول کر ماں سے پیار کا اظہار کریں اور اپنے دل کی باتیں اپنے ان دوستوں تک پہنچائیں جن کی وجہ سے آپ کے جواب عرض پڑھنا شروع کیا تھا کھینکے سر اللہ آپ کو خوش رکھے ہماری تحریروں کو بہت عزت دی ہوئی ہے جواب عرض اب اللہ کے کرم سے بہت آگے جا رہا ہے اور دعا ہے ہم سب اس کی محفل کو یونہی جیتے کھیتے کہیں گاتے کہیں پڑھتے کہیں گلہ سے لطف سے لیتے اور کہیں پیاری باتیں کہیں دھمی ٹکری اور کہیں ماں کی شان کہیں تو کہیں لیٹر کے ذریعے اپنے دوستوں کے پیغامات خوشی کی بات ہے اگر ہم سب یہ محفل اسی کی طرح سجائے رکھیں تو ہر سالے میں یہ بات جواب عرض تو لا جواب ہے باقی کہانیوں میں مجھے جو سب سے زیادہ پسند آئیں وہ عشق تیرے وچ جوگی ہو یا گند، لور دکھ سکھ اپنے، آدمی رات کی دستک، کیا کھویا کیا پایا، ویری گند یہ کہانیاں خاص الخاص تعریف کے قابل ہیں ان کو مبارکباد اسی طرح اس محفل کو چار چاند لگائے رکھنا اور جو میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں ان کا بہت بہت شکریہ اٹھیں بہن بھائیوں کی حوصلہ افزائی سے ہی تو رائٹر کا اندر کا انسان قلم کے ذریعے باہر آتا ہے خیر اللہ پاک سب کو مزید نکھار دے آمین اور سچ مانو اس بار جواب عرض نے بہت دل خوش کیا ہے اور ندا عباس کا شکریہ اس نے لفظوں میں میری تعریف کی میڈم آپ کی دعا میں ہیں اور خوشی ہوئی کہ آپ کو آپ کی انیس سال زندگی میں صرف لایہ صرف میری ہی ایک کہانی پسند آئی کھینکس۔ مطلب آئی ایم گند لک آپ کی نظر میں بہت خوشی ہوئی ویری ویری کھینکس اور مصباح کریم میوالی اور بھائی ندیم عباس آپ کو بھی شکریہ میری تحریروں کو پسند کرنے کا باقی سب کا بھی بہت شکریہ نام نہیں لکھ سکتی کیوں کہ ادارے والے نجانے اتنا لبا خط دیکھ کر ردی کی نوکری کی بھوک پیاس نہ بچھا دیں ڈر لگ رہا ہے پلیز یہ خط شائع ضرور کرنا آئندہ اتنا بڑا نہیں لکھوں گی آخر میں سب کے لیے ڈھیروں دعائیں اور سلام جواب عرض کی ترقی کے لیے دعا گو ہوں دن رات چوگنی ترقی کی منزل ملے کرتا رہے (آمین)

کشور کرن چوکی

قارئین جواب عرض کے نام۔

کچھ قارئین کرام اپنے خطوط میں لڑکیوں کے نام دوستی کا پیغام دینا شروع ہو گئے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ الٹ پٹا لکھ دیتے ہیں ہم نے پہلے بھی لکھا تھا کہ ہم بھی کسی کی ذات پر کوئی بھی تنقیدی لیٹر نہیں لگائیں گے صرف اور صرف وہ لگاتے ہیں جو رسالے کے بارے میں ہوتا ہے اگر کچھ ایسی باتیں ہم شادت کر دیتے ہیں تو اپنے اور آپ کے فائدے کے لیے ایسا کرتے ہیں جس سے کوئی ایسا مسئلہ نہ بن جائے ادارہ جو کرتا ہے بہتر کرتا ہے لیکن لوگ اپنی انا کو لے کر مت لکھیں تاکہ کسی کی ذات پر کوئی حرف نہ آئے کچھ لوگ میسج کے ذریعے اپنا نام چلانے کی کوشش کرتے ہیں ایسا بھی نہیں ہو سکتا اتنا ناگوار ہے ہاں نہیں ہوتا کہ ہم بیچ نکال

ایجنواری 2014

جواب عرض 267

Digest.pk

کچیجی جواب عرض میں مختصر اشتہارات کیلئے استعمال کریں

آپ کے دیئے گئے ان اشتہارات کا مضمون بے حد مختصر واضح اور خوشخط انداز میں ہونا چاہئے
اگر اشتہار کمرشل ہے تو اس کی لمبائی ۸۰۰ روپے ارسال کریں۔ اور اشتہار ضائع کروایا جائے گا۔ ایڈیٹر

نام _____

تکمیل پتہ _____

چوہان کیس کا نام
"ملاقات"
نیلے لکھ کر ارسال
کریں

جواب عرض

کچیجی ملاقات کیلئے

ادارے میں ہونا ضروری ہے کہ کوئی شخص کسی قسم کی کوئی ایسی بات نہ کہے جس سے
اپنے کے لئے آپ کا ادارہ شائع نہیں کیا جائے۔

نام _____

عنوان _____

تکمیل پتہ _____

اس کو پتہ کے مطابق
اپنی ایک ہر تصویر
ارسال کریں ہم شائع
کریں گے۔ ایڈیٹر

مفت نامہ

جواب عرض 228

Digest.pk

کر بیٹھے رہیں جو کچھ بھی بھیجنا ہے لکھ کر بھیجیں ہم آپ کی تحریروں کو بھیج رہے ہیں۔ ہمارے پاس جو تحریروں پر
پڑی ہوئی ہیں وہ اپنی باری پر سب لگتی ہیں ہر چیز باری آنے پر قہر آگے آگے۔ سب عرض کے قارئین بلکہ پورا
شاف ادارہ کی نصیحت پر عمل کریں۔ شکریہ

ادارہ جواب عرض

اسلام علیکم۔

کچھ عرصہ غائب رہنے کے بعد پھر جواب عرض پڑھنے کا شوق ہوا کچھ مجبور یاں تھیں جو اپنے پسندیدہ رسالہ
جواب عرض سے دور رہا اور اب موقع ملا تو سیدھا اخبار فروش کے پاس گیا اور اپنا جواب عرض لے لیا اب کچھ
جواب عرض میں ہمارا بھی حصہ ڈال دیجئے گا کچھ شعر وغیرہ بھیج رہا ہوں ان کو اپنی نگرانی میں شائع کر دینا بہت
شکریہ

ملک پرویز اختر

اسلام علیکم۔ ایڈیٹر صاحب امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے بہت دیر کے بعد لکھ رہا ہوں پھر سے
چند اشعار بھیج رہا ہوں برائے مہربانی ہمیشہ کی طرح شائع ضرور کرنا آپ کا مشکور رہوں گا میں جواب عرض بہت
سی شوق سے پڑھتا ہوں اس سے مجھے بہت ہی پیار ہے اس کے تمام سلسلے اور کہانیاں مجھے بہت ہی پسند ہیں امید
ہے کہ یہ رسالہ اسی طرح ترقی کرتا رہے گا۔

چاند بھٹی ڈوگر انوالی۔ چونڈہ

محترم جناب ایڈیٹر صاحب۔ اسلام علیکم۔ کافی عرصہ ہو گیا ہے کہ میں جواب عرض کی محفل سے
دور رہا ہوں کیونکہ میری صحت بہت ہی خراب ہو گئی تھی اور اب بھی کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ سب قارئین سے گزارش
ہے کہ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ پاک مجھے صحت کاملہ عطا فرمائے۔ میری طرف سے ایس فرام جھنگ سٹی کو
چاہتوں بھر اسلام قبول ہو۔

حسن رضا۔ رکن سخی

محترم جناب ایڈیٹر صاحب۔ اسلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ جواب کا تازہ شمارہ
پڑھا بہت ہی پسند آیا۔ میں اس میں آج پھر ایک کہانی بھیج رہی ہوں امید ہے کہ آپ اسے جلد کسی قلمی شمارے
میں شمارے میں شامل کریں گے۔ میری دعا میں اس رسالے کے ساتھ ہیں امید کرتی ہوں کہ یہ رسالہ دین دگنی
رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین۔ میری کہانیاں شائع کرنے کا بہت شکریہ۔

ثمنہ بٹ۔ لاہور

محترم جناب ایڈیٹر صاحب۔ اسلام علیکم۔ جواب عرض کا میں دیوانہ ہوں لیکن کچھ ایسی
مجبور یوں میں گرا رہا ہے کہ اس میں کچھ بھی نہ لکھ سکا پتہ نہیں میرے سامنے مجھے بھول گئے ہیں یا پھر ابھی میرا نام
ان کو یاد ہے۔ بحر حال میں جلد ہی اپنی نئی شاعری کے ساتھ حاضر ہوں گا۔ باقی جواب عرض میں وہ حوا ہے جو کسی
اور رسالے میں نہیں ہے۔

غلام رسول پری۔ کچن سنگھ والا۔

جولائی 2014

Digest.pk

آئینہ دور

جواب سوال

٤٤

3

پیغام (شمر کی شکل میں)

٢٤

بھیجئے والے کا نام و مقام

جواب عرض

یہ کوینکات کراس پر شہر لکھ کر ہمیں ارسال کر دیں

rt

سید و بہترین قصہ

— ۱۳۸ —

قون نمبر۔

کمل پڑھو۔

246

Digest.pk

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✧ ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✧ ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✧ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ✧ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- ✧ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریچ
- ✧ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میسج کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ✧ ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو مائیل لنک
- ✧ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو
- ✧ ہر پوسٹ کے ساتھ پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✧ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریچ
- ✧ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✧ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✧ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1